منبرانِ قدسیوں سے مضموں تُل گئے (دبیرؔ) اب سبع معلقہ کعبے سے کھل گئے

جلد اوّل

سبع مثانی

(یعنی)

خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب **دبیرؔ** طاب ثراہ کے ۱۴ عدیم النظیر اور صحیح ترین مرثیوں کا مجموعہ

(مصدقہ)

فخر المتقدمین استاذ المتاخرین یادگار حضرت دبیر مغفور جانشین جناب اوجؔ مرحوم جناب مرزا محمد **طاہر** صاحب رفیعؔ مدظلہ العالی

(مرتبہ)

مداح امام کونین جناب سید فرزا حسین صاحب خبیرؔ رضوی لکھنوی ارشد تلامذہ حضرت اوجؔ مغفور اعلی اللہ مقامہ

حسب فرمایش منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

(باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع)

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت بلحاظ کاغذ	قسم اول ولایتی چکنا سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) دو روپیہ آٹھ آنہ	قسم دوم دیسی سفید کاغذ (۱۶ پونڈ) دو روپیہ	قسم سوم نارنجی سفید کاغذ (۲۰ پونڈ) ایک روپیہ آٹھ آنہ

جملہ حقوق محفوظ

یہ جلد جوہر بک ڈپو چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہے

جملہ حقوق محفوظ

الف

عکس عبارت توثیق سبع مثانی از قلم استاذ الاساتذہ حضرت رفیع مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مداح امام الکونین عزیزی سید سرفراز حسین صاحب خبیر سلمہ اللہ القدیر شاگرد رشید والد علام حضرت اوج طاب ثراہ و خاکسار ہیچمدان رفیع کا مدت سے تقاضا اور خود اس فقیر کا ارادہ تھا کہ تاجدار کشور سخن قبول مداح آل رسول بندہ درگاہ پنجتن خدائے سخن استاد بے نظیر جد امجد جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ کے اون مشہور مرثیوں کی تصحیح اصل نسخہ دبیری سے کردی جائے جنپر اہل مطبع کی بے پروائی احباب کی دریدہ کارروائی دبیر ہمہ دان و نکتہ سنج کی بے نیازی کلام دبیر کی ملتہ نوازی اور قبول عام کی قدر افزائی کے ہاتھوں بڑے بڑے ستم ہوگئے الحمد للہ کہ اب چودہ مرثیوں کی ایک جلد شایع ہو رہی ہے اصل مرثیوں جو مصنف مرحوم کے پڑھے ہوئے ہیں سے مقابلہ کرنے وقت قیامت نظر آئی مصرعوں اور بیتوں کا ذکر کیا بند کے بند الحاقی اکثر عمدہ بند ندارد کہیں تحریف کہیں تخفیف سلسلہ کی زنجیریں شکستہ کہیں کچھ کہیں کچھ جا بجا الفاظ میں بہار اور خزاں کا فرق جہانتک ممکن ہوا اصل مرثیوں سے تصحیح کرکے ایک جلد مشتے نمونہ از خروارے اہل نظر کے سامنے پیش کیجاتی ہے خلاق سخن آفرین اسکی طبع میں کوشش اور توجہ کرنیوالوں کو جزائے خیر دے اگر قلوب مومنین پر سعی خبیر کا کچھ اثر ہوا تو خاص خاص مرثیے بھی خبیر کا ہتوں نے خوب خوب اصلاح کی ہے اسیطرح صحیح حالت میں طبع ہو کر لذت افزائے اہل ذوق ہونگے

محررہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹ء

خاکسار
محمد طاہر رفیع

فہرست مراثی مطبوعہ سبع مثانی جلد اوّل

نمبر مرثیہ	مطلع	تعداد بند	صفحہ	مختصر کیفیت
۱	کونین میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو	۱۴۴	۱	مضامین بہاریہ و آمدگی از مدینہ و حال حضرت مسلمؑ و شہادت
۲	جب ماہ نے نوافلِ شب کو ادا کیا	۱۸۹	۳۷	مناظر صبح ترتیب فوج و حال حضرت حرؑ
۳	پرچم ہے کس علم کا شعاع آفتاب کی	۲۳۰	۸۵	حال حضرت عونؑ و محمدؑ
۴	اے صبح کیا ہوا جو ترا جیب چاک ہے	۱۱۲	۱۴۳	حال دربار شام و جنگ حضرت قاسمؑ زبانی امام (یہ مرثیہ اس سے قبل طبع نہیں ہوا تھا)
۵	سیفی کا نہ نہ مری شمشیر زباں ہے	۱۶۳	۱۷۱	حال حضرت ابوالفضل العباسؑ
۶	اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل	۱۳۲	۲۱۳	حال حضرت علی اکبرؑ
۷	آدم کا دادرس بنی آدم میں کون ہے	۱۶۴	۲۴۷	حال سید الشہداؑ
۸	سرتاج کائنات حسنؑ اور حسینؑ ہیں	۱۳۳	۲۸۹	حال سید الشہداؑ
۹	یارب مجھے مرقع خلد بریں دکھا	۱۲۹	۳۲۳	اشتیاق زیارت حال سید الشہداؑ روایت قیس
۱۰	جب شامیوں میں صبح کی نوبت کا غل ہوا	۱۳۱	۳۵۷	حال سید الشہداؑ
۱۱	کوہ رقیم پر جو علیؑ کا گذر ہوا	۸۵	۳۹۱	حال سید الشہداؑ
۱۲	جب حرم قلعہ شیریںؑ کے برابر آئے	۵۸	۴۱۳	حال شیریںؑ (یہ مرثیہ اس سے قبل کسی جلد میں نہیں طبع ہوا تھا)
۱۳	سرسبز ہو یارب سخن اس ہیچمدان کا	۱۱۵	۴۲۹	حال ہندؑ
۱۴	منبر نشین انجمن شاہ دیں ہوں میں	۱۳۰	۴۵۹	روایت خورشید بانو و واقعہ دفن سر سید الشہداؑ بہ نجف

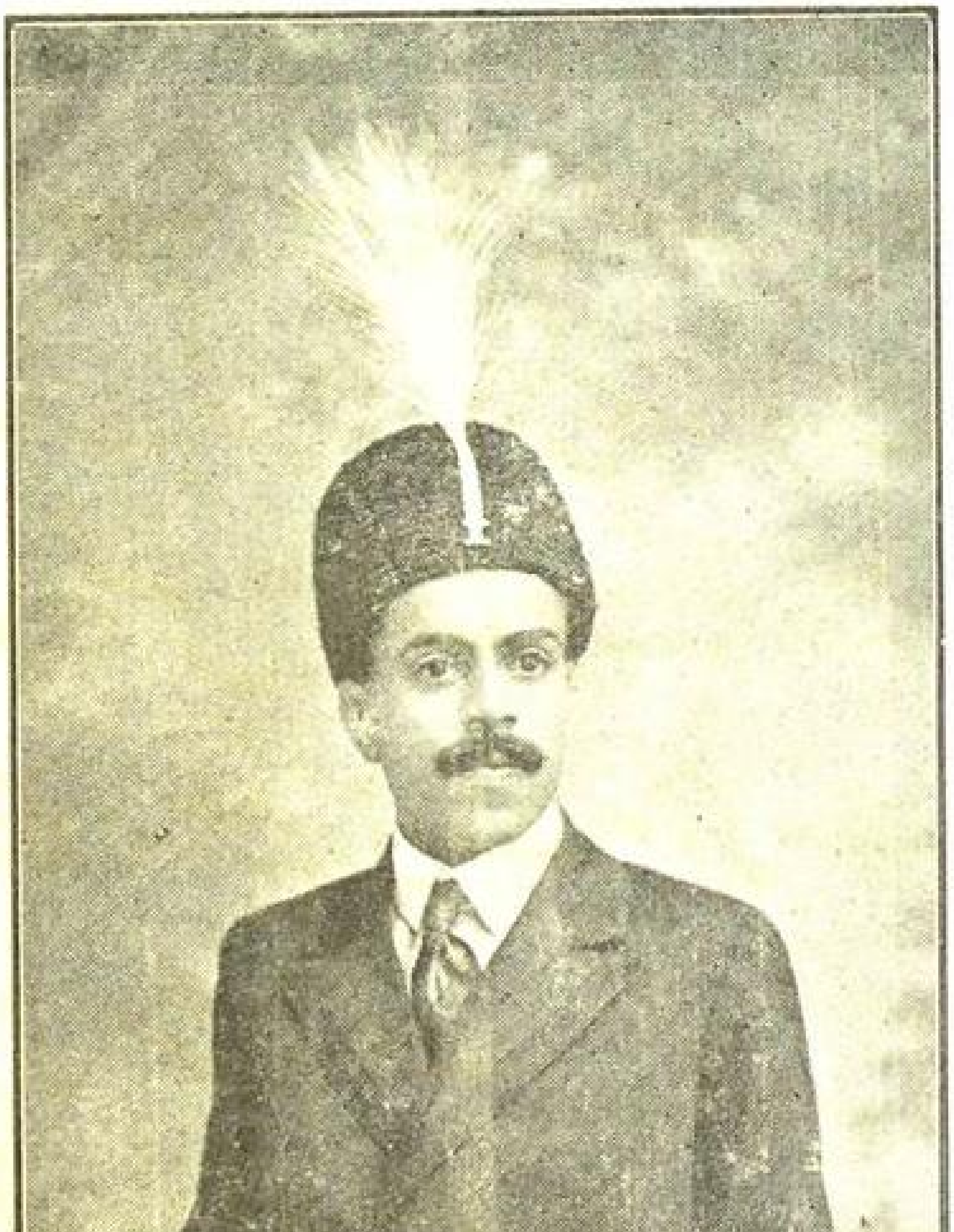

اعلیٰ حضرت ہز ہائینس نواب میر فضل علیخاں
صاحب بہادر والی ریاست عالیہ بنگن پلی

باسمہ سبحانہ

کیست اے فضل علی اندر جہان ہمتاے تو روز افزون باد شان ہمت والاے تو
آمدہ مفتاح قفل مقصدم ایماے تو شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

مین اس متبرک مجموعہ کو اپنے ولی نعمت صاحب شوکت وحشمت شیداے رسول و آل رسول والا خطاب ہز ہائنیس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ والی ریاست عالیہ بیگن پلی کے نام نامی سے بنظر قدر افزائی معنون کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وابستہ دامن دولت

فقیر خبیر

٥

خط قلمی جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر مرحوم کا عکس

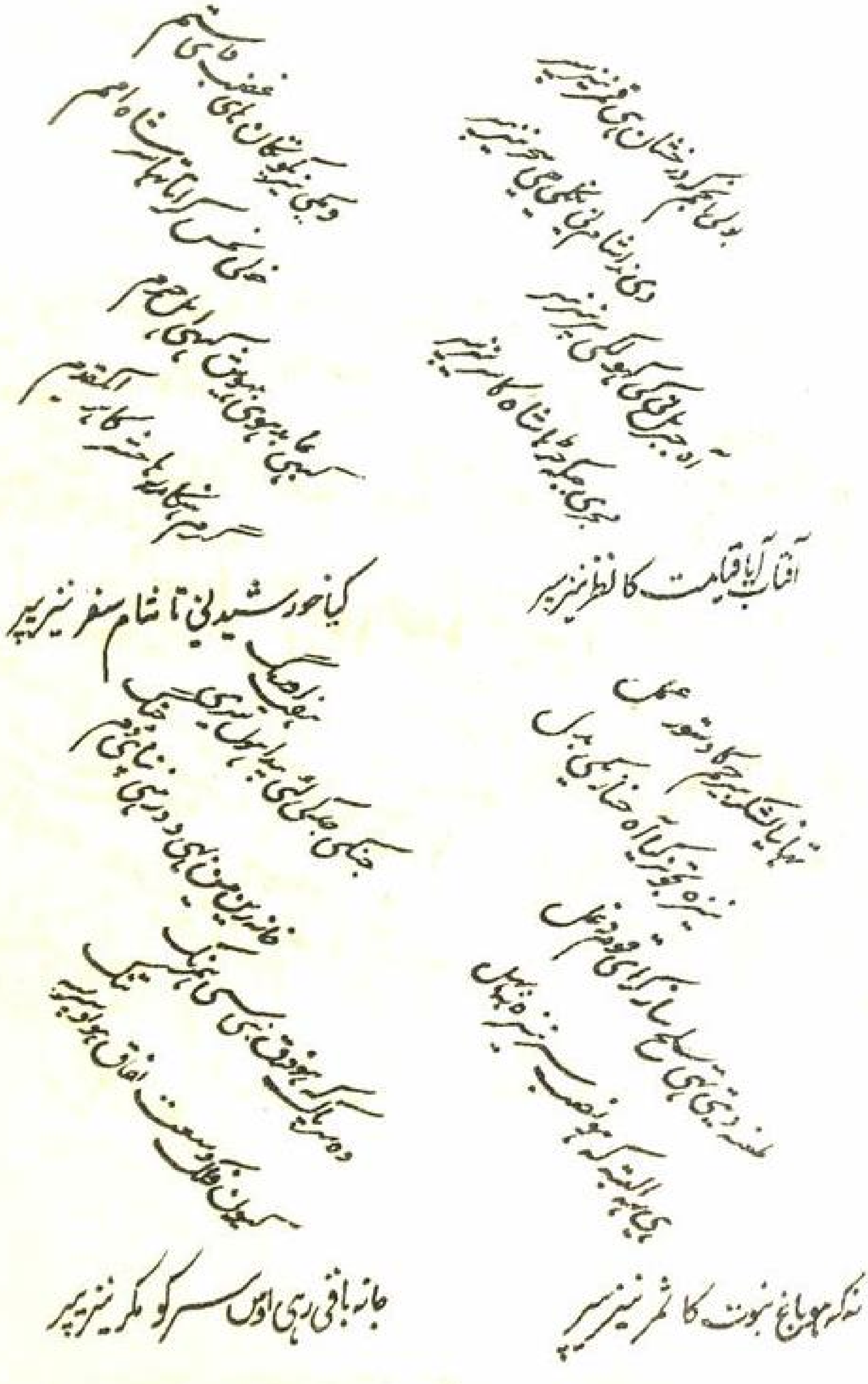
آفتاب آیا قیامت کا نظر نیر پر

کیا خورشید نے تا شام سفر نیر پر

نہ کہ مہر باغ نبوت کا ثمر نیر پر

جا نہ باقی رہی اوس سر کو مگر نیر پر

مقبرہ شکستہ خدائے سخن جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید از خبیر

جہانتک مجھے یاد ہے مین بچپن ہی سے خدائے سخن حضرت دبیر اعلی اللہ مقامہ کے کلام کا شیدائی تھا اسپر طرہ یہ ہوا کہ خوش نصیبی سے جانشین دبیر شاعر بے نظیر جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج نور اللہ مرقدہ سا شفیق و جامع استاد ملا اب کیا تھا ذوق فطری کہین سے کہین جا پہونچا برسون جناب مرحوم کی آستانہ بوسی کی۔ اسی زمانہ میں مرثیہ پڑھنے کا شوق دامنگیر دل ہوا۔ ابتداءً ابتداءً مین سلام کہتا استاد مرحوم دل بڑھاتے حاضرین مجلس میرے خذف ریزون کو جواہر پارہ بناتے روز بروز حوصلہ بڑھتا۔ کچھ دن بعد مرزا دبیر علیہ الرحمہ کے مختصر مرثیہ برسر منبر پڑھنا شروع کیے یہ مرثیے کسی مطبوعہ جلد مرزا صاحب سے نقل کرتا اور استاد مغفور کو سنا لیتا۔ جناب مبرور ان مرثیون کو کبھی اپنی یاد سے درست فرمایا کرتے کبھی اصل مرثیے سے مقابلہ کرکے تصحیح فرما دیتے۔

استاد مرحوم اکثر ان مرثیون کی تصحیح کے وقت فرماتے وہ حیف حضرت مرحوم کے کلام پر اہل مطابع نے بڑا ظلم کیا"۔ برسون یہ بات میری سمجھ مین نہ آئی اور سمجھ مین آتی کیونکر اتنا شعور ہی کہان تھا کہ ربط بے ربطی مین امتیاز کر سکتا محاسن و معائب کلام پر نظر ڈال سکتا جو کچھ وہ فرماتے سن لیتا۔

ایک زمانہ کے بعد قند اردو نظر سے گزری یہ کتاب انٹرنس کے نصاب مین داخل تھی اس مین چند بند مرزا دبیر کے نام سے درج تھے جو مجھے محفوظ نہین صرف ایک مصرع یاد رہ گیا ہے اور وہی دل کے لہو کر دینے کے لیے کافی ہے ؏ "۔۔راکب کا جگر چیر کے مرکب نکل آیا" اور یہ بھی خوب یاد ہے کہ اس بند مین اجل کا قافیہ مکرر تھا مصرعے بالکل بے ربط اور معنی سے بے نیاز تھے۔ میں نے مولانا جلال الدین احمد صاحب مولف کتاب کو لکھا کہ سرکار نے یہ بند مرزا صاحب کی کس جلد سے انتخاب فرمائے ہین اور ان کا مطلب کیا ہے اور اگر بالفرض انکی کسی مطبوعہ جلد مین ملتے بھی ہیں تو دبیر سے اکمل روزگار سے

ایسے مہملات کا منسوب کرنا کہاں تک جائز ہے جسکے جواب میں مولانائے موصوف نے تحریر فرمایا کہ دوسری اشاعت مین یہ بند خارج کر دیے جائینگے۔

یہ بات بھی سمجھ مین نہیں آتی کہ نصاب تعلیمی کے معین کرنے والی انجمن نے ایسی کتاب نصاب مین داخل کرنے کی اجازت کیونکر دی جسکو پڑھ کر اُستاد شاگرد دونون غلط فہمی مین پڑین اور ایک زبردست ادیب شاعر کے متعلق نامناسب رائے قائم کرنے کا موقع ملے۔ البتہ مرزا دبیرؔ کے جو مرثیے اس جلد مین طبع کیے گئے ہین اس قابل ہین کہ اعلےٰ جماعتون کے نصاب مین داخل کیے جائین شاید ہندوستانی یونیورسٹیان عموماً اور عثمانیہ یونیورسٹی خصوصاً اس طرف توجہ کرے۔ حق تو یہ ہے کہ اعلیٰحضرت شہریار دکن نے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کرکے اردو ادب کو ہمیشہ کے واسطے زیر بار منت کر لیا ہے یہی ایک یونیورسٹی ہے جس نے اُردو کو حیات تازہ بخشی ہے اور ہر وقت زبان کی خدمت مین منہمک ہے۔ یہان اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مرزا دبیر مرحوم کے مرثیون سے منتخب بند کسی نصاب کے واسطے درکار ہون تو حیات دبیر جلد اول۔ المیزان اور اس جلد سے لینا چاہیے۔ یہ لکھنا اس لیے ضروری ٹھہرا کہ انٹرمیڈیٹ کے کورس مین ایک اُردو کتاب داخل تھی اسمین ایک دو بند مرزا دبیرؔ کے ایک ابتدائی پُرانے مرثیے سے لیے گئے ہین یہ وہ مرثیہ ہے جو شاید مرزائے مرحوم نے ۱۳-۱۴ برس کی عمر مین تصنیف کیا ہو۔ لیکن یہ مرثیہ شمس العلما مولانا سید امداد امام صاحب اثرؔ نے کاشف الحقائق مین لکھ دیا ہے اس وجہ سے نصاب بنانے والے نے خیال کیا کہ جو بند ایسے جلیل القدر بزرگ نے انتخاب کیے ہین وہ اچھے ہی ہون گے اور مرزا کے کلیات پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بہرکیف قند اُردو مین وہ بند دیکھ کر مین نے مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی بیسیون جلدین فراہم کین۔ وقتاً فوقتاً اُن کا مطالعہ کرتا اور حیران رہ جاتا اسلیے کہ اگرچہ قند اُردو والے وہ بند تو کہین نظر نہ آئے لیکن اکثر مقامات پر عجیب عجیب مصرعے عجیب تبین نظر آتین جو ویسی ہی بلکہ اُن سے کہین بالاتر ہو تین کہین کاتب کی اصلاح سے شعر بیہودہ[1] کہین الحاق سے مرثیہ دلق گدا اکثر بند دو دو چار چار مرثیون مین مشترک۔ مثلاً دفتر ماتم کی چھٹی جلد اسمین یہ مرثیہ طبع ہوا ہے ”ملتا ہے مزا روح کو حیدرؑ کی ثنا سے“ نوین بند کے بعد سے جتنے بند ہین وہ دوسرے مرثیہ (مطلع) اے مومنو کیا رتبۂ ماہ رمضان ہے“ مین اُنتیسوین بند کے بعد ضم ہین۔ اسی جلد کے تیسرے مرثیہ (مطلع) ”فرزند علیؑ برج امامت کا قمر ہے“ مین بھی دوسرے بند کے بعد وہی بند ہین قریب قریب

---

[1] ایک کاتب نے یہ مصرع ”گاڑ زمین وشیر فلک ہل کے دو ہوے“ ایک قلمی مرثیے مین یون لکھدیا تھا ”گاؤ زمین شتر فلک ہلے ہل کے دو ہوے“ اگر یاد نہو تو اس مصرع کو دُنیا مین کون صحیح کرسکتا ہے۔ حقیر خبیرؔ ۱۲

یہی عالم ہر مرثیہ کا ہے دبیرؔ مغفور کا ایک مشہور مرثیہ "کوہ رقیم پہ جو علیؑ کا گزر ہوا" اکثر بند جو اس مرثیے کے اوّل میں ہیں وہی آخر میں اور اول میں ایک مطلع بھی لگا ہوا ہے "اے منبرِ حسین بنا اوج آج دے" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبوں نے اُجرت کتابت بڑھانے کے واسطے یہ بند مکرر لکھ دیے اور صاحبانِ مطبع نے کچھ اعتنا نہ کی بعض مختصر مرثیے طولانی اور طولانی مرثیے مختصر نظر آتے ہیں۔ کسی مرثیہ میں خود مرزا دبیرؔ مرحوم کے کسی دوسرے مرثیہ سے پیوند دیا گیا ہے کسی میں اُن کے کسی شاگرد یا کسی اور مرثیہ گو کے بند مخلوط کیے گئے ہیں بعض مرثیے ایسے بھی ملے جنکے بند بالکل غیر مربوط ہیں۔ عجب نہیں کہ چند آدمیوں نے مل کر یہ مرثیے مجلسوں میں نقل کیے ہوں اور اپنی رائے کے موافق کُل مرثیہ ترکیب دے لیا ہو جو مصرعے یا بند چھوٹ گئے وہ تصنیف کر کے مرثیہ مکمل کر لیا اور کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر لیا۔ کیونکہ مرزا دبیرؔ کے کلام کی اُس زمانے میں وہ قدر تھی کہ دوسروں کے مرثیے اُن کا تخلص ڈال کر ہزار دو ہزار روپیہ لے کر اُمرا اور رؤسا کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے اکثر مطبوعہ مرثیے ایسے بھی ملے جن میں دس دس بیس بیس بند ندارد اور مرثیہ بے ربط۔ انکی بھی وہی صورت ہوئی ہو تو عجب نہیں کہ مصنف نے بربنائے اختصار چند بند اول سے یا درمیان سے چھوڑ کر کچھ کلمات نثر بیان کر کے تھوڑا ابیات مرثیہ پڑھ دیا وہ مرثیہ اُسی طرح مجالس میں نقل ہو گیا جیسے اہل مطبع نے اُسی طرح چھاپ دیا۔

الحاصل مرثیوں کا یہ حال دیکھکر مدت سے خیال تھا کہ مرزا مرحوم کا کُل کلام اصل سے مقابلہ ہونے کے بعد صحت کے ساتھ طبع ہو لیکن اس امر عظیم کے واسطے سرمایہ وقت اور قابلیت کی ضرورت تھی ایک آدمی کے بس کا یہ کام نہیں۔ میں نے اُستاد مرحوم اور پھر اُستاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے بارہا عرض کیا کہ دفتر ماتم کی بیسوں جلدوں کی تصحیح اصل کلام سے ہونا چاہیے لیکن ان حضرات نے محض اس بنا پر سکوت اختیار فرمایا کہ یہ کام برسوں میں بھی سرانجام کو پہونچتا نظر نہ آتا تھا پھر ہر مرثیہ کی اصل بھی موجود ہونا ضروریات سے تھی۔ ہاں اُستاد مرحوم نے چند مرثیے جو میرے پڑھنے کے تھے اصل نسخہ سے مقابلہ کر کے درست فرما دیے تھے جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

ادھر میرے مخلص دوست سید علمدار حسین صاحب مرحوم[ل] (بی اے علیگ) رئیس تیوڑہ ضلع مظفر نگر نے اور میں نے یہ قصد کیا کہ مرزا دبیرؔ مرحوم کے مرثیوں سے ایک مسلسل نظم دو ڈھائی ہزار بند کی ترتیب دینا چاہیے

ل سید علمدار حسین مرحوم بڑے علم دوست تھے مرحوم کی زیر ادارت ایک ماہوار ادبی رسالہ "النجیر" بھی جاری ہوا تھا۔ میرے سچے دوست تھے افسوس کہ مرحوم ۸؍ ماہ رمضان ۱۳۵۳ھ کو بعد افطار میرے یہاں سے جا رہے تھے کہ موٹر سے تصادم ہوا اور ایسی شدید ضرب آئی کہ چند گھنٹے میں راہی ملک بقا ہوئے اگر مرحوم زندہ ہوتے تو اس جلد کی اشاعت و طباعت میں مجھکو زیادہ زحمت نہ ہوتی حقیر خبیر ۱۲

جسمین امام حسین علیہ السلام انصار حسینی اور اہلبیت اطہار کے مدینہ سے کربلا تک کے سفر کا مفصل حال ہو واقعات کربلا کی تصویر بھی ہو اور اسیران اہلبیت کے دیار شام تک جانے زندان شام مین قید رہنے اور مدینہ مین واپسی تک کے واقعات کا مرقع کھینچا گیا ہو۔ اس غرض سے قریب قریب کل مرثیے پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آخر بحر ہزج کے مرثیون سے انتخاب شروع کیا۔ انتخاب کرتے وقت پھر یہ خیال آیا کہ اس طرح محض واقعات کی بنا پر ایک ہی بحر کے مرثیون کے انتخاب مین بہت سے اچھے اچھے مرثیے رہ جائیں گے کیونکہ اکثر ایک ہی واقعہ ایک مرثیہ مین معمولی طور پر نظم ہوتا ہے اور وہی دوسرے مرثیے میں جسکی بحر اور ہوتی ہے اُس سے بہتر طریقہ پر کہا جاتا ہے مثلاً میر انیس مرحوم کے یہی دو مصرع "تھا بلبل خوش گو کہ چہکتا تھا چمن مین اور" بلبل چہک رہا تھا ریاض رسول مین"، صرف بحر کے تغیر سے مختلف مراتب فصاحت و دلربائی پر ممتاز ہیں لہذا اب صورت انتخاب یہی طے پائی کہ فی الحال چودہ مرثیے منتخب کیے جائین اور ان مرثیون کی تصحیح پُرانے پُرانے مرثیون سے کی جائے۔ چنانچہ اُستاذی جناب رفیع مظلہ العالی محترمی جناب میر فراست حسین صاحب فراست مصنف ماہ کامل و تصویر وفا رئیس زید پور ارشد تلامذہ حضرت اوج مغفور عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مولف حیات دبیر وکیل کوٹہ (راجپوتانہ) وغیرہم سے مشورہ لے کر یہ چودہ[۱۴] مرثیے جو اس جلد مین شامل ہین منتخب کیے گئے جناب ثابت نے مرزا دبیر مرحوم کا کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی عنایت فرمایا اب ہر مرثیہ کی متعدد نقلیں کی گئین اور ملک کے مختلف حصّون مین جہان جہان مجکو یہ خبر ملی کہ کسی کے پاس مرزائے مرحوم کا کلام ہے وہ مرثیے بھیجے اور یہ استدعا کی کہ اپنے لبستہ کے مرثیون سے ان کا مقابلہ کر دیجیے بعض حضرات نے مرثیہ واپس کرنا تو درکنار خط کا جواب تک نہ دیا۔ لیکن بعض حضرات نے بعد مقابلہ وہ مرثیے واپس فرمائے حضرت فراست اور حضرت ثابت مدظلہم العالی نے اس امر مین سب سے زیادہ انہماک ظاہر فرمایا جس کا مین ممنون ہون۔ لکھنؤ مین میر نثار حسین صاحب قبلہ مرثیہ خوان شاگرد جناب اوج مرحوم ایک معمر بزرگ ہین جناب ممدوح نے مرزا دبیر مغفور کو بھی سُنا ہے اُن کے پاس بھی کافی ذخیرہ مرثیون کا ہے دو تین مرثیون کی تصحیح سید صاحب معصوف نے اپنے پڑھنے کے مرثیون سے فرمائی خداوند عالم انکو جزائے خیر دے۔ خود مین[۱] نے اور سید علمدار حسین مرحوم نے اپنے پاس کے پُرانے پُرانے مرثیون سے مقابلہ کر کے بعض مرثیوں کی تصحیح کی۔ ان تمام مرحلون کے طے ہو جانے کے بعد پھر جب نظر کی تو کسی نقل مین کچھ کسی نقل مین کچھ یہان یہ کوشش

---

[۱] میرے نانا نواب مہدی علی خان مرحوم (نبیرۂ نواب شجاع الدولہ بہادر خلد منزل) کو مرثیہ پڑھنے کا شوق تھا اُن مرحوم کے بستے مین اکثر اساتذہ کے مرثیے مجکو ملے مرزا دبیر مرحوم کے بھی سیکڑون قلمی مرثیہ اُسی ذخیرے سے مجکو دستیاب ہوئے جن مین سے اکثر میرے پاس اب تک موجود ہین۔ حقیر نبیرہ

کہ مرثیے اُسی طرح شائع ہوں جس طرح مصنف نے خود تصنیف کیے ہیں نہ کوئی بند زیادہ ہو نہ کم۔ آخر پھر اُستادی حضرت رفیع مدظلہ العالی سے استدعا کی کہ بغیر آپ کی مدد کے یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ اسکے قبل جب کبھی عرض کیا جناب ممدوح نے یا سکوت فرمایا یا کوئی عذر کیا جس کی وجہ کثرت افکار اور سلسلۂ ملازمت رامپور کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ علاوہ بریں کل مرثیوں کی تصحیح اصل بستہ سے کرنا بہت دشوار امر تھا اس مرتبہ صرف چودہ مرثیوں کی صحت کا معاملہ تھا اور یہ بھی تھا کہ ریاست رامپور سے ملازمت کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا تھا اور جناب ممدوح اپنے ممدوحین کی طرح قناعت کے ساتھ گوشہ گیر تھے وعدہ بھی فرمایا اور ایفا بھی۔ خدا برتر جناب ممدوح کو صحیح و سالم رکھے آپ کی ذات مغتنمات سے ہے اور حق یہ ہے کہ دور حاضرہ میں خود جناب اپنی نظیر ہیں۔ بہرکیف جناب موصوف نے مرزا دبیرؔ مرحوم کے بستہ سے اُن کے پڑھے ہوے مرثیے نکالے بعض کی میرے سامنے تصحیح فرمائی اور بعض چند روز کے بعد مقابلہ کرکے واپس فرمائے۔ جناب ممدوح نے مقابلہ کے وقت جو تغیر عظیم پایا اُسکا ذکر توثیق حضرت رفیع میں نظر آئے گا۔ توثیق کی عبارت جناب مرزا صاحب قبلہ نے اپنے قلم سے تحریر فرما کر اس جلد میں شامل کرنے کے لیے عطا فرمائی ہے۔ اب بھی میری یہی تمنا ہے کہ میری زندگی میں دبیرؔ مرحوم کے کل مرثیے اسی صحت کے ساتھ شائع ہو جاتے۔ اس جلد میں دو مرثیے ایسے بھی ہیں جو آج تک دفتر ماتم یا نولکشوری جلد میں طبع نہیں ہوے در باقی مرثیوں میں دس دس بیس بیس بند ایسے ہیں جو ابتک شائع نہوے تھے۔

جب یہ مجموعہ اس صورت سے مرتب ہو گیا تو موجودہ زمانے کی روش کے بموجب یہ بات ذہن میں آئی کہ تمہید کے بعد ایک ایسا مقدمہ ہو جسمیں مصنف مرحوم کے سوانح و خصائص کلام کے علاوہ مرثیہ گوئی کی اجمالی تاریخ بھی ہو۔ کہاں تک شکریہ ادا کروں جناب میر افضل حسین صاحب ثابتؔ رضوی لکھنوی بالقابہ موّلف حیات دبیر اور جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق مدظلہ العالی رضوی موّلف المیزان (جواب موازنہ انیسؔ و دبیرؔ) اسپشل مجسٹریٹ و رئیس دہابن کا جنھوں نے میری استدعا قبول فرما کر اس کمی کو پورا کر دیا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ حضرت ثابتؔ[۱] کی طرح مجکو بھی مرزا دبیر مرحوم کی تصویر دستیاب نہ ہو سکی مجبور ہو کر میں نے مرزا دبیر مرحوم کے مقبرہ کی تصویر اور عکس تحریر اس جلد میں شامل کیا۔

۱؎ جناب ثابتؔ جب حیات دبیرؔ لکھ رہے تھے اُسوقت مرزا دبیرؔ مرحوم کی تصویر حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی پچاس روپیہ انعام کا اشتہار دیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ شاید مرزا دبیر مرحوم نے اپنی تصویر کھچوائی ہی نہیں ثبیر

اب مرحلہ اس جلد کی طباعت اور اشاعت کا رہا میں نے سابقاً سید صغیر حسن صاحب شمس[ع۱]
زیدی الواسطی مالک مطبع اثنا عشری دہلی کو لکھا تھا - اُنھوں نے چھاپنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن دفعۃً
وہ ایسے علیل ہو گئے کہ معاملہ طباعت التوا میں پڑ گیا - مجکو یہ جلدی کہ زندگی کا اعتبار کیا پھر مجھ ایسے
آزاری اور کثیر الافکار کی زندگی کا جہانتک جلد ممکن ہو یہ مجموعہ شائع ہو جائے - اب ایک صورت اور
سمجھ مین آئی وہ یہ کہ ابھی میری طرح ملک مین کلام دبیر کے بہت سے شیدائی موجود ہین جن مین سیکڑون
امیر کبیر بھی ہین - پھر خود میرے احباب اگر تھوڑی تھوڑی اعانت کرینگے تو یہ مجموعہ بہتر سے بہتر صورت
مین شائع ہو جائے گا - اسی گمان پر مین نے لکھنؤ مین اکثر حضرات سے عرض کیا اور بہت سے جوابی خط
مشہور فدائیان مرزا صاحب مرحوم کی خدمت مین بھیجے اور کچھ عریضے اپنے بھروسہ کے احباب اور اعزہ
کے پاس روانہ کیے اور اس امر کا صاف طور پر اظہار کر دیا کہ بعد طباعت باندازۂ اعانت جلدین حاضر
خدمت کر دی جائیں گی - لیکن لکھنؤ مین صرف محبی سید آل رضا صاحب رضاؔ ایڈوکیٹ محترمی سید
تہور حسین صاحب رضوی ایم اے وکیل، نواب سید ذاکر رضا صاحب رئیس مرشدآباد، سید مہدی رضا
صاحب متعلم شیعہ اسکول اور منیجر صاحب جوہر بک ڈپو چوک نے میری استدعا قبول فرمائی حضرات بیرونجات
مین برادر محترم جناب سید علی نقی صاحب قبلہ مجسٹریٹ بیکن پلی، اخی محترم جناب یوسف مرزا صاحب قبلہ[ع۳]
(حیدرآباد دکن) عم محترم مرزا محمد بہادر صاحب یاورجنگ مجسٹریٹ ضلع کریم نگر حیدرآباد دکن
محبی سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ایٹہ - برادر محترم جناب میر فراست حسین صاحب
فراستؔ رئیس زیدپور، جناب میر افضل حسین صاحب ثابتؔ وکیل کوٹہ سید اکبر مہدی صاحب سلیم رئیس جرول[ع۲]

ع۱ اسمین شک نہیں کہ جناب شمس بالقابہ نے بڑے بڑے قومی کام انجام دیے ہماری قوم کے بہت سے اہل قلم کے کارنامے جناب
سید صاحب موصوف کی وجہ سے باقی رہ گئے - جناب ممدوح کی مجھپر خاص عنایت ہے چنانچہ میرے مصنفہ مرثیون کی ایک جلد
بھی اپنے اہتمام اور اخراجات سے آپ طبع کرنے والے ہین - حقیر خبیر ۱۲

ع۲ عرصہ ہوا کہ خان بہادر نواب مظفر علیخان صاحب بہادر متخلص بہ کوثر رئیس جانسٹھ کی تحریک سے لکھنؤ مین دبیر کلب کا
افتتاح ہوا تھا جس مین تیس روپیہ (۳۰) کے قریب چندہ فراہم ہوا مصارف جلسہ ابتدائی وطباعت رسید
ٹکس وغیرہ نکال کر ع۳ میرے پاس جمع تھے - اس کے متعلق جتنے کاغذات تھے وہ مین نے نواب صاحب
موصوف کو دے دیے تھے اس چندہ مین حضرت ثابتؔ اور حضرت سلیم مدظلہم العالی کی رقم بھی شامل تھی
مین نے ان حضرات سے درخواست کی کہ وہ اب یہ رقم واپس لے لین کیونکہ اب دبیر کلب کا وجود ہی
نہیں رہا وہ صرف احباب کا وقتی جوش تھا مگر ان حضرات نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور مجکو
اجازت دی کہ وہ رقم اس جلد کی طباعت میں صرف کر دی جائے - حقیر خبیر

ع۳ برادر یوسف مرزا صاحب نے بی اس سی کا امتحان پاس کیا پھر نظام گورنمنٹ کی طرف سے مختلف کارخانوں میں میکینکل انجنیرنگ کا کام سیکھنے کیواسطے ۱۹۲۲ء میں انگلستان بھیجے گئے وہاں آپکا قیام قریب سوا پانچ سال کے رہا اور اس زمانے میں دیگر مدارس میں تعلیم حاصل کرنی شروع کی تکمیل کے بعد انسٹیٹیوٹ آف میکینکل انجینیرز لندن کا امتحان پاس کیا اب ماشاءاللہ بحیثیت میکینکل انجینیر کے عثمانیہ سینٹرل ٹکنکل انسٹیٹیوٹ حیدرآباد دکن کے اسٹاف ممبر ہیں اور اکثر کران میکینکل انجینیرنگ کے عہدہ پر مامور ہیں - باوجود ان تمام امور کے آپ پر مغربی آب ہوا کا کوئی اثر نہیں حقیقت امر یہ ہے کہ بھائی صاحب کی ذات ہمارے خاندان کے لئے سرمایۂ ناز ہے - حقیر خبیر ۱۲

برادر عزیز لفٹننٹ آغا ذاکر حسین صاحب سلمہ ایڈی سی ہز ہائنس نواب صاحب بہادر رامپور نے میری پہلی آواز پر لبیک کہی جن کا مین تہ دل سے ممنون ہون۔

چندہ کی مجموعی رقم بہتر روپیہ ہوئی کیونکہ مین نے پانچ روپیہ سے کم اور دس روپیہ سے زیادہ کسی صاحب سے چندہ لینے کی درخواست نہین کی تھی خیال یہ تھا کہ دس دس پانچ پانچ کرکے اتنا روپیہ جمع ہو جائیگا جو مصارف طباعت کے واسطے کافی ہوگا۔ جب اتنی معمولی رقم کا دینا بھی بعض احباب پر اسقدر بار ہوا کہ اکثر حضرات نے مجکو میرے جوابی خطوط کا جواب بھی نہ دیا بعض نے جواب صاف دیا اور بہت سے احباب نے برابر وعدے فرمائے مگر انکے وعدے ابتک وعدے ہی رہے یہ صورت دیکھ کر مین نے تہیہ کرلیا کہ اب بقیہ مصارف مین خود برداشت کرونگا چنانچہ ایک معتدبہ رقم مجکو اپنے پاس سے صرف کرنی پڑی۔ درحقیقت مجھ ایسے بے بضاعت کی اتنی ہمت کہان تھی کہ اس کام مین زر کثیر صرف کرسکتا یہ سب حضور پرنور اعلیٰ حضرت ہز ہائینس نواب میر فضل علیخان صاحب بہادر دام اللہ اقبالہم العالی والی ریاست عالیہ بنگین پلی کے اُس گران بہا عطیہ کا اثر تھا جو سرکار عالی کئی سال سے اس ہیچمدان کو ماہ محرم مین عطا فرماتے ہین۔ کارساز حقیقی سرکار عالی کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ایسے وضعدار کریم النفس منکسر المزاج بیدار مغز اور منتظم روسا ہندوستان مین خال خال ہین۔ حضور پرنور کے جد امجد نواب میر فتح علی خان صاحب بہادر خلد منزل کے عہد مین حضرت آقا مرحوم دخویش حضرت دبیرؒ) مُدّت مدید تک سرکاری مجالس پڑھا کیے اور اب یہ ہیچمدان نہ ماتہ محرم مین یہ مجلسین پڑھتا ہے اس صورت سے اس ریاست عالیہ مین مرزا دبیر مرحوم کے خاندان کا کلام مدت سے پڑھا جاتا ہے اور یہان کے حکمران قدر فرماتے رہتے ہین یہی وجہ تھی کہ مین نے اس متبرک مجموعہ کا انتساب بھی سرکار عالی کے نام نامی سے فال نیک سمجھا اور سرکار عالی کی شبیہ مبارک سے اس کتاب کو زینت دی۔

اس جلد کے نام کے متعلق اتنا عرض کرنا ہے کہ مرزا دبیر مرحوم کے خاندان مین مرثیہ شروع کرنے سے پہلے فاتحہ کہتے ہین جس کو سُن کر اہل مجلس بھی سورۂ حمد پڑھتے اور خود ذاکر بھی۔ سورۂ حمد کو سبع مثانی بھی کہتے ہین اسلیے کہ اس سورہ مین سات آیتین ہین اور یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا علاوہ برین ہر نماز مین یہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے اس لیے مین نے اس چودہ مرثیون کے مقدس مجموعہ کا نام سبع مثانی رکھا۔

اس جلد کی طباعت مین پروف کی تصحیح بھی مین نے اپنے ذمہ لی تھی اور جہان تک ہوسکا یہ خدمت بکمال ذوق انجام دی مگر برا ہو میری ناتندرستی کا کہ پھر بھی چند معمولی غلطیان رہ گئین

جن کے لیے غلط نامہ کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے احتیاطاً غلط نامہ دے دیا ہے ناظرین با تمکین قبل مطالعہ اگر صحت فرمالین تو بہتر ہے

ناظرین! بس مین نے بہت زحمت دی اتنا اور کہہ دون کہ مجکو نثر لکھنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے اسلیے عبارت کی ناہمواری کا قصور قابل عفو ہے۔ مجکو اس تمہید کی ضرورت اس لیے اور محسوس ہوئی کہ اگر قوم کے ہونہار افراد کو کسی ضروری کام مین اس قسم کی مشکلون کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ہمت نہ ہارین کارساز حقیقی اُن کو ضرور کامیاب کرے گا۔

پروردگارا! میری یہ کوشش ایسی مقبول ہو کہ مرزا دبیرؔ مرحوم کا سب کلام اس سے بہتر صورت مین شائع ہو سکے فقط

حقیر سید سرفراز حسین خبیر رضوی لکھنوی
اقل تلامذہ حضرت اوجؔ مغفور

ایک ضروری اعلان

اس جلد کے چند نسخے اعلیٰ قسم کے آرٹ پیپر پر بھی چھاپے گئے ہین

قیمت فی جلد غیر مجلد ۵ مجلد ۶ ؎

منیجر ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

سبع مثانی کی جلدین کتبخانہ ریاض التجارت چوک لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہین

عطیہ بزرگ محترم عالیجناب میر افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی مد ظلہم العالی

مولف و مصنف حیات دبیر، دربار حسین، برق غم، ہدیہ مسلم وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولہ الحمد والرجوع الیہ

اللھم صل علی محمد و آل محمد

میرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین ابن مرزا غلام محمد خلف میرزا محمد رفیع۔ پسر ملا ہاشم شیرازی برادر عینی ملا اہلی شیرازی صاحب مثنوی سحر حلال تھے۔ مرزا دبیرؔ مرحوم کی تاریخ پیدائش ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ و تاریخ وفات ۳۰ محرم ۱۲۹۲ہجری ہے۔ مولد شہر دہلی محلہ بلی ماران۔ مدفن لکھنؤ محلہ نخاس (کوچہ دبیرا) مکان مسکونہ مین ہے۔ اس حساب سے ۷۴ برس کے قریب (بحساب قمری) زندہ رہے۔ اسی کو شمسی حساب سے ۷۲ برس کے قریب عمر سمجھنا چاہیے۔

مرزا غلام حسین صاحب کا سال ولادت ۱۱۹۰ہجری بمقام شہر دہلی ہے۔ دبیر مغفور کے بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیر تخلص مرثیہ گو شاعر تھے جن کا سال وفات ۱۲۹۱ہجری ہے۔ کہ جس سنہ مین جناب میر انیس نے انتقال فرمایا چنانچہ میر انیس مرحوم کے قطعۂ تاریخ وفات مین مرزا صاحب نے اس کا اشارہ فرمایا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

بے نظیر اول شدم امسال و آخر بے انیس　　　　وادر لغادنی وعینی دو بازو یم شکست

حالات بزرگان مرزا دبیرؔ

مرزا صاحب کے بزرگون مین مرزا محمد رفیع۔ رفیع تخلص[1] اور جد اعلےٰ ملا ہاشم شیرازی کے حقیقی بھائی

---

[1] ملا محمد رفیع صاحب رفیعؔ مرحوم کا ایک مصنفہ قصیدہ روضۂ رضوان طبع ہوا ہے جسکے چند اشعار نذر ناظرین ہین۔۔

اے شہنشاہ دنی ملک تدلیٰ کشور　　والضحیٰ روی و قمر طلعت و النجم نصر

قل کفیٰ تحت و فتحنا علم و حی زبر　　عرش ایوان فلک فرش و ملک کشکر

کسوت قد ترا آمدہ لولاک طراز　　خلعت جاہ ترا ہست لعمرک زیور

گرد راہت ہمہ را تاج لعقد کرمنا　　خاک پایت ہمہ را سرمہ ما زاغ البصر

طوطی گلشن تنزیل تو ما ارسلناک　　بلبل روضۂ تبلیغ تو یٰسین و زمر

در شبستان قم اللیل تو افروختہ اند　　شمع ناہید و مہ و صل لربک و قمر

از گلستان کمال تو گل اعطیناک　　در بہار شرفت ساقیہ انا کوثر

خواجۂ ختم رسل صاحب دیوان سبل　　مفخر اقرا و گل سر و ہید و انی

کعبہ محراب حرم قبلہ و منبر معراج　　مکہ مولود و وطن یثرب و بطحی منظر

ماحی بدعتی و داعی فردوس برین　　حافظ امتی و شافع ایام الحشر

در او صاف تو شغل بود حمد و مدیح　　لرچہ کار شغل ہمین روز و شب شام و سحر

ملا اہلی شیرازی فارسی کے مستند شاعر گزرے ہین جن کی مشہور و بے مثل مثنوی سحر حلال ہے۔ جسکے ہر شعر مین دو قافیہ ہیں اور ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اے ہمہ عالم بہ تو بے شکوہ　　رفعت خاک در تو پیش کوہ

قاضی سید نور اللہ شستری شہید ثالث نے اپنی مشہور کتاب مجالس المومنین مین ملا اہلی شیرازی کا ذکر خیر اچھے الفاظ مین فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شعرا و فضلا مین مشہور۔ اور فقر و مسکنت اور بے التفاتی اہل دنیا مین معروف ہین۔ یہ رباعی اُن کے حُسن عقیدت پر دلیل قاطع ہے ؎

یارب سگ کوے مقبلی ساز مرا　　آئینۂ زعشق منجلی ساز مرا
اقبال جہان مرا چو بے نیست قبول　　مقبول محمدؐ و علیؑ ساز مرا

اکثر شاعرون سے مہارت فن شعر کی وجہ سے امتیاز رکھتے۔ ہر وقت شعر کہتے تھے۔ سحر حلال السی لاجواب مثنوی کہی ہے جسکا ہر شعر دو بحرون مین پڑھا جاتا ہے۔ اور ہر بیت مین دو قافیے ہیں اور سلمان ساوجی کے مشہور قصیدہ صنعتی کے جواب مین ایک قصیدہ میر شیر علی شیر کے نام پر کہا تھا جس مین چند صنعتین سلمان مذکور کے قصیدہ سے بھی زیادہ تھین خود میر علی شیر نے انصاف کی داد دے کر قصیدہ سلمان سے بہتر کہا۔ دیوان اہلی کا ارباب نظر کی نظر مین مسلّم۔ اور شعر سعدی کی چاشنی اُن کے کلام مین ہے۔ اہلی نے عمر طبعی پاکر شیراز مین انتقال فرمایا سنہ نو سو بیالیس میں وصال ہوا ملا میرک مشہور شاعر نے انکی تاریخ وفات کہی تھی۔ مولوی احمد علی صاحب سندیلوی اور دیگر تذکرہ نویسون نے لکھا ہے کہ وہ خواجہ حافظ و مرزا نظام دست غیب کے پاس ایک ہی مقبرے مین مدفون ہوے سنگ مزار پر یہ غزل کندہ ہے ؎

جانم بروز واقعہ پہلوے او کنید　　در قبلہ من است رخم سوے او کنید

مُلا میرک کا قطعۂ تاریخ یہ ہے ؎

درمیان شعرا و فضلا　　پیر با صدق و صفا بود اہلی
سال فوتش ز خرد جستم و گفت　　بادشاہ شعرا بود اہلی

ثابت نے سچ کہا ہے ؎

طبع حافظ سے نہ کم تھی طبع اہلی شعر مین　　مر کے بھی پہلو نشین مین حافظ شیراز کے

ملا اہلی جس طرح نظم مین یکتاے زمان تھے۔ اُسی طرح نثر مین ملا ہاشم۔ فرید دوران تھے۔ زمانہ بھی اتفاق سے موافق پایا۔ ہندوستان مین آکر شاہان مغلیہ کے عہدۂ جلیلہ میر منشی پر معین و سرفراز ہوے

اُن کے بعد اُسی عہدۂ جلیلہ پر اُن کے فرزند مرزا محمد رفیع - اور پھر مرزا غلام محمد ممتاز رہے - اور اپنے کار متعلقہ کو نہایت دیانت و لیاقت سے انجام دیا - اسکی تصدیق اُس فرمان شاہی سے ہوتی ہے جو حیات دبیر مین بلفظہ مرقوم ہے - اور یہ بھی فرمان مذکور سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام محمد مرحوم نے آخر عمر مین عبادت خدا کے شوق مین خانہ نشینی اختیار کی قدرشناس بادشاہ نے دہلی کی سرکار سے چار ہزار سات سو ایک روپیہ سالانہ پنشن پائی اور ہر چند ملا محمد رفیع کے ساتھ برہان الملک بزرگ نوابان اودھ نے صیغۂ اخوت اٹھا تھا اور ذیر بار احسانات ہو چکے تھے مگر مرزا غلام حسین صاحب نے لکھنؤ میں نوکری نہین کی - نہ کسی نواب اودھ کے پاس گئے - بلکہ اپنے بزرگون کی بقیہ دولت و ثروت سے عمر بسر کی - مرزا غلام حسین موصوف کے نانا - عنایت اللہ بن ابو ظفر خان ناظم صوبۂ کشمیر اور شہامت علی خان ماموں خوشنویس شاہزادوں کے اُستاد خط نستعلیق لکھواتے تھے -

مرزا غلام حسین جب سنہ ۱۱۹۰ھ مین پیدا ہوے تو دایہ خرچ کے نام سے مبلغ سو روپیہ ماہوار وظیفہ خزانۂ شاہی سے مقرر ہوا تھا - جیسا کہ فرمان شاہی مندرجہ حیات دبیر سے ظاہر ہے دہلی سے لکھنؤ مین آ کر مرزا غلام حسین نے شادی کی اور پھر دہلی حفاظت جائداد کے لیے چلے گئے چنانچہ مرزا صاحب کی دو بہنین اور خود دبیر مرحوم اور اُنکے بڑے بھائی نظیر دہلی ہی مین پیدا ہوے - اور پھر بچپن مین اپنے والدین کے ساتھ لکھنؤ آئے جب کہ وہ سات سال سے زیادہ عمر کے نہ تھے اور پھر یہین کے ہو رہے -

اکثر مستند شعرا کے نسب پر اہل زمانہ حملے کرتے آئے ہین چنانچہ میر مسلم الثبوت اُستاد کو کہہ دیا کہ وہ سید نہ تھے حالانکہ خود میر صاحب فرماتے ہین ؎ پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہیں ٭ اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی اگر وہ سید نہ ہوتے تو یہ شعر کبھی نہ کہتے - ناسخ مرحوم کو غلام اور خیمہ دوز بتا دیا - پھر مرزا دبیر اس نعمت سے کیون محروم رہتے - میر محسن علی صاحب تذکرۂ سخن نے صفحہ ۱۰۰ پر تذکرہ مذکور مین تو یہ لکھا کہ مرثیہ گوئی مین طاق صف آرائی اور مضمون خیزی مین شہرۂ آفاق مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین متعلقان آغا جان کاغذ فروش ہے اور پھر صفحہ ۲۱۵ پر تحریر کر دیا کہ مرزا سلامت علی دبیر ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش - یہان مرزا صاحب کے خود والد ماجد کو کاغذ فروش لکھ گئے اسکا جواب باصواب وہی فقرہ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد - اور منکر شہادت امام حسین مرزا حیرت نے چراغ دہلی مطبوعہ سنہ ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۳۴ پر نو مسلم کا لستھ ہی لکھ دیا حیرت نے جب ممدوح دبیر حضرت سید الشہداء کی تنقیص پر کمر کسی تھی کہ شرف شہادت سے انکار کیا تھا - تو اُن سے حضرت کے مداح کے نسب پر حملہ کرنا کچھ بعید نہ تھا - اسلیے حیرت نے جواب مین اگر مین کوئی لفظ نہ لکھون تو مقام حیرت نہیں -

مرزا صاحب کی زوجہ صحیح النسب سیدانی سید انشائے جعفری کی حقیقی نواسی سید معصوم علی مرحوم کی بیٹی تھیں۔ جناب مرزا اوج مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نانی دختر سید انشا نے بہت بڑی عمر پائی اور انھوں نے مرزا محمد طاہر رفیع سلمہ کے پیدائش کے مدت بعد انتقال فرمایا۔ اپنے والد ماجد میر انشا کے اکثر حالات چشم دید بیان فرمایا کرتی تھیں۔ جب آب حیات آزاد مرحوم کی آئی اور میں نے اُن کو میر انشا مرحوم کے تمام واقعات سنائے تو انھوں نے ایک آہ بھر کر کہا افسوس اکثر واقعات بالکل جھوٹ لکھدیے ہیں والد مرحوم کے انتقال کے وقت میں بچہ نہ تھی تیئیس برس کے قریب عمر تھی۔ تمام حالات میں نے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ یہ اکثر باتیں بالکل فرضی اور مصنوعی ہیں جیسے رنگین کی آخری ملاقات۔ اور والد ماجد مرحوم کا برہنہ بیٹھا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین معاف فرمائیں۔ میں دبیر کے حالات لکھتے لکھتے انشا کے احوال میں پہونچ گیا۔ گو انشا و دبیر میں مناسبت سہی۔ مگر اس مختصر رسالہ میں اوروں کے ذکر خیر کی گنجائش کہاں۔

مرزا سلامت علی سے دبیر کب اور کیونکر ہوئے۔ اسکو بھی مختصر طور سے سُن لیجیے۔ لکھنؤ میں مرزا صاحب نے سات برس کی عمر سے بارہ برس تک میں فارسی اور تھوڑی سی عربی پڑھی۔ قدرتی شاعر دیکھ کر انکے والد ماجد۔ میر ضمیر مرحوم کی خدمت میں (سنہ ۱۲۳۳ھ میں) لائے۔ کہ شاگرد کرادوں۔ اور اپنی تمنا ظاہر کی۔

میر ضمیر۔ (مرزا سلامت علی سے)۔ صاحبزادے آپ کا نام؟

مرزا صاحب۔ . . . . سلامت علی۔

میر ضمیر۔ کیا پڑھتے ہو۔

مرزا صاحب۔ جو جو کتابیں پڑھتے تھے بتائیں۔

میر ضمیر۔ (دل میں خوش ہو کر کہ لڑکا ذہین ذی فہم ہے) تم نے کچھ کہا ہو تو مجھے سناؤ۔

مرزا صاحب۔ حضور ایک قطعہ بے ثباتی دنیا میں کہا ہے۔

میر ضمیر۔ پڑھو۔ میرا صاحب لہ۔

مرزا صاحب۔ کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے ٭ کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جسمیں شام و سحر ٭ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

لہ میر ضمیر صاحب نگہور ضلع گڑگانوان کے رہنے والے تھے مگر بچپن سے اپنے والد ماجد کے پاس لکھنؤ میں پرورش پائی تھی بلا کے طبیعت دار۔ اور مزاج میں مزاح اسقدر تھی کہ گویا سودا کی روح اُن میں حلول کر گئی تھی۔ باوجود ہمہ ہر چھوٹے بڑے سے میرا صاحب کہکر کلام کرتے تھے ۱۲

میر ضمیر اور تمام حاضرین پھڑک گئے کوئی بولا چشم بد دور رسا کی طبیعت پائی ہے۔
کوئی کہنے لگا۔ ماشاءاللہ۔ یہ بچپنے کی ہیں باتیں شباب کیا ہوگا۔

میر ضمیر۔ تخلص کیا کرتے ہو۔

مرزا صاحب۔ ابھی کوئی تخلص نہیں رکھا۔ جو حضور رکھیں۔

میر ضمیر۔ دبیر۔ اور پھر مسکرا کر یہ فقرہ مشہور پڑھا۔ "بر دبیران روشن ضمیر مخفی و محتجب نماند" اور مسکرا کر فرمایا۔ کہ صاحبزادے میں نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا کہ اس جملہ میں دبیر پہلے اور ضمیر بعد کو ہے۔ میں تم کو بتاؤں گا۔ ضرور کہا کرو۔

لوگ کہتے ہیں کہ شاعر کی زبان فال ہوتی ہے جو کچھ روشن ضمیر سید ضمیر مغفور نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آج دبیر کو ضمیر پر لوگ مقدم سمجھتے ہیں۔ ضمیر کو دبیر کا اُستاد کہکر لوگ کہتے۔ اور لکھتے ہیں اُستاد سے زیادہ شہرت و عزت اور شاگرد پائے۔ خود میر ضمیر مرحوم نے ایک آخر عمر کی رباعی میں فرمایا[1] وہ رباعی یہ ہے ؎

پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیر آیا ہے
اب کہتے ہیں اُستاد دبیر آیا ہے
کردی مری پیری نے مری قدر ہوا
اب قول یہ ہے سبھوں کا پیر آیا ہے

یہ عجیب بات ہے کہ ایک ایک تخلص کے اکثر چند شعرا تذکروں میں ملتے ہیں مگر دبیر تخلص کوئی شاعر مرزا صاحب سے پہلے نہیں ملتا اسیر مرحوم نے گویا اسی موقع کے واسطے فرمایا ہے ؎

شاعرانِ حال کیا مضمون تو باندھیں اسیر
ڈھونڈھتے ہیں یہ تخلص پر نیا ملتا نہیں

مرزا صاحب تو فرماتے ہیں ؎ کیا ملتا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے — مضمون بھی ہمارا نہیں لڑتا ہے کسی سے
میں کہتا ہوں مضمون تو مضمون تخلص بھی کسی سے نہیں لڑتا۔

حلیہ۔ پکا سانولا رنگ۔ کسی قدر کشیدہ قامت ماتھا بڑا۔ جبیں کثرت سجود سے سجدہ کا نشان سویدائے قمر کی طرح خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی ایرانی الاصل ہونے کا پتہ دیتی تھیں گول دوہرا ڈیل ورزشی معلوم ہوتا تھا۔ دو انگشتی ڈاڑھی۔ بڑی پاٹ دار مگر گداز آواز جو ذاکر و واعظ کے لیے نعمت خداداد ہے مگر حسد بُری بلا ہے۔ کچھ لوگ اس بڑی آواز پر آوازے کستے تھے۔ جس کا اشارہ خود مرزا صاحب نے اس رباعی میں کیا ہے ؎

جب شاہ نجف معین و ناصر ہوئے
کیوں سب میں نہ ممتاز یہ ذاکر ہوئے
آواز ہو بھاری تو ہو پر بات یہ ہے
مجلس میں سخن نہ بار خاطر ہوئے

لباس۔ سر پر پنج گوشیہ ٹوپی۔ جسم میں اندر شلوکہ (بنیان) اوپر ڈھیلا کرتا جو گھٹنوں سے نیچا

---

[1] یہ رباعی میر ضمیر مرحوم کی مطبوعہ جلدوں میں چھپا ہے۔ جلد مراثی میر ضمیر اُستاد مرزا دبیر" حقیر خبیر ۱۲

ہوتا تھا۔ اسکے نیچے ڈھیلا پائجامہ۔ پائجامے کے نیچے ایک جانگیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے پاؤں میں گھیتلا جوتا

غذا۔ بڑھاپے میں۔ صرف ایک وقت دن میں نو دس بجے نوش فرماتے۔ رات میں ایک کلچہ کھا کر چائے پیتے تھے۔ اور جوان کے درباری شاگرد و احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیالی چائے کی اور ایک ایک کلچہ تقسیم فرماتے تھے۔ (سحر لکھنوی)

کھانے نے کھایا ہیں کھانا جو تنہا کھایا ساتھ کھایا کسی مہماں نے تو کھانا کھایا

آخر عمر میں تپ محرقہ میں مبتلا اور صحت یاب ہونے پر غذائے شب کو بھی حکیموں کی رائے سے کچھ دنوں کھائی پھر نماز شب میں دقت ہونے کے خیال سے ترک کردی۔ جو لوگ رات کو حاضر ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب اپنے اپنے گھر جاتے ادھر مرزا صاحب نماز شب میں مصروف ہوتے تھے آدھی رات تک علم و فن کے چرچے رہتے تھے بقول ثابت لکھنوی وہ صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشان ہو گئیں

استعداد علمی۔ مشہور و صحیح ہے کہ تمام کتب درسیہ معقول و منقول عربی و فارسی کی باقاعدہ مستند اُستادوں سے پڑھی تھیں کتب درسی فارسی و صرف و نحو و منطق و ادب و حکمت مولوی غلام ضامن صاحب فاضل متبحر و حاضر جواب و طبیب حاذق سے اور کتب دینیہ حدیث و اصول حدیث مولوی مرزا کاظم علی صاحب مشہور اخباری (پدر مرزا محمد رضا صاحب برق) اور مولوی فدا علی صاحب مستند اخباری اور اصول فقہ وغیرہ ملا مہدی صاحب مازندرانی مجتہد مستند سے پڑھی تھیں۔

مذہب۔ مرزا صاحب کے کئی اُستاد معتمد و مستند اخباری عالم تھے۔ اسلیے بعض حضرات مرزا صاحب کو بھی اخباری مسلک سمجھتے تھے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔

فن شعر میں وہ صرف میر مظفر حسین صاحب ضمیر کے شاگرد تھے گو ان اساتذۂ مذکورہ سے بہت سے فوائد شعر بھی حاصل ہوئے اور فارسی کا کلام خصوصاً شمس المشرقین (مخمس ہفت بند ملا کاشی) حضرت مازندرانی مرحوم کو دکھایا تھا۔ یہی سبب ہے کہ ہر بند کے پانچوں مصرع ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہ تمام اُستادوں کو نیکی سے یاد کرتے تھے۔ ایکمرتبہ سید حسین صاحب لطافت مرحوم نے پوچھا حضور کو کیا دلگیر مرحوم سے بھی تلمذ تھا فرمایا۔ اگر ہوتا تو میرا فخر تھا مگر جھوٹ بولنا گناہ ہے اسلیے افسوس سے کہتا ہوں کہ مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

اگر کبھی کسی شاگرد نے شاگردی سے انکار کیا تو سکوت اختیار کرتے تھے چنانچہ نواب مرزا محمد تقی صاحب اختر مرثیہ گو نے جن کا بے نقطہ مرثیہ ہے (ہم طالع ہما مراد ہم رسا ہوا) ایک بھری ہوئی مجلس میں یہ سر منبر کہہ دیا کہ بہت لوگ حقیر کو مرزا دبیر کا شاگرد کہتے ہیں میں ان کا شاگرد نہیں ہوں اور اگر وہ خود بھی ایسا دعوی کریں

تو اُن سے کہہ دیجیے گا کہ وہی میرے شاگرد ہیں۔ رات کے معمولی جلسہ مین جو زمانہ شاہی مین ۵۰-۶۰ آدمی سے کم نہوتا تھا بہت سے احباب اور شاگردون نے بالاتفاق یہ ذکر کیا۔ سب کی سُن کر یہ مصرع کہہ دیا ؎ شاگرد ہون جنکا سب اُستاد ہین مرے۔

مرزا صاحب کی شاعری تحصیل علم۔ مرثیہ گوئی۔ عمر۔ عناصر اربعہ کی طرح ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہین۔ ذہین وذکی بالطبع تھے اور اُسپر طرّہ یہ کہ حافظہ بہت قوی تھا۔ جوانی مین ہی اسقدر شہرت و ترقی ہوئی کہ بجائے چار مشہور مرثیہ گویون ضمیر۔ خلیق۔ دلگیر۔ فصیح کے (مع دبیر) پانچون مانے جانے لگے جس ڈپی کو چوگوشیہ کہتے تھے گویا اب اُسکو پنج گوشیہ کہنے لگے۔ شاعری کو خداداد ذہانت وعلم نے۔ علم کو حلم نے۔ حلم کو تقویٰ اور حسن خلق وانکسار ومہمان نوازی نے چمکایا الناس علی دین ملوکھم مشہور ومستند جملہ ہے۔ بادشاہ (یعنی نواب) اودھ شیعہ مذہب رکھتے تھے۔ اسی کے پر تو یہ وہان کے سُنّی وصوفی بلکہ ہندو تک وہان تعزیہ دار تھے۔ مجالس عزا وہ گرما گرمی اور حسن اعتقاد سے ہوتی تھیں کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو۔ غزل گوئی لکھنؤ مین معراج کمال پر پہونچ چکی تھی۔ مگر مرثیہ گوئی نے اُسکو اسقدر دبا دیا اور پیچھے ہٹا یا کہ مشہور مثل "بگڑا شاعر مرثیہ گو" غلط ثابت ہوئی۔ بعض مشاق غزل گو استادون نے (مثل مرزا مہدی صاحب قبول وبرق ومیر علی اوسط صاحب رشک واسیر مرحوم وامانت مغفور نے) خوب خوب مرثیہ وسلام کہے۔ مگر وہ مقبولیت نہ ہوسکی جو مرزا صاحب کو منجانب اللہ تھی۔ بقول حافظ شیراز۔ ؎ قبول خاطر ولطف سخن خداداد است۔

شاعرون کا فروغ اکثر بادشاہون اور امیرون کی بدولت ہوا کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو جو کچھ ترقی وعزت ملی وہ محمدؐ وآل محمدؐ اور شہدائے کربلا کی بدولت تھی کسی امیر یا بادشاہ کی دربارداری اُنھون نے نہین کی بلکہ اکثر امیر وعالم وشاعر اُن کے رات کے دربار مین حاضر ہوکر فوائد اُٹھا اُٹھا کر کامل ومستند ہوگئے اُن مین سے مولوی علی میان صاحب کامل۔ اور نواب مرزا صاحب شوق۔ اور میر علی محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی اور منشی منیر مغفور۔ میر ذکیؔ بلگرامی اور منشی دیاشنکر ریحان صاحب مشہور غزل گو لکھنوی ہین

۱ء ذکی بلگرامی کے مرثیہ اور زبان وطرز بیان میر انیس مرحوم سے بہت مشابہ ہے۔ جب میر صاحب حیدرآباد مین پہلی مجلس پڑھنے تو ایک منصبدار زیر منبر بولے ہائے ذکی۔ اُنھین کے پہلو مین میر زمان حسین شمشیر اور شکر اللہ خان صاحب نحیف۔ دونون تلامذہ دبیر بیٹھے ہوے تھے اُن سے خطاب کرکے میر صاحب بولے۔ کیون صاحبو لکھنؤ مین مرزا صاحب کے سوا کوئی حقیر کا مقابل ذکی کو بھی سمجھا۔ یہ دونون بولے حضور نہین اور ذکی تو درحقیقت مشیر کے شاگرد ہین الخ۔ وہ مرثیہ مرزا صاحب کو بھی ضرور دکھاتے ہین ذکی کے ایک شاگرد نواب مشتاق مرحوم لکھنؤ مین تھے جن کے بہت سے کامل شاگرد ہین ۱۲

(جو پہلے موجی رام موجی شاگرد مصحفی کے شاگرد تھے یہ بھی درباری مرزا صاحب کے تھے) اور ان کی غزلیں ارباب نشاط مجالس شادی میں رات دن گاتے ہیں اور جن کا ایک مشہور شعر یہ ہے ؎

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے　　نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آ ہی جاتی ہے

چنانچہ خود ایک مرثیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

خاقانی و فردوسی و سعدی و نظامی　　شاہوں کی مدد سے ہوئے آفاق میں نامی
عباسؑ ہیں اس بندۂ درگاہ کے حامی　　دنیا ہے سخن لکھ کے مجھے خط غلامی
ہیں دونوں ہی دبیر اس میں نہیں ایک کو شک ہے　　منبر مری جاگیر مقام اس کا فلک ہے

شاہ اول اودھ نے مرزا صاحب کو بلوا کر مرثیہ سنا

مرزا صاحب کا شاہ اول اودھ نے بلوا کر مرثیہ سنا۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا شہرۂ کلام و کمال سن کر پہلے بادشاہ اودھ مرزا غازی الدین حیدر مرحوم نے چوبدار بھیج کر اپنے عزاخانہ میں مرثیہ پڑھنے کو بلوایا۔ مرزا صاحب معمولی پینس میں سوار ہو کر اپنے معمولی لباس میں پہونچے۔ عزاخانہ میں بادشاہ موصوف بیٹھے ہوئے تھے۔ بعد سلام لینے کے مرثیہ پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ مرزا صاحب نے منبر پر جا کر حمد و نعت میں ایک ایک رباعی پڑھ کر یہ بند مسدس کا پڑھا جو فی البدیہ راہ میں کہہ لیا تھا ؎

واجب ہے حمد و شکر جناب الٰہ میں　　فضل خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گدا اور انجمن بادشاہ میں　　چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسوقت راہ میں
ذرے پہ چشم مہر ہے مہر منیر کو　　حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیر کو

پھر مرثیہ پڑھا جو اسی زمانے میں کہا تھا ؎ داغ غم حسینؑ میں کیا آب و تاب ہے۔

جب مرثیہ میں اس مقام پر پہونچے کہ جناب سکینہؑ امام حسینؑ کی چار برس کی صاحبزادی نے یزید کے لشکر کے ظلم کی روداد بیان کر کے فریاد کی ہے اور داد چاہی ہے تو بادشاہ موصوف چیخیں مار مار کر بے اختیار رونے لگے۔ وہ بند یہ ہے ؎

جب روز کبریا کی عدالت کا آئے گا　　جبار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
انصاف و عدل ان سے بہت پوچھا جائیگا　　تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
گل کر دیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو　　لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

بادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ سے مرزا صاحب سے یہ بند دوبارہ پڑھوایا۔ یہ بند گویا تازیانہ عبرت ہو گیا۔ مرزا صاحب تو مرثیہ پڑھکر چلے آئے۔ مگر بادشاہ کو رات بھر خوف خدا سے نیند نہ آئی۔ بار بار کہتے تھے کہ خدا نے مجھے بھی بادشاہ کیا ہے مجھ سے بھی سخت باز پرس ہو گی۔ دیکھیے میری غفلت مجھے کیا دکھائی ہے

سویرے معتمد الدولہ آغا میر وزیر کو انصاف کے بارہ مین بہت تاکید فرمائی۔ یہ مرثیہ دفتر ماتم کی پہلی جلد مین چھپ چکا ہے۔

مرزا صاحب کا کمال ہر موقع پر ظاہر ہے۔ بادشاہ کی مدح کی ہے تو کس انداز سے کہ اُس مین بھی خدا کی حمد اور شکر ہے۔ اور سچی بات نظم کی ہے کہ جب لوگون نے سُنا ہوگا کہ بادشاہ نے مرزا صاحب کو یاد فرمایا ہے تو ضرور چرچا کرتے ہون گے۔

مرزا کی شہرت زمانہ مذکور مین ہونے کی ایک دلیل روشن فسانۂ عجائب کی عبارت بھی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ خود مرزا سرور نے لکھا ہے کہ فسانہ عجائب اُنھون نے غازی الدین حیدر شاہ اول اودھ کے زمانہ مین لکھنا شروع کیا۔ اور عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی مین وہ اختتام کو پہونچا۔ چنانچہ سرور کا مشہور مصرع ہے ؎ یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ ہے لکھنو۔ عہد مذکور مین جن مرثیہ گویون کو شہرت ہو چکی تھی اُن سب کے نام ایک تلمیح کے ساتھ سرور نے لیے ہین۔ اصل مدح و ثنا تو وہ دلگیر مرحوم کی فرماتے ہین۔ کہ جن سے سرور کو بہت محبت تھی۔ سرور پر کچھ موقوف نہین اُس زمانے کے اکثر شعراء مستند اور اہلِ کمال دلگیر سے بہت محبت رکھتے تھے۔ خود مرزا دبیر۔ اور شیخ ناسخ۔ اُستاد دلگیر کو بھی دلگیر سے کمال اتحاد تھا۔ چنانچہ ناسخ کا یہ مشہور مطلع اسپر دلیل قاطع ہے ؎

معتمد ایسے زمانے مین کہان ہوتے ہین   آپ دلگیر سے ناسخ جو ہے دلگیر جُدا

یہ مقطع اُس زمانے مین کہا تھا جب ناسخ۔ الہ آباد مین مقیم تھے۔ دلگیر عجب وسیع الاخلاق نیک نہاد بزرگ تھے ہر کیف وہ عبارت یہ ہے۔ مرثیہ گو بے نظیر میان دلگیر۔ صاف باطن۔ نیک ضمیر۔ خلیق۔ فصیح۔ مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا۔ اللہ کے کرم سے ناظم خوب۔ دبیر مرغوب۔ سکندر طائع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اُٹھایا۔ اس تین سطر کی عبارت مین دس مرثیہ گویون کے نام دے دیے جو اُس زمانہ تک گذرے یا موجود تھے۔ اس مین سے ہر دبیر کا نام موجود ہے۔

مین اوپر لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کے بزرگوں میں بعض شاہزادگانِ دہلی کے اُستاد تھے۔ شاید اسی رعایت سے یا مرزا صاحب کے کمال ذاتی کی وجہ سے اودھ کے اکثر نواب زادے اور شہزادے مرزا صاحب کے شاگرد ہوے اُن مین سے نواب اقتدار الدولہ مستقیم الملک مرزا کلب علیخان ارسلان جنگ۔ نواب سعادت علیخان صوبۂ اودھ کے فرزند۔ اور مرزا غازی الدین حیدر اول شاہ اودھ اور مرزا محمد علی شاہ سوم شاہ لکھنؤ کے بھائی تھے جن کا مفصل حال تذکرۂ دربار حسینی مین صفحہ ۱۱۷ پر اُنکے پوتے نواب مرتضیٰ حسین خان صاحب ٹرسٹی حسین آباد لکھنؤ کے حوالہ سے درج ہے نواب اقتدار الدولہ مرزا صاحب کے عمر مین بڑے تھے کہ ان کی ۱۲۱۳ھ کی ولادت ہے۔ اور مجمع کمالات تھے کہ اُس زمانہ مین (جبکہ ملک مین انگریزی عملداری بہت کم تھے۔

اُنھون نے عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھی تھی۔ نسخ و نستعلیق دونون خطون کے باقاعدہ خوشنویس بھی تھے۔ تیراندازی ۔ تفنگ بازی و شمشیر بازی و شہسواری ۔ برج بہادر مرہٹہ و دلیل خان دکھنی سے حاصل کی تھی یہین وانتظار تخلص کرتے تھے[لہ]

دوسرے نواب ممتاز الدولہ تیسرے نواب والاقدر شہزادہ اودھ عرف نواب وزیر مرزا صاحب مرحوم جو بھاکھا مین ٹھمری لاجواب کہتے تھے جنکے نام سے لکھنؤ چینی بازار مین ایک سڑک آج تک موجود ہے جسکو والاقدر روڈ کہتے ہین (ان کا حال بھی تذکرہ دربار حسین صفحہ ۱۰۷ پر ہے) چوتھی ملکہ زمانی زوجہ محترمہ نواب نصیرالدین حیدر شاہ دوم اودھ۔ پانچوین انکی صاحبزادی نواب ممتاز الدولہ مرحوم کی زوجہ سلطان عالیہ سلطان تخلص چھوٹی حاجی بیگم صاحبہ دختر محمد علی شاہ۔ (شاہ سوم اودھ)

مرزا صاحب کے در دولت پر بڑے بڑے شہزادے اور حکام اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔ اہل حاجت کی حاجت روائی کو مرزا صاحب سب سے بڑی عبادت اور فرض انسانی سمجھتے تھے جسکی ہزارون حکایتین مشہور ہین۔ میر ضمیر مرحوم سے کس طرح لوگون نے بگڑوادی۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب کے کمال کی شہرت ہوئی تو حاسدون کے دل مین آتش رشک بھڑکی۔ مرزا صاحب خود صاف دل تھے کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

مرزا دبیر کی شہرت دیکھنے پر حاسدون کا میر ضمیر سے بگڑوانے کی کیفیت

حاسد کو ہے پیچ و تاب کیون موج کی شکل   یان مثل حباب کچھ نہین ہے دل مین

بعض شاگردان میر ضمیر صاحب نے جو پہلے کے شاگرد ہوکر مرزا صاحب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ فکر کی کہ اُستاد و شاگرد مین بگڑ واد و۔ مرزا صاحب بے اصلاحی کلام پڑھین قلعی کھلے ۔ لوگون کو اعتراض کا موقع لگے۔

لکھنؤ کے ایک مشہور دریادل امیر نواب افتخار الدولہ کے یہان ماہ رمضان مین شبون کی مجلسین (۱۹-۲۰-۲۱ کو) بڑی دھوم دھام اور اہتمام سے ہوا کرتی تھین اور دونون اُستاد و شاگرد پڑھا کرتے

حکایت مرزا دبیر فنون جنگ مین بھی مہارت رکھتے تھے

لہ معلوم ہوتا ہے کہ دلیلین کی صحبت مین مرزا صاحب نے بھی ان فنون جنگ مین مہارت یا واقفیت پیدا کی تھی چنانچہ ایک بزرگ ناقل تھے کہ ایک روز مرزا صاحب محلات شاہی کے دفتر سے نکل کر آتے تھے کہ ایک ہاتھی مست بھاگتا ہوا آیا۔ مرزا صاحب نے اُسکو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ اور سب آدمی اُسکے خوف سے بھاگ بھاگ کر چھپ گئے ہین دلیری کا کمال یہ تھا کہ حواس بجا رہے برابر چبوترہ تھا اُسپر کچھ برچھے رکھے ہوے تھے چبوترہ پر چڑھ کر ایک برچھا لیا اور جب وہ ہاتھی قریب آیا۔ تو وہین سے اُسکی مستک پر اس طرح تاک کر مارا۔ کہ ہاتھی چنگھاڑ کر بھاگ گیا۔ اُس دن لوگون کو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ان فنون جنگ مین بھی دخل رکھتے ہین۔ ثابت ۱۲۔

تھے - ۱۹ ردین کو نواب موصوف نے دونون صاحبون سے نئے مرثیے پڑھنے کی فرمائش کی - جواب مین دونون صاحبون نے انشاءاللہ و بشرط فرصت - کے الفاظ کہے - مرزا صاحب کی مشق سخن بڑھی ہوئی تھی رات بھر مین یہ مرثیہ کہہ کر سویرے میر ضمیر صاحب کی خدمت مین پیش کیا ع ذرہ ہے آفتاب بوتراب کا - پوچھا حضور نے بھی کچھ فکر فرمائی - جواب ملا کہ مجھ کو اتنی فرصت کہان پہلے کے ایک مرثیہ مین چند بند نئے کہکر لگائے ہین - وہی پڑھ دون گا - مرزا صاحب کے مرثیہ کو پڑھکر استاد نے بہت پسند کیا اسکی زبان سلیس - بندش چست طرز بیان دلکش - شوکت الفاظ موثر تھے - مرثیہ کی بہت تعریف کی - مرزا صاحب یہ سب حضور کا صدقہ ہے - مین کس قابل ہون - اسے کل حضور ہی پڑھین - مین کچھ عذر کر دون گا -
میر ضمیر صاحب - نہیں میرا صاحب - یہ تم ہی پڑھو - میر عابد علی صاحب بشیر بھی انھین حاسدون مین سے تھے بولے مین مرزا صاحب کی راے سے اتفاق کرتا ہون - بے شک یہ نامناسب ہے کہ شاگرد نیا اور استاد پرانا مرثیہ پڑھے -

میر ضمیر صاحب - او میرا صاحب ایسی باتین میرے ذہن مین نہین ہین خیر تم کہتے ہو تو یون ہی سہی پھر ایک مرتبہ مرثیہ کو دیکھ کر بولے اوپر کا ٹکڑا فضائل کا تم پڑھو اخیر کا حصہ مصائب کا مین پڑھون گا -

میرزا صاحب - بہت خوب جہان تک استاد نے حکم دیا تھا وہ ورق پھاڑ لیے باقی مرثیہ وہین چھوڑ آئے

۲۰ - کو افتخارالدولہ نے اول مرزا صاحب سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا (کریم وعدہ کو پورا کیا کرتے ہے) نیا مرثیہ پڑھیے - انھون نے جواب مین کہا کہ جناب استاد قبلہ کا نیا مرثیہ ہے نصف مین نصف استاد پڑھین گے یہ کہکر منبر پر گئے ان کا معمول تھا کہ فاتحہ کہکر دیر تک سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے - اتنی دیر مین بشیر مذکور نے میر ضمیر صاحب کے کان مین کہا کہ اول کا ٹکڑا بہت چست - اور اخیر کا سست ہے - مین مرزا صاحب کو منع کیے دیتا ہون کہ یہ مرثیہ نہ پڑھین اور کوئی پڑھ دین - میر صاحب نے جواب دیا اب یہ مناسب نہین مگر یہ کب مانتے تھے مرزا صاحب کو پہلے ہی آنکھ کے اشارہ سے منع کر چکے تھے - وہ منبر پر چپ چاپ کچھ پڑھ رہے ہین مجلس تصویر حیرت بنی ہوئی ہے کہ بشیر نے قریب منبر پہونچکر مرزا صاحب کے کان کے پاس اپنے ہونٹ لیجا کر آہستہ آہستہ کہا - استاد فرماتے ہین تم یہ مرثیہ نہ پڑھو کوئی اور مرثیہ پڑھ دو - مرزا صاحب - مین اور کوئی مرثیہ نہین لایا - اگر واقعی استاد کی یہی مرضی ہے تو وہ خود مجھے آنکھ سے اشارہ فرمادین مین رباعیان پڑھکر منبر سے اتر آؤنگا - تمھارے کہنے کا مجھے اعتبار نہین انھون نے جاکر میر صاحب سے کہہ دیا سلامت علی کہتے ہین آج ہی تو مجھکو استاد کا امتحان منظور ہے - دیکھون میرے بعد وہ کیا کرتے ہین - میر صاحب یہ سن کر آگ بگولا ہو گئے ادھر مرزا صاحب بار بار استاد کا منھ دیکھتے ہین وہان اشارہ کیسا برافروختگی کے سبب سر زانو پر ہے ناچار مرزا صاحب نے چند رباعیان پڑھ کر وہی مرثیہ پڑھا سبحان اللہ

واہ واہ صلِّ علےٰ کے نعروں سے تمام مجلس گونج اوٹھی۔ جہاں تک حکم تھا پڑھے آگے نہ بڑھے۔ منبر سے کامیاب اوترے۔ میر ضمیر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھکر اور یہ فرماکر کہ یہ مرثیہ انھیں کا ہے۔ کسی پُرانے مرثیہ کے چند بند اور نثر کے چند فقرے پڑھکر منبر سے اوتر آئے۔ مجلس کے بعد دو خلعت آئے۔ میر صاحب نے اپنے خلعت پر ٹھوکر مارکر فرمایا لے جاو۔ اور اوٹھ کھڑے ہوئے (یہ یہ اہل کمال کی ناز برداریاں ایسے ایسے امیر کبیر کرتے تھے۔) مرزا صاحب نے اپنا خلعت یہ کہکر واپس کر دیا کہ جو اوستاد کے فائدے پر اپنے فائدے کو مقدم رکھے وہ ملعون ہے۔

اب زمانے نے دوسرا رنگ بدلا۔ مرزا صاحب نے بے اصلاحی نئے مرثیے کہکر پڑھنا شروع کر دیے۔ ہر مہینہ میں ایک نیا مرثیہ کہتے اور پڑھتے تھے۔ میر ضمیر صاحب کے شاگردوں کا ایک جتھا تھا جو ہر مرثیہ کو سُن کر ۱۰–۲۰ ضرور اعتراض کرتا تھا۔ میر کلو عرش میر تقی میر کے فرزند رشید کو بعض ناسخ والوں نے کہدیا تھا کہ ناسخ سے اصلاح لے چکے ہیں۔ یہ اتہام عرش کے شاگردوں کو عموماً۔ اور ایک خاص شاگرد آغا ابو تراب خان کو (جنکا کٹرا لکھنؤ میں ہے) خصوصاً سخت ناگوار ہوا۔ آغا صاحب نے اپنا تخلص (بصیغہ افعل التفضیل ناسخ کے مقابلہ پر) انسخ رکھا اور اعتراض کی بوچھار کر دی۔ ناسخ کے اس مشہور و مقبول مطلع پر ؎

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

یہ اعتراض تھا کہ مصرع میں مشرق تھا تو دوسرے میں بجائے طلوع۔ مطلع لانا چاہیے تھا۔ ان انسخ کو بھی دبیر مرحوم کے مخالفوں نے ملا لیا تھا۔ افسوس تمام اعتراضات معلوم نہو سکے ورنہ لکھتا۔ معترض اگر نیک نیتی سے سچ اعتراض کرے تو اُس سے نقصان کم فوائد زیادہ ہوتے ہیں بقول ثابت ؎

خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی ہم ان کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں

مرزا صاحب ۱۱ ویں کو مجلس کر کے اپنے گھر میں نیا مرثیہ پڑھتے تھے اُدھر میر ضمیر کے شاگردوں نے ۱۳ ویں کو ایک مجلس مقابلہ پر مقرر کی۔ میر ضمیر کے ایک شاگرد شہرت تخلص نیا مرثیہ پڑھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں خود میر ضمیر کہدیتے تھے مگر شہرت کو شہرت نہونا تھی نہوئی۔ اور مرزا صاحب کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ خود شاہ اودھ واجد علی شاہ اختر مرحوم اور وزیر اودھ نواب علی نقی خان مرحوم مرزا صاحب کے کلام کو دل سے پسند کرنے لگے۔ اسی زمانے میں حضور عالم نواب علی نقی خان مرحوم نے ایک بہت بڑی مجلس کی تھی۔ جس میں مرزا صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎ اے عرش بریں تیرے ستاروں کے تصدق۔ میر ضمیر مرحوم بھی موجود تھے۔ حضور عالم نے جب ایک موقع پر بہت تعریف کی۔ تو مرزا صاحب نے میر ضمیر صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے باآواز بلند کہا کہ یہ سب فیض و تصدق جناب اُستاد کا ہے۔ بعد ختم مجلس میر ضمیر مرحوم نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا۔ اور اصل واقعہ سُن کر میر عابد علی بشیر سے ناراض ہوکر بولے اب یہ شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ ہمارے

زمانے نے ... بے اصلاحی نئے مرثیے کہکر پڑھنا شروع

یہاں آئے مرزا صاحب نے اُنکی بھی خطا معاف کرائی - اور پھر میر ضمیر صاحب مرحوم کے گھر کی ماہواری مجالس ۱۲۵۵ سے معالی خان لکھنؤ مین مرزا صاحب انتقال میر ضمیر مرحوم تک برابر پڑھتے رہے میر محمد رضا صاحب ظہیر مؤلف تنقید آب حیات جو تقسیم (تبرک) اُس مجلس مین کرتے تھے (دہی) اس واقعہ کے راوی و ناقل ہین

اُسی زمانہ مین جب تمام پیر بھائی مرزا صاحب کے مخالف ہو رہے تھے - مرزا صاحب نے یہ مرثیہ بھی کہا تھا ؎ بانو کے شیر خوار کو ہفتم سے پیاس ہے - اس مرثیہ کی بہت شہرت ہوئی اور آج بھی اُن کے مخالفین تک اسکو پڑھکر مرزا صاحب کی فضیلت و افضلیت کا اقرار کرتے ہین - چنانچہ مولوی شبلی صاحب بھی موازنہ کے صفحہ ۲۷۹ پر اسکے چند بند اس تمہید سے لکھتے ہین کہ "اس واقعہ کو میر ضمیر صاحب سے لے کر آج تک نئے نئے پیرایوں میں لوگوں نے ادا کیا میر انیس صاحب نے مختلف مرثیون مین یہ واقعہ لکھا اور یہ واقعہ (تمام) واقعات کربلا مین نہایت درد انگیز ہے مگر مرزا دبیر نے جس بلاغت سے یہ مضمون ادا کیا ہے اور جو درد انگیز سمان دکھایا ہے وہ میر انیس صاحب یا اور کسی سے آج تک ادا نہو سکا" یہ خدا کی شان اور توفیق جبری تھی کہ مولوی شبلی صاحب کی زبان قلم سے بے اختیار ایسے کلمے نکل گئے ورنہ یہ مولوی شبلی صاحب وہ بزرگ ہیں جو موازنہ مین جابجا لکھتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام کو بلاغت چھو بھی نہین گئی - اُنکے کلام مین بلاغت کا شائبہ بھی نہیں ہے - تمام اہل کمال کے اس مقولہ کو کہ مرزا صاحب کا کلام بلیغ زیادہ ہے مولوی صاحب جھٹلاتے جھٹلاتے اخیر پر اپنی آپ تکذیب کرنے لگے یہ مقولہ مشہور سچ ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء ؏ دشمن بھی شہادت دے فضیلت ہے تو یہ ہے - اسی مرثیہ کے مقطع مین اُس زمانہ کی مخالفت کی مرزا صاحب یون تصویر کھینچکر اپنے آئینۂ دل کی صفائی کو سراہتے ہین ؎

برعکس ہے کوئی تو کوئی برخلاف ہے ۔۔۔ آئینۂ دل اپنا ہر اک رو سے صاف ہے

مرزا صاحب مرحوم کا سکہ اُس زمانے کے شعرا و اساتذہ اور اہل کمال کے دلون پر ایسا پڑا تھا کہ ہر شخص مداح تھا - ناسخ مجالس وغیرہ مین جانے سے اکثر پرہیز کرتے تھے - البتہ اپنے شاگرد نواب حسین علی خان ارشد کی مجالس مین مرزا صاحب کو سُننے آتے تھے اور شوق سے سن کر داد دیتے تھے ہان آخری زمانے مین وہ ضرور بڑے بڑے مشاعرون مین بھی نہ آتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جوانی مین کشتہ کھا گئے تھے جس سے اختلاج قلب ہوتا تھا اور بڑے مجمع مین بیٹھنے سے گھبراتے تھے - مگر جب بھی مرزا صاحب کے بعض مرثیے اور بعض بند اُن کے شاگردون سے گھر پر پڑھوا پڑھوا کر سُنتے تھے لوگ کہتے ہین میر ضمیر سے اور اُن سے چشمک تھی - اسلیے کبھی کہہ اُٹھتے تھے ہائے ایسا ذہن - اور میر ضمیر کا شاگرد ہو مرزا صاحب سے جب کوئی یہ مقولہ ذکر کرتا - تو وہ فرماتے - کہ ہمارے اُستاد سے شیخ صاحب کو کیا نسبت ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک - زمانہ مخالفت مین بھی کبھی اُستاد کی

تنقیص سُننے کے روادار نہوے۔

آتش مرحوم کی نسبت سنان دل خراش مین منشی اسمٰعیل حسین صاحب منیر مرحوم لکھتے ہین کہ جب عہد ثریا جاہ امجد علی شاہ ۱۲۶۵ھ مین مرزا صاحب نے پہلے پہل یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎ کوہ رقیم پر جو علی کا گزر ہوا۔ تو مرزا صاحب کے سُننے کو خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بھی ضعف پیری و نابینائی کے عالم مین آئے تھے بعض بعض مضامین عالیہ اور نازک خیالیان سُن سُن کر مجلس پکار پکار کر آتش مرحوم کہتے تھے۔ کہ ارے میان اگر ایسے مضامین کہوگے تو تم مرجاؤگے یا خون تھوکوگے۔ امرا و روسائے ناواقف یہ کلمہ سُن کر تعجب کرتے تھے کہ یہ بوڑھا آدمی کون ہے جو ایسے کلمات خلاف شان مرزا صاحب سے ایسی بے باکی سے کہتا ہے اور منبر پر مرزا صاحب باواز بلند تسلیم کرتے جاتے ہین۔ بعد مجلس ایک صاحب دولت و حشمت نے ناچار ہوکر مرزا صاحب سے پوچھا کہ یہ پیر شکستہ حال سا کون ہے۔ جب مرزا صاحب نے سمجھا دیا۔ کہ یہ حضرت آتش غزل کے اُستاد یگانہ ہین خود خواجہ آتش نے ایک زمانہ مین مضامین کہنے مین سخت محنت کی تھی تو خون آنے لگا تھا۔ وہی اپنا تجربہ فرما رہے تھے۔

مرزا صاحب غزل مین آتش کا رنگ لکھنؤ والون مین اور غالب کا۔ دہلی والون مین بہت پسند کرتے تھے۔ باایں ہمہ کبھی کسی دوسرے اُستاد کو کلمات ناسزا سے یاد نہ کرتے تھے ایک اور کمال اُن مین یہ تھا کہ اگر کنایۃً بھی کوئی معترض ہوتا تھا تو سمجھ جاتے تھے اور جس اُستاد کا وہ معروف یا شاگرد ہوتا تھا اُسی کی نظیر مین نظم سُنا کر اُسکو چپ کر دیتے تھے۔ چنانچہ نواب مرزا صاحب شوق صاحب مثنوی زہر عشق وغیرہ نے جو مرزا صاحب کے دربار مین اکثر شب کو آیا کرتے تھے۔ ایک مجلس مین یہ مصرع سُن کر ؎ صندوق مشرقی سے نکالی کتاب صبح۔ نہایت ادب سے کہا کہ حضور اسے پھر عنایت فرمائین۔ مرزا صاحب نے دوبارہ مصرع پڑھکر فرمایا کہ یہ مصرع یون بھی ہوسکتا ہے ؎ صندوق آسمان سے نکالی کتاب صبح۔ مگر مجھے مشرقی پسند ہے۔ رات کو جب شوق صاحب آئے تو کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو مصرع آپنے دوبارہ پڑھوایا تھا اُس مین مجھے مشرقی کیون پسند ہے وہ بولے۔ نہین حضور۔ فرمایا اسلیے کہ ایسے الفاظ ترکیبی آپکے اُستاد جناب آتش کو پسند ہین وہ فرماتے ہین ؎

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہین یاد رہے — او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پھر فرمایا مجھے منبر پر بھی یہ شعر یاد تھا مگر مین نے عمداً نہ پڑھا کہ شاید کوئی شخص حضرت آتش کی توہین کا پہلو یہ کہکر نکال لے کہ اس شعر مین نیرنگ بہت اچھی طرح آسکتا تھا۔ پھر مصنف نے نیرنگی کیون باندھا جس مین تحتانی بھی ہوتی ہے۔ مرزا شوق مرحوم نے معذرت کی کہ یون ہی میرے دل مین آگئی تھی جو مین نے یہ مصرع حضور سے پڑھوالیا۔

مرزا دبیر کی غزل گوئی

مرزا صاحب کے اُستادون مین مرزا محمد رضا صاحب برق مرحوم کے والد ماجد جناب مرزا کاظم علی صاحب صلحا بھی تھے (جیسا کہ مین پہلے کہہ چکا ہون) اسلیے برق صاحب کا بھی بہت لحاظ و پاس کرتے تھے وہ مشاعرون مین جاکر عام طور پر غزل نہ پڑھتے تھے۔ مگر برق صاحب نے جب ایک دھوم دھام کا مشاعرہ کیا اور مرزا صاحب سے آکر اصرار کیا کہ آپ ضرور غزل کہین اور تکلیف فرما کر پڑھیں تو مرزا صاحب نے (مشہور) غزل کہی اور مشاعرے مین پڑھی جس کا مشہور مطلع یہ ہے ؎

دفن کرنا مجھکو کوئے یار مین قبر بلبل کی بنے گلزار مین

جو رنگ مرزا صاحب کو ناپسند ہوتا تھا۔ وہ اپنے شاگردون یا بے تکلف دوستوں سے صاف کہدیتے تھے۔ چنانچہ منشی سید محمد اسمعیل حسین صاحب منیر جب کالے پانی سے چھوٹ کر آئے تو ایک روز اپنی چند غزلین سنانے بیٹھے دیوان خانہ مین مرزا صاحب ہین اور وہ ہین۔ مرزا اوج مرحوم فرماتے تھے کہ مین اور میرے چھوٹے بھائی عطارد اور کئی لڑکے بھی غزل سننے کو دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ منیر نے مطلع پڑھا ؎

چھڑا چلا فلک یہ بت خانہ خنگ کا چھوٹا ہے نیل گاؤ یہ کُتا تفنگ کا

مین اور سب ساتھی لڑکے یہی مصرع پڑھتے ہوئے باہر بھاگے۔ چھوٹا ہے نیل گاؤ یہ کُتا تفنگ کا۔ مرزا صاحب نے منشی منیر سے کہا کہ آپ ایسے اعلےٰ درجے کے شاعر ہوکر اس مبتذل رنگ کو نہین چھوڑتے دیکھیے بچے تک ہنستے ہین کاٹیے۔ منیر مرحوم نے عرض کی۔ بہت بہتر۔ اور فوراً یہ مطلع کاٹ دیا غالباً اسی وجہ سے دیوان مطبوعہ مین یہ مطلع نہین۔ لکھنؤ وغیرہ مین مشہور ضرور ہے۔

حضرت آتش کے شاگردون مین جو سلام وغیرہ اصلاح کے واسطے اُنکے روبرو پیش کرتا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ دبیر سے سلام و مرثیہ وغیرہ پر اصلاح لو جو نیا شاگرد مستطیع ہوتا تھا۔ تو شیرینی بہت سی لاتا تھا جناب امیرؑ کی نذر دے کر تمام تلامذہ اور احباب مین بٹواتے تھے۔ جو بکثرت تھے

اصلاح دینے کا طریقہ

اصلاح دینے کا طریقہ یہ تھا کہ خود مرثیہ پڑھکر یا مصنف سے سن کر لفظ بناتے اور وجہ بتا دیتے جاتے تھے اور اگر شاگرد موجود نہوتا تو وجہ اصلاح مختصر لفظون مین حاشیہ پر لکھ دیتے تھے صفیر بگرامی لکھتے ہین کہ مین نے ایسی معلومات کا شاعر دوسرا نہین دیکھا

اردو بھاکا اور فارسی شاعری

مرزا صاحب علاوہ اُردو کے بھاکا اور فارسی کے بھی شاعر تھے۔ فارسی کا بعض کلام تو دفتر ماتم مین چھپ گیا۔ بعض چھپا رہا۔ مگر بھاکا کی چند ٹھمریاں وغیرہ جو مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم شاہ اودھ کی فرمائش پر اُنھون نے کہے تھے وہ مرزا اوج صاحب مغفور فرماتے تھے کہ اب تک محفوظ ہین۔ ملاحظہ ہو دربار حسین

صفحہ۔ نواب والاقدر شہزادہ اودھ جو بھاکا کے مستند شاعر مانے جاتے ہین اُن کو بھاکا میں اصلاح دیتے تھے - ایک اُن مین یہ بھی کمال تھا کہ جس رنگ کی طبیعت شاگرد کی ہوتی تھی اُسی طرز کی اُسکو اصلاح دیتے تھے - چنانچہ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام محمد صاحب نظیر کے کلام پہ اصلاح دینے مین ویسے الفاظ بنا دیتے تھے جو گویا زبان انیس مغفور کے سمجھے جاتے تھے اور جن سے خود مرزا صاحب اپنی تصنیف مین بچتے تھے - جیسے

شہ بے پر - کڑیل جوان وغیرہ

شیخ گوہر علی صاحب مشیر مرحوم کے ہر سیون مین ویسے بازاری محاورے اور الفاظ رکھتے تھے جو ہر سیون کی شان کے شایان ہیں آج مزاحیہ کلام اُن کا علیحدہ نہین ملتا اس کا سبب شاید یہ ہو کہ ایسا کلام سب مشیر مرحوم کو بخش دیا تھا ہزارون محاورے ہر سیون میں ایسے نظم کیے ہین جو اور کسی شاعر کے کلام میں نہ ملین گے -

نواب شہید سید اسد علی صاحب متین کے نوحون مین ایسے مُبکی الفاظ رکھتے تھے جو خاص نوحہ کے واسطے زیبا ہیں - یہی وجہ ہے کہ متین کے نوحے اپنے طرز مین بے مثل ہین - نواب شہید ممدوح اور مشیر مرحوم ایک ہی دن مرزا صاحب کے شاگرد ہوے تھے - مگر مشیر کی طبیعت ہرسیہ کے لیے موزون پائی اور متین مغفور کو نوحہ کہنے کے قابل پایا - دونون کو ایک ایک ڈھرے پہ لگا دیا -

یہ عجیب حُسن اتفاق ہے کہ مرزا صاحب کے شاگردون مین سے جو دوسرے شہرون یا دیہات کے رہنے والے ہین وہ اپنی اپنی بستی یا شہر مین قابل تقلید کامل مانے جاتے ہین - مولوی نفر حسین صاحب عظیم - مولانا شاد عظیم آبادی و صفیر بلگرامی و خان بہادر سی ایس لے ڈپٹی سید اولاد حسین صاحب مداح بیرسری اور مولوی اسد علی صاحب صغیر - اور نواب متین اور حکیم قدیر الدولہ سید محمد علی صاحب قدیر مولوی ظفر مہدی صاحب اثیم جرولی مولوی غلام عباس صاحب تنزاور میرزکی بلگرامی اپنی بستی اور شہر مین نہایت معزز اور قابل تقلید مانے جاتے ہیں تفصیل اسکی آپ کو تذکرہ دربار حسین سے معلوم ہوگی -

خط - مرزا صاحب عموماً جس کسی کو خط لکھتے تھے فارسی مین لکھتے تھے - وہ خط شفیعا عمدہ اور جلد لکھتے تھے - مگر اُس زمانہ کی روش کے موافق حرفون پہ نقطے بہت کم لگاتے تھے - اُسکا نمونہ حیات دبیر کے صفحہ ۹۴ پر چھپا ہے جس مین ایک جگہ کاپی نویس نے اس مصرع مین تغیر کر دیا ہے - طعنہ دیتے تھے سلح سازکا سے قوم دغل - لفظ سلح کو صلح (صاد سے) لکھ دیا ہے -

جناب حاجی محمد جعفر عرف پیارے صاحب شمس آبادی نے جُزنحہ حیات دبیر کو مرزا صاحب کے خط کا نمونہ حیات دبیر مین دیکھ کر لکھا تھا کہ میرے والد ماجد مرحوم نواب حکیم سید محمد علی خان عرف نواب دولہا صاحب

رئیس شمس آباد) کے پاس جو خط مرزا صاحب کا آتا تھا وہ خوشخط خط شفیعا میں لکھا ہوا ہوتا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ کوئی خوشنویس ملازم ہوگا آج یہ خط عکس دیکھکر معلوم ہوا کہ جناب مرحوم خط شفیعا خوب لکھتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک خط مرزا صاحب کی نقل بھی بھیجدی تھی جو نواب دولھا صاحب مرحوم کے پاس ۱۹ ؍ شوال ۱۲۹۳ھ ہجری کو آیا تھا کہ یہی تاریخ موصولہ پشت خط پر درج ہے۔ اس خط میں القاب آداب بھی خاص تحریر فرمایا ہے۔ اور خط فارسی میں ہے اور اُس زمانے میں عموماً دہلی و لکھنؤ میں فارسی زبان میں اہل علم کتابت کرتے تھے یہ فخر صرف مرزا غالب مرحوم کو ہے کہ انھوں نے زمانے کا رنگ دیکھکر اُردو میں خط لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ اُردو کی نسبت۔ وہ فارسی میں اکمل تھے جیسا کہ خود انکا دعویٰ ہے۔ ؎

فارسی بین تا بہ بینی نقش ہائے رنگ رنگ۔ بگزر از مجموعۂ اُردو کہ بیرنگ من است۔ اب وہ خط نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ خیر الاسمار مضاف الیہ صدق و صفا۔ موصوف صفت مہر و وفا۔ اقبال مصاحب ۱

جناب نواب محمد علی صاحب دام مجدہٗ۔ بعد سلام خلوص انضمام و تمنائے گل چینی حدیقۂ مواصلت مسرت انجام۔ مرفوع ضمیر خورشید تنویر باد کہ دریں ایام مفارقت و عدم مراسلت انچہ از حجاب غیبی بظہور آمدہ نیاز نامۂ دیگر متضمن تفصیل آن عنقریب ارسال می نمایم۔ درین وقت بمقتضائے آنکہ منتظرے از دفتر فضائل و محامد جناب سید جمال الدین حسین صاحب قبلہ ولد سید نجم الدین حسین صاحب مرحوم ابن مولوی نظامی صاحب مغفور بحیز تحریر می آرم کہ جناب ممدوح اباً عن جد بخلعت سیادت پیراستہ و تاج سعادت آراستہ و بمذہب شیعی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہستند۔ و مخلص با جناب ممدوح نیاز قدیم می دارد و از عقائد مستحکم و انعقاد مجلس عزا کہ بدولت خانہ جناب مکرم الیہ می شود اکثر شرف اندوز مشارکت شدہ۔ خاطر شریف مطمئن باد۔

مرزا اسلامت علی
متخلص و بہ بیر
عفا عنہ ربہ القدیر

جوشِ معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے کہ سامعین مدح کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ باتوں کے کرنے میں جتنے ہاتھ آنکھ وغیرہ سے آدمی اشارے کرتا جاتا ہے اُس سے زیادہ منبر پر ہاتھ نہ اُٹھانا نہ بتانا چاہیے۔ انکا کلام خود تمام واقعات کا مرقع پیش نظر کر دیتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ ارتھ موسیقی میں داخل ہے مگر سوز خوانی میں بھی بتانے کو معیوب قرار دیا گیا ہے۔ پس مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس رُباعی میں اسی بات کا اشارہ ہے۔ ؎

صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے　　این شمع دل کا شاخون معین　　بیکار نہ ہر بند یہ بتلاتا ہے　　ناحق کا ہنچنا نہ چلانا ہے

اُنھوں نے کبھی کسی شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا نہ کسی شخص کو بجز ایک شاگرد آغا حیدر مرحوم کے انکا طرز آیا یہ آغا حیدر صاحب آغا حسن صاحب مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے آغا حسن صاحب آزل میر حسن صاحب مولف وقعات انیس کے نانا تھے۔ اور نواب صاحب ہوتے تھے

ع۱ مرزا دبیر مرحوم کے اکثر خطوط سید مسعود حسن صاحب ایم اے ادیب ریڈر لکھنؤ یونیورسٹی نے رسالہ ادب لکھنؤ میں متواتر آثار ادبیہ کے عنوان سے شائع

صاحب مثنوی زہر عشق کے دادا تھے آغا حیدر صاحب کی پاٹ دار آواز مرزا صاحب کی آواز سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اور اسی طرز سے وہ پڑھتے بھی تھے۔ جو شاگرد مرزا صاحب سے عرض کرتا تھا کہ مجھے مرثیہ پڑھنا سکھائیے تو میر شرف الدین یا میر محمد رضا صاحب ظہیر یا مرزا مغل صاحب کے سپرد کر دیتے تھے۔ یہ صاحب اس خاندان میں عمدہ پڑھنے والے تھے۔ مرزا مغل مرحوم کے ایک شاگرد نے[ع۵] بھی پڑھنے میں کمال پیدا کیا تھا جنکا نام میر اولاد حسین صاحب و تخلص قوی تھا۔ اور مرزا صاحب کے خویش میر بادشاہ علی صاحب بقا۔ خلف میر صبا اور مرزا محمد عباس سفیر بھی اچھا پڑھتے تھے۔

مرزا صاحب کے مرثیہ پڑھنے میں عجب وقار تھا۔ اسکے ساتھ دو ایک نثر کے فقرے سونے میں سہاگہ ہو جاتے تھے۔ بین تو وہ اس طرز سے پڑھتے تھے کہ مجلس میں روتے روتے اکثر آدمی بے ہوش ہو جاتے تھے کیونکہ بین کے موقع پر بہت بتانے سے اکثر رقت سلب ہو جاتی ہے۔

مسٹر نواب حامد علی خاں مرحوم و مغفور حیات دبیر کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ لندن کے زمانہ قیام میں۔ ملٹن اور شکسپیر کا کلام میں نے پروفیسر مل سے پڑھا۔ اور شعر پڑھنے کے اصول اور طریقے پروفیسر ہارٹلی سے سیکھے وہ ہر مقام کو خوب ہی ادا کرتے تھے۔ آواز اور صورت سے گویا بولتی ہوئی تصویر بنجاتے تھے ہاتھ سے زیادہ بتانے کو منع کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب سے بہتر پڑھنے والا لندن کا بھی مرزا صاحب سے متفق الرائے تھا۔ فی زمانناً مرثیہ پڑھنے میں بتانے کی ایسی لت پڑ گئی ہے جسکو لوگ رقص منبری کہنے لگے ہیں۔

لندن کا بہترین پڑھنے والا دبیر کی زبان دانی کا معتقد ہو گیا تھا

تصنیف کی خصوصیات۔ مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر موقع کے واسطے خاص زبان استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً رخصت کے موقع پر جو الفاظ لاتے ہیں۔ وہ سراپا میں آپ نہ پائیگا۔ سراپا۔ کی بندش الفاظ کی شان جدا ہے۔ رجز میں علیحدہ ہے۔ رجز میں بھی خصوصیت ہے کہ اگر وہ امام حسین کی زبان اقدس سے ہے تو ایسی عالمانہ شان نمایاں ہوگی کہ بڑے سے بڑا عالم شاید ویسی نصیحت نہ کر سکے۔ علم دین و دنیا کا سبق حاصل ہو۔ لڑائی میں بالکل رنگ بدل جائیگا۔ مناجات کے لفظ ہی کچھ اور ہیں۔ بین میں وہ سلاست ہو کہ گویا یہ دوسرا شخص نظم کر رہا ہے۔ اسبات کو خود مرزا صاحب کہہ گئے ہیں ؎

خصائص کلام دبیر

ہے رزم سراپا تو زباں وہ ہی ہے | اور بین کے مابین بیاں اور ہی ہے | گسدہ جو بلند ہے تری فکر دبیر | کہتی ہے زمیں آسماں اور ہی ہے

پھر خوبی یہ ہے کہ سلیس و عام فہم کلام کے بھی دریا بہائے ہیں۔ اور دقیق اور بلیغ کلام کی تو کچھ حد و نہایت ہی نہیں مضمون آفرینی تو اس بلا کی ہے کہ اکثر شعرا تو پست نظر آتے ہیں۔ مولوی شبلی صاحب سے منکر کمال کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ صنایع و بدایع میں بے تکلف کلام بھی دبیر کا حق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زبان پر انکو کس قدر قدرت تھی رعایت لفظی اسیقدر ہے جو دل کو پسند ہو۔ ابھری ہوئی اور بنوٹ نہ ہو۔ اس کے ثبوت میں حیات دبیر اور المیزان میں کلام دبیر دیکھیے۔

ع۵ بقا مرحوم کے ایک شاگرد نواب میر عبدالحسین خاں صاحب بہادر ریاست عالیہ بنگن پلی میں جاگیردار ہیں خاکسار نے جناب ممدوح کو سنا ہے نہایت خلوص سے مرثیہ پڑھتے ہیں۔ حقیر شبیر ۱۲

اور پورے چند مرثیے اس کتاب سبع مثانی میں ملاحظہ ہوں واقعات کی تصویریں بولتی ہوئی بھی ہزاروں آپ کو ملیں گی۔ بعض معاصر کہتے ہیں کہ مناظر قدرت اور ظرافت کی کمی ہے مگر مرثیہ میں ظرافت کی ہرگز گنجائش نہیں ورنہ مجلس عزا میں رقت جاتی رہے۔ مرزا صاحب کی ظرافت شیر مرحوم کے ہرسیوں میں آپکو نظر آئیگی۔ خصوصاً سب سے زیادہ جو مشہور و مقبول ہرسیہ ہے جس میں مغل کی زبان بعینہ نظم کردی ہے جسکا مصرع مشہور یہ ہے ؎ مغلی نہی تھی جاے سو کشمیری ہوگئی۔ یہ مسدس اگر کل نہیں تو اکثر مرزا صاحب نے کہکر شیر مرحوم کو بخشدیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُنکے بعد کے اور ہرسیے شیر مرحوم کے اس پایہ کے نہیں ہوسکے۔ مناظر قدرت۔ کچھ تو دفتر ماتم میں جلدوں میں ملتے ہیں۔ مگر اُسکا بڑا حصہ اُن مرثیوں میں ہے۔ جو جناب مرحوم کے وارث وقابض ۶۰ - - ۷۰ برس تصنیف کو گذرجانے کے بعد بھی نہیں نکالتے۔ نہ معلوم اب اُس سے وہ کیا کام لیں گے۔ ؏

واقعات حزن وملال کی تصویریں جیسی مرزا صاحب نے کھینچی ہیں۔ مجھے تو اوروں کے کلام میں ملتی نہیں۔ ایک یہ بھی عیب بیان کیا جاتا ہے کہ ہر مرثیہ مطلع سے مقطع تک مسلسل نہیں۔ دبیریوں انیسیوں کی بحث میں یہ بات سنتے سنتے اگر کان بہرے نہیں ہوئے تو کانوں میں یہ آواز گونج تو گئی ہے۔ انیسیے کہتے ہیں کہ ایک بند سے دوسرا بند مرزا صاحب کے یہاں مسلسل نہیں ہوتا۔ دبیریے جواب دیتے تھے۔ بشریت سے ممکن ہے کہ ایسا کہیں ہو گیا ہو مگر میر صاحب کے کلام میں تو غضب یہ ہے کہ کبھی ایک ہی بند کے مصرع باہم مسلسل و مربوط نہیں ہوتے۔

حیات دبیر میں اسکی مفصل بحث کی ہے۔ اور سب سے بڑے بڑے مرثیہ گویان عرب وعجم۔ ہند (یعنے دعبل خزعی و ملا محتشم و مرزا رفیع سودا) کے مرثیے لکھکر ثابت کیا ہے۔ کہ مرثیے میں مثنوی اور قصہ کا ایسا تسلسل کسی اُستاد کے کلام میں نہیں جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایشیائی قصوں اور مثنویوں کے لئے ہی یہ بات لازم ہے۔ اُردو مرثیہ اصناف سخن کی جان ہے۔ اُس میں کہیں مثنوی کہیں قصیدہ۔ کہیں غزل۔ کہیں واسوخت۔ کہیں ترجیع بند کی شان ہوتی ہے۔ ایک صاحب اسیر یہ اعتراض فرماتے ہیں کہ دعبل و محتشم و سودا مرثیے کے اُستاد سہی۔ مگر معصوم نہ تھے۔ بس سب سے غلطی ہوئی بس ایسے بزرگوار کے سامنے جناب امیر کے دیوان سے وہ مرثیہ پیش کردینا چاہیے۔ جو اُن جناب نے حضرت ابوطالب و جناب محمد مصطفےٰ و فاطمہ زہرا کی وفات پر کہے ہیں۔ اور عرض کرنا چاہیے کہ لیجئے جناب کلام معصوم بھی سند میں موجود ہے باایں ہمہ ؎ ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں۔ تسلسل کلام میں ہونا ایک اعلیٰ درجہ کا ہنر ہے۔ مرثیہ میں ہونے سے دلکشی کی شان بڑھ جاتی ہے۔ مگر جو لوگ ان بزرگوں کے کلام کو مخلوط کرچکے اُنکی دست برد کا کیا علاج ہے۔ آپکو موجودہ جلدوں میں میر انیس صاحب کے بند بے ربط و بے سلسلہ ملیں گے۔ مرزا صاحب کے موجودہ مرثیے

؏ استاذی حضرت رفیع مدظلہ العالی نے جب سبع مثانی کے مرثیوں کا مقابلہ اصل مرثیوں سے فرمایا تو وہ تمام بند جو پہلے شایع ہونے سے رہ گئے تھے عنایت فرمائے چنانچہ مناظر قدرت کی بھی بہترین مثالیں اس جلد میں ملیں گی۔ حقیر خبیر ۱۲

بھی اس عیب سے خالی نہیں اور بقول مرزا صاحب مرحوم کسی کو کیا معلوم کہ دبیر کے کتنے اصلاح دینے والے ہیں۔[ع۱]

صفت مہمان نوازی وغیرہ

مہماں نوازی۔ سخاوت۔ عدالت۔ بندگان خدا کی حاجت میں سعی اور کوشش کرنا۔ متانت۔ خود داری۔ وضع داری حاضر جوابی ایفائے[ع۲] وعدہ خوش اخلاقی۔ غیرت۔ آن بان۔ شجاعت۔ اپنے دوستوں اور شاگردوں سے سچی محبت۔ اور انکی قدردانی۔ یہ باتیں مرزا صاحب میں خدا نے گویا کوٹ کوٹ کے بھری تھیں۔ میر انیس مرحوم کا کوئی شاگرد یا طرفدار بھی آتا تھا تو انکے پاس سے کامیاب اور خوش ہو کر جاتا تھا میر شرف الدین صاحب جو نواب دولھا صاحب رئیس شمس آباد کے بہنوئی تھے (اور جنکے فرزند ارجمند نواب منے صاحب سے حیات دبیر میں بہت سے حالات مولف نے لکھے ہیں) اُن کے فرزند کی تحریر مندرجہ حیات دبیر سے آپکو معلوم ہوگا کہ ۱۲۶۹ھ ہجری میں جب میر شرف الدین مرحوم ہوے تو یہ نواب منے صاحب ڈھائی برس کے بچہ تھے اُنکو شاہ اودھ کے دربار میں لیجا کر اُنکے والد کی جگہ سواروں میں نام لکھایا اور پھر اُنکے شمس آباد والدہ کے ساتھ آنے پر برسوں تنخواہ خزانہ شاہی سے لیکر بھیجا کئے میر شرف الدین مرحوم کا نام آگیا ہے تو انکی بھی مختصر لائف لکھدوں تمام لکھنؤ میں مشہور ہے کہ بین پڑھنے والا دوسرا اُن سے بہتر نہ تھا جب میر انیس صاحب مرحوم عہد امجد علی شاہ مرحوم میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے (میر خلیق زندہ تھے) میر شرف الدین مرحوم کے مرثیہ پڑھنے کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ ایک مجلس میں میر انیس صاحب منبر پر مرثیہ پڑھنے کے بعد بانی مجلس نے میر شرف الدین صاحب سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اب حضور داخل ثواب ہوں میر شرف الدین صاحب بے تکلف اُٹھ کر منبر پر گئے صرف پندرہ بند پڑھے تھے کہ مجلس میں ٹپس پڑ گئی۔ میر انیس صاحب بار بار اُنکو دیکھتے تھے۔ اور غالباً دل ہی دل میں کہتے تھے۔ سرکار حسینی میں ہے حصہ سب کا اس حکایت کو علاوہ نواب منے صاحب کے بہت سے معمر آدمیوں نے بیان کیا ایک اُن میں سے حکیم محمد تقی صاحب ہیں جنکا مطب نخاس میں وکٹوریہ گنج کے پل کے پاس ہوتا ہے) ان میر شرف الدین مرحوم کی سوم کی مجلس میں مرزا صاحب یہ رباعی کہکر پڑھے تھے ؎

ظاہر یہ فغاں سے ہو کہ دل ٹوٹ گیا ۔ شیشہ جو شکستہ ہو تو دیتا ہے صدا

عشرت کا چمن لشکر غم لوٹ گیا ۔ شاگرد عزیز ہے غضب چھوٹ گیا

ع۱ ہیچمدان خبیر نے اسی جلد کی تمہید میں وہ اسباب لکھے ہیں جن سے ان مطبوعہ جلدوں میں کم مرثیے ایسے ملتے ہیں جو مربوط ہیں۔ اب ناظرین اس جلد "سبع شانی" کے مرثیوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں قریب قریب ہر مرثیہ اصل سے مقابلہ کے بعد طبع کیا گیا ہے حقیر خبیر ۱۲

ع۲ اس بیت کے متعلق شاید عارف مرحوم نے مجھ سے کہا تھا۔ آتا ہے بادشاہ جوانان خوبرو۔ وصل علی نبی کا مرقع ہے روبرو۔ کسی نے چلا کر کہا حضور یہ قافیہ سمجھ میں نہ آیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا آپ زحمت کرکے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا بعد ختم مجلس پوچھئے بندہ نواز! آدمی را آمیت لازم ست۔ عود را اگر بونہ باشد ہیزم ست اشارہ یہ تھا لازم کی "ز" کو کسرہ ہے ہیزم کی "ز" کو کسرہ نہیں اسیطرح خوبرو کی "ب" ساکن ہے روبرو کی "ب" متحرک معترض حیب۔ پھر بولے قافیہ صحیح سہی مگر صلاح فلاح کیا لیسے قافیوں کے لانے سے مرزا صاحب نے فوراً فرمایا صلاح کار کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا یہ کہکر مرثیہ شروع کر دیا۔ حافظ کے اس شعر میں یہ دکھا دیا کہ خراب کی (ب) ساکن تا بکجا (ب) متحرک ہے ۱۲

اور قبر پر کندہ کرنے کو جو قطعہ تاریخ کہا تھا اُسکے مادہ کا مصرع یہ ہے ؎ لحد ذاکر مقبول حسین۔ جس سے ۱۲۶۹ ہجری نکلتے ہیں۔ یہی سال وفات اُن مرحوم کا ہے۔

مرزا صاحب کی وقعت و عزت اہل علم و اہل کمال کے دلوں میں اسقدر تھی کہ بڑے بڑے مجتہد و محدث و رئیس و حکام انکو اپنا بزرگ قابل تعظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ سید محمد خلیل صاحب بلگرامی سابق مہتمم مطبع اثنا عشری دہلی۔ ناقل تھے کہ مولوی امداد امام صاحب کے والد ماجد صاحب حد تحقیق "صدر الصدور" ایک شام یا صبح کو مرزا صاحب سے ملنے دولتکدۂ سیدۂ جلیلہ امام باندی بیگم صاحبہ پر (پٹنہ میں) آئے۔ اور انکی پوشاک حسب معمول اس سردی میں بھی ایسی تھی جیسی گرمی میں عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک تنزیب کا کرتہ اور سپر تنزیب کا انگرکھا زیب تن تھا۔ مرزا صاحب سے ملے۔ مگر مرزا صاحب سے یہ نہ کہا کہ میں کون ہوں۔ مرزا صاحب اپنے دل میں سمجھے کہ یہ سفید پوش کوئی مفلس ہیں۔ الگ اُنکو بلایا اور یہ دریافت کر کے کہ یہ سید ہیں ایک لکھنوٴی فرد دوئی دار اور پانچ روپیہ اسپر رکھکر کہا کہ میں مغل۔ سادات کا غلام ہوں یہ غلام کا ہدیہ قبول فرمایئے۔ اُنھوں نے رضائی یہ کہکر لیلی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کر دونگا کہ میرے کفن میں رکھدیا غفور الرحیم شاید اسی بہانہ سے مجھے بخشدے ؎ روپیہ یہ کہکر واپس کر دیئے کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں اگر حاجت ہوتی تو ضرور لیتا وہاں سے آکر منشی فرزند احمد صاحب صفیر سے تخلیہ میں یہ تمام واقعہ دہرایا۔ صفیر مرحوم نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے عرض کی جنکو آپ نے رضائی اور روپیہ تخلیہ میں دیئے تھے وہ ایک خاندانی امیر کبیر صدر الصدور ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ بھئی مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کا کوئی دگلہ نہیں ہے۔ یہ بزرگوار بھی مرزا صاحب کے کلام و کمال کے عشاق میں سے ہیں اب زمانہ کا انقلاب و تنزل دیکھئے۔ کہ اُنھیں صدر الصدور صاحب مرحوم کے قابل و لائق فرزند شمس العلما مولوی امداد امام صاحب نے (باوصفیکہ اُنکو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر شاگرد حضرت دبیر مغفور سے کچھ فیض بھی پہونچا ہے جیسا کہ سنا گیا ہے) مثل مولانا شبلی کے تو نہیں مگر دوسرے طرز پر مرزا صاحب کے کمالات سے ایسی چشم پوشی کی۔ کہ مولوی حکیم محمد مظہر الہادی صاحب سہیل مرحوم امروہوی کو تقریظ حیات دبیر میں لکھنا پڑا کہ شمس العلما علامہ شبلی جیسے مشہور فاضل اور قابل مصنف اور شمس العلما مسٹر امداد امام صاحب ایسے لائق اہل قلم کی نسبت سخت حیرت ہوتی ہے کہ انکو کس قسم کے دبیر کے ؏ دشمنوں میں شمار کیا جائے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شبلی کا پایہ عربیت گو کتنا ہی بلند ہو اور جناب مسٹر امداد امام صاحب انگریزی کے آسمان کے چاند ہی کیوں نہ ہوں مگر شاعری و فصاحت و بلاغت میں غالب کے پلہ کے نہیں پس اس نقاد سخن کی تحریری شہادت سے جناب مرزا صاحب کے فضل و کمال اور مرثیت کے میدان میں یکہ تاز ہونے کا ثبوت دیکھنے کے بعد ان معترضین کی

؏ اس اجمال کی تفصیل اسی مضمون میں آیندہ درج ہوئی ہے حقیر خبیر ۱۲

کی شان میں بھی کہنا پڑتا ہے ع "معذور دار مست کہ تو او راندیدہ" اب یہ بھی عرض کر دوں کہ وہ غالب مرحوم (شاعر غالب) کی تحریری شہادت کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کن راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی۔ ایک راوی تو منشی سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی آرہ مقامی ہیں جو اپنے تذکرہ جلوہ خضر جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ پر ۱۲۷۶ھ سنہ ہجری میں بمقام دہلی اپنا پہونچنا اور مرزا صاحب موصوف کا مصنفہ مرثیہ سنانا اور اُسکے وہ تین بند لکھکر لکھتے ہیں کہ یہ بند مجمع حاضرین میں پڑھکر مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ واقعی یہ حق دبیر کا ہے۔ دوسرا اس راہ میں قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ دوسرے شاہد مولوی محمد امجد علی صاحب ریاض تخلص ہیں جو دہلی دیکھنے محرم ۱۲۷۶ھ میں دہلی گئے۔ اپنے سفرنامہ کا نام سرور ریاض رکھکر چھپوایا۔ یہ ۶ محرم کے واقعہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا غالب نے تین بند اپنی تصنیف مرثیہ کے سنائے لوگ روئے پیٹے چلائے۔ وہ بند میں نے طلب کئے۔ مرزا نے اپنے دست خاص سے لکھدئے (اس موقع پر وہی ۳ بند لکھے ہیں جو حقیر نے لکھے ہیں) پھر ریاض مرحوم لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب خود فرماتے تھے کہ یہ حصہ دبیر کا ہے۔ وہ مرثیہ گوئی میں فوق لے گیا ہم سے آگے نہ چلا ناتمام رہ گیا۔

یہ تو دو شہادتیں دو کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں اب ایک چھپی ہوئی شہادت بھی سُن لیجئے جو بعد اشاعت حیات دبیر صاحب حیات دبیر کو جناب نواب سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مرحوم مورخ بے عدیل نے ایک خط میں لکھکر بھیجی ہے۔ حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میرے والد مرحوم جناب حکیم سید محمد علی صاحب عرف نواب دولھا صاحب شمس آبادی سے مرزا غالب مغفور نے دہلی میں کہا تھا کہ بھائی مبدء فیاض کا دار وغہ دبیر سے ملا ہوا ہے۔ جو نیا مضمون ہوتا ہے وہ لیجا کر دبیر کو دے آتا ہے۔ دبیر نظم کر دیتے ہیں اور سب شاعر معاصر منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ ایک غالب مرحوم پر منحصر نہیں بلکہ اُس زمانے کے عموماً اہل کمال مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مرزا دبیر کے ایک منکر کمال نواب نصیر حسین خاں صاحب خیال (سید علی محمد صاحب شاد مرحوم کے تعلیم یافتہ بھانجے۔ علوم جدیدہ معزبیہ سے آراستہ) بھی دکن ریویو کے پرچہ دسمبر سنہ ۰۶ء میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں جناب مرزا صاحب سب سے بہترین شاعر تصور کئے گئے۔ اور بڑے بڑوں نے اسوقت اُن کے کلام کے آگے سر ڈال ڈال دیا۔ ملاحظہ ہو دیباچہ حیات دبیر صفحہ ۲۸۔ اتنا اور بتادوں کہ اُن بڑے بڑوں میں نواب خیال صاحب کے نانا مرحوم اور اُن مرحوم کے بھائی بھی شامل ہیں۔ جو عاشق کلام و کمال دبیر تھے۔ اور تو اور مرزا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم مصنف آب حیات بھی (باوصفیکہ میر انیس ہی مرحوم سے ۱۸۵۷ء میں ملے۔ اور اُنہیں کے خاندان سے راہ رسم تھی کہ آب حیات میر نفیس مرحوم کو ہدیۃً بھیجدی اُنھوں نے جب رسید نہ دی تو دوسرے اڈیشن میں اسکی شکایت کی ہے) نفس مرثیہ گوئی میں میر پر مرزا کو ترجیح دیتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حال میں میر صاحب کا مقابلہ کرنا لکھکر صفحہ ۵۵۲ پر لکھتے ہیں کہ دونوں کے کمال نے سخن شناسوں کے ہجوم کو دو حصوں میں بانٹ لیا۔

آدھے انیسیے ہو گئے آدھے دبیریے۔ ان کے کلام میں محاکمہ کرنے کا لطف جب ہے کہ ہر اُستاد کے ۴۔۴۔۵۔ سو مرثیے بجائے خود پڑھو اور پھر مجلسوں میں سنکر دیکھو کہ ہر ایک کا کلام اہل مجلس پر کسقدر کامیاب یا ناکام رہا۔ اسکے مزہ نہیں میں اس نکتہ پر میر انیس کے حال میں کاوش کرونگا۔ میر انیس کے حال میں خاتمہ کتاب سے پہلے صفحہ ۵۶۲ پر لکھتے ہیں کہ یہ بات درست ہے (میں اوپر لکھ چکا ہوں یہ بات درست نہیں) کہ مرزا دبیر کے پڑھنے میں وہ خوش ادائی نہ تھی لیکن حسن قبول اور فیض تاثیر خدا نے دیا تھا۔ ان کا مرثیہ کوئی اور بھی پڑھتا تھا تو اکثر رونے رلانے میں کامیاب ہوتا تھا۔ کہ یہی اس کام کی علت غائی ہے۔

مرزا صاحب کے پسند کرنے والوں میں بڑے بڑے کامل و اکمل علما و شعرا و حکما ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف نام لکھے دیتا ہوں۔ تفصیل حیات دبیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آزاد مرحوم اگر میرزا صاحب سے بھی ملتے اور دونوں کو سن لیتے تو پڑھنے پر بھی مرزا پر میر کو غالباً تفضیل نہ دیتے۔ جن لوگوں نے دونوں کو سنا ہے وہ بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایک کے سننے کے بعد ہم دوسرے کو بھول جاتے تھے۔ اگر مرزا کے پڑھنے میں خوش ادائی نہ ہوتی تو مقابل کو نہ بھول جاتے۔ ایک ایک مصرع کو دو دو تین تین طرح پڑھ کر مختلف معانی پیدا کرنا یہ کمال مرزا ہی کے پڑھنے میں تھا۔ ملاحظہ ہو حیات دبیر جلد اول میں دستور علی صاحب بگرامی کی زبانی مرزا صاحب کے پڑھنے کی خوبی۔

۱۔ علامہ جائسی جناب مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ مغفور شمس العلما۔ محدث کامل۔ مولوی سید سبط حسن صاحب کے مربی نانا۔ ۲۔ جناب غفرانمآب مفتی میر عباس صاحب مرحوم۔ نے اپنی کتاب مطبوعہ عشرہ کاملہ میں مولوی مقرب علی خاں صاحب و مولوی خلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم پٹیالہ و صاحب اعجاز التنزیل کو (ان کے اس سوال کا دبیر و انیس میں سے کسکو ترجیح ہے) یہ جواب صاف دیا ہے کہ میر صاحب کا کلام فصیح و شیریں۔ اور مرزا صاحب کا (کلام) دقیق اور نمکین ہے۔ ہر شخص کا ذائقہ و مذاق ہے (کوئی شیریں کوئی نمکین کو زیادہ پسند کرتا ہے) تو ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیجا سکتی۔ مرزا صاحب کے کلام پر جو ایک اعتراض کا جواب دیا اور شرح فرمائی ہے وہ حیات دبیر یا اصل کتاب عشرہ کاملہ سے آپکو معلوم ہو سکتی ہے۔ ۳۔ سید المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین شمس العلما مولانا سید حامد حسین صاحب فردوس مآب۔ ۴۔ مولوی سید علی حسن صاحب شمس قبلہ وکیل ہائی کورٹ لکھنؤ تاریخ وفات میر انیس صاحب مصنفہ مرزا دبیر صاحب پر جو اعتراضات کرکے اودھ اخبار میں کسی صاحب نے چھپوائے تھے۔ اُن کے معقول و دنداں شکن جواب ان عالم کامل نے دیکر بصورت کتاب چھپوایا ہے اور اس کا تاریخی نام جلوہ عجیب سخن فہمے ہے۔ ۵۔ مولانا سید غلام حسنین صاحب علامہ کنتوری مغفور۔ جنکے تصانیف لاجواب مانند انتصار الاسلام و لائف وغیرہ ہیں۔ ۶۔ مولوی سید صدیق حسن خاں صاحب۔ محدث کامل۔ ۷۔ مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی فرنگی محلی حنفی عالم کامل۔ ۸۔ مولوی عبدالعلی صاحب آسی مدراسی ثم لکھنوی حنفی عالم کامل

۹۔ مولوی سید احمد حسن صاحب فرقانی مرحوم رئیس میرٹھ۔ ۱۰۔ منشی مظفر علی خاں صاحب اسیر مغفور۔ ۱۱۔ منشی امیر احمد مینائی۔ ۱۲۔ منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر مرحوم۔ ۱۳۔ مسٹر نواب حامد علیخاں صاحب حامد مغفور۔ ۱۴۔ مرزا حاتم علی صاحب مہر۔

علاوہ ان کے اور بہت سے کامل مرزا صاحب کے کمال کے معترف ہیں کون ایسا بیدرد ہے جو مولوی شبلی صاحب کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان سب کو بد مذاق بتائے۔ ان میں بعض مرزا صاحب کو بہتر بعض دونوں کاملوں کو برابر سمجھتے ہیں۔ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بد مذاقی کی لے بڑھ گئی ہے۔ لیکن بقول مولف یادگار انیس مولوی علی احمد صاحب علوی (بی اے) یہ بد مذاقی اس قسم کی تھی۔ کہ سارا لکھنؤ جو اُسوقت شعر و سخن کی ٹکسال تھا (رند) رند کھل جاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ۔ لکھنؤ اہل ہنر کیلئے ٹکسال ہے آج اسی بلا میں گرفتار تھا۔ اور ان دونوں باکمالوں کو حریف مقابل سمجھتا تھا۔ موازنہ ہندوستان کے ایک مشہور انشا پرداز کے قلم سے نکلا۔ اور اُس میں خیالات کا اظہار نہایت بے باکی اور دلیری سے کیا گیا۔ سارے ملک میں آگ لگ گئی دبیر یے تو ناراض ہوئے ہی۔ بعض انیسیے بھی خوش نہ ہوئے۔ اسکی تردید میں کئی کتابیں شایع ہوئیں جن میں سے المیزان ادب اُردو میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ دبیر کا بہترین کلام علامہ شبلی کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ وہ دبیر کی بابت ایسی غیر منصفانہ رائے قائم نہ کرتے جیسی کہ موازنہ سے ظاہر ہوتی ہے" اسی زمانہ میں کہ جب لکھنؤ شعر و سخن کی ٹکسال اور مجمع اہل کمال تھا۔ مرزا صاحب جس جس مجلس میں پڑھتے تھے اسکا مختصر ذکر حیات دبیر سے لکھتا ہوں۔ اسی کا اقتباس مولف یادگار انیس نے بھی اکثر جگہ کیا ہے۔ ملکہ زمانی بیگم نصیر الدین حیدر دوم شاہ اودھ مرحوم کی مجالس عشرہ محرم میں پڑھتے تھے ان کی سرکار سے مرزا صاحب کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی تھی اور سالانہ بعد عشرہ عزا معقول نذرانہ بھی۔ اور مرزا صاحب کی سفارش پر ہزاروں اہل حاجت کو ہزاروں روپیے ملتے تھے۔ یہ بڑی فیاض اور سیر چشم بیگم تھیں جنکا مقبرہ ابتک لکھنؤ میں یادگار موجود ہے۔ انھیں کی صاحبزادی سلطان عالیہ سلطان تخلص نہایت ذی علم مرثیہ گو۔ شاعرہ زوجہ نواب ممتاز الدولہ (شاہزادہ اودھ) تھیں۔

۲۔ مہاراج میوہ رام ہدایت علی خاں نواب افتخار الدولہ مرحوم جو نہایت سیر چشم سخی۔ عزادار گذرے ہیں پہلے میر ضمیر مرحوم کے مرنے پر صرف مرزا صاحب پڑھتے رہے یہاں تک کہ نواب صاحب ممدوح کربلا معلےٰ زیارت کو گئے وہاں کلید بردار روضۂ حضرت ہو گئے داوج مرحوم ؎ آیا در حسین پہ سوئے جناں گیا۔ پہونچا کہاں کہاں سے کہاں گیا۔ اُن امیر باذل کی تاریخ وفات کلیات منیر مرحوم میں ہے۔ مادہ تاریخ کا مصرع ہے۔ ؎ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی۔ جس سے ۱۲۸۴ھ نکلتے ہیں [ع۵]۔ ۳۔ حسین علی خاں اثر

ع۵ پورا قطعہ یہ ہے۔ افتخار الدولہ میوا رام مہراج زمن۔ والہ نام علی و تابع شرع نبی۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ ہو

خلف حیدر بیگ (نائب آصف الدولہ بھی ایک نہایت دولتمند امیر کبیر) کے یہاں تمام چہلم کی مجلیس اول اکیلے مرزا صاحب پڑھتے رہے۔ اثر شیخ ناسخ کے شاگرد تھے صرف انکے یہاں شیخ صاحب آتے اور مرزا صاحب کو سنکر داد دیتے تھے پھر بعد کو جب عہد امجد علی شاہ مرحوم میں میر انیس رحمۃ فیض آباد سے آکر لکھنؤ میں پڑھے۔ اور میر خلیق نے پڑھنا کم کر دیا تو اثر مرحوم کے مجالس عزا میں ایک روز مرزا صاحب ایک روز میر صاحب پڑھتے تھے میر صاحب کیوجہ سے مرزا صاحب کو یہ راحت ملی۔ کہ ایک دن سستا لیتے تھے۔ انھیں مجالس میں آواز بلند حاضرین کہا کرتے تھے کہ آج ذاکر کو سنکر کل کے خوانندہ کو ہم بھول گئے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے لکھا ہے۔ اثر خود بھی شاعر تھے۔ انکے کلام میں رعایت لفظی بہت ہے۔۴ میر باقر تاجر مرحوم کے امام باڑہ واقع چوک لکھنؤ کی مجلس میں رجب و ذی حجہ میں سالانہ دو مرثئے نئے مرزا صاحب ۲۵ رکو پڑھتے تھے۔ یہ مجلس بہت پورانی تھی۔ پہلے میر ضمیر مغفور پڑھتے تھے۔ جب وہ حسینیہ حسین آباد مبارک میں بعہد محمد علی شاہ ملازم ہو گئے تو خود اُنھوں نے مرزا صاحب کو اس مجلس کے پڑھنے پر مقرر فرمایا۔ میر باقر تاجر اور مرزا صاحب ساتھ کھیلکر بڑے ہوئے تھے۔ بعد غدر ۱۸۵۷ء اسی مجلس کے مقابلہ پر ۲۵ ررجب کی سالانہ مجلس میر اعظم علی صاحب کے نام سے میر صاحب کے قدر دانوں نے مقرر فرمائی تھی جو مدت تک چپٹیوں پر۔ دلارام پنڈت کی بارہ دری میں ہوتی رہی۔ اور اب جناب سید نقی صاحب مجتہد مرحوم کے مقبول امام باڑہ (عقب مسجد تحسین علیخاں) چوک میں ہوتی ہے۔ اور تاجر مرحوم کے امام باڑہ کی مسجد اُسی میں ہے۔ وہاں میر صاحب کے وارث یہاں مرزا صاحب کے جانشین ایک ہی وقت میں پڑھتے ہیں۔ اگر ایکدن ایک جگہ دوسرے دن دوسری مجلس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ ۵ کوئی سُنے نہ سُنے ہم تو اپنی کہتے ہیں۔ ۵۔ نواب علی نقی خاں مرحوم وزیر شاہ اودھ کی عشرۂ محرم کی مجالس میں تین روز تک تین اوستاد پڑھتے تھے۔ ساتویں کو میر انیس۔ آٹھویں کو مرزا دبیر۔ نویں کو میر ضمیر مرحوم۔ جیسا کہ دربار حسین میں مفصل ذکر ہے۔ ۶۔ آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ مغفور کے امام باڑہ میں بھی ایک یا دو دن مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ انہیں مجالس میں سے کسی ایک میں منبر کے اوپر کا شامیانہ ہوا سے پراگندہ ہونے پر خود بادشاہ قدر شناس و علم دوست نے چتر لگایا تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ ملاحظہ ہو۔ مسند آرائے امارت مہر برج احتشام۔ ابر جود و قلزم فیاضی و دریا دلی۔ آبروئے زہد و تقوئے گوہر برج درع۔ صائم دہر روزہ و شب زندہ دار دائمی۔ گنجہائے شائگاں صرف عزاداری نمود۔ کس ندیدم ہیچو او در لکھنؤ را دو سخی۔ اکتساب دولت و حج و زیارتہا نمود۔ شد مقیم کربلا در خدمت سبطِ نبی شہرہ شد اوصاف او در ہند و ایران و عرب۔ ذکر خیرش بر زبانہا ہم خفی و ہم جلی۔ در ثبات و صبر و تسلیم و رضا و احتیاط۔ از میان اہل ایماں بردہ گوئے فرخی۔ حالیا رخت سفر بربست در کرب و بلا۔ ساکن گلزار جنت گشت چوں سرو سہی۔ سال مرگ اندر صفاتش نظم کردم لے منیر۔ دیں پناہ و صالح و زوار امیر و متقی ۱۲
۱۲۸۴ھ

ـــ ۵ ـ اب یہ مجلس پھر دلا آرام کی بارہ دری میں ہوتی ہے۔ حقیر خبیر

جیسا کہ شمس الضحیٰ اور حیات دبیر سے روشن ہے اسی زمانے کا حال غفرانمآب علامہ جائسی کے حوالے سے حیات دبیر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے باتوں میں بادشاہ اودھ ممدوح کو معمولی لفظ خداوند سے مخاطب نہیں کیا۔ یہ لفظ (خداوند) گویا اہل دربار کا سخن تکیہ تھا خلوت میں بعد مجلس ایک مصاحب نے بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ کو خداوند کہتے میں شاید مرزا صاحب کو اکراہ ہے۔ عالی ظرف بادشاہ نے بات کو سنکر ٹالدیا۔ دوسرے دن کی مجلس میں مرزا صاحب نے یہ دو رباعیاں منبر پر پڑھیں۔ (۱) ناداں کہوں دل کو کہ خردمند کہوں۔ یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں۔ اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیر۔ بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں۔ (۲) حیدر کو غنی سب کو غرضمند کہوں۔ بیجد ہیں شرف انکے میں تا چند کہوں۔ ہے شیر خدا ہیں بخدا شان خدا۔ اس بندہ کو سو بار خداوند کہوں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ خاصان خدا کی شان میں کہنا زیبا ہے۔ بادشاہ نے ان مصاحب خاص سے خطاب فرمایا سنئے۔ کیوں ان شاعران اہلبیت کو الہام ہوتا ہے یا نہیں کچھ سمجھے۔ ان مصاحب نے دست بستہ عرض کی۔ بے شک۔ ان راز دار مصاحب سے ایک شخص نے یہ سب حال پوچھا جب یہ کھلا اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی فطرتی شاعری کو مال دنیا کے لالچ میں آکر اہل دولت کی خوشامد میں ضائع نہیں کیا۔ وہ خوشامدیوں کی یوں مذمت کرتے ہیں۔ (رباعی) پیش امرا طالب زر جھکتے ہیں۔ سجدے کی طرح مجرے کو سر جھکتے ہیں۔ سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی طرح۔ ہو مال سوا جدہر ادھر جھکتے ہیں۔ وہ کبھی کسی بادشاہ یا امیر کبیر کی مجلس میں درباری پوشاک پہنکر نہیں گئے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام کے درباری ہیں شاہان دنیا کی درباداری اور درباری پوشاک سے ہمکو کیا تعلق۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ سرکار سلاطین سے سروکار نہیں۔ جز مجلس مولا کوئی دربار نہیں۔ مداح ہوں میں امام بے سر کا دبیر ساماں کیسا کہ سر بھی درکار نہیں۔ افسوس کہ ایسے بزرگوار پابند وضع کی نسبت بھی بعض مولفین حالات انیس نے لکھدیا کہ مرزا صاحب ملکہ کشور والدہ واجد علی شاہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھنے کو قبائے درباری پر عمامہ باندھے ہوئے اور میر صاحب سادہ لباس سے گئے۔ مرزا اوج صاحب مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بہتان عظیم ہے اور ملکہ کشور مرحومہ کی مجلس میں تو وہ عمر بھر کبھی مرثیہ ہی نہیں پڑھے۔ جسطرح کہ سلطان عالیہ یا ملکہ زمانی کے یہاں میر صاحب نہیں پڑھے۔ ہم حلف سے اس شہادت کے دینے کو تیار ہیں۔ اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی بادشاہ کی مدح میں کچھ کہا اور میر صاحب کی نظم دولت مندوں کی محفلوں کی آرایش کے گلدستے نہیں ہوئے۔ اس کا جواب حیات دبیر کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ میں آپکو ملے گا اور وہیں میر صاحب کی وہ نظم بھی ملے گی جس میں بادشاہ و وزیر دکن۔ بیگم شاہ اودھ کی مدح اور

دعا ہے۔ ۵ وہ پھول ہے کہ رنگ بھی ہے ع۵ جس میں بو بھی ہے۔ ۶۔ وزیر خاں داروغۂ دیوانخانۂ شاہ اودھ کے یہاں۔ لکھنؤ مفتی گنج احاطۂ مرزا علیخاں میں ہر مہینے کی تئیسویں کو عہد واجد علی شاہ میں مرزا صاحب اور اُسی تاریخ اُسی وقت (۱۱ بجے سے ۳ بجے تک) اونکے مقابلہ پر میر صاحب محمد خاں داروغہ فیل خانہ شاہی کے یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بھی اُسی محلہ میں رہتے تھے۔ ۷۔ جواہر علیخاں خواجہ سرائے ملکہ کشور کے یہاں بائیسویں اور نواب ناظر فیروز الدولہ کی مجلس میں بارھویں کو ہر مہینے میں مرزا صاحب گولہ گنج لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ ۸۔ ہر مہینے کی گیارھویں کو جو تاریخ ولادت مرزا صاحب تھی" اپنے گھر کی مجلس میں پڑھتے تھے۔ مرنے کے بعد روز وفات اُنکی قبر پر تیسویں کو (یا پہلی کو) مجلس ہوتی ہے۔ ۹۔ ہر مہینے کی تیرھویں اور ماہ صفر کی اٹھارھویں کو احمد علیخاں سوز خوان مرحوم کے یہاں مرزا صاحب بہت بڑی مجلس پڑھتے تھے ادھر حیدر خاں مرحوم کے گھر میں میر صاحب اُسی وقت پڑھتے تھے۔ آغا باقر مرحوم کے مقبول و مشہور امام باڑے کے پاس یہ دونوں بزرگوار رہتے تھے اور خود میر صاحب کا دولت خانہ بھی یہیں تھا۔ اسی مجلس میں مرزا صاحب کو سننے مجتہد العصر سید العلماء عرف جناب میرن صاحب تشریف لاتے تھے بڑا مجمع اہل علم کا ہوتا تھا۔ ۱۰۔ داروغہ میر واجد علی صاحب تسخیر مرحوم کے امام باڑہ گولہ گنج لکھنؤ میں اکیسویں ماہ رمضان کی ایک یادگار مجلس مرزا صاحب پڑھا کرتے تھے جس میں دُور دُور مقامات سے لوگ سننے کو آتے تھے۔ ۱۱۔ کنکر کے کنوئیں پر خان بہادر شیخ الطاف حسین کے یہاں ۱۸ صفر کو مرزا صاحب اور اسی محلے میں اسی وقت داروغہ شیخ محمد عباس صاحب کے یہاں میر صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ۱۲۔ نواب ممتاز الدولہ مرحوم شاہزادہ لکھنؤ کے یہاں چہلم کے زمانے میں کبھی ایک کبھی دو مجلسیں مرزا صاحب پڑھتے تھے۔ ۱۳۔ نواب آغا علیخاں ناظم مرحوم کے امام باڑے میں کنکر کے کنوئیں پر بھی ایک مجلس مرزا صاحب نے پڑھی تھی۔ ۱۴۔ غدر ۱۸۵۷ء میں وہ سیتا پور جاکر اپنے ہمنام دوست مولوی میر سلامت علی صاحب کے مہمان ہوے اور ایک فقیرنی کے یہاں ایک ٹوٹے ہوے مونڈھے پر بیٹھکر مرثیہ پڑھتے تھے۔ سیتا پور کے اکثر معمر بزرگوار یہ واقعہ کہا کرتے تھے بعد غدر ۱۸۵۷ء۔ وہ عظیم آباد حسب الطلب گئے راہ میں بھی بنارس والہ آباد و آرہ و حسین گنج وغیرہ میں بہت سی مجلسیں

ع۵ روسائے دکن کی شان میں جو رباعیاں میر انیس صاحب نے تصنیف فرمائی تھیں وہ واقعات انیس میں بھی درج ہیں اسپر مولف واقعات انیس نے یہ لکھدیا کہ میر صاحب دولت مندوں کی محفلوں کی آرائش کے گلدستے نہیں ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ اُمرا کی تعریف گناہ ہے بلکہ جو مدح کا اہل ہو اُسکی ضرور مدح کرے البتہ مولف واقعات انیس کی صدق بیانی پر تعجب ہے۔ میر انیس صاحب مرحوم کے ایک سلام کا مقطع ہے۔ خدا آباد رکھے لے انیس آغا علیخاں کو اگر کچھ قدر ہے تو ان کے یاں صاحب کمالوں کی۔ حقیر خبیر ۱۲

پڑھیں حیات دبیر کے صفحہ ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ شاید ۱۸۵۸ء میں کانپور کے مشہور ذی علم امیر کبیر نواب دولہا صاحب نے بلایا اور عشرہ محرم میں وہاں مرزا صاحب پڑھے۔ اس میں سنہ کی غلطی ہے۔ جناب حاجی سید محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب مغفور نے اپنے ہمشیرزادے نواب سید سلطان حسین صاحب نبیرہ نواب دولہا صاحب کانپوری سے اس واقعے کی صحت چاہی تو ۱۴ رشوال ۱۳۲۱ھ کو نواب صاحب ممدوح نے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں لکھا کہ جناب مرزا صاحب مغفور جد امجد مبرور کے یہاں مرثیہ پڑھنے کو حسب الطلب سنہ ۱۲۹۰ھ میں تشریف لائے تھے اُس سے ایک سال پہلے جناب میر صاحب تشریف لاکر پڑھ چکے تھے میری عمر دس سال کی اور بھائی نواب سید خاقان حسین (صاحب) کی پانچ سال کی تھی۔ مرزا صاحب ایسے ضعیف تھے کہ ہر شخص خیال کرتا تھا کہ شاید دو چار بند سے زیادہ نہ پڑھ سکیں مگر منبر پر جاتے ہی اس زور و شور سے رباعیاں اور سلام و مرثیہ پڑھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا یہ اور کوئی ہیں ایک شعر مرزا صاحب کا شاندار پڑھنا یاد ہے اور وہ پاٹ دار آواز کانوں میں گویا گونج رہی ہے۔ وہ شعر تلوار کی تعریف میں یہ ہے ؎ اٹھی گری بلند ہوئی پست ہوگئی۔ پی پی کے بے کشوں کا لہو مست ہوگئی۔ سید خاقان حسین (صاحب) نے یہ شعر حفظ کرلیا تھا اور بہت دنوں تک پڑھتے رہے تھے۔ ایک مجلس میں یہ مصرع پڑھا ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ سامعین سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس پر مصرع لگانے کی میں فرمائش نہیں کرتا محض مضمون بتا دیجئے۔ چند منٹ تک تمام حاضرین مجلس نے غور کرکے اعتراف عجز کیا۔ اسوقت بیت پڑھے ؎ اس تیغ کا ارباب تواریخ میں غل ہے۔ یہ مصرع تاریخ وفات جزو کل ہے۔ تعریف اسپ امام میں یہ بیت بھی یہاں کے حضرات کو بہت پسند آئی تھی ؎ آئینہ اسکے منھ پہ جو وا اپنا در کرے۔ یہ اُس میں اپنے عکس سے پہلے گذر کرے۔ ایک مصاحب ملازم سے جد امجد بہت خفا تھے انکو علیحدہ کردیا تھا مرزا صاحب نے سفارش فرمائی انھوں نے اسی وقت بحال کردیا۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا۔ ۱۲۹۱ھ کے قریب قریب بینائی بالکل جاچکی تھی یہ حال شاہ مرحوم کو مٹیا برج میں معلوم ہوا۔ ایک جرمنی ڈاکٹر خاص آنکھوں کا بنانے والا اپنے فن میں یکتا۔ بادشاہ کا مہمان ہوا۔ شاہ مرحوم نے ایک مصاحب سے خط لکھوا کر مرزا صاحب کو آنکھیں بنوانے کو مٹیا برج بلایا۔ مرزا صاحب[1] ہاں پہونچکر نواب مونس الدولہ کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ عرضداشت حاضری کی بھجوائی۔ جس کو قدرشناس بادشاہ نے ان الفاظ (شعر) دستخط خاص سے مزین فرمایا۔ ؎ گر بر سر و چشم من بیائی۔ بر قلب ہم کہ کیمیائی۔ دیکھئے مشہور شعر ؎ گر بر سر و چشم من نشینی۔ نازت بکشم کہ نازنینی۔

مرزا دبیر کا عشرہ محرم کی مجلس کانپور میں ۱۲

مرزا دبیر کا آنکھیں بنوانے کے لئے کلکتہ جانا اور بادشاہ اودھ کا مہمان ہونا ۱۲

[1] سید کاظمی صاحب جو لکھنؤ گولہ گنج میں رہتے تھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے ایک شاہی خیمہ میں ٹھہرائے گئے بادشاہ نے پوچھا مرزا صاحب آپکو کوئی تکلیف تو نہیں ہے جواب دیا جہاں پناہ تکلیف کیسی میں تو زندہ بہشت میں حضور والا کی بدولت پہونچ گیا بہشت میں تکلیف کیسی بعد ملاقات بادشاہ نے اُس افسر سے جو مہمانی کی خدمت پر مامور تھا پوچھا کہ چوکی پاخانہ کی مرزا صاحب کے خیمہ سے کتنی دور ہے بقیہ صفحہ ۳۷

کو کسفدقابلیت سے بدلا ہے۔ کہ وہ الفاظ مرزا صاحب ایسے مقدس بزرگ کی شایان شان نہ تھے۔ ان کو کیمیائی سعادت سمجھا۔ ہمارے بعض معاصرین کو افسوس ہے کہ میر و مرزا کے بعد اُن کے جانشین اُس پایہ کے نہ ہوے۔ اگر یہ شکایت صحیح بھی ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اُن بیچارے جانشینوں کو ویسے قدرشناس کب ملے۔ قدرشناسی سے اہل کمال کے جوہر کھلتے ہیں۔ ورنہ ہزاروں پھول کھلکے مرجھا کر خاک ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی بعض وقت کسی کامل و قابل کی تصنیف دیکھکر دل بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے کہ ہاے زمانے نے اسکو اُبھرنے ندیا ورنہ یہ شخص بھی اُستادوں کی ٹکر کا ہوتا۔ مرزا صاحب آنکھیں بنواتے رہے۔ اسی درمیان میں عشرہ محرم آگیا۔ ڈاکٹر نے ممانعت کر دی تھی۔ اس لئے وہ ایک مجلس بھی نہ پڑھ سکے دو روز کلکتہ میں کسی نے اُڑا دی کہ آج مرزا صاحب مٹیابرج میں پڑھیں گے۔ بہت سے ذی علم مشتاق کلکتہ سے مٹیابرج میں آئے۔ ایک مجلس میں بادشاہ نے مرزا اوج کو پڑھوایا۔ دوسری میں خود پڑھے۔ چہرہ کے بندوں میں مرزا صاحب کے کمالات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں سے یہ ایک مشہور بیت بھی ہے۔ ؎ بچپن سے ان کے دام سخن میں اسیر ہوں۔ ہیں کم سنی سے عاشق نظم دبیر ہوں۔ قدح چشم کے بعد بینائی ایسی ہو گئی تھی جیسی ۳۰۔ ۴۰ سال کے آدمی کی ہوتی ہے۔ خود ایک رباعی میں تاریخ کہی وہ یہ ہے ؎ امداد علی گاہ خفی گاہ جلی ست۔ بر من ز ازل عین عنایات ولی ست۔ چوں مادہ دفع شد بگفتم تاریخ۔ چشم بد دور عین اعجاز علی ست۔[۱۴] انیسیوں اور دبیریوں میں رات دن جھگڑے رہا کرتے تھے مشہور و مقبول ولاجواب ہاجی شیر مرحوم[۱۳] مرزا صاحب کے شاگرد رشید اور اپنے فن (ہجو قاتلان حسین) میں اکمل روزگار تھے۔ وہ ان کج بحثیوں سے تنگ آکر کہتے ہیں جھگڑا اکبر کا ہے نہ جناب امیر کا۔ اب قصہ رہ گیا ہے انیس و دبیر کا۔ مگر کون سنتا تھا تحقیق کرنے سے اور خود جناب اوج مرحوم کی زبانی معلوم ہوا کہ اس زمین میں مرزا اوج صاحب نے سلام کہا تھا نگینوں کو۔ مکینوں کو۔ پھر میر صاحب نے بھی سلام فرمایا۔ میر مونس نے بھی سلام کہا۔ اور ۲۶ کو نواب میر محمد حسین صاحب کی ماہانہ مجلس میں پڑھا۔ جس میں نواب ممتاز الدولہ وغیرہ بہت سے مرزا صاحب کے شاگرد و طرفدار تھے۔ یہ طنزیہ شعر نواب ممتاز الدولہ کو مخاطب کرکے پڑھا۔ بھلا ترد دبے جا سے اُن میں کیا حاصل۔ اُٹھا چکے ہیں زمیندار جن زمینوں کو۔ اشارہ یہ تھا کہ میر انیس مرحوم کے مقابلہ پر مرزا اوج نے کیوں سلام کہا۔ حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ مرزا اوج پہلے کہہ چکے تھے۔ مگر میر مونس کا یہی خیال تھا کہ بعد کو کہا ہے۔ پھر یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ اُس نے عرض کی جہاں پناہ آٹھ دس ڈیرے بیچ میں ہیں۔ فرمایا اخاہ یہی مرزا صاحب کو تکلیف ہے جبھی وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں زندہ بہشت میں پہونچ گیا مرزا صاحب کی آنکھیں ابھی بیکار ہیں جب آنکھیں بنجائیں گی بینائی آجائیگی اُن کو مونس الدولہ کی کوٹھی میں ٹھراؤ اور جو کی قریب لگا دو یہ بادشاہ مرحوم کی ذہانت کی معراج کمال اور مرزا صاحب مرحوم کے طرز بیان کی بلاغت[۱۲]

شعر پڑھا ؎ نیا مزہ ہے کہ مضموں تو دستیاب نہیں۔ مقابلے پہ چڑھاتے ہیں آستینوں کو۔ یہ شعر طرح کا سنتے ہی نواب صاحب ممدوح چپ چاپ مجلس سے اُٹھکر چلے آئے۔ مرزا صاحب کے شاگردوں وغیرہ کو مشیر مرحوم کو خبر ہوئی۔ انھوں نے ایک سلام کسی بڑی مجلس میں کہکر پڑھا جس میں سے چند شعر لکھتا ہوں۔ اساتذہ کی ہیں غزلیں سلام بھی اکثر۔ نیا سمجھتے ہیں پھر لوگ ان زمینوں کو۔ جلی کٹی مرے اوستاد سے کرے جو کوئی۔ تو پھونک دوں مع خرمن میں خوشہ چینوں کو۔ جنھیں ہے پھوٹنے کا ڈر وہ خود بچا لیں گے۔ مری بلا سے لگے ٹھیس آبگینوں کو۔ ہزار بار سزا پائے منہ پہ چڑھتے ہیں۔ مشیر کیا کہوں ان احمق الذینوں کو لگا کے سرمہ تربت بہشت دیکھ لیا۔ خجل کیا مری آنکھوں نے دوربینوں کو۔ آخر الامر میر صاحب کے حکم سے میر مونس۔ اور مرزا صاحب کے فرمان سے شیخ مشیر نے میر و مرزا سے ہاتھ جوڑ کر اپنے قصور معاف کرائے۔ یاد ہے کہ اُس زمانے کی ہر مجلس میں (قریب قریب) انیسیوں دبیریوں میں جلی کٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جب انیسیے کہتے تھے بتائیے اس شعر کا کیا جواب ہے ؎ یہ جھریاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری نے۔ چنا ہے جامۂ ہستی کی آستینوں کو۔ دبیریے کہتے تھے۔ حضرت ان سے بہتر مختصر لفظوں میں سو برس پہلے میر فرما چکے ہیں ؎ ہیں ضعف سے جھریاں بدن پر۔ ہستی جامے کو چن رہی ہے۔ اس سرقہ کا جواب ہم کیا دیں۔ نظیر برادر دبیر نے بھی ایک مقطع سلام میں اُسی زمانے میں کہا تھا ؎ طعنہ زن ہوتے ہیں جو بیٹھ کے منبر پہ نظیر۔ کیا نہیں جانتے وہ اہل زبان اور بھی ہے۔ انیسیے کہتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ چچا ہٹا دو انگوٹھا یہ سطر دکھلا دو سطر ہیں ذم کا پہلو ہے۔ دبیریے کہتے تھے کچھ پڑھا بھی ہے۔ وہ سطر تائے قرشت سے بکستا ہے۔ یہ سطر طائے حطی سے ہے۔ اس میں ذم کا پہلو کہاں ہے۔ ذم کا پہلو دیکھنا ہو تو یہ مصرع میر صاحب کے پڑھئے ؎ پامال نہ ہوں پھول جو گلزار پہ دوڑے۔ سم ترنہوں گر قلزم زخار پہ دوڑے۔ اس طرح رگ ابر گہر بار پہ دوڑے۔ جس طرح سے نغمہ کی صدا تار پہ دوڑے۔ یہ چار بدوڑے چار مصرعوں میں کھلا ہو گئے۔ انیسیے کہتے تھے جناب عالی وہ بدوڑے بضم دال۔ اور یہاں بدوڑے میں دال کو فتح ہے۔ آپکے مرزا اوج صاحب فرماتے ہیں۔ ؎ میں پہلوان جبیں ہوں مرے خوشہ چیں ہیں یہ۔ یہ کیا جبیں جبیں لگائی ہے۔ دبیریے جواب دیتے تھے۔ آپ کے میر مونس نے تو اور ستم ڈھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ؎ میری آنکھیں میں جان ہے گو بے حواس ہوں۔ تم مرنے کے دیکھ لینا یہی دم کے پاس ہوں۔ ذرا تقطیع تو کیجئے پہلے مصرع میں ہگو نکلتا ہے۔

ع؎ ہیچمدان خبیر کی نظر سے ایک مرثیہ میں یہ مصرع یوں گزرا ہے۔ ع۔ چچا ہٹا دو انگوٹھا یہ لفظ دکھلا دو۔ یعنے بجائے "سطر" کے "لفظ" ہے قرین قیاس "لفظ" ہے کیونکہ انگوٹھے سے "لفظ" کو چھپا سکتے ہیں پوری سطر نہیں چھپ سکتی۔ حقیر خبیر ۱۲

انیسؔ ۔ حضرت مرزا صاحب نے فصاحت کی حد کردی ؎ پا مال گردلاشوں کو ٹاپوں سے کچل گے ۔ دبیرؔ
یہ آپکی سمجھ کا پھیر ہے ۔ اس میں کوئی لفظ اصول فصاحت سے گرا ہوا نہیں ہے ۔ انیسؔ آپ فصاحت کو
کیا جانیں ۔ آپ تو ایسے مصرع کی تعریف کریں گے ؎ جو روبہ پڑھا اسکو دوبارا کیا اس نے ۔ دبیرؔ
یہ آپ لوگوں کی ستم ظرفیاں ہیں خود مصرع لکھکر (جب کوئی اعتراض نہیں سوجھتا) دبیر کے سر تھوپتے ہیں اگر
آپ سچے ہیں تو بتائیے مرزا صاحب کے کس مرثیہ میں ہے ۔ انیسؔ یہ تو معلوم نہیں ۔ خیر یہ مصرع ادنکا نہ ہوگا اور
بہت ایسے مصرع ہیں ۔ دبیرؔ ۔ فصاحت تو اس مصرع میں ہے ع موسیٰ اسے پکڑے یہ ہوا حکم کبریا ۔ اور سنئے ؎
بولی وہ عندلیب چمن پر در بتول ۔ طرہ وہی ہے سب میں پہلے شہ پڑھے جو پھول ۔ یہ تربت کا نام ہے
شاہزادہ علی اکبر ہم شبیہ پیغمبر کو اس پھول سے تشبیہ دینا جو تربت پر چڑھایا جائے ۔ کیا بلاغت اسی میں ہے
انیسؔ ۔ جناب یہ روزمرہ ہے ۔ اس میں کوئی برائی نہیں ۔ آپ ہی فرمائیے محاورہ میں یوں ہی بولتے ہیں یا اور
کچھ ۔ دبیرؔ ۔ مسجد میں بھی پھول چڑھتے ہیں یوں کہنا چاہئے تھا ۔ طرہ وہی ہے سب میں کہ مسجد چڑھے جو پھول ۔
ادب خاندان رسالت کا ملحوظ رکھنا یہ حصہ دبیر کا ہے ۔ میر صاحب فرماتے ہیں ۔ کعبہ میں غل تھا اشہد ان لاالہ کا
یہ تو کلمہ کفر ہوگیا ۔ خدا سے انکار نکلتا ہے ۔ انیسؔ ۔ خواجہ معین الدین چشتی کی رباعی کا مصرع آپ بھول گئے ۔
حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسین ۔ جس طرح انھوں نے لاالہ سے مراد لاالہ الا اللہ لی ہے یہاں بھی وہی صورت ہے
دبیرؔ ۔ وہ صوفی ہیں انکے یہاں جائز ہے شیعوں میں ناقص کلمہ شہادت نہیں کہا جاتا ۔ انیسؔ مرزا صاحب
فرماتے ہیں حسینی علم کی خیر ۔ یہ شہدوں کی زبان ہے ۔ اس میں ابتذال ہے ۔ دبیرؔ ۔ فقیروں کی بھی یہی
زبان ہے ۔ پھر ابتذال کہاں دم قدم کی خیر البتہ ابتذال اس میں ہے ؎ کہیں کوٹرے کے تو چھپیٹوں میں نیند آیا
ہے ۔ چھپیٹوں میں آنا شہدے بولتے ہیں ۔ انیسؔ ۔ یہ مصرع میر صاحب نے ابن سعد کی زبانی کہا ہے اسکو وہ شہدا
سمجھتے ہیں ۔ دبیرؔ ۔ میر صاحب فرماتے ہیں ؎ گردن پہ نمایاں کئی جا گہہ خط خنجر ۔ یہ جاگہہ کیا فصیح ہے انیسؔ
جی ہاں متروک لفظ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎ اک سور وے آیا پرے سے صفت شیر ۔ یہ وے پرے لکھنو

ہیچمدان خبیرؔ نے ایک مرثیے میں عرض کیا ہے ۔

عطائے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خیر ۔ خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بلا رد ہو صبح و شام کی خیر ۔ سبو کی خیر صراحی کی خیر جام کی خیر
قدیم تیری گلی کے فقیر ہم بھی ہیں
حریص بادۂ خم غدیر ہم بھی ہیں

بیشک فقیروں کی بھی زبان یہی ہے ۔ حقیر خبیر ۱۲

والے مدت سے چھوڑ چکے۔ دہلی کی زبان ہے۔ دبیرؔ۔ مرزا صاحب کی شاعری میر صاحب سے قدیم ہے یہ اُنکے ابتدائی مرثیے کا مصرع ہے اُسوقت یہ بولتے تھے ہاں میر صاحب فرماتے ہیں ؎ پہونچے نہ صبا اُسکے کبھی گرد کے دنبال۔ دنبال کیا بیہودہ خلاف فصاحت اور متروک ہے۔ اور یہ لیجیے ؎ جب تیغ سے نیزوں کو قلم کرتے تھے شبیر۔ جاتا تھا اشاروں میں کمانداروں پہ جوں تیر۔ کیوں جناب یہ جوں تیر کیا۔ کیا جوں متروک نہیں۔ اور سنئے۔ پے کرکے اُنھیں پھیرتے جب رُخ شہ دلگیر۔ آتا تھا پیادوں پہ سواروں کی صفیں چیر۔ صفیں چیر کر کہنا چاہیے تھا۔ یہ بھی وہی متروک بندش ہے۔ انیسؔ۔ مرزا صاحب نے ٹھر کو خیر کا قافیہ کر دیا۔ اس سے بڑھکر کیا ستم ہوگا۔ دبیرؔ۔ اس میں کیا قباحت ہے۔ جب ٹھر بولتے ہیں تو خیر دبیر کا قافیہ بھی ہو سکتا ہے۔ میر صاحب تو فرماتے ہیں۔ بخدا فارس میدان تہور تھا حر۔ اس سے حضرت کی علمیت ظاہر ہے۔ جناب عالی تہور و جبن دونوں مذموم ہیں صرف شجاعت ممدوح ہے۔ تہور اُسکو کہتے ہیں کہ بے ضرورت اپنی جان دیدے۔ اور شجاعت۔ اُسکو کہتے ہیں کہ جہاں مرنا مستحق ممدوح ہو وہاں کام آئے حضرت حر نے تہور سے نہیں بلکہ شجاعت سے کام لیا۔ اگر کوئی عربی کتاب آپکو دستیاب نہیں تو اخلاق ناصری ہی پڑھ لیجیے۔ انیسؔ۔ کوئی متلاشی ہے سد المحفل عم کا متلاشی غلط ہے۔ دبیرؔ۔ متلاشی یا تبلاشی لوگ رات دن بولتے اور لکھتے ہیں۔ البتہ غلط لفظ یہ ہے ؎ حر کون تھا اور کون بن قین بجلّی۔ بجلی کے لام کو تشدید کیسی بجلی بلا تشدید صحیح ہے بقول میر انشا۔ تشدید در لفظ چڑّا بنا شد۔

جو چوٹیں چلتی تھیں وہ بڑی طولانی اور مزہ دار ہوتی تھیں۔ جہاں نقصان تھا وہاں بہت سے مسائل بھی علم ادب کے حل ہوتے جاتے تھے ؎ خدا دراز کرے عمر عیب بینوں کی۔ ہم اُن کی شمع سے راہ صواب دیکھتے ہیں۔

اسی سنہ ۱۲۹۱ھ میں مرزا صاحب کو سخت سے سخت صدمے پہونچے سنہ ۱۲۹۱ھ میں جمادی الاول کی پانچویں کو نوجوان فرزند محمد ہادی حسین عطاؔ نے ۲۰ برس کی عمر میں تخمہ کرکے انتقال کیا ؎ کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے۔ اٹھائیسویں صفر سنہ ۱۲۹۱ھ کو حقیقی بڑے بھائی اور شاگرد رشید مرزا غلام محمد نظیر چل بسے۔ سب سے بڑھ کر اور آخری صدمہ میر ببر علی صاحب انیس مغفور کے مرنے کا تھا۔ جنکا بروز دوشنبہ ۲۹ شوال سنہ ۱۲۹۱ھ قریب مغرب انتقال ہوا۔ شاعری۔ مرثیہ گوئی۔ مرثیہ خوانی۔ زندگانی سب باتوں کا لطف اُٹھ گیا۔ اونکی تاریخ وفات جو مرزا صاحب نے کہی وہ حیات دبیر جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ پر درج ہے۔ یہاں میں صرف تین شعر آخر کے لکھوں گا۔ سال تاریخش بزبر وبینہ شد زیب نظم۔ طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس۔ در سنین عیسوی تاریخ گفتم صاف صاف۔ گرچہ طبعم بود محزون و مکدر بے انیس

آسماں بے ماہ کامل سدرہ بے روح الامیں - طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس - میر صاحب تو فرما چکے
تھے ۔ جب ہم نہ رہے تو کچھ کھبیڑا نہ رہا ۔ مگر ان ۱۸۷۴ء کے طرفداروں نے ثابت کر دیا کہ بعد مرنے کے بھی جھگڑا رہ
گیا - اور کہنا شروع کیا کہ سنہ مطلوبہ نہیں نکلتے - بعض اب تک کہے جاتے ہیں جناب ہی سید محمد صاحب قبلہ
عرف نواب پیارے صاحب شمس آبادی (جو تاریخ گوئی میں تمام ہندوستان میں بے مثل تھے) فرماتے ہیں -
حاسدین و جہلا سے بحث نہیں کہ اُن کا جہل و تعصب مانع تحقیق ہے - علما و شعرا اکثر ناواقف فن ہیں - فن تاریخ
گوئی فی الواقع علم شعر سے بھی الگ ہے - اگر اسکو علم جفر کی ایک شاخ کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں - افسوس کہ کسی
مورخ نے بھی خیال نہیں کیا - کہ ایسا یگانہ دہر ایسی فاحش غلطی کریگا - جناب مرزا صاحب ایک مرثیہ میں گھوڑے
کی تعریف میں فرماتے ہیں ع یہ شل واو عطف زمین و فلک میں ہے - اور ثابت کر دیا ۔ سال تاریخش
بزبر و بینہ شد زیب نظم - اگر اس ترتیب میں کہ پہلا لفظ زبر یہ دوسرا بینہ میں ہو فرق آگیا تو خوبی کیا ہوئی -
حساب دیکھ لیجئے -

زبر	بینہ	زبر	بینہ	زبر و بینہ	زبر	بینہ
طور	سینا	بے کلیم	اللہ	ہ	منبر بے	انیس
۲۱۵	۲۲۶	۱۱۳	۱۹۳	۱۳	۳۰۴	۲۲۶

میزان ۱۲۹۱ھ

کم فہم خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں واو عطف کی خاصیت کو ملاحظہ فرمایئے اس کا تعلق زبر و بینہ
یعنے اول و آخر دونوں سے ہے لہذا صرف اُسی کے زبر و بینہ دونوں میں اعداد لئے - ترتیب صنعت زبر و
بینہ کی بدستور قائم ہے - اعداد مطلوبہ حاصل ہو گئے - ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء سید محمد جعفر -

صدمات مذکورہ سے مرزا صاحب مرحوم جانبر نہ ہوئے اور آخر ورم کبد میں ۲۹ ماہ محرم ۱۲۹۲ھ
کو قریب صبح صادق یہ آفتاب شاعری و مرثیہ گوئی غروب ہو گیا - دن میں جنازہ اُٹھا ہزاروں علما
شعرا و کملا جنازے کے ساتھ ساتھ اُن مرحوم کی یہ رباعی پڑھتے ہوئے غسل میت کو دریا پر لے گئے - ۔
رحمت کا تری اُمید وار آیا ہوں - منھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں - چلنے نہ دیا بارگنہ نے
پیدل - تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں - جناب شمس العلما سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد العصر
نے نماز جنازہ پڑھائی - بعد غسل دریا سے آکر اپنے گھر میں مدفون ہوئے - جو چھوٹا مقبرہ آج تک برقرار ہے
مرزا اوج مرحوم اور بہت سے کاملوں نے تاریخ وفات کہی ہے - منیر مرحوم کے کلیات میں بھی پندرہ تاریخیں

ہیں مگر مجھے منیر مرحوم کی ایک مختصر سی تاریخ بہت پسند ہے۔ مصرع مادہ میں کمال کیا ہے کہ وقت و تاریخ و
روز سب کچھ ہے گویا یہ تاریخ صوری و معنوی ہے۔ وحید عصر جناب دبیر معجز دم۔ کہ سر عطارد گردوں بپائے
او سودہ۔ از بہر لئے سہ سخی چو رخت خود بہ داشت۔ بہ نزد آل نبی در بہشت آسودہ۔ منیر سال و مہ
روز و وقت و تاریخش۔ بگاہ و سلخ و سہ شنبہ سہ عز الودہ۔ مرزا صاحب کی طرف سے اکثر اُن لوگوں نے منہ پھیر لیا
ہے جنکے بزرگ مرزا صاحب کے فدائی تھے۔ بعض ہمارے دوست ہم کو یہ کہکر تسکین دینا چاہتے ہیں کہ میر صاحب
کے کلام کی سادگی و تاثیر زندہ رہے گی۔ اور مرزا صاحب کی شوکت الفاظ و بلند پروازی مٹ جائے گی۔ کہ
صنائع و بدایع کے سمجھنے والے ہی نہ رہے اور آیندہ اور نہ رہیں گے۔ اگر اس کو شکریہ کے ساتھ قبول بھی کر لیا
جائے تو پھر اسکا کیا جواب ہے کہ جو کلام کہ سادہ اور موثر ہے اُسکی طرف سے کیوں چشم پوشی کی جاتی ہے۔
اور جو صنایع و بدایع میر انیس مرحوم کے یہاں ہیں اُن کی ثنا کس منھ سے کی جاتی ہے۔ دیکھئے بہارستان
سخن شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب قبلہ کی۔ استعارہ و تشبیہ و غلو کی مبالغہ کے ساتھ مذمت فرماتے
ہیں مگر جہاں کہیں یہی چیزیں مرزا سودا۔ میر حسن۔ میر انیس کے کلام میں ہیں انکی یہ کہکر مدح فرمائی ہے کہ
سلیقہ سے برتا ہے۔ پھر دبیر کے کلام کو بھی کیوں نہیں کہتے کہ سلیقہ سے برتا ہے۔ یا بد سلیقگی سے۔ یہ عذر
کیسا کہ یہ تذکرہ نہیں جو ہر شاعر کا ذکر کیا جائے۔ دبیر کا فصیح و سلیس و موثر کلام بھی کچھ کم نہیں۔ ایک
دبیر ہی ایسا شاعر آپکو ملے گا جس کا کلام ہر رنگ میں اور بکثرت ہے۔ اگر آپ کے دل و دماغ میں خدا
نے انصاف کا مادہ ودیعت فرمایا ہے تو ایسے ہی کلام کی آپ داد دیجئے خدا کے لئے بیداد نہ کیجئے تعصب
کی عینک آنکھوں پر سے اوتار کر دیکھئے۔ کیا دبیر کا کل کلام صنایع و بدایع ہی میں ہے۔ وہ کون سا
رنگ ہے جو انیس کے یہاں ہے۔ دبیر کے کلام میں بالکل نہیں۔ حکیم سنائی کے اخلاق حسنہ کی مدح فرماکر
یہ لکھنا کہ انسان کے اخلاق و اطوار اُس کے علم و فضل میں تمام تر دخل ہوتا ہے۔ حکیم ممدوح کا جیسا مزاج
تھا ویسا ہی اسکے کلام میں اثر ہے۔ اور مرزا صاحب کی سخاوت۔ ایثار۔ عبادت۔ شرافت۔ علم و فضل
غیرت۔ انکسار۔ فروتنی کی صفحہ ۳۰۵ پر مدح کر کے رہجانا۔ کیا ثابت کرتا ہے۔ اگر مرزا مرحوم کا وعظانہ
ہی کلام تھوڑا سا لکھدیا جاتا تو ہمکو شکایت کا موقع نہ باقی رہتا کیا عادتوں کا اثر مرزا مرحوم کے کلام میں
نہیں۔ ہے۔ ضرور ہے۔ مگر دیکھے کون۔ سادہ و موثر ایک مرثیہ کا مطلع بھی لکھدیا ہے جب حرم قلعہ شریں
کے برابر آئے۔ مگر چند بند اسکے بھی نہ لکھے۔ اگر اُن کے پاس یہ مرثیہ نہیں تھا تو مرزا اوج مرحوم کے منگوا لیتے
جو انکے گھر سے قدر شناس۔ دوست تھے۔ اور تو اور کوئی تضمین سلام بھی دبیر کی نہ لکھی حالانکہ دفتر ماتم کی
جلدوں میں سے پوری ایک جلد تضمینوں کی ہے۔ سلطان عالیہ کے سلاموں کو جو مرزا صاحب نے تضمین

مرزا دبیر کی طرف سے کن لوگوں نے روگردانی کی ۱۲

مولانا امداد امام صاحب کی روش مرزا دبیر کے ساتھ ۱۲

فرمایا ہے اس میں غلو وتشبیہ واستعارہ کہیں کہیں برائے نام سلیقہ سے ہے ۔ نہایت سادہ و موثر نظمیں ہیں دبیر کی رباعیاں بھی گھٹیا ۔ اور کم درج ہیں اگر دفتر ماتم میں ڈھونڈھنے سے تکلیف ہوتی تھی (حالانکہ رباعیات کی بھی ایک علیحدہ جلد ہے) تو حیات دبیر ہی سے چوٹی کی رباعیاں لکھ سکتے تھے ۔ کلام دبیر کا نمونہ بہت مختصر ہے ۔ اور گھٹیا کلام چھانٹ چھانٹ کے اگر نہیں لکھا گیا تو کم سے کم بے توجہی سے تو ضرور کام لیا ہے ۔ مرزا کو خالی سلطان الذاکرین لکھدینے سے نواب صاحب حق دبیر سے نہیں ادا ہو سکتے ۔ اگر کسی ایسے انیسئے کی خاطر سے کتاب لکھی یا چھپوائی ہے کہ جس کے دل میں مرزا صاحب کے محامد سخن دیکھنے (پڑھنے) سے جلن ہوتی ہے ۔ تو نواب صاحب قابل معافی ہیں ۔ کیونکہ بعضے انیسئے ضرور ایسے ہیں جنکو ذرا سی طرح بھی مرزا صاحب کی بڑی معلوم ہوتی ہے مگر ایک عالم کی شان سے یہ بالکل بعید ہے کہ کسی دوست کی خاطر سے کسی کامل کے کلام سے بالکل آنکھ بند کرلے گو مولوی امیر احمد صاحب علوی بی اے مولف یادگار انیس بھی ایسے عاشق انیس ہیں کہ دبیریوں کی نظر بچا کر اشاروں میں انیس کو تفضیل دینا چاہتے ہیں ۔ (جیسا کہ صفحہ ۵۰ پر خود لکھ گئے ہیں) مگر انہوں نے یہ ستم ظریفی نہیں کی ۔ جہاں مرزا کا کلام بہت بڑھ گیا ہے وہاں اشارہ کرگئے یا صاف لکھدیا ہے ۔ چنانچہ ۔ صفحہ ۹۹ پر میر صاحب کے اس مرثئے کا ذکر کرتے ہوئے ؎ جبکہ تیروں سے بدن شاہ کا غربال ہوا ۔ یہ بند میر صاحب کا لکھتے ہیں ۔

حلق پر تیغ ہو اور سینے پہ ہووے جلاد ہے یہ امید کہ اسدم بھی نہ بھولے تری یاد
نہ غم اہل حرم ہو نہ خیال اولاد کان تک میرے سکینہ کی نہ پہونچے آواز
دھیان بیٹے کا نہ بیٹی کا نہ ہمشیر کا ہو
ذکر تسبیح کا تہلیل کا تکبیر کا ہو

مرزا دبیر نے یوں ادا کیا ہے ۔

ع ؎ شمس العلما مولانا امداد امام صاحب بالقابہ نے بہارستان سخن میں مرزا دبیر مرحوم کے متعلق عبارت میں جو طرز اختیار فرمایا ہے اس میں توریہ کی شان پائی جاتی ہے ۔ میرے پاس یہ کتاب تھی مگر میرے ایک دوست سید کبیر حسین صاحب مہانی نے مجھ سے عاریتاً مانگی اور پھر واپس نہ کی ۔ اگر اسوقت وہ کتاب میرے پاس موجود ہوتی تو میں اُس عبارت کا اقتباس اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کرتا اسوقت صرف ایک فقرہ یاد ہے ۔ مولانائے موصوف ۔ مرزائے مرحوم کے متعلق لکھتے لکھتے فرماتے ہیں کہ شاعری سے علیحدہ ہوکر مرزا صاحب .... تھے "۔ "شاعری سے علیحدہ ہوکر" میں جو معنوی ایہام ہے وہ نکتہ سنجوں سے پوشیدہ نہیں کاش مولانائے موصوف مرزا مرحوم کا ذکر ہی اس کتاب میں نہ فرماتے ۔ ہیچمدان خبیر ۱۲

مولوی امیر احمد صاحب علوی مولف یادگار انیس نے اشاروں اشاروں میں دبیر صاحب کو مرزا صاحب تفضیل دی ہے بلکہ انہیں الفاظ کا خود بھی نہیں کیا۔

تو شہنشاہ شہنشاہ ہوں کا ہے بار خدا | ہیں برابر تری درگاہ میں سب شاہ گدا
خاطر عاشق جانباز ہے البتہ جدا | اے خوشا حال کہ مجھ سے ہو ترا عشق ادا

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پہ ہو نام ترا دل میں تری یاد رہے

"سبحان اللہ کسقدر صاف بندش ہے۔ اور کیسا موثر طرز بیان۔ دونوں بزرگوں نے ایک ہی مضمون نظم کیا۔ مگر مرزا صاحب نے لب پہ ہو نام ترا اضافہ کرکے شعر میں جان ڈال دی اور میر انیس کا سارا بند ایک شیپ سے گرد کر دیا۔ یہ مرزا دبیر کی نازک خیالی سے ترقی پاکر سہل ممتنع ہو گیا۔ حاشیہ پر خود مولف لکھتے ہیں:۔ ناقہم کہتے ہیں کہ یہ حکایت یادگار سے نکال ڈال۔ اس قصہ سے میر صاحب کی تنقیص ہوتی ہے اور اگر اس کے درج کرنے پر اصرار ہے تو یہ شعر بھی لکھدے۔ ع گاہ باشد کہ کودک ناداں۔ زغلط بر ہدف زند تیرے۔ نقل کفر کفر نباشد مرزا صاحب کی شان میں راقم الحروف ایسی گستاخی ہرگز نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ اس حکایت کو حذف کر کے انصاف کے گلے پہ چھری چلا (پھیر) سکتا ہے"۔

اس اقتباس سے مطلب یہ ہے کہ شاید شمس العلما موصوف کو بھی کوئی ایسے ہی ذی فہم ملگئے ہوں اور انکی خاطر سے انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کو پوری داد نہ دی ہو اور کلام پر نظر غور نہ کی ہو تو اب غور فرما کر کمی کو پورا فرما دیں۔ ورنہ ایسا ہی افسوس رہ جائے گا۔ جیسا کہ خان بہادر مولوی سید محمد صاحب شاد مرحوم عظیم آبادی کو تو لے وطن میں مرزا صاحب کے کمالات کا اعتراف نہ کرنے سے مرتے مرتے رہا جسکا حال اُن خطوں سے معلوم ہو سکتا ہے جو مولف حیات دبیر کے پاس اُن مرحوم کے قلمی و دستخطی موجود ہیں اور جنکا تھوڑا اقتباس حیات دبیر میں کیا گیا ہے۔ مولف کے بزرگوں کے ملنے والے اور مداح کمال۔ یہ جناب شمس العلما ہیں اسلئے عرض کرنا پڑا۔ ع گستاخ ہو کے عرض کیا ہے معاف ہو۔ خاتمہ پہ عرض کرتا ہوں کہ مقبرہ انیس۔ یادگار انیس نہ بنا آخر الامر جناب علوی نے اپنی کتاب کا نام یادگار انیس رکھ لیا۔ یا خدا کیا ہم مقبرہ انیس و دبیر پختہ و شاندار نہ دیکھیں گے۔ اور یہ کام آیندہ نسلیں انجام دیں گی۔ ۷۱ برس کی عمر میں ثابت کی یہ آرزو ہنسی کے قابل معلوم ہوگی۔ مگر میں لاتقنطو من رحمۃ اللہ کی تلاوت کر کے کہتا ہوں کہ دونوں مقبرے میری زندگی میں بنیں گے۔ دبیر کے فدائی اگر النادر کالمعدوم کے مصداق ہیں تو انیس کے شیدا کیا زبانی جمع خرچ کر کے رہجائیں گے۔ اور دکھانے ہی کی یہ سب محبت و قدر شناسی ہے جو ہمکو تسکین دیتے ہیں کہ دبیر کے پسند کرنے والے نہیں رہے۔ وہ فسانہ عجائب کیطرح

فسانہ ہوگئے - ہم ان کو یہ جواب نہ دے سکیں کہ تم بھی میر صاحب کے عاشق یا قدر شناس نہیں ہو - اگر واقعی قدرداں ہوتے - تو ۲۰ ہزار روپیہ لگا کر مقبرہ انیس بنوا دیتے تم میر انیس مرحوم کا مقبرہ پختہ اور عالیشان بنوا دو کارساز حقیقی دبیر مرحوم کے مقبرہ بننے کا بھی سامان کر دیگا[ہ] - کارساز ما بفکر کار ما - ورنہ انیسئے ہونے کا نام نہ لو - ہم تو نادر ہیں خدانخواستہ تم معدوم نہ ہو جاؤ - اللہ بس باقی ہوس -

راقم

وہی پرانا خادم ثابت عفی عنہ

۱۷ ۱۱/۳۰

ہ دبیر انیس ایسی ہستیاں اگر یورپ میں ہوتیں تو ان کے مقبرے سونے کی اینٹوں سے بنوائے جاتے بقول مدیر سرفراز کہ دونوں کے کلام پر پھبتیں اڑانے والے دیکھیں کہ ان بزرگوں کی خوابگاہوں کی چھتیں تک شکستہ ہیں افسوس صد ہزار افسوس - حقیر خبیر ۱۲

مرزا دبیر مرحوم کے کلام کی دو جلدیں "ہفت آیات" اور "ہشت بہشت" مرتب ہیں انشاء اللہ جلد تر لذت افزائے اہل ذوق ہوں گی"

منیجر ممتاز بک ایجنسی

سبع مثانی کی جلدیں کتبخانہ تجارتی فخر المطابع لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہیں"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا دبیر علیہ الرحمہ

رقمزدہ جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی مظلہم اسپشل مجسٹریٹ ورئیس مہابن ضلع متھرا۔

تلمیذ مرزا اوج صاحب غفرہ اللہ مصنف المیزان و حسنات محرم وغیرہ

اگر نہ رتبۂ نظم است از چہ رو صائب	مقام بر سر چشم است بیت ابرو را

شاعری انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے، جس کا عکس اشعار کے آئینوں مین جلوہ گر ہوتا ہے اور یہی جذبات شاعری کی روح رواں ہین ۔ جذبات و احساسات کا اظہار انسان ہر زبان مین اور نثر و نظم دونوں طرح کیا کرتا ہے ۔ مثلاً درد و سوز کے واقعات نثر مین بھی ادا کیے جاتے ہین اور وہ گونہ موثر بھی ہوتے ہین، لیکن اظہار جذبات مین دلکشی اور دلنشینی جس طرح ایک فصیح و بلیغ، اور جذبات کی صحیح تصویر کھینچنے والا شاعر کرسکتا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کے نثر نگار سے ناممکن ہے خواہ وہ کتنا ہی جادو نگار کیون نہو ۔ یہ نظم ہی کا ساحرانہ اثر ہے کہ میدان کارزار مین رجز کے ایک شعر سے بلا کا تلاطم برپا ہوجاتا ہے اور جذبات تہوری اور رگ حمیت مین غضب کی حرکت پیدا ہوجاتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسپیکر اپنی نثر عبارت مین کبھی کبھی مختلف اشعار سے اپنے کلام کو موثر اور دلنشین بنانے کی کوشش کیا کرتے ہین اور وہ اشعار ان کے تمام کلام مین ایک خاص کیفیت پیدا کردیتے ہین، اور دلون مین مسرت وجوش کے جذبات موجزن ہوجاتے ہین ۔ نثر کی اعلیٰ تصانیف تواریخ و سوانح عمریون مین بھی جابجا پر کیفیت اشعار نظر آتے ہین جو تمام نثر کو پر لطف بنادیتے ہین ۔

جس طرح انسان خوش اسلوب خوش آیند مناظر دیکھ کر فرحان و شادان ہوتا ہے اور اسکے مرجھائے ہوئے دل و دماغ مین ایک قسم کی تازگی آجاتی ہے، اسی طرح خوش ترکیب ۔ خوش معانی اور پرتاثیر اشعار سے سچی خوشی ۔ سچا جوش ۔ روحانی مسرت اور جذبات مین ایک موثر تحریک پیدا ہوجاتی ہے ۔

ایک درد رسیدہ اپنے محبوب کے مصائب و آلام فراق کو نظم کی بدولت ایسے درد انگیز اشعار مین بیان کرسکتا ہے جس سے سننے والون کے جگر بھی پاش پاش ہوجاتے ہین اور صاحب درد کے رنج و غم کا مرقع انکی آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے ۔

فارسی اور اردو گو شعرا نے اپنی عمرین قصائد گوئی ۔ مثنوی گوئی مین ختم کردین اور حق یہ ہے کہ ان مین سے بعض شعرا اپنی صنف خاص مین ممتاز عالم ہوگئے ہین اور ان کی نظمین زبان کی شستگی خیالات کی جدت ۔ الفاظ کی دلکشی ۔ طبیعت کی روانی ۔ نکتہ سنجی ۔ اور بلند پروازی کے لحاظ سے

بے مثل و لاجواب ہین، اور اُن کی خصوصیات مین آجتک کوئی اُن کا سہیم و شریک پیدا نہین ہوا گو زمانہ دراز گذر گیا اور بہت سے نازک خیال شعرا پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہتے ہین قصائد گو شعرا نے بیش بہا صلون اور جاگیر و انعامات کی خاطر اپنے ممدوحون کی صفت و ثنا مین قلم توڑ دیے ہین، گو دُنیاے فانی کی خاطر معمولی اُمرا کو جمشید شوکت۔ سکندر حشمت۔ رستم عصر۔ حاتم دوران۔ (خوشامد) نوشیروان زمانہ بنا دیا ہو اور کذب و دروغ گوئی و خوشامد سے ایسے مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کیے ہین جنہین حقیقت و اصلیت کا شائبہ بھی نہین پایا جاتا۔ غزل گوئی کے مخرب اخلاق لٹریچر نے عشق و محبت کی تصویرین کھینچ کر نوجوانون کے دلون مین شہوانی جذبات او صنم پرستی کے خیالات قائم کر دیے ہین (غزل) اور اُن سے اخلاقی فضا مکدر ہو گئی۔ گندہ اور کھلے ہوے فحش الفاظ جن کا عام صحبتوں مین زبان سے نکالنا اور کانون سے سُننا خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ غزل گوئی کے پیرایہ مین وہ بلا تکلف اور بغیر کسی شرم و حیا کے بیان کیے جا سکتے ہین۔ یہانتک کہ بزرگون کا اپنے بچون اور خورد ون کا اپنے بزرگون کے سامنے بھی ان حیا سوز حرکات کو مذموم نہین سمجھا جاتا[1]۔

(مرثیہ گوئی) ایسے شعرا کے بعد وہ جادو نگار ارباب نظم پیدا ہوئے جنکے دلون مین مرثیہ گوئی کا شوق پیدا ہوا کیونکہ یہ صنف ایسی جامع اور وسیع تھی جس کے ذریعہ سے اُن کو جملہ اصناف سخن مین طبع آزمائی کا موقع مل سکتا تھا، اور طباع شعرا کے اشہب خیال کو بہت بڑی جولانگاہ میسر آ سکتی تھی اور اُن کے کلام سے انسان ہر قسم کے مضامین کا لطف اُٹھا سکتا تھا۔ مثلاً حمد نعت مناقب بزرگان دین۔ اخلاقی مضامین۔ رزم۔ بزم۔ سراپا۔ ساقی نامہ۔ مناظر قدرت۔ صنائع بدائع تشبیہات و استعارات وغیرہ وغیرہ (نعت و [illegible]) چنانچہ مرثیہ گو شعرا تمام اصناف شاعری اور جذبات روحانیہ و خیالات عالیہ کو مرثیہ۔ سلام و رباعی میں ایسی فصاحت و بلاغت پشستگی زبان کی پاکیزگی حسن محاورہ۔ خوبی بندش الفاظ کی دلکشی۔ اور شاعرانہ لطافت کے ساتھ ختم کر گئے ہین کہ دُنیا کے شعرا مین ان کو ایک

---

[1] یہ خیال عام غزل گو شعرا کی نسبت ہو جن کی ملک مین اکثریت نظر آتی ہے لیکن متقدمین و متاخرین غزل گو شعرا مین بعض لکھ ہنستین اور سنجیدہ طبیعت شاعر بھی پائے جاتے ہین جنکے کلام مین اکثر ایسے نفیس اور بے بہا اشعار نظر آتے ہین جن مین حسن اخلاق بے ثباتی دُنیا اصلاح تمدن اور تعلیم اخلاق کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور بعض بعض صوفی مزاج اہل دل۔ اہل درد فارسی و اُردو شعرا کی غزلین تو عمدہ عمدہ مضامین، پاکیزہ جذبات روحانی اور اعلےٰ خیالات سے سرتاپا مملو ہین ایسے غزل گو ہمارے لیے سرمایہ ناز ہین ۱۲

عظیم الشان امتیاز حاصل ہوگیا۔ اُن کی رباعیان اور سلاسون کے اکثر اشعار علم اخلاق و تمدن کے لطیف نکات سے معمور نظر آتے ہین۔ میرا خیال ہے کہ شعرا کے تمام کلام مین کوئی ایسی نظم نہین جس مین مرثیون کے برابر اخلاقی مضامین کا ذخیرہ موجود ہو۔

واقعاتِ عالم مین معرکۂ کربلا ایک ایسا جانسوز اور جانکاہ واقعہ تھا جسکے مقابل مین دُنیا کے کسی واقعۂ رنج وغم کی مثال پیش نہین کی جاسکتی۔ ضرورت تھی کہ ایسے دردناک تاریخی واقعہ کے واسطے نظم سے کام لیا جائے کیونکہ نظم ہی ایک ایسی پُراثر چیز تھی جو دردانگیز واقعات کا سچا منظر آنکھون کے سامنے پیش کردے، تاکہ دردانگیز جذبات پہلے شاعر کے دل مین پیدا ہون اور اُسکے قلب کو متاثر کرین اور پھر اُسی دلی جذبہ سے بے اختیار ایسے رقت خیز اور پُردرد الفاظ نکلیں جو سامعین کے دلون کو بھی متاثر کردین اور ہر شعر مین دلی جذبات کا پرتو نظر آئے، اور مرثیہ کا اصلی مقصد یعنی گریہ و بکا جو باعث ثواب آخرت ہے بخوبی حاصل ہو۔

مرزا صاحب کو اس فن خاص مین یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُنکے مراثی درد و غم کا مرقع ہونے ہین جو مرثیہ کی علت غائی اور اُسکا موضوع حقیقی ہے اسکے علاوہ اُنھون نے دوسرے مضامین مین بھی اپنی پُرزور اور مضامین آفرین طبیعت سے وہ جدتین پیدا کی ہین جنکو سُن کر اصحاب ذوق پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے کلام مین سادگی۔ صفائی اور شُستگی نہین ہے لیکن اس کی وجہ مولانا شہری صاحب بہت صحیح لکھتے ہین کہ "مرزا صاحب کو عربی کے ادب سے خاص دلچسپی تھی اور فارسی کی اعلیٰ تصنیفات ہمیشہ زیرنگاہ رہتی تھین اسلیے عربی اور فارسی کی ترکیبون اور شکوہ کلام نے اُن کی شاعری مین ایک خاص طور کی آمد اور آورد کو جگہ دی تھی اور وہ اُردو کے لفظون مین عربی اور فارسی کے بڑے بڑے مطالب لانا چاہتے تھے۔ مرزا صاحب کے کلام سے بے انتہا اعلیٰ مطالب کا اقتباس کیا جاسکتا ہے"

سادگی کے معنی اور معیار کو مرزا سلطان احمد صاحب کتاب فن شاعری مین لکھتے ہین کہ "وہ شاعر جو ہمیشہ اعلیٰ مضامین اعلیٰ پیرایہ مین بیان کرتے ہین اُن کی سادگی ہمیشہ اعلیٰ پیمانہ پر ہوتی ہے اگرچہ یہ لوگ مضامین کو نہایت سادگی ہی سے بیان کرتے ہین مگر پھر بھی عامیانہ مذاق اور سمجھ سے بالاتر ہوتے ہین، اور محدود الخیال لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہین کہ اُن مین سادگی نہین ہے"

مرزا صاحب کے زمانہ مین جنھون نے میر صاحب سے پہلے شاعری کے کوچہ مین قدم رکھا تھا

ذی علم لوگون کے کانون مین فارسی شعرا کی نازک خیالیون کے مضامین گونج رہے تھے وہ اپنے مذاق کے مطابق سادہ کلام سے لطف اندوز نہ ہوتے تھے اس لیے اُن کو زمانہ کا رنگ دیکھ کر اُسی طرز کو زیادہ اختیار کرنا پڑا۔

مرزا صاحب و میر صاحب ... ہر دلعزیزی ... ہونے کی دلیل

معلوم ہوتا ہے کہ **مرزا صاحب و میر صاحب** مرحومین کے زمانہ مین دقیق مضامین کے شائقین اور سلاست پسند طبائع کے لوگ مساوی تعداد مین موجود تھے اور دونون صاحبون کے قدرشناس لوگون کی جماعت یکسان تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونون باکمال بزرگون کو یکسان شہرت و ناموری حاصل نہ ہوتی، ایک صاحب کے کمالات کی فوقیت و برتری دوسرے صاحب کی فضیلت و ناموری کو مغلوب کر دیتی، ان مین سے ضرور ایک حریف کا نام گمنامی کے پردہ مین چھپ کر رہ جاتا ملک مین انیسؔ و دبیرؔ کا نام ساتھ ساتھ زبانون پر جاری نہ رہتا اور آجتک نقادانِ سخن اس سرگردانی مین مبتلا نہ رہتے کہ ان میں سے ترجیح کا مسند نشین کس کو کیا جائے۔

دوسری دلیل

لکھنؤ مین دونون صاحبون کے پڑھنے کی ایک خاص مجلس بالکل ایک ہی وقت شروع ہوتی تھی، جسمین شائقین سخن ایک وقت مین صرف ایک ہی صاحب کے کلام کو سُن سکتے تھے لوگ کہتے ہین کہ دونون مجلسون مین یکسان مجمع کثیر ہوتا تھا اور نقادان کلام دونون مجلسون سے یکسان محظوظ و مسرور ہوتے تھے اور کسی کو افسوس نہ ہوتا تھا کہ ایک ہی وقت مین ہونے سے ہم دوسری مجلس مین شریک نہ ہو سکے

مرزا صاحب نے اپنا طرز کیون نہین چھوڑا

اگر **مرزا صاحب** یہ محسوس کرتے کہ آج **لکھنؤ** مین میر انیسؔ کے طرز کے شیدا بکثرت ہین اور اُنھین کا رنگ زیادہ پسند کیا جاتا ہے تو اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھا کہ وہ اپنے طرز سے ہٹ کر میر صاحب کا طرز اختیار کر لیتے کیونکہ وہ اُسی **لکھنؤ** کے رہنے والے تھے، جس نے اُنھین لکھولین دی تھین زبان لکھوئی لکھنؤ کی اُسی ٹکسالی زبان اور محاورات کے جاننے والے سمجھنے والے اور بولنے والے تھے۔ اگر اُنھون نے ایک مشکل اور دقیق طرز مین کمال حاصل کرکے ایجاد مضامین کے دریا بہا دیے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک نسبتہً سہل طرز مین اپنی شہرت کا ڈنکا نہ بجا دیتے۔ اگر شاعر کو خدا نے موزون طبیعت دی ہے اور کمالِ فن حاصل ہے تو صرف رُخ اور پہلو بدلنے کی ضرورت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ موجودہ زمانہ کا عام مذاق اور ملک کے عام رجحان طبائع کو دیکھ کر استادی معظمی مرزا اوج صاحب مرحوم اور مکرمی **مرزا محمد طاہر** صاحب بہت کچھ **مرزا صاحب** مرحوم کے رنگ سے الگ ہو گئے اور دونون صاحبوں کے کلام مین انیسیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

مرزا صاحب ... دقیق ... کلام

باوجود اس کے **مرزا صاحب** نے جہاں سادگی و صفائی پر توجہ کی ہے وہان اس طرز مین بھی اُنھون نے اپنے کمال کا بخوبی اظہار کر دیا ہے جسکی بیشمار مثالین ہین نے اپنی **کتاب المیزان** مین درج کی ہین اور

یہ اُن کی قادر الکلامی کی دلیل ہے کہ وہ کسی طرز میں لکھنے سے عاجز و مجبور نہ تھے۔

خصوصیت کلام صاحب

مرزا صاحب کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُن کے ہان دونون طرز کا کلام موجود ہے باریک و دقیق مضامین سے اہل علم اور صاحبانِ فضل و کمال اور دقیق النظر لوگ متمتع ہوتے ہین اور سادہ و صاف کلام سادگی و صفائی پسند سامعین کو محظوظ کرتا ہے۔ رقت خیز اور درد انگیز مضامین جو مرثیہ کی علت غائی ہے اُن کو سُن کر اہل مجلس بیتاب ہو جاتے ہین اور کثرت گریہ و بکا سے مجالس مین قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سوز خوانی مین تمام شہرون اور قصبات مین مرزا صاحب ہی کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ خصوصاً زندانِ شام اور مدینہ کے حالات مین تو انھون نے اس کثرت سے اور ایسے درد و سوز کے پیرایہ مین مرثیے لکھے ہین جن کا شمار نہین۔

دوسری خصوصیت

مرزا صاحب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے خاندان مین صرف اُن کی ذات واحد نے شعر گوئی کے کوچہ مین قدم رکھا اُن کے خاندان یا قریبی آبا و اجداد مین کوئی شاعر نہ تھا کہ گھر مین شعر و سخن کا چرچا نظر آتا اور بزرگون کے کلام اور اُن کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا۔ باایمہ انھون نے صرف اپنی جودتِ طبع کے زور سے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ میر صاحب مرحوم کی طرح جو خاندانی شاعر تھے، آج وہ بھی مرثیہ گوئی کے رُکن رکین مانے جاتے ہین۔

مرزا صاحب نے مضامین کا ذخیرہ مہیا کر دیا

مرزا صاحب کی شاعری سے ملک کو یہ فائدہ پہونچا کہ اُنکے کلام سے مضامین کا ذخیرہ شعرا کو مُہیا ہو گیا جس مین تغیر و تبدل اور اختصار و اضافہ کر کے شعرا بیشمار مرثیے نظم کر سکتے ہین۔

مرزا صاحب کے کلام کی کم توجہی کے اسباب

مرزا صاحب کے کلام سے روز بروز کم توجہی کے اسباب غالباً یہ ہین کہ اُنکے زمانہ کے بعد ذی علم اور اہل فضل لوگون کی جماعت اور اس طرز خاص کے قدردان لوگ رفتہ رفتہ کم ہوتے گئے اور پھر ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ ایسے ادق مضامین کا سمجھنا اُنکی سمجھ اور قابلیت سے باہر ہوتا گیا۔ چونکہ مرزا صاحب کا زیادہ کلام ایسا ہی ہے جو شاعرانہ نکات و غوامض سے بھرا ہوا ہے، وہی زیادہ تر اُن کے کانون مین پڑتا رہا اسلیے وہ باقی سادہ اور صاف کلام سے جو نسبتہ اُن کے ہان کم ہے دست بردار اور بدظن ہو گئے اور غلطی سے یہ اعتقاد دلون مین قائم ہو گیا کہ اُن کے ہان سادہ اور سلیس کلام نہیں ہے حالانکہ یہ خیال واقعیت سے بہت بعید ہے۔

دوسرا سبب

مرزا صاحب کے کلام سے دن بدن کم توجہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تمام مرثیہ گویون سے زیادہ اُن کا کلام نہایت غلط چھپا ہے اور اکثر مرثیون مین دوسرے معمولی شعرا کا کلام مخلوط ہو گیا ہے جس نے تمام مرثیہ کو معیوب و ناقابل اعتراض بنا دیا ہے۔ اُن کے اہل خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ

اس خرابی کو رفع کرتے اور مرثیون کو اصل سے مقابلہ کرکے صحت و تصحیح کے ساتھ طبع کراتے اور یہ بات اُن کے واسطے کچھ دشوار نہ تھی، کیونکہ اصل مرثیے اُن کے قابو مین تھے اور وہ خود یا اُن کے معتقدون اور شاگردوں کا گروہ کثیر اُس کلام کو نہایت صحت اور آب و تاب کے ساتھ طبع کرا دینے کی استطاعت رکھتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنھون نے کبھی اپنے اس فرض کو محسوس نہین کیا اور تمام توجہ اپنی تصانیف۔ اپنی ترقی و شہرت۔ اور اپنے لیے داد و تحسین حاصل کرنے پر محدود رکھی اور اپنے بزرگ خاندان کو جس کی مبارک ذات نے خاندانی وقعت کی بنیاد قائم کی تھی بالکل فراموش کر گئے۔ میر انیس صاحب مرحوم کا کلام بھی تھوڑا بہت اس خرابی سے خالی نہیں ہے لیکن چند ہمدردان و شائقین کلامِ ممدوح نے اس کی تصحیح پر توجہ کرکے اسکا صحیح اڈیشن طبع کرایا ہے۔ یہ حضرات ثناک کے بیحد شکریہ کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ فعل نہایت داد و تحسین کے قابل ہے۔ ضرورت تھی کہ میر انیس کی طرح اُن کے ہم عصر مرزا صاحب مرحوم کا کلام بھی صحت کے ساتھ اصل مرثیون سے مقابلہ کرنے کے بعد طبع کرایا جائے اور جو کلام دوسرے لوگون کا اُس مین مخلوط ہو گیا ہے اُس کو نکال کر اصل مرثیے شائقین کلام کے سامنے پیش کیے جائین تاکہ اہلِ مذاق کو مرزا صاحب کے نفیس و نادر کلام سے محظوظ ہونے کا موقع ملے اور اُن کے کمالات کا اعتقاد دلون مین قائم ہو۔

آفرین ہے جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی زادہ اللہ الی اوج الکمال شاگرد مرزا اوج صاحب مرحوم کے پاکیزہ خیال اور کد و کاوش پر کہ اُنھون نے اس طرف توجہ فرمائی اور جو فرض خاندان مرزا صاحب مرحوم کا خصوصاً اور مرحوم و مغفور کے تمام شاگردون اور معتقدون کا عموماً تھا اُس کو ادا کر رہے ہین۔ خدا اُن کو جزائے خیر دے۔

مرحبا کارے عجب کردی خبیر	درمیانِ خلق باشی سرفراز	فقط

احقر سید نظیر الحسن فوق رضوی مہابنی عفا اللہ عنہ
سردار منزل۔ مہابن ضلع متھرا

مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۰ء

قطعات تاریخ ترتیب و طباعت سبع مثانی از شعرائے نامی بحساب ابجد

قطعہ تاریخ طبع مثانی از نتیجہ فکر والد محترم جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز

ارشد تلامذہ جناب مشتاق مرحوم و حضرت اوج مغفور

اللہ اللہ ترا فیض دبیر کامل   تیرے اخلاف کی ہر فرد ہوئی اہل کمال
تیرے شاگرد بھی اُستاد زمانہ ٹھہرے   کوئی ہمپایہ عرفی کوئی ہم شان جلال
دستیاب اُن کو ہوئے چودہ مراثی ایسے   ہین جو دنیائے بلاغت مین عدیم التمثال
آب گوہر سے لکھا جائے یہ مجموعۂ نظم   معدن فضل کا الماس ہے چودہ مثقال
بوترابی نے لکھی یون صفت آل عبا   نام کو دامن دل مین نہ رہی گرد ملال
کیا عجب ساقی کوثر سے یہ کہتے ہون دبیر   جام جم سے کہین بہتر ہین مرے جام سفال
مستقل ہے ہی دنیا مین کمال انسان   از سر نو ہو جسے عود بہنگام زوال
کیا کہون اسکے سوا یعنی مدد صاحب عصر   کہ رہا ایک ہی سا ماضی و مستقبل و حال
کیون دم نظم نہ مین عرش کے تارے توڑون   اوج و مشتاق سے حاصل ہو جو معراج کمال
نا دست مبدء فیاض کی فیاضی پر   مجکو سب کچھ وہ عطا کرتا ہے بے قصد سوال
خود ستائی کی یہ اچھی نہین عادت اعجاز   وہ لکھو مصرع تاریخ جو ہو سحر حلال

کیون نہ ہو اہل سخن کے لیے دستور عمل
ہے پئے چاردہ معصوم یہ قانون خیال

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید ممتاز حسین نصیر عرف سید صاحب دبیر اکبر خبیر

شکر صد شکر مرتب ہوئی اک ایسی کتاب   جس کا ہر مرثیہ دنیا مین ہے بے مثل و نظیر
نام بھی سبع مثانی رکھا اے صل علےٰ   شان مین چاردہ معصوم کی جو ہے تحریر

سن ترتیب یہ مکتب مین لکھا مین نے نصیر

چودہ نایاب ہین مکتوب دبستان دبیر
۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی مصنفہ برادر عزیز سید واجد حسین مظہر سلمہ

حلاوت بخش ہے سبع مثانی است تعالی اللہ — ہو اقند مکرر زدا لقمہ شیرین زبانوں کا
سن ترتیب لکھوائے مظہر اس وقت تم ایسا — فزون ہو حسن ظن دنیا میں جس سے بدگمانوں کا
خدا کی شان ہے اس دو ر میں اہل نظر گہیں
زمین شاعری پہ دور جودہ آسمانوں کا (الف ممدودہ کے دو عدد لیے گئے ہیں) (۲)

۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ ترتیب سبع مثانی از سید اعزاز حسین نصیر عرف محمد محسن سلمہ (پسر اصغر خبیر)

بلند آوازہ نقارہ شہرت ہے دنیا میں — تعالی اللہ لے شان دبیرؒ واصف حیدرؑ
خدا بخشے خدا بخشے دبیرؒ واوجؒ کامل کو — کیا ہے مرکے بھی احیائے ذکر آل پیغمبر
نصیر اب میں سن پاکیزہ ترتیب لکھتا ہون
منزہ ہے یہ مدح چاردہ معصوم کا دفتر

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر بلند جناب سید اکبر مہدی صاحب قبلہ متخلص بہ تسلیم رئیس جرول شاگرد رشید حضرت اوجؔ مرحوم

سرفراز است خدمتش بخدا — اے زہے سعی وانتظام خبیر
نظم استاد را حیات دہی — زندہ باش اے جوان خوش تدبیر
بد نہان جوہر جمال سخن — چون درابر سیاہ ماہ منیر
شدہ مطبوع عام ۔ طبع کلام — چون بہ زیور عروس حسن پذیر
فکر تاریخ کرد طبع سلیم
گفت خامہ "سجیج نظم دبیر"

۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی از نتیجہ فکر عالی جناب سید فراست حسین صاحب قبلہ متخلص بہ فراست رئیس زید پور

شاد اقلیم سخن بود بلیغ دوران — حبذا اوج خداداد زہے شان دبیرؒ

مامور شد بہ ثنا خوانی اولاد رسول | لب انصاف جہان ست ثنا خوان دبیر

قدرت خالق یکتا چو دہد گویائی | فن بگوید کہ منم بندۂ احسان دبیر

شد ز نافہمی دنیا بہ کلامش تحریف | رفت در دست ستم گنج فراوان دبیر

سوے این چند مراثی نظر قدر کنید | گرچہ مقدار قلیل است ز سامان دبیر

سال طبع ست فراست چمن آرائے رقم

جادہ بروح فزا گل ز گلستانِ دبیر

١٣٤٩ھ

قطعہ تاریخ طبع سبع مثانی مصنفہ حقیر سید سرفراز حسین خبیر رضوی

کیا وفادار و وفا کیش ہیں تلمیذ دبیر | ایسے شیدائے وفا ہیں کہ وفا جن پہ نثار

ہے سدا کوشش احیائے صفات اموات | حاصل زیست سمجھتے ہیں یہی خوش اطوار

ان کی کوشش سے وہ ہاتھ آئی خداسے وابستہ | رنگ سے جسکے نہ واقف تھا کبھی دست نگار

شکر صد شکر ملے چودہ مراثی ایسے | جنکے ہر لفظ سے ہے نظم کے گلشن کی بہار

نام بھی سبع مثانی ہے بلاغت آگیں | سات سے سات ملیں جب تو ہو چودہ کا شمار

قابل حمد ہے یہ اسم گرامی ایسا | ترک اگر ہو تو مصلّی کی عبادت بیکار

ابتدا فاتحہ سے کیوں نہ کریں اہل خرد | ہے عبادت بخدا مجالس شاہ ابرار

علمی دستگیر و تعلیم بھی اس کی مرحوم | اے دبیر سخن آرا تری عادت کے نثار

دین و دنیا کے محاسن تری اک ذات میں تھے | اس کے اثبات میں موجود دلائل ہیں ہزار

اب سن طبع کی کچھ فکر مناسب ہے خبیر | ان محاسن سے نہیں ایک کو تاب انکار

تجکو دنیا میں ملی گلشن جنت کی سند

چودہ پھولوں کا یہ گلدستہ کیا ہے تیار

١٣٤٩ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رضوی آنریری مجسٹریٹ و رئیس مہابن ضلع متھرا ارشد تلامذہ حضرت اوج مرحوم

ذاکر و مداح سبط مصطفےٰ مرزا دبیر — جامع علم و فضائل شاعر شیریں زباں

شکر ہے مجموعہ انکے مرثیوں کا چھپ گیا — جس کے اک اک شعر سے ہے باغ میں نکتہ داں

اے زہے الفاظ دلکش اے خوشا نظم بلیغ — حبذا لطف کلام و مرحبا حسن بیاں

داد کے قابل ہے یہ فیض خبیر ذی شرف — دے جزائے خیر ان کو خالق کون و مکاں

سلک در نظم پاکیزہ۔ ہے سال طبع فوق — یا صلہ ہر بیت پاکیزہ کا ہے بیت جناں

۱۳۴۹ھ — ۱۳۴۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب چودھری سید مسعود الحسن صاحب قیس رضوی خلف علیجناب

چودھری سید نظیر الحسن صاحب فوق رئیس مہابن ضلع متھرا

شاعر خوش بیاں جناب دبیر — کرد احوال شاہ بطحا نظم

قیس از بہر سال طبع او — گفت پاکیزہ۔ طرفہ۔ زیبا نظم

۱۳۴۹ھ

دیگر از جناب ممدوح

چھپی ہے اندنوں نظم دبیر شاعر خوشگو — فصاحت اور بلاغت میں کوئی جنکا نہ تھا ثانی

دعائے قیس ہے اپنی یہ مرغوب جہاں ہووے — ہے سال طبع اسکا۔ نسخۂ زیبا و لاثانی

۱۳۴۹ھ — ۱۳۴۹ھ

یہ قطعات بہت دیر میں موصول ہوئے اسلئے ترتیب سے درج نہ ہو سکے۔ خبیر ۱۲

صرف چند صریح غلطیوں کی تصحیح کیواسطے غلطنامہ درج کیا جاتا ہے

اسکا تعلق محض حصہ نظم سے ہے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱	۴	۵	قبضہ میں وہ ملک آئے مخکوم خزاں ہو	قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکوم خزاں ہو
۷	۲۵	۱	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا	مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا
۱۰	۳۸	۳	پیاسے . . . . قطر	پیاسے . . . . قطرا
۱۴	۴۲	۶	ہاں . . . . . کوئی جانہ پائے	ہاں . . . . . کہیں جانے نہ پائے اس مصرع کا نسخہ بھی چھپنے سے رہ گیا وہ یہ ہے مسلم سے خبردار کہیں جانے نہ پائے
۵۶	۸۰	۱	انکھوں . . . . گھڑی	آنکھوں . . . . گھڑی
۶۰	۱۳۳	۳	یہ پانچ پہریں نور دلاے ادیں جلوہ گر	یہ پانچ پہریں نور دلاتے ہیں جلوہ گر
۶۹	۱۵۶	۳	ناوک نے . . . . . . زاں	ناوک نے . . . . . . زباں
"	۱۵۸	۳	باد . . . . بھی	آباد . . . . تھی
۸۶	۷	۵	تیار مرے دوست . . . . . گرد	تیار مرے دوست . . . . . کرو
۹۰	۲۳	۳	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر ہے تو نشاں	بانو یہ کہتی ہے مری خاطر تو ہے نشاں
۹۱	۲۶	۲	بھائی کسی خبر کی ہیں کو خبر نہو	بھائی کسی خبر کی بہن کو خبر نہو
۹۳	۳۲	۶	اور آنکھ اٹھائیے . . . . . کیا	اور آنکھ کے اشارے . . . . کیا
۹۷	۵۱	۴	کوفہ . . . . . . ملک و شام بھی	کوفہ . . . . . . ملک شام بھی
۹۹	۵۸	۴	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی کو بیچیے	سولہ پہر کی پیاس ہے پانی تو بھیجیے
۱۰۸	۹۳	۱	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر سگاں	شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بد سگاں
۱۱۳	۱۱۳	۲	ہے دوران گلوے بیاں سے گلے کی بو	ہے دوران گلوں کے بیاں سے گلے کی بو
"	۱۱۴	۵	عباس کی طرح پہ کرم انپہ کیجیے	عباس کی طرح سے کرم ان پہ کیجیے
"	۱۱۶	۱	زینب کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں	زینت کا حر کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱۱۳	۱۱۶	۶	حراول	ہراول
۱۲۳	۱۵۳	۵	شرمندہ شان سے ترا خسروانہ ہے	شرمندہ شان سے ترک خسروانہ ہے
۱۳۰	۱۸۲	۳ حاشیہ	سپر اور سہ پہرا تجنیس ہے	سپر اور سہ پر تجنیس ہے
۱۳۵	۲۰۳	۳	شیر خدا ...... جھوٹ کھا گئے	شیر خدا ...... چوٹ کھا گئے
۱۴۳	۱	ابتدائے مرثیہ	....	مرثیہ چہارم
۱۴۴	۶	۳	سر سننے سے ...... اہلبیت	سر کھلنے سے ...... اہلبیت
۱۶۴	۹۴	۴	وہ گوری گوری باہوں کی ساری گئیں نمود	وہ گوری گوری باہوں کی ساری گئیں گمود
۱۹۱	۸۴	″	سقائے سکینہ کے ثناخواں کو دیکھو	سقائے ...... ثناخواں کو دیکھو
۱۹۶	۱۰۴	۱	خوش ہو کے عمر ...... انعام	خوش ہو کے عمر ...... انعام
۲۰۱	۱۲۴	۶	سر مُردوں ...... زمیں	سر مردوں ...... زمیں سے
۲۶۹	۹۰	۱	لاکھوں میں ...... وہ بندہ ہے	لاکھوں میں ...... یہ بندہ ہے
۳۱۰	۸۸	۶	اللہ سے ...... آل رسول سے	اللہ ایسے ...... آل رسول سے
۳۱۸	۱۱۷	۳	بالکل بجھا تھا زہر میں وہ ناوک جفا	بالکل بجھا تھا زہر میں وہ ناوک قضا
۳۶۵	۳۵	۲	عاشق سہی مگر نہ ادب قاعدے بہلاؤ	عاشق ...... قاعدہ بہلاؤ
۳۶۷	۴۲	۴	اماں نے دودھ بخش کے قاسم سے یہ کہا	اماں نے دودھ بخش کے خادم سے یہ کہا
۳۶۷	۴۳	۵	لشکر ...... دونو کو آج دو	لشکر ...... دونوں کو آج دو
۳۷۳	۶۸	۳	ڈوبے ...... ذر کی چاہ	دوبے ...... زر کی چاہ
۳۸۳	۱۰۳	۴	سایہ ...... سوانہیں	سایہ ...... سوا نہیں
۳۸۳	۱۰۶	۶	جر جبیں ...... بر جبیں ع	جر جبیں ...... بر جبیں ہو گئے
۴۰۱	۴۱	۱	خیر الانام خیر النسا فاتح حنین	خیر الانام خیر نسا فاتح حنین
۴۰۴	۵۵	۴	مشکلوں ...... انگلیاں	مشکلوں کے ہوں پنجہ میں جیسے چھ انگلیاں
۴۲۰	۳۱	۵	اسکی خدمت کے صدا ذکر رہا کرتے تھے	اسکی خدمت کے سدا ذکر رہا کرتے تھے

صحیح	غلط	مصرع	بند	صفحہ
ہیں تیر سے آنے کے قربان ابا عبداللہ	ہیں نیزے سے آنے کے قربان ابا عبداللہ	۱	۵۱	۴۲۵
یہ ذکر تھا جو شافع کونین وہاں آئے	یہ دکر تھا جو شافع کونیں وہاں آئے	۳	۱۸	۴۳۳
حاضر جو ہوئی پیش نبی ہند خوش ایماں	حاضر جو ہوئی پیش نظر ہند خوش ایماں	۱	۲۸	۴۳۵
سنتے ہیں کہ دنیا سے سدھارا کوئی مظلوم	سنتی ہوں کہ دنیا سے سدھارا کوئی مظلام	۳	۸۷	۴۵۰
کیوں لے شرفا زادیو تم سب تو ہو بے حال	کیوں لے شرفا زادیو تم سب تو ہو بے حال	۲	۱۰۴	۴۵۴
سب پیادوں کے سر نیزوں کی نوکوں پہ علم ہیں	سب پیادوں کے سر نیزہ کی نوکوں تہ علم ہیں	۶	۱۱۵	۴۵۸
شیعو ان یہاں حلال ہے عشرت حرام ہے	شیعو ان یہاں حلال ہے حرام ہے	۲	۲	۴۵۹
گرد بیان عرش کا یاں اہتمام ہے	گردو بیاں عرش کا یاں اہتمام ہے	۳	۲	〃
دیدے کا کلوں کو گرہ نصب بین کیا	دیدے = کا کلوں کو گرہ نصیب ان کیا	۳	۳۳	۴۶۷
اک شب .... پڑھ گئی	اک شب نماز لعن کے پیچھے جو پڑ گئی	۵	۴۲	۴۶۹
ہاں جب تلک کہ دم ہے تم دم نہ لیجیو	ہاں جب تلک کہ دم ہے تم نہ = لیجیو	۶	۱۰۴	۴۸۴
کہتی تھیں سب دہائی ہے خیر الانام کی	کہتی تھیں سب دہائی ہے خیر الانام	۵	۱۱۵	۴۸۷

کوفہ میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو
شرمانے لگا رنگ زمیں چرخِ کہن کو
رگ گل سے ملی نبضِ رواں گل بدن کو
لالے نے کیا کھل کے سبک لعلِ یمن کو
ہر سرو بنا شکلِ زباں شوقِ سخن میں
قُوّاے دُرافشاں ہوئے تعریفِ چمن میں

۲

وہ موسمِ گل رنگ کہ کوفے کے چمن میں
شبنم تھی کہ تھے موتیوں کے ڈھیر عدن میں
دندان نظر آنے لگے غنچے کے دہن میں
بلبل کی طرح جان پڑی گل کے بدن میں
پر بلبلِ بستانِ نجف مرثیہ خواں تھا
زہرا کا چمن فصلِ بہاری میں خزاں تھا

۳

سلطانِ بہاری نے تجمّل جو دکھایا
ابر آ کے گرج نقارہ سلامی کا بجایا
ہر برگ سے گل دستِ ادب باندھ کے آیا
رومال شگوفہ نے غلامانہ ہلایا
بیتاب نے بوسہ جو دیا گل کی جبیں پر
تسبیح گری زاہدِ شبنم کی زمیں پر

۴

گلشن میں ہوا تخت نشیں شاہِ بہاری
پوشاک مرصّع تنِ نرگس پہ سنواری
فرمان کیا نہر کے جاسوس پہ جاری
لا بڑھ کے خبر چاہ نہیں کسکو ہماری
قبضہ میں وہ ملک آئے جو محکومِ خزاں ہو
سکہ اسی شاہی کا زمانے میں رواں ہو

۵۵

پھر لیے قلم فروِ نگہداشت اوٹھا لی
لالہ کے شگوفہ کی دوات اُس نے نکالی
نام گل و سبزہ سے رہی فرد نہ خالی
بیمار تھی نرگس پہ لکھی اُس کی بحالی
احکام کے پابند ملازم جزو کل تھے
تھے سرو پیادہ وہیں تو اسوار وہیں گل تھے

۵۶

شجر و درختوں کا وہ شاخوں کی سنانیں
پیچ و خم وہ کروم بھری تھیں تیغوں کی زبانیں
سرو نے حریفوں کی نکلنے لگیں جانیں
موجیں تھیں کہیں تیر کہیں کھنچی کمانیں
سنبل نے بنایا تو زرہ باغ کی پائی
لالے کے رسالے نے سپر داغ کی پائی

۵۷

ناگاہ ہوا بدلی اُٹھا جنگ کو باراں
کڑکیت بنا رعد صدا دی سرِ میداں
بجلی تھی سناں ابر پہ قطرے تھے پیکاں
غصّے سے ہوا سرخ رخِ فوجِ گلستاں
برسائے تیر اُس نے جوانانِ چمن پر
یاں طنطنہ یہ تھا کہ لیے سب سرِ تن پر

۵۸

نیزے صفِ سبزہ نے جو تانے سوئے گردوں
باراں کا جگر آب ہوا جیسے کہ جیحوں
لالے کے چپر تو کا پڑا ابر پہ شبخوں
ہر چار طرف گنبدِ خضرا ہوا گلگوں
باران و چمن میں رہی سامان یہ وغا کے
خورشید پڑا فیصلہ کو بیچ میں آ کے

۹

وہ جشن وہ سبزے کا بنا فرش لب نہر
تھا صحن گلستاں کہ حسینوں کا بسا شہر
وہ حسن زمیں جسپہ شجر کھاتے ہوئے زہر
وہ جوش نمو تھا وہ بہار چمن دہر
پیدا نہ زمیں تھی نہ کہیں چرخ عیاں تھا
سبزے میں وہ پنہاں تھی شفق میں یہ نہاں تھا

۱۰

وہ شان بدرش ابر کا ہر باغ میں آنا
وہ پھر چمن کا کہیں آنا کہیں جانا
قمری کا اُدھر سرو کے منبر پہ ترانا
بلبل کا اِدھر مصحف گل پڑھ کے سُنانا
کس رنگ کا مضمون ضیا بار لکھا ہے
قدرت کے قلم نے خط گلزار لکھا ہے

۱۱

ہے طبع کو فوارونکی مدحت میں روانی
فوارۂ صفت جوش میں ہے موج معانی
کرتے ہیں یہ بالائے فلک قطرہ فشانی
ہاں گلشن انجم کو دیا کرتے ہیں پانی
پستی سے بلندی کیطرف رخ ہی یہ کیا ہے
پانی بھی گلستاں کے تماشے کو اُٹھا ہے

۱۲

مصرع ہیں جو موزوں ہیں کرتی خوبی گلزار
ہار اُسکو بہار اپنے گلے کا کرے ہر بار
یہ ابر بہاری ہے زہے رحمت غفار
دھویا گیا ہر نامۂ اعمال گنہگار
لیکن نہ دیا ہی دل کفار کی چھوٹی
الفت نہ یزید ستم اطوار کی چھوٹی

۱۳

ہے موسمِ گُل حسن پہ گلزارِ جہاں ہے
سروِ چمنِ فاطمہؑ تربت سے رواں ہے
کوفہ میں بہار اور مدینہ میں خزاں ہے
واں نغمۂ بلبل یہاں زہراؑ کی فغاں ہے
پھل برچھیوں کے ہیں شہِ دلگیر کی خاطر
اس فصل کا میوہ نہیں شبیرؑ کی خاطر

۱۴

کوفہ میں بہار آئی شفا پاتے ہیں بیمار
یاں فاطمہ صغراؑ کا مگر بڑھ گیا آزار
کھایا گیا نسخہ میں فراقِ شہِ ابرار
واں جشن کا ساماں ہے یہاں سوگ کے آثار
کوفہ میں چراغاں ہے خوشی ہوتی ہے یارو
بے شمع یہاں قبرِ نبیؐ ہوتی ہے یارو

۱۵

واں سے نہیں بچھڑے ہوئے باپ آ کے پسر سے
یاں فاطمہ صغراؑ کو جدائی ہے پدر سے
کوفے میں مسافر پھرے آتے ہیں سفر سے
یاں بیٹھے بٹھائے شہِ دیں جاتے ہیں گھر سے
واں عقدۂ دل یاں سرِ اطفال کھلے ہیں
ٹکڑے ہے جگر فاطمہؑ کے بال کھلے ہیں

۱۶

دیکھے کوئی انصاف کی نظروں سے خدارا
بچہ کوئی چھوٹے سے بھی مرنے کو سدھارا
صغرا سے جدا ہوتا ہے بانو کا دلارا
منہ دیکھ کے روتا ہے کہ رخصت کا اشارا
ہیں پھول بھی کم عمر کہ چھوٹے پہ پلے ہیں
اصغرؑ ابھی آئے ابھی دنیا سے چلے ہیں

۱۷

لکھے ہیں یہ خط کوفیوں نے اے شہ ابرار
سرسبز ہیں گلزار ثمر لائے ہیں اشجار
بے آب پڑا ہے گر ایمان کا گلزار
جلد آؤ شتاب آؤ کہ مشتاق ہیں دیندار
مضطر کلمہ گو ہیں عنایت نہ کرو گے؟
کیا امت عاصی کی ہدایت نہ کرو گے؟

۱۸

گذری ہے نگاہ شہ والا سے یہ تحریر
قاصد ملک الموت ہے خط ہے خط تقدیر
صغرا سے جدا ہو چکے اب جاتے ہیں شبیر
دی ہے بقیعہ سے ندا فاطمہ دلگیر
دلبندوں کے رونے کو بعد آہ چلونگی
اے لال مرے میں ترے ہمراہ چلونگی

۱۹

غش آگیا ہے قبر میں نانا کو تمھارے
بالین لحد آکے پکارا وہ نہیں پیارے
رخصت کا پڑھو فاتحہ مدفن پہ ہمارے
پھر تم نہیں آنیکے جو اب یہاں سے سدھارے
روئے گی نہ زہرا کہ رضا حق کی یہی ہے
اس ماں نے بھی تو ترے قتل پہ دی ہے

۲۰

مرقد پہ نبی کے جو گئے سید والا
کیا سنتے ہیں اس قبر میں یہ کہتی ہیں زہرا
لو ہوش میں آؤ کہ حسین آیا ہے بابا
ہے شیر الٰہی کی بھی فریاد یہ پیدا
مولا مرے کیا سوتے ہو منہ ڈھانپ کفن سے
شبیر مرا آج نکلتا ہے وطن سے

۵۲۱

رو رو کے یہ کہنے لگا زہرا کا مسافر
نانا ترے روضہ کا مجاور بھی ہے حاضر
سر دینے کو جاتا ہوں گنہگاروں کی خاطر
تربت سے ندا آئی خدا حافظ و ناصر
روکوں تو شفاعت کی سند پا نہیں سکتا
واں جاتے ہو پیارے کہ جہاں آ نہیں سکتا

۵۲۲

شبیر نے عمامہ کو پھر قبر پہ رکھا
ہاتھوں کو اٹھا کر یہ کہا یا رب الٰہ
اس خاک میں جو نور ہے اس نور کا صدقہ
دل اپنا رہے گرد کدورت سے مبرا
امت کی بدی مجھ کو نہ کوئی نظر آئے
آنکھوں سے سوا تیرے نہ کوئی نظر آئے

۵۲۳

درکار نہیں مجھ کو یہاں کا سر و ساماں
بس اب ترے دربار میں آؤں یہ ہے ارماں
دنیا سے کفن کا بھی نہ لوں سر پہ میں احساں
عریاں ہی اٹھوں آیا تھا دنیا میں بھی عریاں
رحمت تری لاشے پہ مرے سایہ فگن ہو
عریاں بدنی میں ہی بندہ کا کفن ہو

۵۲۴

تن خاک میں مل جائے تو معراج سناں پائے
معراج نبی کے کلمہ گویوں کو دکھائے
تربت سے مری دل میں کسی کے نہ غبار آئے
تسبیح بنے اور تری تسبیح پڑھی جائے
تاثیر ترے عشق کی یہ بعدِ فنا ہو
شبیر جو ہو خاک بھی تو خاکِ شفا ہو

۲۵

مقتول ہوا اٹھارہ برس کا مرا بیٹا
پر میں نہ کروں قتل جواں لال کسی کا
رخسار سکینہ کا دکھے اے مری مولا
بن باپ کی بچی کو نہ ماروں میں طمانچا
گو شمر کا درہ مرے دلدار پہ اٹھے
پر ہاتھ نہ میرا کسی ناچار پہ اٹھے

۲۶

پر میں نہیں کہتا نہ ہوا اصغر ہدف تیر
پر قتل نہ ہو ہاتھ سے میرے کوئی بے شیر
پہنے مرا سجاد حزیں طوق گلو گیر
لیکن نہ ستائے کسی بیمار کو شبیر
مرے سر پہ مرے ہونٹھ لگیں چوب جفا سے
لیکن نہ زباں بند ہو امت کی دعا سے

۲۷

کونین کو رلوا دیا مولا کی دعا نے
آمین کہی قبر میں محبوب خدا نے
مقبول دعاؤں کو کیا رب ہدا نے
پھر رونے لگے تربت زہرا کے سرہانے
تعویذ گلو سے نبوی ہاتھ بڑھا کے
رو رو کے گرا قبر کے تعویذ پہ جا کے

۲۸

جب سینہ اٹھاتے تھے لحد سے شہ والا
مرقد سے ندا آتی تھی پھر مجھ سے لپٹ جا
رو رو کے بقیعہ میں تڑپتی رہی زہرا
کعبہ کو مدینہ سے چلا قبلہ دیں کا
پیغام قضا پہونچے شہ دیں جدھر آئے
سب منزلوں میں قاصد کو قضا نظر آئے

۲۹

سوم تھی رجب کی جو مدینہ ہوا ویراں
داخل ہوئے کعبہ میں تو تھی چارم شعباں
پنجاہ خطوط آئے ہم کوفیوں کے وہاں
فرمانے لگے ایلچیوں سے شہِ ذیشاں
اللہ بہت فرقۂ دیندار ہے مشتاق
ہاتف نے کہا شمر کی تلوار ہے مشتاق

۳۰

ہر قاصد کوفہ نے یہ کی عرض کہ یا شاہ
ہم آنکھیں ہیں بچھائے ہوئے دیندار سرِ راہ
حضرت نے کہا مکر و دغا تو نہیں کچھ آہ
کانوں پہ رکھے ہاتھ وہ بولے کہ نعوذ اللہ
حضرت نے کہا خیر دغا ہے کہ وفا ہے
کوفہ ہی میں بن باپ کا پشتیبر ہوا ہے

۳۱

پھر زیب وہ رکن و مقام آ کے ہوئے شاہ
کچھ مشورہ خالق سے کیا کھینچ کے اک آہ
لکھا وہی نامہ میں جو تھی خواہش اللہ
مسلم کو نیابت کا دیا مرتبہ و جاہ
رتبہ میں رسولوں کے برابر ہوئے مسلم
پیغامبر سبطِ پیمبر ہوئے مسلم

۳۲

خط دے کے یہ مسلم سے کہا شہ نے کہ جاؤ
یثرب تو چھٹا مکہ سے بھی ہاتھ اٹھاؤ
امت کہیں گمراہ نہ ہو کام بناؤ
تحقیق کرو حال بد و نیک بتاؤ
بے رحم ہی لازم جو ہو بیداد و ستم بھی
تم سوئے بہشت آگے چلو آتے ہیں ہم بھی

۳۳

کعبے سے چلا ایلچی نائبِ حیدر
ہمراہ ہوئے اُن کے دو فرزند خوش اختر
سعدین سے ثابت تھا قرانِ مہ انور
مسلم نے بہ اُجرت لیے ساتھ اپنے دو رہبر
یہ حق تھا فراموش نہ تھے شاہ فراموش
پر گردشِ تقدیر نے کی راہ فراموش

۳۴

وارد ہوئے اُس بادیہ میں ششدر و حیراں
جو گرم تھا صحرائے قیامت سے دو چنداں
تھا نام مضیق اُس کا بیابانِ عربستاں
اسپند جو ذرے تھے تو مجمر تھا بیاباں
حیراں عقبِ راہنما جاتے تھے مسلم
لیکن رہِ مقصد نہ کہیں پاتے تھے مسلم

۳۵

پانی بہت اُن رہبروں نے دشت میں ڈھونڈھا
جز موجِ سراب اور ہوئی موج نہ پیدا
تھی ریگِ رواں بہتا تھا یا آگ کا دریا
بُت جلتے تھے قدم تپ رہا تھا جادۂ صحرا
جز آبلہ اک قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا
تھا آب بھی تو آبلہ میں پردہ نشیں تھا

۳۶

کھا کے ثمر راہِ عدم آ گئے رہبر
بے آب قضا کر گئے جنگل میں تڑپ کر
بچوں کو لیے آگے بڑھے مسلم مضطر
اک چشمہ ملا راہ میں پر لب نہ کیے تر
بچوں سے کہا پیاس ہی میں لطف بڑے ہیں
دو مرد مسلمانوں کے بے غسل پڑے ہیں

٥٣٧

کیا رحم ہے اُن مُردوں کو خود جا کے اُٹھایا
یاں لا کے دیا غسل کفن رو کے پہنایا
قبلہ رُخ انہیں خاک کے بستر پہ لٹایا
جنگل میں نشانِ گورِ غریباں کا بنایا
بخشا تھا یہ رحم اُن کو جنابِ احدی نے
جب اپنی اجل آئی خبر لی نہ کسی نے

٥٣٨

پھر کھینچ کے دم شاہ کو عرضی میں یہ لکھا
اے شمعِ حرم دُرِّ نجف قبلۂ بطحا
پیاسے موئے ہم پر نہ ملا پانی کا قطرہ
آغاز یہ ہے دیکھئے انجام سفر کا
بندے کو معاف آپ کریں یا نہ بلالیں
حضرت بھی قدم کعبہ سے باہر نہ نکالیں

٥٣٩

دیکھا یہ عریضہ تو نہ سنبھلا دلِ پُر غم
رو کر کہا اب کونسی تدبیر کریں ہم
عباس نے کی عرض نثارِ شہِ عالم
موجود یہ خادم ہے روانہ ہو اسی دم
لکھ دیجئے پہونچانے پیام آتا ہے میرا
نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

٥٤٠

شہ بولے ابھی سے نہ کمر توڑو یہ کہکر
دسویں کو محرم کی جدائی ہے مقدر
مسلم کو لکھا ناصرِ دیں جانِ برادر
یاں آنے سے تبدیل نہیں ہوگا مقدر
جاں ایک ہے موت ایک خدا ایک ہے بھائی
اُمت کیلئے تو یہ سفر نیک ہے بھائی

۲۱

فرمان وہ کونین کا پہونچا جو یہ فرمان
مسلم طرف کوفہ چلے خرّم و شادان
وارد جو ہوا کوفہ میں وہ صاحب ایمان
مہمانیٔ مسلم کا ہوا شہر میں سامان
افسوس غریبی پہ حسینؑ ابن علیؑ کی
اک دن بھی ضیافت نہ ہوئی سبط نبیؑ کی

۲۲

کوفہ میں وکیل شہ جن و بشر آیا
اک شور اُٹھا مسلم عالی گہر آیا
کعبہ کی طرف سے خضر نامور آیا
بخشش کی ملی راہ کہ یہ راہبر آیا
اب چشمۂ حیواں پہ پہونچ جائینگے پیاسے
گھر بیٹھے ملا خضر ہمیں فضل خدا سے

۲۳

ہم جلسہ میں مشتاق یہ سب کہتے تھے رو رو
کب آئینگے یہاں قبلہ و کعبہ کی خبر دو
اللہ کرے عید محرّم کی یہیں ہو
فرماتے تھے مسلم تم اُنہیں آیا ہی سمجھو
تم سب میں محبت جو سوا پاتے ہیں مولا
بچوں کو بھی ہمراہ لئے آتے ہیں مولا

۲۴

اب لکھتے ہیں یوں واقعۂ مسلم ذیجاہ
پچیس ہزار آئے تھے بیعت میں کہ ناگاہ
نازل ہوا واں مثل بلا ابن زیاد آہ
منبر پہ پڑھا بزم میں یہ خطبۂ جانکاہ
یاں سب ہوں مشرف مری بیعت کے شرف سے
حاکم ہوں میں یاں شام کے حاکم کیطرف سے

۱۲۲۵

بسکہ جولاں کرے ہے وہ سبک ترکتاز
زندہ اٹھتی ہیں دو تگاپو میں مسکن دیدہ و دلدار
دستِ مجنوں کا اگر بیت شرم کا نفس ہزار
بن ہاتھ سے اپنے [illegible] کے کھینچے کا سر دار
بسکہ ہو وہ اڑے ہیں دو دل ہا کم کی [illegible]
در سینگی [illegible] وہ ہے

۱۲۲۶

بسکہ ہے بھی اے تن لیلیٰ المضمون کی زبانی
جز جنازہ باقی ہے نہ پیادہ آہ پیچ بخت سامانی
باقی گو ہے ایمان کا ہالا آہ گنج سامانی
در بار ہیں جس کے سر کے طلب بنائی باقی
باد جنوں سے نہ تن سر بن دین ہلاک آغوشی
در سینگی کی سوختن میں میرے [illegible] ہے

۱۲۲۷

جیب چاک اٹھا اور دہ وہ درد ہے کو تنہا آہ مد
پارہ جگر ہے ہزار عیب ستم تیشۂ نیز ہے
بنا ہے پھینک نہاں بنا کے مری تہ نقصان قعر
الفت میں تھا رہ کی تنہا وہ تہ بیخودی کی تہ
آہ مچھی نہ ادھ اکھوں کی باقی تن انجم ہے
ہم بھی تن باپ سے تپش کا ہے بظلمت ورم ہے

۱۲۲۸

دل گرفتہ تھا مسلم گو ابھی بھیج سے بیاں ہو گا
گر حضرت کی بہیں ہیں اسلوب گرون گا
گرد تمنا کھا سر دولتیکا مسلم گو جدون گا
اس المید رمی نہ دو آہ ہوا ہوا میں ہوں نو گا
بہتر ستم ساقی آتی ہیں گہانا لازم
اوہاں بیٹھے کو نہ [illegible] لازم

۴۹

لرزے قطع زباں ہاتھ اٹھاتا ہوں میں جاں سے
واللہ نہ مسلم کا نشاں دونگا زباں سے
گو پتلیاں آنکھوں کی تو کھینچے گا سناں سے
پر آنکھ نہ پھیرونگا میں فخر دو جہاں سے
مسلم کا نشاں کافر ظالم کو بتاؤں
ہو جاؤں جو میں خاک نہ مسلم کو بتاؤں

۵۰

یاں رشتۂ بیعت کو ستمگاروں نے توڑا
دل حق سے قدم خلد سے رُخ قبلہ سے موڑا
ایماں کی طرح تاب پہ شمشیر کو چھوڑا
فتنہ کی کمان تان وہ ہونی تیر وہ جوڑا
مسلم شب تاریک میں مغموم و حزیں تھے
پردیس میں فرزند کہیں آپ کہیں تھے

۵۱

وہ شہر پر آفت وہ تلاطم وہ شب تار
جا بجا کمیں گاہ میں دشمن در و دیوار
برگشتہ زمین و فلک و کوچہ و بازار
پھرتا تھا وکیلِ شہِ دیں بیکس و بیمار
بیٹھے کہیں تھک کر تو اجل سر پہ کھڑی تھی
اک سر پہ زمانے کی بلا ٹوٹ پڑی تھی

۵۲

مطلع
کوفہ میں جو پابندِ بلا ہو گئے مسلم
سرگشتۂ صحرائے جفا ہو گئے مسلم
بچوں سے بھی غربت میں جدا ہو گئے مسلم
صدموں سے طلبگارِ قضا ہو گئے مسلم
ہر روز مسافر کے لئے دربدری تھی
ہر شام کو عمر اُن کی چراغِ سحری تھی

۵۳

اک دوست جو بانی تھا ہوا قید وہ غمخوار
پھر گھر میں نہ رہنے کا ہوا کوئی روادار
فاقوں سے جو لغزش تھی قدم کو دمِ رفتار
پیچھے سے یہ کہتے تھے کہ یا حیدرِ کرار
ہر کوچے میں غل تھا کوئی غیر آنے نہ پائے
ہاں پیچھے مسلم کو کوئی جانے نہ پائے

۵۴

وارد ہوا ناگاہ وہ در طوعہ پہ ششدر
تسبیح بکف ذکرِ خدا میں تھی وہ در پر
حضرت نے کہا خشک زباں اپنی دکھا کر
نذرِ پسرِ فاطمہ اک پانی کا ساغر
احسان کر اللہ و پیمبر کا تصدق
پانی دے مجھے ساقیِ کوثر کا تصدق

۵۵

طوعہ گئی اور جامِ لبالب دیا لا کر
حضرت نے پیا بیٹھ کے دروازے کے اوپر
پھر کوزے کو وہ رکھ کے جو یہاں آئی پلٹ کر
دیکھا کہ ہیں بیٹھے ہوئے زانو پہ دھرے سر
دل میں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں رکھتا
ہے عالمِ غربت کوئی یاور نہیں رکھتا

۵۶

آخر کہا طوعہ نے کہ اے بیکس و تنہا
بس پی چکا پانی مرے دروازے سے اٹھ جا
تو دیکھتا ہے شہر میں کیا فتنہ ہے برپا
جا گھر میں ترد و ترے ناموس کو ہوگا
اس وقت میں ہر اک سے کنارہ ہی بھلا ہے
تو نے بھی سنا ہوگا جو بانی پہ بلا ہے

۵۷

اٹھ جانے کو طوعہ نے کہا جبکہ کئی بار
کعبہ کی طرف مڑ کے یہ کرنے لگا گفتار
یا سبطِ نبیؐ ہم بھی ہیں کیا بیکس و ناچار
دروازے پہ رہنے کا نہیں کوئی روادار
اس رات کی رات اور تباہی ہم اٹھا لیں
نانا سے کہو کل ہمیں جنت میں بلا لیں

۵۸

پھر دیکھ کے طوعہ کی طرف بولے یہ رو کر
گھر تو ترا گھر کا ہے کیوں بیٹھے در پر
یاں اپنے سے فرق کے ہوئے بے گھر ہم
زینب ہے نہ بانو ہے نہ زوجہ ہے نہ دختر
شبیر جدا ہم سے ہیں عباسؑ جدا ہیں
تنہا تری بستی میں گرفتارِ بلا ہیں

۵۹

حیرت ہوئی طوعہ کو یہ بولی وہ حق آگاہ
شبیر ترے کون ہیں اے بندۂ اللہ
رو کر کہا سردار ہیں آقا ہیں شہنشاہ
وہ بولی تو کیا آیا تھا مسلم ہی کے ہمراہ
شرما کے کہا وہ وطن آوارہ میں ہی ہوں
مسلم جسے کہتے ہیں وہ بیچارہ میں ہی ہوں

۶۰

ہاتھوں کو بڑھا کر یہ پکاری وہ خوش ایماں
تو نائبِ شبیر ہے اے میں ترے قرباں
اے موت کے مہماں تو مرے گھر میں ہو مہماں
آوازِ بتولؑ آئی خدا پر ہے یہ احساں
مسلم کو تو حجرہ دیا اس اہلِ وفا نے
بخشا اسے فردوس کا گلزار خدا نے

۱۲۱

کھائے جو نہیں رات تھی وہ آج بھی ہیں آہ
سینہ سے غرض و ہوس معطر کیا ناگاہ
سر بچا رہے ہیں لب بر آگئیں اور دل گئے اللہ
جب آنکھیں تھیں طوعہ سے وہ کہتا تھا کہ ہاں واہ
فرو دیں کی آنچ سے جلے دیر سے ہیں آئے
کچھ عود و قرابادی کی عمر بھی سر ہیں آئے

۱۲۲

جب یہ پیر طوعہ سے ندیدہ دیکھے زرین بابے
سب آفاق نے بنی سے یہیں کھرا ہے اندر بابے
سو نسب تھی کی دیکھا کہ نقش جان سے فیدی
سینہ سے اُٹھا ہیں سر کوی و جامی کے بیدالی
دل آرزو سے نہ بدر اوقات کمر باندھ کر آئے
بال نفع نہ پیدا ہوا کو ترسا کر کام کر آئے

۱۲۳

شاہ کی جو فانہ طوعہ ہے جس پہ سر ہے آتی
سینہ سے بیاں جائے بنا زینہ اٹھا تی
ہمسایہ جو ایک طوعہ سے آواز نے ستاتی
وہ ہال امر سے کو فقاء بابے جو وہ تھا تی
اکھو طوعہ کا گھر کے اگر آیا وہاں کی جان سا ہر
جو وزیدہ زبدہ سے کہ کو جان کی جان کا ہر

۱۲۴

تیری سے مسافر کی جو کر سے آرزو
اے موت منتظر سے کیوں بیٹھی کو بیٹھ و
ہیں آن کو دو دن جیب ہیں تو آنکھ بھی کھاد
اے کہو بہ جیبوں تا ہے آنکہ کمر بناؤ
وہ جیبہ کر آئے کہ آنکھ کا ظلم ہے
ہم اسکا بھی کاہے بانہ نہ بانجھ ہے

۵۶۵

درپے ہوا کیوں ابنِ زیاد کا گھر نہ کیا
یہ کوئی نہیں تو وہی حاکم سہی اچھا
کچھ نہیں حشمت نہیں پھر بغض یہ کیسا
بیعت بھی تو بیچارہ کسی سے نہیں لیتا
کیوں لڑنے کو سب آئے ہیں یہ کس سے کرے گا
بیچارہ مرے حجرے میں فاقے سے پڑا ہے

۵۶۶

پھر تھام لیا مسلمِ مظلوم کا داماں
کہتی تھی نہ جاؤ میں ترے صدقے ترے قرباں
حاکم کو میں دوں گی جواب اے مرے مہماں
لونڈی نہیں زہرا کی جو حق سے پھروں جاں
مہمان مرے گھر سے نکل کر جو مرے گا
زہرا سے مجھے حشر میں شرمندہ کرے گا

۵۶۷

مسلم نے کہا ضامن جنت ہوں میں تیرا
تو اُن کی ہے لونڈی تو دعا دے پئے زہرا
پھر دو جوانان میں بیٹوں کے یہ رو کے گویا
پیارو لو بابا نے خدا کو تمہیں سونپا
ہم مر کے یہاں بے کفن و گور رہیں گے
سر کٹ کے بدن پیاروں کے دریا میں بہیں گے

۵۶۸

تھا مہر ابھی زینِ فلک پر نہ متمکن
پُر نور جو مسلم نے کیا زین کا دامن
اب تیرِ الہام سے ہوتا ہے یہ روشن
ذاکر تری تائید کو قدسی ہیں معیّن
واجب تجھے پیغمبر کے نائب کا ادب ہے
مسلم کا سراپا جو نہ لکھے تو عجب ہے

وله

[illegible] ابرار
[illegible] زنہار
[illegible] اوقات
[illegible] سرادار
[illegible]
[illegible]

ایضاً

[illegible] فصاحت
[illegible] بلاغت
[illegible] قیمت
[illegible] جنت
[illegible]
[illegible]

ایضاً

[illegible] نمودار
[illegible] بیمار
[illegible] گفتار
[illegible] اسرار
[illegible]
[illegible]

ایضاً

[illegible] انکا
[illegible] یاران انکا
[illegible] سخن ان انکا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳

چہرہ چمنستانِ تجلیِ خدا ہے
طلعت وہ لوحِ دل پر اہلِ صفا ہے
یہ غیب کا آئینۂ اسرار نما ہے
آئینۂ اسکندر رومی یہاں کیا ہے
یہ رُخ جو ہو پرتو فگن آئینے کے اندر
پھر آئینۂ زنگ میں ہو سدِّ سکندر

۴۴

روشن ہے رُخِ پاک سے اللہ کی قدرت
یہ پارۂ قرآں مصحف ہے سو اسکی حقیقت
سورہ کہیں خط کا تو کہیں خال کی آیت
ہے روئے کتابی سے عیاں خاص رسالت
امت پہ فرستادہ ہے یہ سبطِ نبی کا
بیشک ہے رسول اہلِ کتاب ابنِ علی کا

۴۵

آئینہ ہوا اس رُخ کے حضور آکے حیراں
پرتو سے گلِ رُخ کے وہ ہو سر بگریباں
گہ سایۂ کاکل سے ہو سنبل پیچواں
گہ عکسِ لبِ لعل سے ہو کانِ بدخشاں
ناوک ہیں مژہ زخم پہ زخم اسکو دیا ہے
جوہر نے دلِ آئینہ کو نخچیر کیا ہے

۴۶

اللہ ری تمنائے ضیائے رُخِ انور
ہے فرض جلائے وطن آئینے کے اوپر
عکسِ رُخِ جاں بخش سے آتا ہے یہ باور
آئینہ میں ہے نبضِ دلِ ہر رگِ جوہر
یہ کیا ہے جو آئینہ کو رُخ انکا جلادے
چاہے تو یہ آئینۂ سکندر کو جلادے

۵۸۰

بے چشم جو بیمار تو پلکوں سے ہے پیدا
یہ نبض پہ بیمار کے ہے دست مسیحا
پرہیز پہ اس مردم بیمار کا ہے کیا
دنیا میں نہیں دیکھتے ہیں عیب کسی کا
گردش دو طرف چشم کی پلکوں سے عیاں ہے
ہاتھوں کے سہارے پہ یہ بیمار رواں ہے

۵۷۹

پیشانی پر نور کی کیا شان کہیں ہم
صانع نے کیا بخت بلند اسکا مجسم
یہ ماہ دو ہفتہ ہے کہ ہے نیر اعظم
سجدہ کا نشاں حسن میں اختر سے نہیں کم
اختر کہو اسکو نہ کہو جسم قمر کا
خورشید سے پیدا ہے سپیدہ یہ سحر کا

۵۷۸

ابرو پہ جبیں کی ہیں بیاں کیا کروں تاثیر
نظارے سے بسمل ہو دل دشمن بے پیر
یہ پشت کماں کرتی ہے کار دم شمشیر
یہ فوج عدو کے لیے ہے موج گلوگیر
سمجھی ہے خرد نقش ظفر چین جبیں کو
اک چین سے یہ فتح کریں کشور چیں کو

۵۷۷

خورشید فلک پیش جبیں ذرہ سے کمتر
ہر ذرہ کو عکس اسکا کرے مہر کا ہمسر
عارض کے قریں ماہ دو ہفتہ ہے اک اختر
اختر کو جو نور اسکا ملے ہو مہ انور
دنداں سے تجلی ہو کے گہر قطرہ تر ہو
شبنم کو جو تشبیہ دوں دنداں سے گہر ہو

٥٨١

اس طرح سے پھول نہ شگفتہ ہوا ہیرا
بیمار کی تشخیص میں صحت نہیں اصلا
ہے اُن کو سُلیمانی اقلیم تجلا
آنکھیں دو سُلیماں ہیں تو رُخ کشور زیبا
سامان ترقی کے دو ابرو نے دیے ہیں
دو شاہوں پہ دو بال ہُما سایہ کیے ہیں

٥٨٢

یا بین دو ابرو ہے عیاں بینیِ اطہر
دو قبضوں میں پیدا ہے صد شمع پیمبر
بے دود کوئی شمع ہے جز بینیِ انور
اس شمع سے روشن ہے رہِ حسن سراسر (نسخہ)
بالائے لب و زیر جبیں اسکا گذر ہے
ہے چرخ چہارم پہ قدم عرش پہ سر ہے

نسخہ۔ ہے شمع کدہ آہ جگر تاب حیدر

٥٨٣

ابرو کے تلے سمجھئے بینی کا الف را
گویا ہے محراب اذاں کا ہے اشارا
نون ابروے زیبا ہے تو عین آنکھ کا تارا
ان حرفوں سے بس رمز اذاں کھل گیا سارا
تو بعد نبی نام پیمبر کے وصی کا
وہ نون نبی کا ہے تو یہ عین علی کا

٥٨٤

یہ سب تو عبارت ہے معانی کو دین اُٹھا
صانع نے جو یہ رُوے کتابی کیا تیار
انگشت رکھی چہرۂ پُر نور پہ اکبار
دریافت کرے تا کہ صفائی کے وہ آثار
وہ مس میں ہے لذت کہ بتائی نہیں جاتی
صانع سے اب انگشت اُٹھائی نہیں جاتی

۴۸۵

پیدا رقیب کو کل سے سمجھ دو دن کی اعلا
گنتی میں نسب قدر کہاں کس کو اچنبا
جا بیٹھے زہر چشم اگر دیں جو پیچ ابھی بنیں
ونسب جی عوض نقل زلف اندراک موکا ہو سودا
گر آتے آپس غنچہ کہ اٹھے ہیں تو سب ہے جھلا کو
سلسلہ سب عقل کو دو سبک خطا کو

۴۸۶

کہ کل کی بہار گل سے الفت کہ بند سے سحر نصار
اب دو جو مع بیں سب دو دن سے اس غم کے اقرار
زینت لب بیان الفت کا خط کا ان بیں بہار
ہو دو دو شبنا ہو کہ گھر کے ان زنجیر کو بہار
طوطی کو سو آزاد بند فقط کہا سے آدا
آپ نے کو طوطی کو خط کر تا سے اس کو ادا

۴۸۷

زلف جو دامن میں تو دامن سے سحر بہار
الفت کی صنعت کا ہو آزاد لب ہو پیدا
بالکل دامن بنا لب سے اس کی لفظ وہ اصلا
جیسے کیسے دیکھ کوئی وہ جگر اس کے لب پیدا
یہ سب باغبان بالا لے دامن البتہ کو غنچہ
کہاں لب کے دامن نہال لب سخن ان لب کا غنچہ

۴۸۸

غنچہ ہوں لب کو بوسہ کو غنچہ بنا ہے ظرف
عمر اپنی کٹ گئی سارے جو کہ دیکھے میں سب سے صرف
سرخی لب لعل کا مضمون ہوا اگر کسی سے حرف
ہو جائے گا لب پیاری کا وقف عمر غنچہ ترا ہزن
اگر کسی کے لب لعل کے اگر کوئی کہیں یہ ہیں
ہو جن البتہ لب لعل میں پاوں عوض حسین ہیں

۵۸۹

ہے گوہرِ دنداں کا تر و خشک میں شہرا
موتی ہیں یہ ایسے کہ جو ہے نور کا دریا
ہے جوش پہ آبِ دُرِ دندانِ مصفّا
ہر عکس اُدھر سے ہے اِدھر صاف ہویدا
دُرجِ دہنِ تنگ تو غائب ہے نظر سے
پر گن لئے بتیس گہر سب نے اِدھر سے

۵۹۰

اب چاہِ زنخداں کا سنو تازہ بیاں وہ
یوسف کی طرح خضر کو یاں گر گئی ہے چاہ
حاشا جو کہوں چشمۂ حیواں اسے واللہ
یہ چشمہ ہے وہ قطرہ ہے یہ بحر ہے وہ چاہ
ہے کوثر و تسنیم میں جوش اس کی ولا کا
ہر دم چمنِ خلد میں ہے شور ثنا کا

۵۹۱

سینے کو کہوں سطحِ آبِ دُرِ غلطاں
ہے نور سے لبریز یہ سرچشمۂ ایماں
رشتے ہیں قبا کے کہ عیاں موجِ عرفاں
ظاہر ہے کہ سب رازِ خفی اس میں ہیں پنہاں
اسکو نہ کسی بندۂ آگاہ سے پوچھو
یہ غیب کے اسرار ہیں اللہ سے پوچھو

۵۹۲

نازک شکمِ صاف پہ یوں ناف نمایاں
آئینہ پہ گویا کہ ہے ساکن دُرِ غلطاں
یا زیبِ کفِ دست ملک قطرۂ نیساں
یا غنچۂ جنت ہے طبق میں لئے رضواں
رنگ اسکا نرالا ہے کہ صنعت ہے خدا کی
بندہ ہی ہو کیا وصف یہ قدرت ہے خدا کی

۹۹۳

انگشتِ اشارت جو ہوئی تیغ کی پیدا
زنہار کسی کا نہ کھلے مجھ سے معمّا
ہر رشتۂ گلدستۂ گلزارِ تمنّا
یا مصحفِ ایماں کا ہے شیرازۂ اجزا
تعریف کو دیکھے جو ختم کتاں پر
تحریر میں بال آتا ہے خامہ کی زباں پر

۹۹۴

قد کو نہ کہوں سروِ گلستاں کے برابر
یہ مصرعِ بے مثل ہے دیواں کے برابر
عمرِ خضر و اوجِ سلیماں کے برابر
یہ ایک الف ہے ہمیں قرآں کے برابر
ثابت قدمی سے یہ زمیں پر برکت ہے
قرآں میں جس جا ہے الف بے حرکت ہے

۹۹۵

دیکھو سرِ اعلیٰ پہ ذرا خود کا عالم
یہ سایۂ افضالِ الٰہی ہے مجسّم
تن حسن کا شعلہ ہے زرہ اُس پہ ہے باہم
ہے ڈھال کہ یہ دود زرہ اُٹھتا ہے کم کم
ہر ذرۂ نوریں کب نام دخاں کا
ہے کاغذِ ابری پہ رقم سورۂ دخاں کا

۹۹۶

ہر ساکنِ کعبہ کا ہے یہ قول سپر پر
یہ تو حجرِ الاسودِ کعبہ ہے معطّر
یہ پھول نہیں داغ ہیں چار ہیں یکسر
داغِ نبی و فاطمہ و حیدر و شبّر
دل وصفِ سپر میں ہمہ تن جوش کے اوپر
اللہ کا ہے ابرِ کرم دوش کے اوپر

۹۷

از خطِ شعاعی کی طرح لاکھ زباں ہو
نیزے کی تجلّی کا نہ اک شمّہ بیاں ہو
جس انجمنِ رزم میں یہ شمعِ سناں ہو
پروانۂ پر سوختہ ہر طائرِ جاں ہو
ذکرِ صفتِ تیر و کمان وردِ ملک ہے
ناوک ہے شہاب اور کماں اس کی فلک ہے

۹۸

محراب عبادت ہے کماں آپ کی گویا
کرتی ہے جہاں قوسِ قزح شوق کا سجدہ
بندہ ہے بنا چلّہ اسی سے تو ہمیشہ
خالی مگر اس سے جو ہوا گوشۂ دنیا
محرابِ حرم پشت بہ دیوار ہے غم سے
ابرو کی کمانیں ہیں سیہ پوش الم سے

۹۹

تلوار وہ ہے اس سے جو تشبیہ کا ہو بیان آئے
خون مردمِ آبی کا ہر اک موج سے ہو جائے
طوفاں اٹھے جائے کہ جو ساحل پہ یہ لہرائے
دریا کے سوا خاک زمیں پر نہ کوئی پائے
مردم نہیں چڑھ سکتے نہیں بحر نظر پر
پہنچا ہے جو اک وار حبابوں کے سر پر

نسخہ گرداب کو شمشیر اجل طوقِ گلو ہو
پیدا ابھی نہ بحر فرقِ حباب لبِ جو ہو

۱۰۰

کیا وصف ہو توسن کا مرے تیز نہیں مضموں
اقبالِ ہما طالعِ عنقا ہے یہ گلگوں
بے صبر و تحمّل ہے مثالِ دلِ مجنوں
نعلوں کی ضیا ابر سے بجلی سی ہو افزوں
سرعت کی جو تہمت ہوئی منظور قضا کو
نہ جزو ہو تو سب سے دے اک جزو ہوا کو

۱۰۱

زین کش جہات اس توسن چالاک سے شرمندہ
منصف ہیں اگر چرخ کو گر پڑنے کا ہے ڈر
مثل نفس سینۂ دنیا میں ہے مضطر
اک پاؤں جو باہر ہے تو اک پاؤں ہے اندر
ڈھونڈو تو بھلا نقش سم نعل کہیں ہے
دنیا میں جگہ پاؤں کے رکھنے کی نہیں ہے

۱۰۲

یہ چست اجل سست و پیرا و یہ جولاں ہے
گردوں صفت گرد اپنے ہی دوراں ہے
محتاج بیاں کی نہیں جو بات عیاں ہے
دیکھو شرر و برق کی صورت یہ کہاں ہے
سرعت یہ ہے گر آئینہ خانہ میں رواں ہو
ہرگز نہ کسی آئینہ میں عکس عیاں ہو

۱۰۳

غصہ سے جو سرخ آنکھ ہو اس کی دم جولاں
آشوب سے ہو دور فلک دست و گریباں
گرنے کی صدا ہو کہ دو ٹکڑے سر میداں
اٹھتے ہی قدم فتنۂ محشر ہو گریزاں
کانٹے سے تحیر ہو نہ کیوں چرخ بریں کو
یہ نقش خاک پہ چرخ میں لاتا ہے زمیں کو

۱۰۴

کیوں ہو نہ تصور ترا اوّل نظر آئی
پھرتا ہے رجز زعم میں اب حق کا فدائی
یاد دیتا ہے پیمبر کے نواسے کا ہوں بھائی
گھر بار چھٹا یاں ہوئی بچوں سے جدائی
اب یہ تو کہو مجھ کو تو بے جان کرو گے
شبیر کو بھی کیا یونہی مہمان کرو گے

١٠٥

وہ بولے کہاں اُن کی ضیافت کا ہے ساماں
جبتک کہ کئی لاکھ نہ ہوں خنجرِ بُرّاں
مسلم نے کہا دل میں کہ ہے ظلم کا طوفاں
شبیر تری جاں کا اللہ نگہباں
حملہ کیا بیدینوں نے اُس فخرِ ملک پر
جنبش میں زمیں آگئی گردِ فلک پر

١٠٦

پھر گرد جو معلوم ہوا گنبدِ گرداں
ابرِ دمِ شمشیر سے مسلم نے کہا ہاں
اس طرح وہ برسا کہ اُٹھا خون کا طوفاں
مطلع بھی ہوا صاف ہوئی گرد بھی پنہاں
پھولی تھی شفق چار طرف خونِ عدو سے
داماں ہوا سُرخ تھا شمشیر کے لہو سے

١٠٧

اک حملے میں مارا اُچھل تیغ کو اک بار
دیوار پہ دیوار صفت چڑھ گئے کفّار
ہمت جو ہوئی پست گئے بام پہ اشرار
آتش تھی کہیں جمع کہیں سنگ کے انبار
لرزاں صفتِ بید نمودار جواں تھے
دیوار نہ انبوہ تھا جنبش میں مکاں تھے

١٠٨

برسانے لگے آگ عدو طیش میں آکے
مسلم پہ کبھی پھینکتے تھے سنگ اُٹھا کے
یاں دوسرے میں نعرے تھے یا شیرِ خدا کے
دیوار ہلا دیتے تھے گھوڑے کو بڑھا کے
جا پڑتا تھا جب ہاتھ کمر بندِ عدو پر
زینے سے اُسے پھینکتے تھے بام کے اوپر

۱۰۹م

ای ساقی نوش ایدرم ایدرن جام ایچه ایتماق تراب
بیکلر ایلے عشق ایلے زبان ایله کبیر دل ایدما
کوزده ده دل ابله آه ایله عشق ایله بد
دیدار زیبنون ایچره ایلہ عشق
گرمی عیش صفادن قابلیے دیدار ایلہ بیلہ

۱۱۰م

بیلسه بر و هم نیتی کی کار طرزی ایرتست
آه اوی آوهدن دیدن اندر صنعت و نیست
ساقی ایام ایلے ایوانی ایما ایرتست
دلدار آه ایلے ایچنده ایستدین ایلے انتست
بازی ای ناز انه الزمن ایلے ایلے عشق ودد
نقره دیر ایلے ایلہ ایلہ عشق ودد

۱۱۱م

اعجاز خنجیل ایچی ایلے زنی ایلے دوکها
وارن نکہ صفت شعلہ آتش ایلے ایزانیا
کل ای طرن ایلے و دیوان آه دیرا
نیزن قامت ایلے ایلے ایلے ایرونیا
ساز ایشنے زاهد بلبل ایقاع
آه ایچی شفق ایلے ایده زنجیر ایقاع

۱۱۲م

پهلوی زین بانکی یه نظر ایلے ایلے صدا
دوری ایکی یه رنگی عقلہ ایلے
باز جوهر ایلے ایلہ عشق ایلے بینا
بهصار انکار دین ایلے بوده
دلشد ایلے عشق ایلے زنجیر
اعضا ایلے ایکی ایلے ایلے

۱۱۳

ان آبلون مین گرم عنانی کا یہ تھا حال
دشمن کو رکابون کی طرح کرتی تھی پامال
چار آئینون مین سر سے سوا پڑ گئے تھے بال
خورشید تھا زرد آپکا غصے سے تھا منھ لال
کہنے کو کرن سامنے آئینہ جو پڑتے تھے
ذرّے تن خورشید کے بھی بال کھڑے تھے

۱۱۴

نیزہ کہیں مرکز جو ہوا گاؤن جگر کا
پھر پیچ کمر سے بھی کھلا میم کمر کا
اعدا کی کمان سے الف تیر تھی سر کا
سر برزدم جنگ ہوا سین سپر کا
حیران تھی زرہ دیدۂ بے خیر سے رن مین
قبضہ نے رکھی تیغ سے انگشت دہن مین

۱۱۵

دریا پہ چڑھا تھا لہو ان کے خون کا اکبار
راہین ہوئین ترپا بجلی اُس مین کہ ہموار
ملاح اجل تیغ کی کشتی سے لئے تیار
جنبش مین تھی اس پار یہ کشتی کبھی اُس پار
بل بن گئے جو تن کہ عدو پر سے گذر جاتی
اسوارون کے تن تیغ کی کشتی پہ اوتر جاتی

۱۱۶

سنکر یہ خبر مسلم کو قہر ہوا دل تنگ
فوج اُس نے ادھر اور روانہ کی پئے جنگ
پھر تھی وہی آتش وہی بیداد وہی جنگ
مسلم کا کفن خون سے بالکل ہوا گلرنگ
جب زخم سنان کھاتے تھے خوش ہوتے تھے مسلم
ہمراہ کے ساغر کے لئے روتے تھے مسلم

۱۱۷

ناگہ لبِ دنداں پہ لگا سنگِ جفاکار
منھ گھونٹ سے ہونٹوں سے لہو ڈالا کئی بار
پر درد پہ یہ تھا کہ نہ پاس آتے تھے کفار
آخر کو دغا کی یہ پکارے وہ ستمگار
پھر ناز سے پوچھو بھائی کی خبر کو
وہ ناقہ سوار آتا ہے یثرب سے ادھر کو

۱۱۸

مدت سے سنا تھا جو نشاں شاہ والا
یہ سنتے ہی بیٹا خنجر تلوار کو روکا
پھر منھ کے پھراتے ہی اجل نے کیا مجرا
برچھی تو کلیجہ میں تھی برچھی میں کلیجہ
منھ سوے نجف کر کے کہا اپنے چچا سے
مظلوم بھتیجے کو ترے مارا دغا سے

۱۱۹

یہ کہتے ہی غش ہو گئے گھوڑے سے گرے آہ
مظلوم کو ظالم درِ حاکم پہ اٹھا لائے
مسلم پہ وہاں پیاس کا غلبہ ہوا ایسے
دربان سے پہ پانی کے ظروف انکو نظر آئے
دریاؤں کو دکھا کے زباں بولا وہ پیاسا
مہماں ہوں اور پیاسا ہوں پانی دو ذرا سا

۱۲۰

کہتے ہیں کہ کہنے لگا اک ظالم گمراہ
کیا سرد و خنک پانی ہے خوش ذائقہ واللہ
پر تو کبھی اس پانی کے قابل نہیں واللہ
ساغر لیے طوعہ وہاں وارد ہوئی ناگاہ
روتی تھی کہ تم بھوکے ہو کل رات سے آقا
لو پانی پیو خادمہ کے ہات سے آقا

۱۲۱

پھر طوع نے ہونٹوں سے لگایا وہ پیالا
پینے جو لگے منہ سے لہو پانی میں ڈالا
دنداں بھی گرے جام بنا خون کا ہالا
رو رو کے پکارے ملکِ عالمِ بالا
اب ساقیٔ کوثر تمہیں سیراب کریں گے
پیاسے مرو شبیر بھی پیاسے ہی مریں گے

۱۲۲

القصہ کہ حاکم نے حضور اپنے بلایا
اور وہ کلمہ سخت ستمگر نے سنایا
جس نے محمدِ احمدِ مرسل کو رلایا
مسلم نے ملا ہاتھوں کو رونا بہت آیا
حاکم نے کہا قبر میں بھی ہاتھ ملے گا
اب خنجرِ بیداد مرا تجھ پہ چلے گا

۱۲۳

فرمایا کہ حاشا جو تاسف ہو مجھے اپنا
خدمت میں عمر کو کہ وصی ہووے وہ میرا
لے کر دوات و قلم اس وقت تو منگوا
کچھ مجھ کو مدینہ کے مسافر کو ہے لکھنا
تحریر فقط حال کی منظور ہے مجھ کو
بھجوانے نہ بھجوانے کا مقدور ہے تجھ کو

۱۲۴

حاکم کا جو فرمان عمرِ سعد نے پایا
تب لے کے وہ قرطاس و دوات و قلم آیا
مسلم نے لہو زخموں کا کاغذ پہ لگایا
اور بہرِ رقم ہاتھ میں خامہ کو اٹھایا
لکھا شہِ والا کو کہ کیا حال رقم ہو
اغلب ہے کہ خط لکھنے میں سر تن سے قلم ہو

۱۲۵

دن نہم کی نویں عرفہ کا دن قتل کا ساماں
پر عید ہے یہ آپ پہ ہوتا ہوں میں قرباں
شہزادوں کا اور شاہ کا اللہ نگہباں
کرتا ہوں رقیہؑ کی سفارش بدل و جاں
کڑھ کڑھ کے مرے غم میں نہ دم اس کا نکل جائے
صدقے میں سکینہؑ کے رقیہؑ مری بچ جائے

۱۲۶

بیوہ ہے مری خواہر عباسِؑ دلاور
وہ مرتبہ داں خود ہے پہ کہہ دینا مکرر
روئے نہ مجھے تو بانوئے یتیم سے چھپ کر
ایسا نہ ہو شرمندہ ہو کچھ بانوئے سرور
عباسِ دلاور کے برابر میں نہیں ہوں
بانوؑ کی وہ لونڈی ہے میں غلامِ شہِ دیں ہوں

۱۲۷

رُوداد بہت وقت کم اے شاہ خوش انجام
جلاد مرے سر پہ ہے کھینچے ہوئے صمصام
بس میرا یہی خط ہے یہی آخری پیغام
اب کوفہ میں آنے کا بھی لینا نہ کبھی نام
خط پہلے طلب کا جو برادر نے لکھا ہے
میں نے نہیں لکھا ہے مقدر نے لکھا ہے

۱۲۸

تقصیر ہوئی بخشیو کوفے پہ نہ جانا
کیا جانتا تھا خون کا پیاسا ہے زمانا
باللہ دغا ہے یہاں للہ نہ آنا
اور خیر جو تم آنا تو زینبؑ کو نہ لانا
لڑ لے گی تو وہ زغۂ اعدا میں گھرے گی
سر ننگے بن آپ کی بلوے میں پھرے گی

۱۲۹

خط لکھ کے عمر کو دیا اور بولے یہ آقا
تو قوم قریشی سے ہے ہم قوم ہے میرا
بھجوانا یہ مکتوب جہاں ہوں شہ والا
اور قرض مرا تیغ و زرہ بیچ کے دینا
گو تیری خیانت کا مرے دل کو یقیں ہے
پر کیا کروں بیکس ہوں مرا کوئی نہیں ہے

۱۳۰

عمران کے فرزند سے حاکم ہوا گویا
اب دیر نہ کر بام پہ مسلم کو لے جا
لٹکادے در کوفہ میں سر کاٹ کے اسکا
اور بام سے بالائے زمیں پھینک دے لاشا
ہاں باندھ کے پھر لاش کے پاؤں میں رسن کو
تشہیر کرو مسلم آوارہ وطن کو ٭ ٭ ٭ ٭

۱۳۱

جلاد نے تب بازوئے مسلم کو لیا تھام
ساتھ اس کے غزی سے چلے مسلم ناکام
ہر زینے پہ معراج شہادت تھی ہر گام
اور بام پہ جا کر ہوئے خورشید لب بام
چپ بیٹھے تھے مسلم وہاں صمصام تھا کھینچے
تھی خلق تماشے کو کھڑی بام کے نیچے

۱۳۲

ڈر کر کوئی کہتا تھا پناہ اے مرے اللہ
مہمان سے کوئی بھی یہ کرتا ہے سلوک آہ
سمجھے ہیں حنا عید کی سید کا لہو واہ
حاجی کا گلا کاٹتے ہیں عمد کو بدخواہ
کہتا تھا لرز کر کوئی کیا قہر ہے یا حق
اک بندۂ بیکس پہ چھری چلتی ہے ناحق

۱۳۳

ٻيو ڏيان ان ۾ ٿنڀير سان سنگهه جي پيڪار
سو ته پيڻ ڏوڏا آڏا ۾ صدمت ته نڀائي
اب ڪنا ته سر آڳ تا نتان ڪڏ ته ڀاڻي
ڏيکڻو مرتے آگا مرسے حسرت سے نظائے
اعجاز سے ڪر ڏوڏت سے مرادي اچهون سے آنکها
ياسبطي بي ڪ آتو حرمي ڏيڏار ڏکها ڏو

۱۳۴

سو جب اوري ڏو ڏوڏ ٻوڏ سے تڳ شاه
پنجيڻ ڪن لنڀا ته سمنج ته شتير سر ڏراه
جب ته ملن سے گوڏي ڪن ته ملن سے ڪنا تاڪاه
اب سمهه ته تا سے فوڏ ابنڍا ڏرڪي ڪا ملو ڏادنم
مسلم ته مظلو مري ڪي تصوير ڪو ڏينم
شبيه ڏو سے ڏيسے ڪو پنچ ڏنڀير ڪو ڏيسو

۱۳۵

سو ڏونڪا زمين سے سر ڏونڌت ڪيا پيدا
پڏنا زي ڏنبو ڏنچ ڏونو ڏو ڏونڍ ڏيا
پنڍن سے ڏرڪا ڏاه ڏمن ڏاسے سڀڍ ڏولا
ادڍ ڏمهه سے ڏوسب ڏاتر ڏونڍ سر
اڏفن سے ڏاڏڪ ڏونڍ ڏنير ڏسے سر ڏفلنڪو
ياسبطي ڏا ڏي ڏيڪ سے اڏسي ڏوڪي مرين ڪو

۱۳۶

ڪو ڏيڪ مرون ڏناه سے ڏونمه اڻا پهرا ڏا
پيڍا ڏنون سے ڏنڪون سے ڪوڏه ڏوڏکها
ادنڊ سے ڏسکهه ڪو ڪا حال اڏان ڪو ڏوڏکها
پڏنڪا ڏو ڏاڏو سے ڏنڀي ڏن ڏطلس سے ڏا
ڏيڏه ڏمي ڏطار ڏولاڏين ڏصلا سے ڏوڏي
ڏان ڏالم ڏوڏي ڏمهه ڪا ڏيان ڏيان ڏي ڪا ڏي

۱۳۷

پھر رو کے یہ کہا تیغ ستم شمر نے لگائے
بچی کے لئے ہاتھ رقیہ نے بڑھائے
چلائی کہ لو اماں وہ بابا نظر آئے
سب کہتے تھے بابا نے وہاں شہر بسائے
نے فرش ہے نے سایۂ دیوار کے نیچے
بابا تو مرے بیٹھے ہیں تلوار کے نیچے

۱۳۸

کیا روتے ہو لوگو مرے بابا کو پکارو
بیچاری رقیہ کو پدر پر کوئی وارو
زینب پھوپھی اشتر سے مجھے جلد اتارو
یا حضرتِ عباس حمایت کو سدھارو
بھیا علی اکبر یہ بہن تیری بلا لے
لونڈی ہوں میں تیری مرے بابا کو بچا لے

۱۳۹

پھر پیٹ کے سر تھما سا حضرت کو پکاری
فریاد چچا جان دوہائی ہے تمہاری
ذات آپ کی ہے عقدہ کشا سب کی ہیں واری
اصغر کے لئے دیکھو صغریٰ یہ ہماری
دیتی ہوں سکینہ کی قسم جا کے بچا لو
بابا کو مرے تیغ کے نیچے سے نکالو

۱۴۰

شبیر پکارے ترا بابا ہے بہت دور
پر خالقِ مختار کو اب یوں ہی منظور
قاتل سے وہاں کہنے لگے سلم رنجور
حسرت مری پوری ہوئی اے ظالم مقہور
اب کاٹ لے سر کو یہی مرنے کا مزا ہے
آقا مرا اس وقت مجھے دیکھ رہا ہے

۱۲۱

قاتل نے لگائی سرِ مسلم پہ جو شمشیر
سر کٹ کے پکارا یہی فدائے سرِ شبیر
کوٹھے سے گرایا جو تنِ مسلمِ دلگیر
یا حیدرِ کرار کہا اور کی تکبیر
قطرے تو گرے خون کے دامانِ نبی ہیں
سر گود میں زہرا کی تن آغوشِ علی ہیں

۱۲۲

سر پیٹنے کی جا ہے کہ اب جگہ وہ لاشا
موجود تھے حاکم کی طرف سے جو ہزاراں اعدا
میں کیا کہوں ایک ایک نے جو دی لاش کو ایذا
پھر لاش کے پاؤں میں رسن ہی کو باندھا
پیٹا اُسے دربارِ ستمگار میں لائے
پھر کھینچتے ہر کوچہ و بازار میں لائے

۱۲۳

پھر لاش کو کوچوں میں پھراتے تھے جو بدخواہ
روتے کی فرشتوں سے صدا آتی تھی واللہ
اک بی بی بھی پوشیدہ تھی اُس لاش کے ہمراہ
چلاتی تھی وہ وا ولدی وا ولدی آہ
جب پوچھتا کوئی کہ یہ کس کی صدا ہے
کہتی تھی زمیں فاطمہ مشغولِ بکا ہے

۱۲۴

مظلومیِ مسلم پہ دبیر اب تو بکا کر
اس مرثیہ کو ہاتھ پہ رکھ اور یہ دعا کر
مقبول یہ ہدیہ مرا اے بارِ خدا کر
ہر لحظہ مجھے قوتِ تصنیف عطا کر
گو دزدِ سخن سرقہ کرے میرے بیاں سے
کلکِ سخن تازہ ہیں یوں تیغِ زباں سے

تمام شد

جب بادہ سے لو زلف پر شب کو اودا کیا
ہر قطرہ دو چشم کا و بادہ کو خدا کیا
دیکھ کے صفت نجوم سے بچہ جہاں اوفتادہ کیا
آنکھ میں بیک [illegible] فاق از رفو و سما کرے ب
دیکھنے عالم کی عبادت [illegible] غفور [illegible]
قربان [illegible] سے [illegible]

مطلع
[illegible] ہو ملا و رنج صبح نے
[illegible] ہے شب کو ابر کو [illegible] صبح نے
آنکھ میں دیکھا [illegible] طور صبح نے
[illegible] کو صبح نے
[illegible]
[illegible]

مطلع
پیدا ہوا [illegible] طلعت زنداں صبح
معبود کو وہ کر وہ لطف و افزوں صبح
بادہ [illegible] کو بنی اسرائیل صبح
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع
آیا عوض [illegible] پرستی کی ستاں میں
ماہ رو زنے زینت بادہ بزم زنداں میں
پیدا ہے آشنا ہوا علم زنداں میں
ظاہر ہوا دل زار [illegible] بے تاب و تواں میں
[illegible] اگر دود [illegible]
[illegible]

۵۵

جلا دیا چرخ نے رخِ آفاق فق کیا
بدلا جہاں کا رنگ جو خونِ شفق کیا
اس دور نے قمر کو الٹ کر ورق کیا
سورج کو جب عروج کا شکرِ حق کیا
خورشیدِ صبح کا گل دستار ہو گیا
پردہ افق کا غیرتِ گلزار ہو گیا
نتیجہ عالم فروغِ مہر سے گلزار ہو گیا

۵۶ مطلع

مغرب میں جا کے غرق جو مہرِ تمام ہوا
سلطانِ شرق راکبِ کشتیِ زر ہوا
پانی کا قحط بہرِ شمر بحر و بر ہوا
برباد فخرِ نوح کا آباد گھر ہوا
دریا دلی نے بادشہِ نیک ذات کی
بخشی گناہ گاروں کو کشتی نجات کی

۵۷ مطلع

یونس دہانِ ماہیِ شب میں نہاں ہوا
کنعانِ یاد اوسے یوسف عیاں ہوا
لیلائے شب کے حسن کا گلشن خزاں ہوا
عالم تپِ فراق سے گرمِ فغاں ہوا
مجنوں کے رنگِ رخ کی طرح دھوپ زرد تھی
تھی صبح یا زمانے کی اک آہ سرد تھی

۵۸

بڑھ کر نقیبِ نور پکارا سحر سحر
تھی آسماں سے بارشِ رحمت شجر شجر
لوٹا سحر نے معدنِ شبنم گہر گہر
ذروں میں نور بھر دیا قمر قمر
برقع جو اٹھ گیا تھا رخِ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح لمعِ نقاب کا

۹

کانٹوں میں جو گھرا ہوا تھا مالکِ جناں
سرسبز باغِ دہر ہوا پائمالِ خزاں
تھے وقتِ صبح تیرہ و تاریک بوستاں
سبزہ تھا یا زمیں کی آہوں کا تھا دھواں
شبنم تباہ ہو گئی غم میں جناب کے
خاک غم سے بھر گئے ساغر گلاب کے

۱۰

مغرب میں غل تھا گلشنِ انجم ہی پائمال
مشرق میں جلوۂ گلِ خورشید بے مثال
رنگ اپنا بھی جمائے ہوئے شانِ ذوالجلال
تختِ زمردی پہ وہ مسند شفق کی لال
پہر تو فلک تھا چہرہ سرخ آفتاب کا
صحنِ افق بنا ہوا تختہ گلاب کا

بدلہ تختِ زمردی پہ شفق کا وہ فرش لال

۱۱

تارے مقامِ سیر سے جاتے نظر پڑے
منہ پردۂ فلک میں چھپاتے نظر پڑے
طائر ہوا سے خاک پہ آتے نظر پڑے
ہشیار شب کی نیند سے ماتے نظر پڑے
نورِ سحر جو پھیل گیا آبشار میں
اٹھے شجر کھل گئیں آنکھیں بہار میں

۱۲

کیسا اوجِ نیرِ قدرت سے رنگ تھے
بیٹھے ہوئے بساطِ عبادت پہ پلنگ تھے
وارفتہ یادِ حق میں غزال و پلنگ تھے
کیا کیا شعاعِ مہر میں صنعت کے رنگ تھے
کوئی حبابِ سرخ تو کوئی ہرا ہوا
پھولوں سے تھا فرات کا دامن بھرا ہوا

۱۳

معبود سے تھے مرغِ سحر طالبِ فلاح
خوانِ کرم سے ملتی تھیں نعمتیں مباح
نعم الکریم وردِ زباں تھا علی الصباح
کہتے تھے ابر کوہ پہ پیامِ رسل الریاح
تسبیح خواں تھی بن میں یہ حالت ہوئی تھی
لذت زبانِ خار پہ حمدِ خدا کی تھی

۱۴

تھا نام سے برہمنِ شب جو قمر پرست
خورشید نے لگائی اوسے ضربِ پشت دست
زنارِ کہکشاں کو سراپا یک شکست
ہشیار بہرِ جنگ ہوئے شامیانِ مست
اوٹھنے لگے آفتاب پرستوں کے دین میں
زہرا کا آفتاب چھپایا زمیں میں

۱۵

دیکھا جو حسن خامۂ خورشید پُر ضیا
منشیِ فن کو شفق نے سرِ دست حل کیا
فرمانِ قضا نے منشیٔ تقدیر کو دیا
تحریر کر موافقِ ارشادِ کبریا
یہ آخری پیالہ حسینی کا آج ہے
تا ظہر نے حسین نہ لشکر نہ فوج ہے

۱۶

کہدے لیا زبانِ حسینی کا خد و خال
حُر تھا قصوروار سو وہ بھی ہوا بحال
تنخواہ سبکی زخم اضافۂ غم و ملال
عہدہ جہاد چھاؤنی سرکارِ ذوالجلال
دنیا میں سُرخ پوش ملازم حضور کے
عقبیٰ میں حلے خلد کے اور قصر نور کے

۱۷

تنہا ہے غازیوں کے لئے خوفِ ذوالجلال
شکوہ حرام فاقہ میں شکرِ خدا حلال
کوثر صلے میں تا بہ ابد پیاس تا زوال
قبض الوصول حورِ جناں کا خطِ وصال
بچوں کا عرف بسملِ راہِ جہاد دیکھ
ایک ایک نوجواں کا لقب نامراد دیکھ

۱۸

وہ نور وہ سپیدہ وہ صبحِ اجل نما
وہ نعرۂ اذان و اقامت وہ مقتدا
یکجا ہیں اتقیا تھے ترائی میں اشقیا
فکرِ وضو میں قبلۂ دین نورِ کبریا
پانی کے لانے سے جو تھا معذور آفتاب
حاضر تھا آفتابہ لئے دور آفتاب

۱۹

آئی صدا سے خضر کر لبیک یا امام
لے آؤں بھر کے مشکوں میں آبِ بقا تمام
کوثر پکارا زیرِ قدم میں کروں مقام
باران نے دی ندا کہ برسنے لگے غلام
شہ بولے اپنے خون سے وضو اب کریں گے ہم
پانی کا ذکر جانے دو پیاسے مریں گے ہم

۲۰

لکھا ہے باوضو تھے امامِ ملک خصال
جاگے تھے رات بھر پئے طاعاتِ ذوالجلال
پڑھ کر مگر فریضۂ صبحِ شبِ قتال
تجدید کا وضو کی بدستور تھا خیال
دھویا وضو سے ہاتھوں کو اور شکرِ رب کیا
پہنا کفن جہاد کا زیور طلب کیا

۵۲۱

نام سلاح سن کے حرم پر چھری چلی
اٹھی سلاح لانے کو زہراؑ کی لاڈلی
سنتی ہے آہ راستے میں کیا وہ دل جلی
آواز آ رہی ہے کہ فریاد یا علیؑ
سمجھی جدائی بھائی بہن میں جو ہوتی ہے
یہ روح فاطمہؑ ہے کہ خیمہ میں روتی ہے

۵۲۲

کلثومؑ کو پکاری وہ حیرت کی مبتلا
پہچانو تو بہن مری ماں کی ہے یہ صدا
آئی سلاح خانے میں تو اور غل سنا
کی ہر طرف نگاہ کہ یہ ماجرا ہے کیا
کیا دیکھتی ہے بیٹی نبیؐ کے وزیر کی
روتی ہے ذوالفقار جناب امیرؑ کی

۵۲۳

یوں صبحدم غلاف میں ہے تیغ اشکبار
منہ ڈھانپتے ہیں وقت سحر جیسے سوگوار
پھر خود بھی روئیں بیٹھ کے نزدیک ذوالفقار
دل میں کہا کہ خیر کرے میرا کردگار
وسواس مجھکو آتا ہے تشویش ہوتی ہے
حضرت سوار ہوتے ہیں اور تیغ روتی ہے

۵۲۴

فرمایا ذوالفقار سے ہے وقت یاوری
شہزادہ رن پہ چڑھتا ہے اور کم ہیں لشکری
جوہر دکھانا فتح کے لئے تیغ حیدری
وہ بولی آہ آہ تری بے برادری
مہمان شام سے ہیں تمہارے سحر تلک
اب زندگی حسینؑ کی ہے دوپہر تلک

۵۲۵

زینبؑ کا سینہ پھٹ گیا جی سنسنا گیا
لا کر سلاح شہؑ کو دئے اور غش آ گیا
سر پر جو خود شہؑ نے دھرا نور چھا گیا
پہنی زرہ تو موج میں دریا سما گیا
باندھی جو ذوالفقار نبیؐ کے وزیر کی
قبضہ میں آئی شان جناب امیر کی

۵۲۶

ناگاہ الوداع بھی آغاز ہو گئی
کہہ کر بتولؑ اپنے مسافر کو رو گئی
بانو پکاری لو مری تقدیر سو گئی
بچوں کو لے کے پیش شہؑ نیک خو گئی
بولی نہ باپ سر پہ نہ ماں میرے پاس ہے
والی یہ ننھے بچے ہیں اور تیری آس ہے

۵۲۷

شہؑ نے کہا خدا تو ہے گر ہم نہیں نہیں
منت کی اس نے لے شہؑ عالم نہیں نہیں
لونڈی بچے حضور ہوں بیدم نہیں نہیں
بچوں کا بچپن اور یہ ماتم نہیں نہیں
شہؑ بولے جو مشیت حق ہے وہ ہونا ہے
ہمکو شہید ہونا ہے اور تم کو رونا ہے

۵۲۸

عابدؑ کو اک صحیفہ کیا شاہ نے عطا
بولے یہ ہے امانت معبود ذوالعلا
لائے ہیں عرش سے شب معراج مصطفےٰؐ
نام اوصیا کے لکھے ہیں اسمیں جدا جدا
آیا ہے نانا جان سے مجھ خستہ جاں تلک
پہونچے گا تیرے مہدیؑ آخر زماں تلک

۵۲۹

تکلیف ہر امامؑ کی ہے اس میں حسبِ حال
حیدرؑ کو حکم خانہ نشینی تھا تیس سال
بھائی کو بہرِ صلح تھا فرمانِ ذوالجلال
کارِ حسینؑ پائے گا خنجر سے انفصال
وہ بولا میرے واسطے کیا اے امامؑ ہے
فرمایا تازیانے ہیں اور قیدِ شام ہے

۵۳۰

یہ کہتے تھے کہ جانبِ پہلو پڑی نظر
دیکھا سکینہؑ روتی ہے سینے پہ رکھ کے سر
اور ہاتھوں پر لپیٹا ہے دامن کو کھینچ کر
فرمایا چھوڑ دو کہ مسافر ہے یہ پدر
بی بی کے دادا جان کے گھر آج جاتے ہیں
جاتے ہیں اور تمھیں بھی وہیں ہم بلاتے ہیں

۵۳۱

یہ سنتے ہی سکینہؑ ہوئی ششدر و حزیں
حضرت سے روٹھ کر یہ پکاری وہ مہ جبیں
تسکین کیا ہو ساتھ تو لے چلتے ہی نہیں
فردوس میں بلائیں گے بیٹی کو شاہِ دیں
بابا حسینؑ تم ہمیں بہلا کے جاتے ہو
صغراؑ کو بھی تو آج تلک یاں بلاتے ہیں

۵۳۲

وعدہ قسم کے ساتھ اگر ہو تو مانیں ہم
امت ہے تم کو پیاری اسی کی تمھیں قسم
کیوں کلمہ گو یہ ور نیکو یہ کلمہ کیا ہے کم
امت ہی نے حسینؑ کے سر کو کیا قلم
مہماں بلا کے پانی سے ترسا کے پیاسے کو
مارا کنارِ نہر نبیؐ کے نواسے کو

۳۳

القصہ اُس کو دیکے تسلی ہزار ہا
رخصت ہوا سکینہ سے فرزندِ مرتضیٰ
ماتم سرا تھا پھر تو خطابِ حرم سرا
مدت کا گھر بسا ہوا اک دم میں لٹ گیا
اکبر بڑھے جناب کا رہوار لانے کو
فضہ چلی بارگاہ کا پردہ اُٹھانے کو

۳۴

تشریف جانبِ درِ دولت حسین لائے
فضہ نے بارگاہ کے پردے اُدھر اُٹھائے
خدام پنج نوبت حشمت بجاتے آئے
باہر تو واہ واہ تھی اور گھر میں ہائے ہائے
یوں شمع سے فروغ تھا آگے جناب کے
جیسے چراغ دن کو حضورِ آفتاب کے

۳۵

پھولا طلوعِ صبح سے جلوے کو روزگار
خود صبح دیکھنے لگی شبیر کی بہار
رکھ کر جبیں پہ پنجۂ خورشید زرنگار
فضہ کی طرح صبح نے مجرے کیے ہزار
خطِ شعاعِ صبح کے دستِ نیاز تھے
شہ کی بلائیں لینے کو ہر دم دراز تھے

۳۶

مجرائی بارگاہ میں آئے اِدھر اُدھر
نذرانہ ایک ہاتھ میں تیغ ایک میں سپر
یہ ماہ و بحال تھے اور ہر طرف قمر
کہنے لگی زمین فلک سے پکار کر
لا گوہرِ نجوم تصدق کو درج سے
حیدر کا آفتاب نکلتا ہے برج سے

۵۳۷

مثلِ براق نازکناں آیا ذوالجناح
خیرالعمل قیام تو سرعت علی الفلاح
یوں نعرہ زن تھا جیسے موذن علی الصباح
انجم کو سجدہ نعل کی محراب میں مباح
دل چرخِ نیلی پوش کا اُس دم دھڑکتا تھا
شعلہ تو وہ نہ تھا پہ ہوا سے بھڑکتا تھا

۵۳۸

پہلے ہوئے رکاب و عناں سے تو شاد شاد
پیرانِ باکمال و جوانانِ نامراد
پھر دیکھ کر سوار ہوئے شاہ خوش نہاد
لیکن رکاب تھامنا زینبؑ کا آیا یاد
سر کھول کر بہن یہ پکاری حسینؑ کی
یارب دکھا نا پھر بھی سواری حسینؑ کی

۵۳۹

پھر تو ہزاروں ہاتھ اُٹھے رن میں ایکبار
غل پڑ گیا وہ نائبِ حیدرؑ ہوا سوار
ہاں یارو — مورچوں سے جمو ہوشیار
سنگِ فساں سے فوج نے خنجر لیے اُتار
عباسؑ شہؑ کے سر پہ علم کھولنے لگے
بڑھ کر نقیبِ پیش نگہ بولنے لگے

۵۴۰ مطلع

عصمت سرا سے جبکہ بر آمد ہوئے جناب
عباسؑ لائے مرکبِ ابنِ ابو ترابؑ
حاصل جدا جدا کیا ایک ایک نے ثواب
چومے عناں نے ہاتھ گری پاؤں پر رکاب
جب زینِ ذوالجناح پہ صابر مکیں ہوا
غل تھا کہ عرش عرش پہ کرسی نشیں ہوا

۴۱

رن کو رواں سواریِ سلطانِ دیں ہوئی
لبیک کہہ کے پشت پہ فتحِ مبیں ہوئی
دوڑے جو پا و پا تو تو اثر گیں ہوئی
پیچیدہ بورے کی طرح سے زمیں ہوئی
تقسیم سر سے گردِ سواری نے کر دیا
شیشہ فلک کا کل جواہر سے بھر دیا

۴۲

کیا شاہ کی شکوہِ سواری کہوں میں واہ
نقارہ آسمان جلاجل تھے مہر و ماہ
ساتوں نجوم حاشیہ پوس بساطِ راہ
تھے شش جہت بزیرِ علم طالبِ پناہ
اقبال جس کا عرش ہے وہ اک غلام تھا
فتح و ظفر نقیبوں کی جوڑی کا نام تھا

۴۳

جلوہ فلک فلک تھا تجلّی زمیں زمیں
مجرا قدم قدم تھا تو سجدہ جبیں جبیں
جنات دُور دُور ملائک قریں قریں
خورشید ذرّہ ذرّہ تھا سایہ کہیں کہیں
باطل کو حق نے بسملِ تیغِ غضب کیا
ایماں نے بڑھ کے کفر سے جزیہ طلب کیا

۴۴

سب ماہرو تھے شاہ پہ ہالہ کیے ہوئے
مرنے پہ دل دیے ہوئے باگیں لیے ہوئے
جامِ ولائے ساقیِ کوثر پیے ہوئے
پیمانے شکوہ روزِ ازل سے کیے ہوئے
آ آ کے معرکے میں برابر کھڑے ہوئے
نو لاکھ کے حضور بہتّر کھڑے ہوئے

۵۲۵

اللہ رے حسنِ یوسفِ بازارِ حیدری
اللہ مشتری تھا تو جبریل جوہری
پھرتے تھے گرد سر کے چہ زہرہ چہ مشتری
گرتے تھے پاؤں پر چہ سلیماں چہ لشکری
قیمت کے درجِ حسن و وفا نے سوا کئے
بیعانہ میں خدا نے دو عالم عطا کئے

۵۲۶

یوں شہ نے کی درست صفِ میمنہ نخست
جسطرح دوشِ راست پہ نیکی نویس چست
باندھا جو میسرہ تو ہوا کفر اور سست
پھر قلبِ فوج یادِ خدا سے کیا درست
کیا کہئے کیا یہ لشکرِ قدرت شکوہ تھا
گلشن تھا آسمان تھا دریا تھا کوہ تھا

۵۲۷

آقا تھے روح چار عناصر یہ جاں نثار
ایک ایک ہشت کشورِ جنت کا تاجدار
یوں شہ سے وصل انکی صفوں کا تھا آشکار
جسطرح ایک لفظ حسینؑ اور حرف چار
جیسے خلاصہ چار ملک ذوالجلال کے
ویسے یہ چار غول شہِ خوشخصال کے

۵۲۸

وہ تن پہ زیبِ اسلحہ وہ صف کشی کی شان
وہ حیدری جوان وہ پیغمبری نشان
وہ سامنے فرات وہ سوکھی ہوئی زبان
وہ حق کے میہمان قضا انکی میہمان
شہ کے محب حبیبِ رسولِ زمن کے تھے
بلبل تھے اس چمن کے تو پھول اس چمن کے تھے

۵۴۹

بر زرہ وہ تیغوں کے جوہر اوتار ہیں
شیرِ خدا سے داد و دم گیر و دار ہیں
بر رکاب و پیادہ اسفندیار ہیں
اُسکے غلام رستم و دستاں کو مار ہیں
غالب بلند و پست پہ تھے وہ جہان میں
گردوں کمند میں تھا زمیں تھی کمان میں

۵۵۰

یٰسین کی وہ محبت کا پڑھتے تھے
کیا ذہن تھا لکھا ہوا قسمت کا پڑھتے تھے
میکال خطبہ اُنکی فضیلت کا پڑھتے تھے
جبرئیل صیغہ اُنکی اُخوت کا پڑھتے تھے
وہ خاص جاں نثار شہِ خاص و عام تھے
جو رتبے خاص خاص تھے عثماں غلام تھے

بہ ارادہ ... الامین خلیفہ خوشت کا پڑھتے تھے

۵۵۱

فارغ نماز روزہ و حج و زکات سے
عصیاں سے یوں علیحدہ وہ جیسے برات سے
مرنے سے شاد جیسے کہ دولہا برات سے
دنیا سے یوں کنارے تھے جیسے فرات سے
کوثر سے یوں قریب تھے جیسے حسینؑ سے
دل آفتاب اُنکے شہِ مشرقین سے

۵۵۲

اک ایک خضرِ لشکر و الیاسِ قافلہ
شیرانِ تیغ دست و دلیرانِ دہ دلہ
ملتا تھا شیرِ حق سے شجاعت کا سلسلہ
ہفتم سے بے غذا تھے پہ لب پر نہ تھا گلہ
فولاد پوش فوجِ خدا کیا دلیر تھے
بے زخم کھائے جینے سے کفار سیر تھے

۵۵۳

ناگاہ مثلِ موج بڑھی فوجِ بدشعار
کالے نشان کھولے ہوئے سب سیاہ کار
اک سمت کو سناں پہ سناں مثلِ شاخسار
اور اک طرف سپر پہ سپر مثلِ لالہ زار
قرنا ہوئی پیادوں میں ڈنکا رسالوں میں
لعنت کا نقش مُہر ہیں دوزخ قبالوں میں

۵۵۴

آہنگِ جنگ پر ہوئے آہنگ جا بجا
بغدادیوں نے نغمۂ قانوں کی ادا
کی رومیوں نے بانگ سے و جنگ پر رجا
ناساز طبعِ شرع وہ ہر ساز کی صدا
صحرا کا سینہ شورِ دہل سے دہل گیا
(نسخہ) میداں صدائے گرم جلاجل سے جل گیا

نسخہ عنقا

۵۵۵

مثلِ نظر جدا ہوئی چشمِ عمر سے دور
ایماں کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا شعور
چھوڑا شقی نے تیر سوئے شاہ بے قصور
روحِ بتول رونے لگی باپ کے حضور
بولی نہ رحم آیا مرے نورِ عین پر
اوبا تیر پڑنے لگے اب حسینؑ پر

۵۵۶

ہادی چلا ہدایتِ اُمت کے واسطے
یعنے ادائے خطبۂ حجت کے واسطے
غازی پلے سے نکلے حفاظت کے واسطے
شہ بولے ہے خدا تو حمایت کے واسطے
ٹھہرو کہ آبرو میں نہ میری خلل پڑے
ایسا نہ ہو کہ خیمہ سے زینبؑ نکل پڑے

۵۷

یوں ظالموں سے فرق پہ ٹھہرے شہِ ہدا
جس طرح دور کافروں سے رحمتِ خدا
بولے عمرؔ سے حق خلیفہ کیا ادا
سیدؑ پہ ظلم کرنے میں کی تو نے ابتدا
ہشیار سخت معرکۂ روزِ جزا کا ہے
یاں سامنا حسینؑ کا ہے واں خدا کا ہے

۵۸

وارث ہے انبیاؑ و اولوالعزم کا حسینؑ
حجت ادا وہ جیسے نبی کرتے تھے شہِ دین
ہے نورِ عینِ خیرِ خداؐ پر بھی فرضِ عین
اظہارِ امرِ دینِ خدا و نہی مشرقین
لازم ہے پند و وعظ کہ دن ہے نجات کا
یہ جمعہ آخری ہے ہماری حیات کا

۵۹

پرحق سے سپاہ میں فصحائے عرب کو اب
ہاں قاریانِ کعبہ کو بھی کر تو منتخب
تفسیر داں حدیث شناس آئیں سب کے سب
مہمان خشک لب سے سنیں لہجۂ عرب
ہیں کاشفِ علوم ہم اور خالقِ علیم ہے
داؤدؑ کی زبان ہے بیاں کلیمؑ ہے

۶۰

ہر فرد کی عمرؔ نے پڑھی فردِ خال و خط
چیدہ رسالوں سے فصحا کو کیا فقط
آگے بڑھے وہ ناز سے سحبان کی نمط
بھیجا ہوئے جو قاریٔ قرآں تھے خود غلط
بڑھیں حاملوں کو ہمراہ لے کے ہوئے
قتلِ امام کے لئے خنجر لئے ہوئے

٦١

ان دو گروہوں سے تو کیا ارض حج مقام
سب اہل شام و کوفہ پڑھے سننے کو کلام
کی عرض بیبیوں نے کہ بسم اللہ اے امام
جنبش میں آئے لعل لب شاہ تشنہ کام
قدرت کے گل کھلے چمن کائنات میں
غنچے سے پھول جھڑنے لگے بات بات میں

٦٢

پہلے خطاب قاریوں سے شہ نے یہ کیا
قرآں کے حفظ کرنے میں ہو وقف و انما
پر حفظ آبروئے پیمبر نہیں ذرا
معنی کو چھوڑ کر ہوئے حرف آشنا تو کیا
مصحف ہے کیا ولائے شہ بدر و حنین کی
ترتیل کیا ہے رتبہ شناسی حسین کی

٦٣

یٰسین میں ہے خطبہ تعریف مصطفیٰ
ہے ہل اتیٰ میں منقبت شاہ لافتیٰ
والفجر میں حسین کا ہے ذکر جا بجا
نازل ہے آیہ آیہ مری شان میں جدا
ارفع مرتبے میں علی و بتول ہیں
والد مرے ہیں نانا محمد رسول ہیں

٦٤

والفجر صبح آج کی ہے اے گروہ شام
جس صبح کی حسین نہیں دیکھنے کا شام
روشن ہے ترجمہ و لیال کا بھی تمام
دہ دن یہی شبیں ہیں رہا جن میں تشنہ کام
یا ایتہا النفس مطمئنہ حسین شہید ہے
منظور یہی ہے گو کہ بلائے شدید ہے

٥٦٥

میں ہوں امیر شش جہت و حاکم زمن
مثل نبی ہوں کاشف ہر سر و ہر علن
مقصود چار دفتر معبود ذو المنن
ترکیب پنج سورۂ اسماے پنجتن
ایمان و شرع کے ہیں فروع و اصول ہم
ہیں آیہ و حدیث خدا و رسول ہم

٥٦٦

قرآں میں قتل نفس کی حرمت ہے جابجا
پیرو کا خون حلال کہاں سے ہمیں ہوا
ہے نفس مصطفےٰ بخدا سبط مصطفےٰ
آخر ہے اے عمر من قتل مومنا ہے کیا
سیّد نہیں امام نہیں مقتدا نہیں
مومن بھی ہیں تمہارے عقیدہ میں کیا نہیں

٥٦٧

مقروض ہوں کسی کا نہ تقصیروار ہوں
پھر کیا سبب جو نرغہ میں لیل و نہار ہوں
واجب ہے تجھ پہ رحم کہ محزون و زار ہوں
یار و عیال دار ہوں اور بےدیار ہوں
تم لوگ کچھ خدا و نبی سے بھی ڈرتے ہو
کس کا کیا ہے خون جو مجھے قتل کرتے ہو

٥٦٨

میں نے کسی کے بیٹے پہ کی ہو اگر جفا
بدلا لے میرے سامنے اکبر کو دو سزا
ناحق اگر مٹاؤ نہ تصویر مصطفےٰ
شرعاً جو بد کیا ہو تو یوں بھی ہے بھلا
انصاف گر کرو تو ابھی فیصلہ آپ ہے
جسکا حساب پاس ہے بیٹا اسکو آپ کے

۶۹

ہیں شہسوار دوش نبی، بشیر و نذیر ہوں
مسند نشین تخت جناب امیر ہوں
بے کس ہوں فاقہ کش ہوں غریب و فقیر ہوں
بے یار و بے پدر ہوں یتیم و اسیر ہوں
کیوں منتقم کوئی بھی یہ مہماں سے کرتا ہے
سید پہ آج تیسرا فاقہ گذرتا ہے

۷۰

نیچا اگر کہوں تو نہ مانو گا نہیں
مہماں بیویوں کا بھی پیاسا رہا نہیں
ہو کر نمازی تمہیں خوف خدا نہیں
مجھکو جو چاہے کہتے ہیں تم کو حیا نہیں
آب فرات طائر چمن سے سب نوش کرتے ہیں
سادات آج تیسرے فاقہ سے مرتے ہیں

۷۱

ہو جاتی ہے بشر سے خطا اب بھی باز آؤ
توبہ کرو خدا سے نہ مجھ سے ہاتھ اٹھاؤ
بالفرض مجھ سے بغض ہے بچوں پہ رحم کھاؤ
جنکی غذا ہے دودھ انہیں پانی تو پلاؤ
چھوٹے ہیں چھ مہینہ کا معصوم غش ہے آہ
فاقہ ہی فاقہ آہ عطش ہی عطش ہے آہ

۷۲

ہوتا ہے جسکا نیزہ وہ باغ عطا ہوں میں
ذرہ ہے جسکا قطرہ وہ بحر سخا ہوں میں
ہر دو ہے جسکا قبلہ وہ قبلہ نما ہوں میں
حاجی ہے جسکا کعبہ وہ بیت خدا ہوں میں
جسکا لقب دوا ہے میں وہ درد آشنا ہوں
جسکا اثر شفا ہے میں وہ خاک پاک ہوں

۷۳

بابا مرا رسولؐ کا قائم مقام ہے
نانا مرا رسولؐ علیہ السلام ہے
کلمہ میں اور قرآں میں مرے جد کا نام ہے
نام نبیؐ کے بعد علیؑ کا کلام ہے
ماں وہ کہ جس پہ زہد و ورع کا ہے خاتمہ
ہے بعد ہر نماز کے تسبیح فاطمہ

۷۴

تو بولو نام شرع مٹاتے ہو تم کہ ہم
ایماں کا آفتاب چھپاتے ہو تم کہ ہم
کعبہ کو روز جمعہ گراتے ہو تم کہ ہم
زہرا کو صبح عید رلاتے ہو تم کہ ہم
عاجز نہ جانیو ہمیں قوی ہوں دلیر ہوں
جو کبریا کا شیر ہے میں اُس کا شیر ہوں

۷۵

گر حکم دے زمیں کو ابنِ ابو تراب
قاروں کی طرح تم کو نگل جائے وہ شتاب
چاہوں تو میرے نیزے پہ آجائے آفتاب
تم سب کے سب ہو آتشِ خورشید سے کباب
چشمِ کرم حسینؑ جو اُمت سے پھیر لے
یہ نہر علقمہ ابھی سب کو گھیر لے

۷۶

ہر لفظ کے امامؑ نے معنی دکھا دیے
دریائے علم خشک زباں سے بہا دیے
نام اپنے نعروں سے فصحا نے مٹا دیے
سر قاریوں نے شرم و حیا سے جھکا دیے
پھر یک زباں یہ کہنے لگے سب پکار کر
حاکم کو نذر دیں گے یہی سر اُتار کر

۵۷

فرمایا حُر حق سے ہے پیارا نہ گھر نہ سر
تم پہ ہوا نہ وعظ و نصیحت کا کچھ اثر
مطلب تھا ہم کو جس سے وہ سب ہم پہ ہوا اِدھر
جو حیدری تھا ہو گیا ایماں سے بہرہ ور
بولا عمر اُدھر کوئی ایسا جری نہیں
سب دوست ہیں یزید کے اک حیدری نہیں

۵۸

شہ نے کہا یہی تو ہیں اسرارِ کردگار
جو وہم میں نہ آئے وہ ہو جائے آشکار
حیدر کے نام سے تو دو عالم ہیں برقرار
ہے انبیا کو اُن کی ولایت سے افتخار
بے مرتضیٰ رسولوں کی پیغمبری نہیں
وہ بندہ خدا نہیں جو حیدری نہیں

۵۹

یہ کہہ کے اپنی فوج کی جانب پھرا امام
واں مورچے بڑھا کے بڑھی آگے فوجِ شام
لشکر میں حُر کا جسم لرزنے لگا تمام
آقا کی باتیں سنتے ہی وہ ہو گیا غلام
آنے لگی بہشت کی نکہت دماغ میں
حوریں پکارنے لگیں جنت کے باغ میں

۶۰

آنکھوں سے پردہ اُٹھ گیا دیکھا اُس گھڑی
فوجِ حسین عرش کے پہلو میں ہے کھڑی
قومِ یزید قعرِ سقر میں نظر پڑی
آتش کے طوق پہنے اور آتش کی ہتھکڑی
یوں تھرتھرا کے خاک پہ حُر بیک گرا
گویا زمیں پہ اپنی جگہ سے فلک گرا

۵۸۱

آواز دی غلام کو آ تجھ کو تھام لے
مشکل کا وقت ہے شہِ مرداں کا نام لے
دریا پہ چل سمند کی میرے لگام لے
اللہ ان لعینوں سے جلد انتقام لے
در وا جدا مسیحؑ سے یہ دردمند ہے
کیا جانے باپ تو یہ کھلا ہے کہ بند ہے

۵۸۲

فی الفور لیکے نام شہنشاہ ذوالفقار
ہو اسپ پر غلام نے حرؑ کو کیا سوار
دریا پہ غسل توبہ کو آیا وہ نامدار
آئی یہ گوشِ دل میں صدا ہو کے ہوشیار
دریا میں غسل کیجیو پانی نہ پیجیو
اور پیجیو تو خواہشِ کوثر نہ کیجیو

۵۸۳

حرؑ نے کہا خدا کی طرف سے ہے یہ ندا
پھر بادپا کے منہ سے لگام اُٹھ گئی جدا
پانی لگا پلانے تو گھوڑے نے دی صدا
آقا نہیں نہیں نہ پلا وا محمدا
پیاسا جناب صاحبِ دلدل کا لال ہے
پانی بھلا حرام ہے اب یا حلال ہے

۵۸۴

شاباش کہہ کے گھوڑے کو اُترا وہ نامدار
کھولے سلاح اُتاری قبا تن سے ایکبار
دریائے معرفت ہوا دریا سے ہمکنار
غوطہ لگا کے ہو گیا بحرِ گنہ سے پار
نکلا تو غرق دوستیِ پنجتنؑ میں تھا
حرفِ گنہ نہ پھر کسی جزوِ بدن میں تھا

۵۸۵

لیکن لباس کرنے لگا جبکہ زیبِ تن
اک ہاتھ واں ہوا سے ہوا آکے صف فگن
اُس ہاتھ پر دھرا ہوا اُجلا سا پیرہن
ہاتف نے دی ندا کہ مبارک ہو پیرہن
اب تو خدا کے ساتھ خدا تیرے ساتھ ہے
یہ جانِ جاں ہے یہ حیدرؑ کا ہاتھ ہے

۵۸۶

خوش ہو خدا کے ہاتھ سے تیرا ہر ایک کار
اب جلد آ علیؑ کو ہے تیرا انتظار
حوریں ترے فراق میں ہیں کب سے بیقرار
ہاں جانِ فاطمہؑ پہ دل و جاں سے ہو نثار
خلعت تو پایا فاتحِ بدر و حنین سے
رُومال فاطمہؑ کا ملے گا حسینؑ سے

۵۸۷

حرؑ نے زمیں پہ سر سجدہ جھکا دیا
دستِ خدا نے جلوۂ نورِ خدا دیا
تن پر سنوار کر یہ عمرؑ کو سُنا دیا
دیکھا کہ اپنے عبد کو مولاؑ نے کیا دیا
معلوم ہو گیا اثر گفتگوئے شاہؑ
بندہ وہ حیدری ہے کہ جاتا ہے سوئے شاہؑ

۵۸۸

ہاں اہلِ شام روک تو لو تم مجھے بھلا
یہ سُن کے سدِّ راہ ہوئی فوجِ اشقیا
فردوس کی ہوا میں اُڑا حرؑ کا بادپا
جیسے کڑی کمان کا ناوک یہ جا وہ جا
پھر یہ بلند قدر کجا وہ لعیں کجا
حقا کہ آسمان کجا اور زمیں کجا

۵۸۹

مطلع جب مشرکوں سے حر مسلماں جدا ہوا

غل تھا کہ مشرکوں سے مسلماں جدا ہوا
ظلمت سے نور کفر سے ایماں جدا ہوا
نصرانیوں سے عیسیٰ دوراں جدا ہوا
بادل سے آفتاب درخشاں جدا ہوا
گرتا ہوا علیؑ کی مدد سے سنبھل گیا
عقرب سے چاند چاہ سے یوسفؑ نکل گیا

نسخہ — جنت کو کس طریقے سے حر بر محل گیا

۵۹۰

دریا کی طرح موج پہ تھی فوج اہل نار
اُس میں ہر نہنگ تھی ہر متن تیغ آبدار
حرؑ حبِّ اہلبیت کی کشتی پہ تھا سوار
جنکا کہ نا خدا تھا خدا وہ بزرگوار
کوسوں کنارے ظلم کے گرداب کر گئے
غل تھا وہ رُود نیل سے موسیٰؑ گذر گئے

نسخہ۔ اس موج [illegible]

۵۹۱

تیغوں کے شعلے لپکے بڑھے گبر بدیم
کی حرؑ کے گرد آتش نمرود شعلہ ور
پہونچا نہ ہاتھ شعلے کا تا گردن و کمر
ہنگام جست مرکب حرؑ بن گیا شرر
مژدہ دیا سروش نے یہ جبرئیلؑ کو
پھر آگ سے علیؑ نے نکالا خلیلؑ کو

۵۹۲

ڈھالوں کا ابر بڑھتے ہی رہوار کے گھٹا
پانی ہو جیسے جلوۂ خورشید سے گھٹا
پردہ کتانِ گرد کا اس چاند سے پھٹا
بدلی نگہ جو حرؑ کی تو کوسوں فلک ہٹا
دو لاکھ بجلیاں تھیں اور اک یہ نہال تھا
دل باوفا کا فضل خدا سے نہال تھا

٦٣

پہونچا قریب فوج خدا جب وہ باوفا
پھر چرچا ہوا حسینؑ کے لشکر میں جابجا
ہشیار اے امامؑ کے اصحاب و اقربا
ہاں نیزے تانو تیغیں بڑھا لو غضب ہوا
آتا ہے وہ فرس کی ادھر باگ پھیر کے
لایا ہے کربلا میں جو سیدؑ کو گھیر کے

٦٤

زینبؑ کے کان میں یہ خبر پہونچی ناگہاں
بیتاب ہو کے ڈیوڑھی پہ آئی وہ خستہ جاں
رو کر پکاری اکبرؑ و عباسؑ ہیں کہاں
جان حسینؑ کے رہیں لگ کر نگاہباں
کہدو یہ میرے شیروں سے سینہ سپر کریں
میں دودھ بخشتی ہوں نثار اپنے سر کریں

٦٥

ہاں حرؑ کو روکا شقیوں نے ادھر اُدھر
پوچھا کدھر کدھر ہمیں بتلا ٹھہر ٹھہر
رستے میں ہاتھ ڈالا تھا حضرتؑ کی باگ پر
اب کیا خیال بے ادبی ہے بیان کر
زینبؑ کے شیر نیزے چھوٹے سے تول کر
للکارے پہلے تیغ و سپر رکھ کے کھول کر

٦٦

حرؑ کو بھی جوش الفت شبیرؑ آ گیا
آواز دی کہ روکنے سے کیا ہے مدعا
تقصیر وار ہوں تو جناب حسینؑ کا
چاہیں بحل کریں مجھے چاہیں وہ دیں سزا
جو ہیں وہ تم غلام امامؑ کریم ہو
فرق اتنا ہے جدید ہوں میں تم قدیم ہو

٩٧

جو وہ منفعل ہوں مجھکو الٹی گسنی کہا نہ وطعنہ ہو
کہ کمر سے گو رو عذر پزیر اس غلام کو
جب تک الٹنا نہ بیگانہ بدن ایسا پیر ان سے اوجھو
یارک سے اوڑ بیکس و پہ سے ہیں سلطان نیکو
کرتا ہے کہ یا کنیا نگار خطا نخبوان سے دو
ہے یہ اپنا آتون کے تا الجھا و اچھا نہ جا دو

٩٨

ھا ایک کا اسلام ہماری سے پیار دزن کا حال
مشغق ہیں حضور زوقول ہے ہم اجلال
پھر اس سے پگھلا کہ ایک اہل فاہمہ عیل کا نزال
زنجیری ہیں ہیں کہ گھر اپنے ہوں کی اپنے اینگی جمال
جو سے کہ حسن بیان نازہ کیا بیتہ پکو دیوان ہے
پہ بیری کا جان ہے مرا دیوان ہے

٩٩

پنہ وقصور پہ سے جھکو وار عرف ہی
الزام ور دنیا میری حیا ہے خلاف ہی
پچھ ہے کہ بیکس ہے ہی بھی اوا الزانہ بی
کہ یہ گناہ کس بی حفظا سب معاف ہے
جانے دو با دو آگے کے پیشتر کو بجا ہے ادو
حدسے عاشق جیسی کہ آ ہے اور دو

١٠٠

پنجنتہ سے الکہ دو پھر سے فتنہ آج خواہ
لاسے نیاز اور عرض وفن سے حضور عذر خواہ
کھو دے سے اپنے آگے کے اور باہمی
جب ہوا کلام لطف نے انگو نہ تھا باد اداہ
جو ہر یارون ہی سے سر افرازیں سے کچھ
مسلم کر کیا عزت لا زیب بیچی رکھا

۱۰۱

پہنچے جو حجروں میں عابد وہ جو بڑی کی ہو عطا
اب منتظر ہیں بندے کے کوثر پہ مرتضیٰ
کہنے لگے لپٹ کے گلے سے شہِ ہدیٰ
ہے ہے مرے رفیق تو کیا آیا کیا چلا
مہمان ابھی تو تیری مدارات چاہیے
کی عرض اُس نے خلد کی سوغات چاہیے

۱۰۲

فضّہ پکارتی ہوئی یہ آئی ناگہاں
لوگو! مری عزیزی کا مہمان ہے کہاں
دروازے پہ بار آئی ہے مخدومۂ جہاں
عابد کو تپ ہے وہ نہیں آسکتے ہیں یہاں
اکبر کے پیار سے نہیں کم اُسکا پیار ہے
زینب بلائیں لینے کی امیدوار ہے

۱۰۳

آقا کے ساتھ حُر سوئے عصمت سرا چلا
شاہزادی کے سلام کو جھکتا ہوا چلا
زینب بلائیں لیتی تھی اور دیتی تھی دعا
آیا جو در پہ کہنے لگی بنتِ مرتضیٰ
انجام نیک ہوتا ہے ہر نیک ذات کا
پرکھ کر کیا سبب ہوا تیری نجات کا

۱۰۴

سر سے عمامہ پھینک کے حُر نے کہا کہ آہ
کوفہ سے جب چلا میں سوئے شاہِ دیں پناہ
دیکھا یہ خواب میں شب اول خدا گواہ
گھوڑے کا میرے نعل گرا درمیان راہ
بازار میں گیا ہوں میں یکسر سمند کو
اور ڈھونڈھتا ہوں چار طرف نعل بند کو

۱۰۵

میں جو ابھی تھا کوفے کی بازار کو رواں
ناگاہ اک ضعیفہ نے آ کر کیا بیاں
تجھ کو بلا رہی ہیں حسینؑ و حسنؑ کی ماں
میں بولا تجھ کو خیر ہے زہراؑ یہاں کہاں
وہ بولی ہاتھ رکھ کے دل پاش پاش پر
مرتی ہے فاطمہؑ مسلمؑ کی لاش پر

۱۰۶

وہ بی بی کون ہے یہی ہے بتولؑ پاک
ماتھے پہ ایلچی کا لہو گیسوؤں پہ خاک
پہلو شکستہ اور گریباں کفن کا چاک
واسلما زباں پہ ہے اور آہ دردناک
یہ تو بھلا بھتیجا ہے جس پہ روتی ہیں
شیعہ جو مرتے ہیں تو عزادار ہوتی ہیں

۱۰۷

رویا میں اس بیان پہ رویا میں خوب سا
ہمراہ اُس کے ہو گیا کرتا ہوا بکا
دو اک قدم چلا تھا کہ بس دیکھتا ہوں کیا
اک سبز پردہ لاشِ مسلمؑ پہ ہے کھنچا
پردے کے پیچھے روتی ہیں اماں جناب کی
اور اُن کے ساتھ روحِ رسالت مآب کی

۱۰۸

جب سر کو میں جھکا تو پکاری وہ نیک خو
کیوں بھائی کچھ تو قول پہ احسان کریگا تو
میں نے کہا بچشم تو پھر کی یہ گفتگو
سن کہتی ہوں میں تیرے پیمبرؐ کے روبرو
پالا ہے لاکھ پیار سے پیارے حسینؑ کو
تو ذبح کیجیو نہ ہمارے حسینؑ کو

۱۱۰۹

تو بھی اُس غلام نے یہ خواب دیکھ کر
زینبؑ نے دی ندا سوئے کوفہ بچشم تر
اماں بتولؑ روتی ہو مسلمؑ کو اسقدر
کیا حال ہوگا قتل جو ہوگا یہاں پسر
تنہا نہ واں پر اوّل لشکر کو رو دیے
یاں آکے میرے ساتھ بہتّر کو رو دیے

۱۱۱۰

ناگہ پڑی وداع برادر کی دھوم دھام
اکبرؑ کبھی گلے سے لگے اور کبھی امامؑ
ڈیوڑھی پہ آکے رونے لگیں بیبیاں تمام
بیمارِ کربلاؑ نے یہ حرؑ سے کیا کلام
تو نے کیا سلوک شہؑ بحر و بر کے ساتھ
عابدؑ پڑھے گا تیری زیارت پدر کے ساتھ

۱۱۱۱

بڑھ کر سوار ہونے لگا حرؑ نامور
زینبؑ کے دونوں لاڈلے آئے ادھر اُدھر
پھیلا کے کرتے اور حیا سے جھکا کے سر
بولے کہ ہم نے روکا تھا تجھ کو معاف کر
تو نے کیا ہے خوش پسرِ بوترابؑ کو
جعفرؑ کے پوتے تھامینگے تیری رکاب کو

۱۱۱۲

زینبؑ پکاری یہ تو کہی میرے دل کی بات
حیدرؑ کا بھی چلن تھا یہی خادموں کے سات
دونوں کے گرد پھرنے لگا حرؑ نیک ذات
زینبؑ سے کی یہ عرض کہ اے فخرِ کائنات
واجب ادب ہے مجھ کو کہ عالی وقار ہو
ہٹ جائیں اب حضور کہ خادم سوار ہو

۱۱۳
زینبؑ ہوئیں زبان آور سے تیغ زنان
قرباں ہے آپکی تو زینبؑ کا سماں
اور یہ بھی عون آہ نیا ہیچ ہیں بیکساں
فاقوں سے سوار اوح جہاد پہ بیکسان
بچوں سے بھی کم پیاس زیادہ ہوئی ہے
زینب نے بیاہ دی جناب رسولؐ ہے

۱۱۴
رونق فزا ہے ارزن ہوا پھر فوج ذرہ سپہ سو
نصف النہار پہ کیا خورشید نے قرار
رو بخت آن ہو گئے جو اوج کا لون آئے آشکار
ہیبت سے کون تھا کہ تیغ کاری نصیب وار
ہر نیچ و تاب یا دو انجام دیا ہے آگ سی
ہر جیش و جوان بیاد کی پایا ہے آگ سی

۱۱۵
اب ہے بیاں اشارۂ بابا بزرگ کا
بیکس پہ ادل شبیر رحم دین کی حیرت کا
قرآن سے اشارہ ہے ان لطف بار کا
اتنا کی بی آنچ سے حرمؑ کا سر آیا نہ تھا
آنکھیں جو فیض سے تھے حرمؑ کا گھر ہوا
مضمون انکے رحم سے خاصہ مکان زہرا ہوا

۱۱۶ مطلع
دل کو ملال ہے تا بہ غم فراق حسینؑ کا
غم کیونکہ ہو نہ ہو جو ملال حسینؑ کا
خوش ہے وہ جسکو سایۂ دامان حسینؑ کا
بخود ہے وہ جو حسینؑ کا سلطان حسینؑ کا
کیا روز ہے ادل زہرا کا ہے
نصرت جلو میں لشکر سپاہ خدا کا ہے

۱۱۷ھ

کیوں یارو لوگے نامِ آزادی سحر
مطلوب ہے تہ قبالۂ جنت بغیر زر
تصویرِ حرؑ پہ چشمِ ادب سے کرو نظر
آزاد کردۂ شہِ دیںؑ ہے یہ نامور
تائیدِ فاطمہؑ سے مسلماں ہوا ہے حرؑ
ہم مذہب ابوذر و سلماں ہوا ہے حرؑ

۱۱۸ھ

سلماںؓ کا فخر ہے یہ مسلمان باوفا
سلماںؓ تھے ایک نیم مسلماں ہی سے سوا
اور نیم سے کچھؑ ہیں تو حیرت کی ہے جا
سلماںؓ سے حرؑ زیادہ ہے چالیس درجے بڑھ گیا
سلماںؓ سے شرف جو فزوں ہاتھ آئے ہیں
چالیس درجے حرؑ نے شہادت کے پائے ہیں

۱۱۹ھ

سلطانِ حسن حرؑ کا رخِ بے نظیر ہے
اور آپ حرؑ غلام جناب امیرؑ ہے
چرخِ چہارمی پہ جو مہرِ منیر ہے
اس بادشاہ حسن کا چوتھا وزیر ہے
حرؑ عاشقِ حسینؑ دو عالم میں ایک ہے
خاتم فلک نگینہ حرؑ نام نیک ہے

۱۲۰ھ

ہر جزو ہے عناصرِ اربع کا انتخاب
پھولوں کی خاک لعل کی آگ اور گہر کی آب
برسے ہوا کے حرص تو لائے بو تراب
پھر ناریوں کا قرب نہ کیوں جانتا عذاب
شرکت اب آہ و اشک میں آن کی بھی ہے
حرؑ کو موافق آب و ہوا کربلا کی ہے

۱۲۱

بالذات اوج عقد ثریا نہیں ہوا
وہ خرمن اسکے حسن کا ہے خوشہ چیں ہوا
خورشید پاؤں چوم کے گردوں نشیں ہوا
کہکر جبیں جبیں سے فلک مہ جبیں ہوا
چہرہ ہے ایک جلوے گہ بے حجاب ہیں
گویا کہ ایک صبح میں لاکھ آفتاب ہیں

۱۲۲

کیا وصف خال رخ کا قلمبند کیجے
اس بند پر ستاروں کو اسپند کیجے
دل مدحِ رخ کے لکھنے سے خورسند کیجے
نقطے پہ فخر چاند سے وہ چند کیجے
وصف جبین و عارض و خال آشکار ہے
خورشید میں قمر ہے قمر میں ستارا ہے

۱۲۳

رخ ابجدِ مطالع میں قاف میم رے
اور چشم و زلف و چینِ جبیں عین لام ہے
نام علی قمر سے ہے روشن پڑھو اسے
منکر پہ لام عین کہو اور نون سے
جیمیں کہ نام نامی شیر احد نہیں
اس فرد کی کتاب خدا سے سند نہیں

۱۲۴

پاؤں کو کوہ سر کو کہوں چرخ ہفتمیں
یہ بات وہ ہے جسکا کہ سر پاؤں کچھ نہیں
یہ پاؤں علم میں ہیں یہ سر نذر شاہ دیں
آئینہ وار صبح تجلی ہے یہ جبیں
حیران حسن خال سے سارا زمانہ ہے
باطن میں خرمن اور یہ ظاہر میں دانہ ہے

۱۲۵

عارض سے جو بدلی ہوئی مہ پارہ زلفِ عیاں
ابرو سے کچھ اچھی ہے شمشیر برّاں
کاکل سے گئی رات سر سبز پیچ کا خیال
قد سے الف اللہ کا سنبل کا بال بال
قد سے قیامت آئی آگے آگے
ماہ سے بچی نکلی چاند ... کے

۱۲۶

پتلی سے گئی گردشِ ساغر ابرو جدا جدا
ترے آفتاب سے نہ ... ابرو زنداں
تیرا ... سے ... کا سب
... ابرو ... صاف ... کہ ... اڑا
... ابرو ... ہے ... بلبل
... سے ... بیچ

۱۲۷

مژگاں کے سب تیر ہیں دل پر ... مستقیم
اس ... بیتاب ہیں کہ ... زبان ... مستقیم
دونوں طرف سے کاسہ ... ... تسلیم
دانتوں سے ... آئے ... ہم
... ... کا ... زبان ... کا
... ... سے ... ...

۱۲۸

دانتوں کو موتی کہتے ہیں اہلِ سخن
جب نام لیا ہنس کے کہا ... کا مقام
سو سو ... لیا ہنس کے در دنداں ... کا
یاقوت لبوں کو کہتے ہیں لعل ... کی
دونوں لبوں کو ... کہ ... بیان ہے
دو دانت ہیں ... سخن ... کی جان

۱۲۹

پیشانی یا مَن گردنِ حرؔ صبح جیسے شام
شمعِ حرم جھکائے ہے یاں گردنِ سلام
صبح گاہ پہ نور کے درجے ہیں سب تمام
رومال فاطمہؑ کا ہے باقی فقط مقام
بس نور کو تو نور کا پہلو نہ چاہیے
رومال فاطمہؑ کا گلوبند چاہیے

۱۳۰

ہاتھوں کو شاخِ سرو بتاتے ہیں خاص و عام
بندے نے اس مثال کو لیکن کیا تمام
شاخوں میں سرو کی نہیں پھل بھی بہ شکلِ جام
یہ ہاتھ وہ ہیں جن میں کہ ہے دو من تمام
قامت سے ہم رخ کی تجلی دو چند ہے
خورشیدِ حشر اک قدِ آدم بلند ہے

۱۳۱

ہر پنجے سے عیاں یدِ قدرت کی ہے عطا
طغرا نویسِ کن فیکوں نے بصد عنا
بے شبہ پانچ پانچ الف لکھے ہیں جلا
انگشت خوشنما ہیں تو ناخن ہیں خوشنما
کیا انگلیوں پہ ناخنِ پر آب و تاب ہیں
وہ دس ہلال ہیں تو یہ دس آفتاب ہیں

۱۳۲

دل صاف سینہ صاف بدن صاف واہ واہ
تن پر زرہ بتاتے ہیں گو تھا سب نگاہ
پر عقل کہہ رہی ہے کہ بیکو ہے اشتباہ
حرؔ کی صفائے قلب ہے اس بات پر گواہ
دل حرؔ کا مضطرب غمِ شاہِ زمن میں ہے
یہ دل کا پیچ و تاب نمایاں بدن میں ہے

۱۳۳

وصفِ زرہ سے شاد ہوئے صاحبِ ہنر
اب دیکھیں چار آئینے ہیں اور اک سپر
یہ پانچ مہر ہیں نور و الٰہ سے ہیں جلوہ گر
جوشن نہیں ہے حرؑ نے سونپا شاہ کا گھر
مخفی کیا ہے الفتِ سبطِ رسولؐ پر
ظاہر ہے یہ پنجتنؑ کی ہیں حسنِ قبول پر

۱۳۴

آنکھوں کے حلقے اب ہیں زرہ میں لگاتا ہوں
سنبل کی سیر کرنے آنکھوں سے جاتا ہوں
سیماب سے زرہ میں سوا جلوہ پاتا ہوں
تن حرؑ کا آئینہ ہے قسم اس پہ کھاتا ہوں
دیکھو بدن پہ اس زرہِ خوشنما کی شان
سیماب آئینہ پہ ہے قائم خدا کی شان

۱۳۵

چار آئینے نے اور ہی صورت دکھائی ہے
پر آئینہ نہیں ہے سند ہم نے پائی ہے
زائل زرہ کی آنکھوں سے جور و جفائی ہے
آنکھوں پہ چار چشمے کی عینک لگائی ہے
عینک سے جبکہ چار طرف دیکھ لیتے ہیں
بس پنجتنؑ کا عز و شرف دیکھ لیتے ہیں

۱۳۶

چار آئینے نہیں حرؑ کے شرف پر گواہ چار
دیتے ہیں شاہدی کہ ہے حرؑ نامدار
ہمعصر چار امامؑ کا ہے یہ وفا شعار
نائب پسر کو کر چکے ہیں شاہ باوقار
ابتک علیؑ سے تا بہ علی اس زمانے میں
دیکھے ہیں چار امام نبیؐ کے گھرانے میں

۱۳۷

شیریں ادا وہ رخش پری رو ہے زیر راں
کوڑے کا دھیان لائے جو راکب تو یہ کہاں
چٹکی میں چھوڑ دیتا ہے یہ چرخ آسماں
یعنی کرتا زمانے کی صورت ہے کہکشاں
دم بھر بھی آشنا یہ نہیں غرب و شرق کا
دل سوز ہے ہوا کا ہوا خواہ برق کا

۱۳۸

پرکار سے یہ کاوے ہیں جولاں زیادہ ہے
رہوار کو براق کی پرواز یاد ہے
ہنگام پو یہ کشتیٔ باد مراد ہے
پھیرا کہیں جو فوج سے وہ گرد باد ہے
گرمی میں آگ ہے تو نرمی میں خاک ہے
عیبوں سے مثل آب رواں صاف و پاک ہے

۱۳۹

ہنگام اگر چلے کبھی یہ غیرت پری
غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری
صرصر سے ہے بڑھی ہوئی چال کی گری
رفتار کون کہتا ہے یہ ہے فسوں گری
آئینہ اس کے رخ پہ جو دارا پنا در کرے
یہ اس میں اپنے سایہ سے پہلے گذر کرے

۱۴۰

اس رخش پر سوار جو آیا یہ صف شکن
یوں دفعتاً کھڑے ہوئے اعدا کے موئے تن
جو صورت زرہ ہوئے سوراخ پیرہن
بسمل کی نبض بن گئے سر تا قدم بدن
میداں سے پاؤں اٹھنے لگے خود گر گئے
مارا طمانچہ خوف نے منہ سب کے پھر گئے

۱۲۱

کھولا کسی نے جینے سے ہو کر تنگ تنگ
گوشے میں کوئی رکھ کے کمان خدنگ و تنگ
بے وقعت ہوش اُڑ گیا اور بیدرنگ رنگ
یہ کیا تھکے منزلوں، ہوئے پائے پلنگ لنگ
گو مکر و حیلہ ظالموں کے آب و گل میں تھا
اُس وقت بھاگنے کے سوا کچھ نہ دل میں تھا

۱۲۲

ہر صف میں غل تھا کون ہے یا ربّ باوقار
یوسفؑ کا ہم وطن کہ سلیمانؑ کا ہمیار
بوذرؓ کا ہم نسب ہے کہ سلماںؓ کا رشتہ دار
ایراں کا پہلوان کہ عرب کا ہے شہسوار
حرؑ کو کبھی نہ دیکھا تھا اس زیب و زین سے
انساں فرشتہ بن گیا مل کر حسینؑ سے

۱۲۳

گردن ہلا کے شرم سے ہراول نے دی ندا
یارو بس ایک کلمۂ حق تم سے یہ سُنا
میں وہ ہی خاک ہوں وہی ذرہ جو آگ تھا
خوشبو ہے یہ حسینؑ کی جلوہ حسینؑ کا
غالب نہ کیوں ہو نور جبیں آفتاب پر
سجدہ ابھی کیا ہے در بوتراب کا

۱۲۴

سمجھا عمر کہ رزم ہو اب جسم و دل سپاہ
بولا ہے تن کی لشکر وہ رو سیاہ
کچھ کم نہیں کسی سے تمہارا ابھی بادشاہ
ہاں سرفرد تو جہد کرے ہے جو حبِ جاہ
حرؑ کو حسینؑ تم کو مبارک یزید ہو
اب دن نہ ڈھلنے پائے کہ سیدؑ شہید ہو

۱۲۵

فولاد پوش بصرہ و روم و عراق و شام
نکلے پروں سے تانے ہوئے نیزہ و حسام
گرز و کماں کمند و تبرزین سے تمام
بڑھنے لگے نقیب نسب نامے نام نام
لشکر تھا یا کہ آگ کا دریا تھا جوش میں
نقارے شور میں تھے کہ بادل خروش میں

۱۲۶

غواص یہ تیغ تیز کا برائے شناوری
عریاں ہوا تو قبائے نیام اک طرف دھری
برچھی اسی کے قبضہ میں سب خشکی و تری
ہیبت سے پانی ہو گئی سدِ سکندری
تیغِ رواں کا فوج کے گرد آب ہو گیا
لشکر کا حلقہ حلقۂ گرداب ہو گیا

۱۲۷

اللہ رے شناوریِ شمشیرِ آبدار
دکھلا دئے صفائی کے سب ہاتھ ایکبار
دریائے خوں میں دھوم ہوئی اُس کی وار پار
جوہر کا ایک بال بھی ڈوبا نہ زینہار
خود و جدھر کے دل کو صفا دیکھتا ہوا
ہاتھ اک طرف نہ تیغ کا ناخن بھی تر ہوا

۱۲۸

غواص تھی یہ تیغ کہ دریا تھی یہ حسام
دریا بھی وہ کہ جسکا سمندر پئے ایک جام
مرغابیوں کی طرح سے اڑا دی فوجِ شام
دریائے آبِ تیغ میں تھیں غوطہ زن تمام
یوں غرقِ آبِ تیغ میں کم ظرف ہوتے تھے
جد و پدر کا نام بھی بالکل ڈبوتے تھے

نسخہ الماس پوش۔ اُس زمانے میں فولاد کے ہتھیاروں پر زہر کا پانی چڑھایا جاتا تھا۔ عجب نہیں الماس پوش سے بھی یہی مطلب ہو یا فولاد کا لباس جنگی اتنا چمکدار تھا جیسے ہیرا جس پر نظر نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ خبیر

۱۱۷۹

ڈر ڈر کے آپ تیغ سے سب کوچ کر گئے
غصّے سے ہو کے چین بجبیں پھر ٹھہر گئے
پل بن گئی وہ چین جبیں سر اُدھر گئے
اک وار میں فرات کے پار آنکے مر گئے
حیرت سے جان فنا ہوئی قالب کھڑا رہا
کشتی تو غرق ہو گئی لنگر پڑا رہا

صنعت معطّا ۱۱۸۰

ہر حملہ ور ہوا کہ اسد حملہ ور ہوا
وہ حملہ ور اُدھر ادھر اسلام ور ہوا
سرگرم معرکہ سر اعدا اگر ہوا
وہ گل کھلا کہ لالۂ کہسار سر ہوا
اِل خستہ کو درس اُدھر آہ آہ کا
حوروں کو کو روادھر واہ واہ کا

صنعت معطّا ۱۱۸۱

ہمدم دم حسام کا عدا کا دم ہوا
در دو الم سوا ہوا آرام کم ہوا
صمصام سا کہ اور دل اعدا درم ہوا
وہ دل اگر درم ہوا مال عدم ہوا
دل حر کا سرور والا اگر سر ہوا
معدوم عہد عمر گروہ عمر ہوا

۱۱۸۵

نسخہ
یاں تک شرر فگن ہوئی شمشیر شعلہ تاب
دو شق ہوا پہ جل گئی بارانی سحاب
مرغابیاں ستارہ کی گرد و نپہ تھیں کباب
گرمی کے مارے تھا لب دریا پہ آب آب
غل تھا کہ تیغ شرر دم کے ہات سے
پانی بھی ہاتھ دھوئیگا اپنی حیات سے

نسخہ ثانی

۱۵۳

وہ سوز انتقام جو تھی تیغ برق دم
پھر اُن کے حال پر نہ ہوئی چشم زخم نم
نکلا دہن کے زخموں سے یوں دود دم بدم
جاتے ہیں جیسے منھ سے وہیں نکل کے دم
دم اُس دھوئیں کے ساتھ سقر کو رواں ہوا
اور تیرے پیچ جسم بھی پھونکا اور اُڑا ہوا

۱۵۴

شق کر کے سینہ تیغ گری قعر دل میں واہ
در پیش چاہ کن کے لیے جو طرح سے چاہ
دوزخ میں اس نے کھولی در اک تھی نقب گاہ
گمراہ اس ترائی میں تھے تشنہ دم تباہ
اک اک نظر جو راہ عدم اس حمام میں
ہر سمت تھا تراہ تراہ اہل شام میں

۱۵۵

شمشیر حر کے رعب سے بسمل تھے اشقیا
گر پیدلوں کے سمت سرافگن نے رخ کیا
گردن نے سر زمین پہ کاندھے سے رکھ دیا
بوسہ اگر سوار کی گردن کا لے لیا
تعظیم کو سر اُٹھا جھکا تن زمین پر
تن گر پڑا زمین پہ سر بیٹھا زین پر

۱۵۶

سرداروں پہ جو وار کیا کہہ کے یا حسینؑ
زائل کیا سروں سے غرور اور دلوں سے چین
کل تین حرف تیغ میں تھے تا و یا و عین
تعظیم انکی ہوگئی اعدا پہ فرض عین
سر تن سے تن قدم سے قدم خاک سے اُٹھا
اک شور واہ واہ کا افلاک سے اُٹھا

١٥٥٧

یکتا تھا برش سے قدر انداز تھی کماں
آنکھیں ادا کی بیٹھ لیلیں ہوئی تیر کی بھی کماں
ناوک سے نہ ٹل سکے پچھلے سے نصرت کو دی اماں
چلائی موت ہم سے کہ اب جا کے چھپوں کہاں
پیکان تھا کوئی نہ زر آسمان سے
تھم تھم کے تیر چھٹتا ہے ترکی کمان سے

١٥٥٨

پیکان ناوک تیر کا بے پناہ تھی
پیگشتی اک پناہ کی تودۂ سیاہ تھی
بادیۂ نیستی ہوئی ہستی تباہ تھی
بند اس کی گردنی گناہوں پہ توبہ کی راہ تھی
ہر جاں تشنہ ناب نہ رستم تھا کر کیا بی تھی
بیچارہ عنصر زندگی کی توٹی خراب تھی

١٥٥٩

آہن ربا تھے سنگدلوں کے دل دنی
سینوں میں صاف گڑ گئے پیکان آہنی
دیوار چار آئینہ جب تیروں سے چھنی
بولی زرہ بھی آ مری آنکھوں کی روشنی
پیکاں سے حلقہ حلقہ جو معمور ہو گیا
جوشن کا نام خانۂ زنبور ہو گیا

١٥٦٠

پریاں تھیں محو تیر عجب چال چلتا تھا
اک نیزہ خون تازہ بدن سے اچھلتا تھا
گرمی سے دل پرندِ ہوا کا پگھلتا تھا
بے زخم کھائے آنکھوں کو عنقا بدلتا تھا
پیکان ناوک سے جو میان بدن گئے
مژگان چشم ناوک پرِ تیر بن گئے

۱۶۱

آتے ہیں نیزہ دار بڑھے تان کر سناں
ہر نیزہ اژدہے کی طرح صاعقہ فشاں
نیزہ لیا جو حرؑ نے اماں بولی الاماں
تازہ کی فلک نے رستم و دستاں کی داستاں
نیزہ علم ہوا تو سناں کی زبان سے
باتیں زمین کرنے لگی آسمان سے

۱۶۲

کاندھے پہ رکھ کے نیزہ بڑھا شیر نیزہ دار
نام امامؑ لے کے کیا نیزہ کا جو وار
مانند تار سیم ہوا سو دلوں کے پار
دل در کنار جان ہوئی تن سے ہمکنار
نیزہ کی زد پہ غش ہوا ہر تن پیادہ میں
اوپر تو ٹوٹ ٹوٹ کے گر گئے راہ میں

۱۶۳

پھینکا جس نے نیزہ کو دوڑ کے راہوار
توسن کے سینہ سے ہوا یوں نیزہ حرؑ پار
سینہ لیا سمند کا اور گردن سوار
جس طرح ایک تیر کے قابو میں دو شکار
بردار تو زمیں سے اسوار زین سے
یوں اڑ گئے کہ گرد نہ اٹھی زمین سے

۱۶۴

دریا ہوئے حرؑ کی شجاعت سے بہہ گئے
جبریلؑ آ کے سدرہ سے تحسین کہہ گئے
یوں بے حواس بھاگ کے سب دیو رہ گئے
خود اُن کے پیچھے نقش قدم بن کے رہ گئے
غل تھا کہ شیر سب پہ زبردست رہتے ہیں
شیر خداؑ کے خاص غلام انکو کہتے ہیں

۱۶۵

خالی ہوا سپاہ سے جب عرصۂ قتال
آقا کے دیکھنے کو پھرا حر خوش خصال
شمشیر و نیزہ ہاتھوں کے اندر لہو سے لال
تن تیروں سے چھنا ہوا دل سینہ میں نڈھال
حضرت پکارے صاحب شمشیر آ گیا
روباہوں کو بھگا کے مرا شیر آ گیا

۱۶۶

حر نے کہا جو پانی ذرا سا ہو مرحمت
تو چھین لوں یزید کا میں تخت سلطنت
بولے حسین پھر ہمیں کیا اس سے منفعت
بہتر یہی ہے جو مرے مالک کی مصلحت
یہ کہہ کے حر کی پیاس کو شہ نے بجھا دیا
اک سیب خلد ہاتھ میں تھا وہ سنگھا دیا

۱۶۷

زینب نے در پہ آ کے کہا حر کو مرحبا
اور یہ پوچھا شمر قتل ہوا کہ بچ گیا
مطلب سمجھ کے روئے حسین اور یہ کہا
خواہر ابھی مریگا بھلا شمر بے حیا
سینہ پہ بیٹھ کر وہ مرا سر اتاریگا
سر سے ترے بتول کی چادر اتاریگا

۱۶۸

حر شہ کے پاؤں چوم کے رن کی طرف چلا
شقہ علم کا کھول کے عباس نے کہا
دم لے علم کے سایہ میں پھر کیجیو وغا
حر نے کہا نہیں مجھے اب ہونے دو فدا
آقا علم کے سایہ میں مجھکو بٹھاتے ہیں
حیدر بزیر سایۂ طوبا بلاتے ہیں ؀

۱۶۹

بولے حسینؑ جا مرے مہمان الوداع
اے میرے بوذر اے مرے سلمان الوداع
اے میرے جاں نثار مری جان الوداع
حامیٔ خدا رسول نگہبان الوداع
بابا سے کہیو پیاسے کا غم بھی اٹھا گئے
جز کے تو کوثر سے دو دو کے غم بھی اٹھائیو

۱۷۰

عاشق مرگ رن میں گیا حر باوفا
جلادوں کو پکار کر اب سر کرو جدا
لو میں نے وقف راہ حسینؑ آپکو کیا
تن ہو کے سر ہو دل ہو کہ سینہ ہو سب فدا
اے قوم عزیزِ سبط رسولؐ کی
لو تیر سے مارو میں نے شہادت قبول کی

۱۷۱

یہ کہہ رہا تھا قوم سے حر نامور
جو آیا چھپ کے پشت پہ سفیان کا پسر
برچھی غضب کی اوس نے لگائی وہ تان کر
جسکی انی ہوئی جگر حرؑ سے کار گر
فوارہ خون دل کا بہا آہ زین پر
اور یا حسینؑ کہہ کے گرا وہ زمین پر

۱۷۲

دوڑے پیادہ کہہ کے یہ ہمشیر سے امام
زینبؑ مٹا ہے بھائی کا مہماں ہوا تمام
سیدانی پیٹنے لگی لے لیکے حر کا نام
آقا کے گرد و پیش چلے حیدری غلام
یوں شاہ بیقرار تھے مہماں کے واسطے
یعقوبؑ جیسے یوسفؑ کنعاں کے واسطے

۱۷۳

مقتل میں آ کے دیکھتا کیا ہے شقی کا لال
اک شیر جھومتا ہے دو زانو لہو میں لال
ہاتھوں پہ ڈھال ڈھال پہ سر غش سے ہے نڈھال
ماتھے پہ چاند خون سے بھاری ہیں سر کے بال
دل کو وفورِ درد سے ہے قصد آہ کا
لیکن وہ نام لیتا ہے شیرِ الٰہ کا

۱۷۴

بچہ کے ہاتھ شمر نے کہا جائے مشتعل
اٹھ میری جان اٹھ مرے مہمان مجھ سے مل
وہ بولا آہ اٹھنے نہیں دیتا درد دل
اکبر کا واسطہ مجھے فرمایئے بحل
تڑپا پھر اس طرح پہ کہ ہر زخم پھٹ گیا
آنکھوں کی پتلی پھر گئی اور دم الٹ گیا

۱۷۵

عارض پہ حر کے شاہ نے عارض کو رکھ دیا
آغوش شہ میں حر نے دل مجروح کر لیا
حر نے نظارہ خیمۂ سادات کا کیا
مہماں کو لے چلا پسرِ شیرِ کبریا
اصحاب کا گروہ لاش کے تھے نوحہ زن
حر مر گیا رہا تھا کنارِ حسینؑ میں

۱۷۶

کہتے ہیں جب قریب رہی شہ کی بارگاہ
آغوشِ شہ میں رونے لگا جاں نثارِ شاہ
پوچھا رفیقوں نے تو یہ بولا وہ خیر خواہ
اک آرزو بڑی رہی جاتی ہے آہ آہ
کمزور پیاس سے مرا آقا ہے کیا کروں
آقا پہ میرے تیسرا فاقہ ہے کیا کہوں

١٧٧

اصحاب نے کہا کہ بجا لائیں کیسے ہم
ہر تو بھی جانتا ہے کہ باقی نہیں ہیں ہم
کیا آرزو ہے کہہ تجھے شبیر کی قسم
وہ بولا کوئی دم کا ہے مہمان میرا دم
آنکھوں پہ اپنے رکھ لوں پائے شہ
خیمہ سے گرد پھیر کے پھر دو مری لاش کو

١٧٨

کہنے لگے حسینؑ کہ اصحاب نامدار
ہم سب ترے نثار تو شہ پر ہوا نثار
خیمے کے گرد پھرنے کا تو ہے امیدوار
اور تیرے آس پاس فرشتے ہیں بیقرار
آئی ندا کہ حُر ہوا اتنا تمام
لاشے کے گرد پھرتی ہے شمشیر تا علم

١٧٩

سب رو کے بولے ہم تو ہیں حاضر ابھی مگر
کچھ شفقت حرم کی نہیں ہے تجھے خبر
لاشہ ترا جو گرد پھریگا ادھر اُدھر
سیدانیاں خیام سے نکلیں گی ننگے سر
آئی ندا کہ تجھ پہ یہ کیونکر خبر کھلے
پھرتی ہیں حوریں لاش کے چوگرد سر کھلے

١٨٠

پہونچے جو در پہ لاش لئے شاہ دیں پناہ
زینب نے ہائے حُر کہا بس کرتے ہی نگاہ
مہماں کو لیکے بیٹھ گئے رو بقبلہ شاہ
پھیلا کے پاؤں رکھ دئے پہلو میں آہ آہ
حُر کے شرف حسینؑ کی الفت سے بڑھ گئے
زانو پہ سر دھرے ہوئے یٰسین پڑھنے لگے

۱۸۱

آنسو ہر ایک فقرے پہ مولا کے تھے رواں
پٹی جبین حر پہ کھلی اک بیک ناگہاں
آنکھوں کو حر نے کھول دیا اور کی فغاں
لے دو لے بیکسی مری اے شاہ بیکساں
اعدا ہنسیں گے جبکہ مری موت ہوئیگی
دشمن ہے ماں وہ کاہے کو لاشے پہ روئیگی

۱۸۲

میں جاں بلب ہوں طعنۂ اعدا سے بچ گیا
پر نام میرے قبلہ و کعبہ کا ہے بڑا
آقا غلام کو علی اکبر کے دو صدا
اور اپنے بھی غلاموں کو بلوا لو ایک جا
الزام کی جگہ نہ رہے اہل شام کو
روئیں غلام آپ کے سب اس غلام کو

۱۸۳

شہ بولے بس کر کھا نہ مرے دکھ کو مرتے دم
کیا تیرے رونے کو یہ بی بی فاطمہؑ ہیں کم
ماتم کی صف بچھائیں گے تیرے لئے حرم
جسکو نہ رونے پائیں گے بھائی وہ ہم ہیں ہم
شیعہ علیؑ کے تیرے عزادار ہوویں گے
اے حر جو تجھکو روئیں گے وہ مجھکو روئیں گے

۱۸۴

تو اپنے دہنے ہاتھ کی جانب تو کر نظر
بولا وہ دیکھتے ہی کہ اے شاہ بحر و بر
اک بی بی تین مرد ہیں استادہ ننگے سر
شہ نے کہا سلام مرا سب سے عرض کر
چاروں بزرگ ہیں یہ ہمارے گھرانے کے
یہ تیرے رونے والے ہیں سارے گھرانے کے

۱۸۵

…پہنچے جو تھے کہ دیکھتے کیا ہیں شہِ زمن
حُرؑ کے گلے سے خون کا دریا ہے موجزن
مولا نے رو کے بنتِ علیؑ سے کیا سخن
کھولو تبرکات کا صندوق اے بہن
مہماں ہے میرا شیفتہ آلِ فاطمہؑ
زخمِ گلو پہ باندھو نگا رومال فاطمہؑ

۱۸۶

…ں فاطمہؑ کا جو لائی وہ دل حزیں
شہ نے لپیٹا حلق پہ مہماں کے تئیں
حُرؑ نے نگاہِ یاس سے کی سوئے شاہِ دیں
لطف و کرم پہ ہو گیا صدقے وہ خوش یقیں
رخصت حرم سے ہو کے اُٹھے شہ کا جان سے
کھو سکے ہم اپنے سو گئے ہیں اُس مہماں کے

۱۸۷

…نے کی جا ہے اور یہ ہے پیٹنے کی جا
مہماں کا یہ حق ہے یہ خاطر یہ مرتبا
پر آہ ذبح جب ہوا مہمانِ کربلا
واں آ کے قید ہو کے بہن شہ کی بے ردا
نو مرتبہ گری وہ دل افگار لاش پر
رونے دیا نہ شمر نے اک بار لاش پر

۱۸۸

…ں سے لاشِ حُرؑ کو تو اس طرح لائے شاہ
پامال شہ کی لاش ہوئی وا محمداہ
رومالِ فاطمہؑ تو بندھا حلقِ حُرؑ پہ آہ
اور لے گئے حسینؑ کی پوشاک و سیاہ
سر حُرؑ کا اور کنارِ شہِ مشرقینؑ کا
صد حیف بر نوکِ سناں سرِ حسینؑ کا

قطعہ

بس اے دبیر ازبسکہ بیاں ہے تری تمیزی
کی ختم تو اکمال سے تجھ پہ سخنوری
اس نظم سے خجل ہیں سعدی و انوری
ہر مصرع بلند ہے شمشیر حیدری
دل دشمنان دین کا دو نیم انجمن میں ہے
گویا زبان تیغ علی کی دہن میں ہے

تمت

رباعی

رحمت کا تری امیدوار آیا ہوں
منہ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بار گنہ نے پیدل
تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

رباعی

یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدہ میں سرافگندہ ہے
توحید کا کلمہ یہی پڑھتا ہے دبیر
جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

رباعی

پروانے کو دھن شمع کو لو تیری ہے
عالم میں ہر اک کو تک و دو تیری ہے
مصباح و نجوم و آفتاب و مہتاب
جس نور کو دیکھتا ہوں ضو تیری ہے

پیدا ہے سب میں عالم کا شعاع آفتاب کی
پانی ہے سب میں پھرا ہے سے ہے کونین ہی جناب کی
پنہاں ہے سب میں نشان ان پہ سا ان ہے آب کی
پیدا ہے علم کی بینا ہے جنت میں ہے کتاب کی
نشتہ علم کا ہے سب میں ہے الہی کا بابا
بیدون کو ان ان نشان سلطان خدا

۴۲

بیچ جہاں و نشانہ تو ہے یا جنا ب ہے
فورین جس نشان ان بنا ہے کا نقش ہر کا ب ہے
نشر نے ہے وال علم ہے آفتاب ہے
پیان فو رکا نشان علم کا فراز ہے
روشن علم ہے آرا ہے نشتہ قرین ہے
نشتر بین نیمس علم ہے آفتاب حسین ہے

۴۳

طوبیٰ کی نشان نشتہ قدرت سلسلہ علم
اور و عالی بیچ طور جہاں بیں سب ہی علم
کی صاف و قران کی ارتق قول اہل ہیں ضم
پید و وجود کی عشق نہیں لوح پر نشین علم
ہر سب با بند کی جہاں ہے کو سیدنا علم آسیا
صاف علی نے نذر ہے یہ سب علی طولا علم آسیا

۴۴

دین ہے کہ ہر یار کا سر اندیزہ جلال
اہل ہر ایک ابن ہے سب ہے نشاء او نیک اقبال
بھرا ہوا ہر یک پہرا ہے کا ہے جلال
نشتہ فلک کو وہ کہ ہو تا ہے لا ل ال
رو با و نشان کا نقش پیر ہی ہے نشان ج
بعد آری ہے نشتہ ہر کی نشان ہے

۵۵

نور خدا سے قالب خیر الانام بنا
سایہ نبی کا ہو سکے مجسم علم بنا
واں ابر پیمبر شرق نبی ہر قدم بنا
یاں پرورش علم وہ سحاب کرم بنا
دامن اٹھا تو چرخ پہ یہ غلغلہ ہوا
دیکھو خدا کے فیض کا چشمہ کھلا ہوا

۵۶

اب رایت زباں سر منبر علم کروں
پھر معنی بلند کا لشکر بہم کروں
مجلس پہ آشکار و نثار علم کروں
رایت میں سماں نظم کے پرچم کو ضم کروں
مشتاقوں کو زیارت رایت ضرور ہے
اس رایت نبی کی درایت ضرور ہے

۵۷

جب شاہ انبیا کو ہوئی خواہش علم
آئی ندا فلک سے ابھی بھیجتے ہیں ہم
جاری ہوا یہ حکم خداوند محترم
اے قدسیو علم کی درستی کرو بہم
تیار میرے دوست کی خاطر نشاں کرو
یعنی علم کی فکر میں خاطر نشاں کرو

۵۸

معبود کا بنانا قدرت میں کیا نہیں
محبوب کوئی خیر وراء کے ورا نہیں
رایت زمیں پہ لائق فوج خدا نہیں
مانا کسی علم میں جلال کی ہوا نہیں
ہوگا نہ بنانا آج یہ رتبہ کسی کا ہے
جو کچھ خدا کے گھر میں ہے وہ سب نبی کا ہے

۹

کی عرض قدسیوں نے کہ صد تہنیت یا ودود
ہم بھی ترے نبی پہ پڑھا کرتے ہیں درود
بہتر ہے جو ہو مصلحت واجب الوجود
فرزند محمدی کی ہمیشہ رہے نمود
آئی ندا کہ رتبۂ طوبیٰ بلند ہے
ہم کو اسی کی شاخ کا رایت پسند ہے

۱۰

قدسی یہ سنکے جانب طوبیٰ ہوئے ہوا
حکم خدا و شوق پیمبر کیا ادا
طوبیٰ نے جھوم جھوم کے طوبیٰ لکم کہا
شاخیں جو تھیں گھنی ہوئیں پھیلیں وہ جابجا
ہر شاخ چاہتی تھی کہ میں سرفراز ہوں
ہوکر علم نشان رسول حجاز ہوں

نسخہ تھے باغ باغ حکم خدا سے وہ باخدا

۱۱

طوبیٰ نے بھی زبان ادب سے کیا خطاب
جو حکم ذوالمنن ہے بجا لاؤں گا شتاب
پیوند نخل دیں سے میں ہوتا ہوں باریاب
اک شاخ کی جدائی میں ملتے ہیں دو ثواب
حکم خدا جدا ہے نبی کی خوشی جدا
اچھی سی اچھی شاخ مری ہو ابھی جدا

۱۲

کاٹی جو شاخ سبز فرشتوں نے ایکبار
اوران سبز پوش ہوئیں چار آشکار
اک اک علم سے چار علمداروں کے دوچار
قد بار غم سے خم صفت شاخ میوہ دار
دو بولیں ہم ہیں حمزہ و جعفر کے واسطے
اک نے کہا میں حیدر دلاور کے واسطے

١٢١٣

سبب سلوک اتحاد اولدی همان ذکر شوکت آیین
وارثی کلک تخت ایرانی یوسف ثانی شیخ الدین
کو ثانی بنگاه ایلدی آفتاب سلطان مشتری تزیین
قران حال عمل حضرت خسرو جان آیین
پیمانی قبیح بیت نیمه چرخ ستاره ادیب الملک
قوتی آگه اکبر ایلدی سپهر سر بلند خسروی کلک

١٢١٤

قدری عالی نام کرامت اثر پسر بزرگ آگاه
عالی رتبه عالم ثروت کرسی پناه
بیلنگ فدیه بینی کی جهان عالمی لوقت پناه
بو عالی رتبه اورنگ حبذا وه سبحان الله
حال بزم بیان سبحان فرمان روا کلک
پیغمبر سبب بیان پیک بیت زمین ملک

١٢١٥

چلاوی بیت عیش کی دیده عیش تن بیت پیر
کیه که دل بستن بیشتن کی بنیاد پیر
پیدا ری حاکم سر عالی عقل علی کی لال بستر
چلی کلام بیت سبیل پیر ثبت ستاره سر
آسمان سخن ثنی بیت بیان که بار اسکندر تن
دین دریا بیان تن بیت دل عشق دیوان

١٢١٦

القصه قد سیتون سے بار تاں اوکنبر
ان بنا کو در سب بیان علم کیا
اب تیری جان کو جهان انگار شاه را
چه خدا کالان بیت سنباد ار زینب
غازی کی زمان تن تج سپهر سبیل
ربه تبه بیگ کی پیغمبر

بند ۱۷

حمزہؑ کے سر پہ سایہ فگن یہ ہما رہا
پھر دست بوس بازوے خیرالورا رہا
بعد اسکے دوشِ زیدؓ پہ جلوہ نما رہا
جعفرؑ کے شانے پر یہ نشان فتح کا رہا
کیا کیا جوان نبیؐ کے گھرانے سے اُٹھ گئے
اسکے اُٹھانیوالے زمانے سے اُٹھ گئے

بند ۱۸

اب دیکھئے کسے یہ حسینی علم ملے
کس خضرِ تشنہ لب کو یہ ابرِ کرم ملے
پردیس میں قبالۂ باغِ ارم ملے
لکھنے کو فردِ بخششِ امت قلم ملے
کس کا یہ حق ہے معرکۂ کارزار میں
اک پاؤں سے کھڑا ہے علم انتظار میں

بند ۱۹

کیا شان ہے علم کی عجب عز و جاہ ہے
پنجہ چمک میں غیرتِ خورشید و ماہ ہے
جائے زمیں فلک پہ توحید کی یہ راہ ہے
یہ راستی شرعِ نبیؐ کا گواہ ہے
شمشاد اس نشان سے کیا سامنا کرے
سایہ ہوا ہے سرو کو اپنی دوا کرے

بند ۲۰

فوجِ خدا میں بھی ہیں طلبگار جا بجا
سرگوشیاں ہیں گوشوں میں ہر بار جا بجا
یوسف ہے ایک اور خریدار جا بجا
مشتاق ہیں عزیز اور انصار جا بجا
اک عہدۂ جلیل ہے یہ مشرقین میں
دیکھیں کسے نصیب ہو عہدِ حسینؑ میں

۱۲۱

الفت سیتی جو بن پیا دو عالم بیان نیں کیا
وان وارث علم کا جی ثنا اچھی کیا
یان تنگ آفتاب جو جب جو جی کہیں سب
وان نعلین اپنی تیان بہا دل میں جھر آتی
یا انکا ایسی نشان کیا سب جگا دان دور
جا لیا یا ایس آس کتی جو یادان دور

۱۲۲

بر رحمت سیتی نبات سب امید وار انتظار
بر تابع رضا سی تیسینی یان جان نثار
ذہنیت سی یاد کار علم کی ایسی دوردار
بیکن ذات ... سی ... سی بار بار
بیاں علم سی ... سی ... نرو سیو
حضرت کو او علم کو برابر نرو سیو

۱۲۳

اولاد نبی سو ال عبا علم کا جو سب بیان
ویسی حضرت کی ابو فنی بیس بیس ارادہ بیبیان
بانو شی کی جوہری فاطمہ بی اوقیان
تابع سی اور نیکو در اکبر جوان
عمر اور کی اور دنیا سب نیں احسن
سب سی ہین بہ سب کی ظاہر ذی العابدین

۱۲۴

قصہ سی کی عمر کی بی زینب کی ...
طالب سیتی علم کی سب بدن نیر سی دلبر
وارث جعفر اونکا او تاب سی ام ... نبی
سید سیتی سبنی کی منصب سی سب بار
آفاق کی دہر سی ان ودہ معلوم بین یقین
اینکا علم او ودود یہ جو بون کی بین یقین

٣٥

کس دن کے واسطے طلب رایت ظفر
واری بہت جو ہوگئے ہو اب علم تو دیکہہ کر
یہ وہ پسر رولا گئی زینبؑ کو عمر بھر
دنیا سے آج فوج حسینیؑ کا ہے سفر
گر سے تمہیں حسینؑ کے صدقے کو لائی ہون
بن بے زبان ہونے کو سرب سے گئی ہون

٣٦

ناگہہ وہان حسینؑ کا جاسوس معتبر
آیا عمر کا نظم و نسق دیکھ کر ادہر
عباسؑ کی طرف کو مڑے شاہ بحر و بر
فرمایا سن لو اس سے کہ لایا ہے کچھ خبر
بولا وہ ہوشیار خیمۂ عفت قریب ہے
پہرہ دو سے کہ بیچ زینبؑ غربت نصیب ہے

٣٧

ڈر ہے کہ چاک بنت علیؑ کا جگر نہ ہو
غصہ مین آکے زیر فلک تنگ سر نہ ہو
بھائی کی تجہر کی بہن کو خبر نہ ہو
دشت نجف مین شیر خدا نوحہ گر نہ ہو
مجھ سے بہن کی آس ابھی ٹوٹ جائیگی
مجھکو نہ روئے گی وہ نبی کو رولائیگی

٣٨

عباسؑ لائے گوشہ مین اوسکو علاحدہ
فرمایا کہہ کیا ہے وہان کیا مشاہدہ
کی عرض ہے نیا یہ لڑائی کا قاعدہ
اونیس[19] لاکھ جمع ہوئے ہین ملاحدہ
ستر دو[72] تن کو خوب ضیافت کھلائینگے
اونیس[19] لاکھ تیغون کا پانی پلائینگے

٢٩

دنیا میں ہیں جو نامور آوردہ اہل شر
لے لیکے عہد دیتا ہے عہدے اُنھیں عمر
منظور ہے نبیؐ کے ولی عہد کا ضرر
قتل حسینؑ قید حرم ضبط مال و زر
کیا راہ سے بد ہے زر کے لیے شاہ سے پھرا
ایمان سے رسولؐ سے اللہ سے پھرا

٣٠

گھاتوں کا منتظم ہے حصینِ زبون صفات
زرق و دروغ پیشہ ہے داروغۂ فرات
پیاسوں کو قحط آب سے اللہ دے نجات
کہتا ہے پہرے والوں سے ہر دم عمر یہ بات
ہاں سرفروش جان لڑانا لڑائی میں
پیاسوں کے خون کی نہر بہانا ترائی میں

٣١

اب دیکھیے مرتبِ ترتیبِ فوجِ شام
فرمان روائے میسرہ ہے شمر زشت فام
ہے میمنہ پہ والیِ حجاج کا مقام
لیکن دُرید نام عمر کا جو ہے غلام
گردون پہ اب دماغ ہے اُس کجکلاہ کا
اُسکو علم دیا ہے عمر نے سپاہ کا

٣٢

یان ابتلک نشان بھی علمدار کا نہین
افسوس کچھ درستیٔ فوجِ خدا نہین
ساعت بھی کوئی جنگ کی ٹھہری ہوئی نہین
فرمایا اختیارِ بشر مین قضا نہین
بھائی تہیۂ سفرِ مرگ آج ہے
ساعت کے دیکھنے کی نہین احتیاج ہے

۵۳۳

بولا وہ سر جھکا کے بجا کہتے ہیں حضور
لیکن بڑے حضور سے اظہار ہے ضرور
لایا ہوں ٹھیک میں خبرِ لشکرِ غرور
بڑھکر ادب سے تھم گئے عباسؑ ذی غیور
رخ اپنا سوئے اکبرؑ عالی نسب کیا
اور آنکھ اشارے سے اُنکو طلب کیا

۵۳۴

غازی کے پاس آئے جو ہم شکلِ مصطفےٰ
دوہرائیں اُن سے سب خبریں اور یہ کہا
حضرت کو آپ جا کے سنا دیں یہ ماجرا
وہ بولے آپ ہی نہ کہیں چل کے میں فدا
فرمایا عارفانہ تجاہل نہ کیجئے
تکلیف اس بیان کی ہمکو نہ دیجئے

۵۳۵

حامل علم کا وہ ہے ابن سعد کا غلام
عباس یاں غلامِ شہنشاہ خاص و عام
کہتے ہیں اس خبر کے تامل کا ہے مقام
سمجھیں کہیں نہ حسنِ طلب قبلۂ انام
ہے آرزو علم کی نہ دنیا کے چین کی
ہمکو تو سلطنت ہے غلامی حسینؑ کی

۵۳۶

باتیں چچا بھتیجوں میں ہوتی تھیں یاں بہم
ناگاہ مسکرا کے پکارے شہِ اُمم
بھائی بڑے غیور ہو پہچانتے ہیں ہم
یاں سب تمہاری ملک ہے اے حافظِ حرم
ہم سے کہو عمر نے دیا ہے نشاں کسے
ہوگا غنی پہ حسنِ طلب کا گماں کسے

۵۳۷

کس شے پہ ہو گا حُسنِ طلب کا ہمیں خیال
اماں کے گھر پہ بھی تصرف ہے یاں محال
منصب جو آپ کا ہے خدا دیگا بے سوال
بابا جو میرا مال ہے وہ سب تمہارا مال
مختار طبل و فوج کے اہل و عیال کے
مالک تمام گھر کے مری جان و مال کے

۵۳۸

پھر رخ سب کی دلشکنی کا تعب کیا
بنت الشرف سے مصحفِ زہرا طلب کیا
آیا تو سورۂ فاتحہ کا ورد لب کیا
دیکھی جو فال ہر علم شکر رب کیا
بولے جو ہم نے رائے تھی رایت کی باب میں
نکلا خدا کا حکم وہی اس کتاب میں

۵۳۹

پھر تو زبان شہ کربلا پر یہ بڑھے
پڑھنے کو سب عبارت ہم نبرد بڑھے
مشتاق منصب علم مصطفیٰ بڑھے
لیکن نہ بازو سے شہ کے نکلوں قبا بڑھے
دونوں قدم زمین ادب میں گڑے رہے
سر خم کئے کھڑے تھے جہاں پر کھڑے رہے

۵۴۰

انسان تو کیا ملک بھی نہیں ایسے مستقل
تھا سرو بو تراب قناعت سے پا بگل
دیکھے جو حسن ان کی اطاعت کے مستقل
پہلو میں وجد کرنے لگا شاہ دین کا دل
رونے لگے حسین نصیب اُنکے کھل گئے
آنسو کے قطرے نام مبارک پہ پڑ گئے

۷۴۱

ناطق ہوا یہ مصحفِ ناطق ادھر اُدھر
شانِ نزولِ مصحفِ زہراؑ کی دون خبر
روتی تھی جب نبیؐ کو نہایت وہ بے پدر
کہتا تھا جبرئیلؑ سے خلاقِ بحر و بر
جاؤ یتیمِ خیرِ وریٰؐ کو قرار دو
ہلتا ہے عرش عرشِ خدا کو قرار دو

۷۴۲

یہ حکمِ ذوالجلال جو پاتے تھے جبرئیلؑ
ارض و سما کے بیچ مین آتے تھے جبرئیلؑ
افسانۂ عجیب سُناتے تھے جبرئیلؑ
خیر النساءؑ کو ہوش مین لاتے تھے جبرئیلؑ
جو ذکر جبرئیلؑ خردمند کرتے تھے
بابا وہ حرف حرف قلمبند کرتے تھے

۷۴۳

کھولا ابھی جو مصحفِ حسنا تون دوسرا
یعنی علم کے واسطے حکمِ خدا ہے کیا
نکلا سکر پہ قصۂ عاشور کربلا
لکھتے ہین یہ زبانیٔ جبرئیلؑ مرتضیٰ
فوجِ خدا کی زیب ہے سالاریٔ حسینؑ
عباسؑ پر ہے ختم علمداریٔ حسینؑ

۷۴۴

پھر ہاتھ مین لیے علمِ شافعِ امم
عباسؑ کی طرف کو بڑھے خود کئی قدم
فرمایا تم کو شرم تھی سو آپ آئے ہم
لو بھائی لو خدا نے تمہین کو دیا علم
حمزہؑ کی ارث پائی ہمین نذر دیجیے
ہاتھون پہ رکھ کے سر وہ پکارے کہ لیجیے

۵۲۵

چھاتی سے سر لگا کے دعا دی امامؑ نے
بخشا علم نشانِ رسولِ انامؑ نے
تسلیم کی حضور کو اس نیک نامؑ نے
لے لے کے نذر پنجتنی آئے سامنے
سیدھی جو چوب بازوئے شاہِ اممؑ نے کی
خیمے میں یاں علم کی زیارت حرمؑ نے کی

۵۲۶

پڑھ نذر دے کے عونؑ و محمدؑ تک یتیم
اک گوشے میں کھڑے تھے کیے گردنوں کو خم
تھی فکر یہ کہ فدیۂ اول ہوئے نہ ہم
ہوتے ہیں پہلے فوج کے سب حاملِ علم
سبقت نصیبِ حضرت عباسؑ ہو گئی
تھی آس پہلے مرنے کی اب یاس ہو گئی

۵۲۷

جاسوس نے عمر سے جو دیکھا یہ ماجرا
جا کر کہا عمر سے خداوند کچھ سنا
بولا وہ کیا - کہا - کہ مبارک کرے خدا
واں قرعۂ سپاہِ حسینی میں پڑ گیا
منصب جو اپنے جد کا نہ پایا خفا ہوئے
جعفر کے پوتے فوجِ خدا سے جدا ہوئے

۵۲۸

کچھ کم نہیں نسب میں یہ سیفِ خدا سے ہیں
عباسؑ ہیں علیؑ کے خلف یہ نواسے ہیں
بہرہ ور دل حمیتِ مہر و وفا سے ہیں
ہفتم سے سب کے ساتھ یہ بچے بھی پیاسے ہیں
اب ہو گیا یقین ظفر یاب ہم ہوئے
شیرِ خدا کے بیٹے سے دو شیر کم ہوئے

۵۴۹

گردن اُٹھا کے کہنے لگا شمرِ بد شعور
ہاں سچ تو ہے کرتے ہیں الگ سب وہ غیور
اُس نے کہا کہ اُنکا ملا لینا ہے ضرور
مجھکو ہے جو زور کا اپنے بڑا غرور
ہاں ہاں یزید کو زینبؑ کے لال لا
وہ لختِ دلِ حسینؑ کے دل سے نکال لا

۵۵۰

پر الم کے جھیل دلبروں کی خدمت میں جائیو
مرتے ہیں بات پہ نہ اجل سے ڈرائیو
منت سے عاجزی سے خوشامد سے لائیو
غصہ کے وقت آنکھ نہ اُن سے ملائیو
صحبت رہی ہے فاطمہؑ کے نورِ عین کی
دیکھی ہیں آنکھیں کھول کے آنکھیں حسینؑ کی

۵۵۱

لے گئیں یاں بھی میووں کی اور سبو و جام بھی
آداب عرض کیجیو اور یہ پیام بھی
ہوتا ہے پیشوائی کو حاضر غلام بھی
کوفہ تمہاری ملک ہے اور ملکِ شام بھی
نقارے سب رکے ہیں سلامی کیواسطے
سردار مستعد ہیں غلامی کے واسطے

۵۵۲

روٹھے ہیں اک علم پہ یہ شاہِ انام سے
پوچھا تو تھا یہ پانچ علم فوجِ شام سے
سمجھا بجھا کے ان کو جدا کر امام سے
بجھ کا چراغ غیرت کو حسنِ کلام سے
آئیں گے بھانجے جو شہِ دیں سے چھوٹ کر
ہم سے ملیں گے اور بھی پھول انکے ٹوٹ کر

قطعہ ۵۳

آتا ہے ہم دونوں سے بچپن پہ وہ مبہم
گر ضد کریں کہ لیں گے پیمبر ہی کا علم
کہنا کہ یہ خوشی بھی تمہاری کریں گے ہم
پر کیا کہ جب حسینؑ کا سر ہوئے گا قلم
حاضر نہیں ہم برات کے سورہ پہ ہم کو
عباسؑ کا علم بھی تمہیں دیں گے ظہر کو

قطعہ ۵۴

سینہ پہ ہاتھ رکھ کے پکارا وہ بد شیم
یہ بھی ہے کوئی کام ابھی لائے انکو ہم
اچھے سے اچھے اُس نے بچے جد وہ علم
پٹکوں میں تھی جن کے نصب جواہر تھے بے کلم
وہ کرسیاں تھیں ایک میں تو سرو جام تھے
اور کیسے پھچے ہوئے میوے تمام تھے

قطعہ ۵۵

آنے لگا گمان یہ ہوا ہچکچے وہ بدگماں
تدبیر سے اُٹھے تو تقدیر درمیاں
رعشہ کی ہر قدم تھی نہ اچھاک یہاں وہاں
آیا وہاں کھڑے تھے یہ دو خسرو جہاں
دونوں پہ آنکھ شمر کی جو یک بیک پڑی
نخوت پسینہ بن کے جبیں سے ٹپک پڑی

قطعہ ۵۶

تم ہو سگے تم قدم یہ کیا شمر نے کلام
تم سے وارثان حیدرؑ و جعفرؑ اسلام
یہ آن بان مان گئے رستمانِ شام
واللہ آج تم پہ ہے جرأت کا اختتام
یہ بانکپن نظر میں کھپا جی میں گڑ گیا
سکہ دلوں میں آپ کی غیرت کا پڑ گیا

۹۵۷

حیراں ہیں سب یہ آپ کے ماموں نے کیا کیا
تم کو نہ حامل علم مصطفیٰ کیا
منصب تمہارا بھائی کو اپنے عطا کیا
لشکر سے اُن کے آپ اُٹھ آئے بجا کیا
سمجھیں نہ جب بزرگ تو خردوں کو چارہ کیا
اُلفت خدا کی دین ہے اسمیں اجارہ کیا

۹۵۸

پیمبر اب علم بھی جو دیں تو نہ لیجئے
حاضر ہے دو علم ہیں قبول ان کو کیجئے
سب کچھ ہے چاہئے جسے جو آپ دیجئے
سولہ (۱۶) پہر کی پیاس ہے پانی کو بھیجئے
ناحق ہے سوچ شوق سے تشریف لے چلو
سردار نذر دینے کھڑے ہیں پہنچ چلو

۹۵۹

مل خدا سے عاقبت اندیش ہیں حضور
دھیان اپنی اماں جان سے پردہ کا ہے ضرور
اُس نورِ حق کی آنکھ کا ہے نور وہ غیور
پیوند خاک پردۂ شب میں ہوا جو نور
دنیا پھرے زمیں پھرے آسماں پھرے
پر ننگ مر نہ تم سے دلیروں کی ماں پھرے

۹۶۰

لو فوج و مُلک و مال و خزانہ بس اور کیا
یثرب کو دھوم سے ہو روانہ بس اور کیا
دیں نذر خسروانِ زمانہ بس اور کیا
فرماؤ ہاں زبان سے یا نہ بس اور کیا
بیت الشرف کے در پہ جہاں التجا کرے
اور پانچ وقت نوبتِ شاہی بجا کرے

۹۶۱

ہر قوم و ہر دیار کے یاں بھی ہیں بادشاہ
ان کی بساط تیغ کا دم، رونقِ سپاہ
در بخت نہیں مگر ایمن خدا گواہ
فرمائیے جو آپ قدم رنجہ واہ واہ
جب ہاشمی کہیں کہ جگر ہم نبیؐ کے ہیں
چلاؤں میں ادھر بھی نواسے علیؑ کے ہیں

۹۶۲

سرتاجِ تشنگاں کا جو سر کاٹ لائیں گے
وہ مسندوں پہ تم کو برابر بٹھائیں گے
سجادؑ ننگے پاؤں سوئے شام جائیں گے
زنداں میں بوریا بھی نہ سونے کو پائیں گے
مانو یا نہ ہو رہائی کبھی اُس اسیر کی
نسل سے بڑھے گی نہ جنابِ امیرؑ کی

۹۶۳

یہ سنکے آپ میں نہ محمدؑ رہے نہ عونؑ
وہ عرش کانپ اٹھا تہ و بالا ہوئے دو کون
غصے سے سرخ ہو گیا یاقوتِ رخ کا لون
شیرِ خدا کے شیر جو بپھریں سنبھالے کون
تن تن کے صاف سینوں کی ڈھالیں سنبھال لیں
آدھی سروہیاں کمروں سے نکال لیں

۹۶۴

اللہ رے پاسِ شرعِ شہنشاہِ انبیا
چھوٹے نے عینِ طیش میں یہ عونؑ سے کہا
یہ ایلچی ہے فوج کا اسکو زوال کیا
بولا وہ یاد کیجئے مسلمؑ کا ماجرا
کیا ایلچی حسینؑ کا وہ بے وطن نہ تھا
تشہیر لاش ہوئی تھی غسل و کفن نہ تھا

٥٦٥

چلایا اشقیا تو ابھی مسلم کا خوں بہتا
حاضر ہے سر بھی لاش بھی دفنا دیا گیا
کرتا ہوں پھر قصور معاف آگے جو رہتا
اب بھی سمجھ دیکھ اپنا برا بھلا
ماتھے پہ باندھ لیجئے دو سہرا تو باپ کے
دو وطا تو کہہ کے لاش پہ مان رہے آپ کو

٥٦٦

نعرہ کیا علی کے نواسوں نے یک بیک
بس بس زیادہ منہ سے نہ اب واہیات بک
چپ نابکار چپ سرکش او بے ادب سرکش
تیرے فریب و مکر سے اب کانپتے فلک تک
بہکا وہ شخص خدا کو جو پہچانتے نہ ہوں
ظالم یہ ان سے کہہ جو تجھے جانتے نہ ہوں

٥٦٧

او صبح کاذب افق شام تیرہ فام
آل جناب مخبر صادق سے یہ کلام
او غول وادی ستم و کفر اہل شام
دن کو چراغ لے کے جلانا ہے تیرا کام
ابلیس تو ازل ہی سے آدم فریب ہے
تو آدمی کی شکل میں عالم فریب ہے

٥٦٨

لایا ہے وہ علم بھی تو مکار ہے بڑا
سیدھی تو ہے یہ بات عقیدے میں بل پڑا
پیغمبری علم سے نہ دین غنی لڑا
سدرہ ہے اسکے سامنے اک پاؤں سے کھڑا
رتبہ ترے نشانوں کا ایسا ہوا ابھی ہے
جعفر نے اور حمزہ نے انکو چھوا ابھی ہے

۵۶۹

اوجالا شریعت پیغمبر انام
انصاف میں حسینؑ کے پوچھو یہ کیا کلام
جنکا خدا خدا ہے حسینؑ اُنکے ہیں امام
شان امام یہ ہے کہ عادل ہو والسلام
منصف ہیں یہ کریم ہیں یہ مقتدا ہیں یہ
برحق وزیر اعظم ذاتِ خدا ہیں یہ

۵۷۰

کل روزِ حشر آئی عدالت کو دیکھنا
دشمن پہ قہر دوست پہ رحمت کو دیکھنا
تقسیم کرتے دوزخ و جنت کو دیکھنا
کس طرح بخشوا تے ہیں اُمّت کو دیکھنا
کام ان کو صبر سے ہے کہ باقی جہاں رہے
انصاف اگر کریں تو نہ تیرا نشاں رہے

۵۷۱

ہمدوش حمزہ حیدرِ کرار تھے نہ تھے
روزِ اُحد نبیؐ کے علمدار تھے نہ تھے
عباسؑ اس علم کے سزاوار تھے نہ تھے
شاہِ نجف کو یہ درِ شہوار تھے نہ تھے
توبہ جدا ہم اسپہ امامؑ ہدا سے ہوں
بیٹے کے ہوتے نانا کے وارث نواسے ہوں

۵۷۲

اس بار کے اُٹھانیکو طاقت بھی چاہئے
طاقت بجز حسن لیاقت بھی چاہئے
حامل کو اس علم کے رفاقت بھی چاہئے
دل کو وفا زباں کو صداقت بھی چاہئے
ایسا ہے منتظم کوئی تیرے قیاس میں
لاکھوں سے جو لڑائے بہتر کو پاس میں

ع ۳

ہم اور وہ ہیں ایک تجھے یہ خیال کیا
اُنکو ملا ہمیں کو ملا قیل و قال کیا
یہ تو ہماری عین خوشی تھی ملال کیا
حکم امام ہیں ہمیں تو تفاوت مجال کیا
اسکے پیامبر خضر بھی الیاس بھی نثار
ہم بھی علم بھی فوج بھی عباس بھی نثار

ع ۴

او تم کس شمار میں ہو اور ترا یزید
اور کس قطار میں ہے سپہ شمر پلید
شاہوں میں سب بند و بست قضا و قدر کو ہے
آن کی خاک تک بھی نہیں ہے جو یزید
نمرود کو خدائی کے دعوے سے کیا ملا
بندوں میں جس نے ترک خودی کی خدا ملا

ع ۵

دروازے اس چمن کے ہیں دو اک سے اک جدا
دربان سے ایک در پہ حیات ایک پر قضا
مشتاق سیر باغ کو عبرت کی ہے ندا
اک در سے آ تماشے کو اور ایک در سے جا
شاہ و گدا کا منزل عبرت کوچ ہے
اک در سے داخلہ ہے اور اک در سے کوچ ہے

ع ۶

یاں روز اک طلسم بنا اور بگڑ گیا
یاں شب کی شب بسا جو مسافر اجڑ گیا
یاں گل نہال تازہ جما آج اور اکھڑ گیا
نام خضر ان کا سکندر گل پچھڑ گیا
یاں دن بہ دن حساب کا کچھ ہیر پھیر ہے
ناقے کسے کھڑے ہیں سواری کی دیر ہے

مطلع

بزم وفوزن نازنرنی بکا بس دفکم
ییک اجلی بکازنا بنا نامه بردن برنام
بزمه چبینی زنان کیبسی بوندن ینه
ینوبی فکاهم اکوربستی ینه جاسوس عم
بکل ایکی فوتقه بایغن ایکن کلی میمان اب
بزه کل بهارکی رخصت کاوان اب

مطلع

انبار بسم ودرسکی اوله ودم کاینی
کبوبسی بکم ناچه فطرا کی فسم کاینی
اکیبعیدن دیدن بکا نامه ناکس فسم کاینی
بازیکن سکی بباره اوکیسوکرمه کاینی
سبه ستارنایان ستا آب دوقنداکامرانا
بکم نقطه ایان سنا بامرحن ابدا

مطلع

ارتنا ودو الدین سی الکرسی بیری تیکان
بیدا اول سویدار ازیبن لالهِ آمد بیان
اوراسی لاله یمه ببین اونچی دیبان
بیتی کی جانی دوان ابوکه سنجی جاودان
بکا سلطنت سکی زنبار نام رمبین
بکم دوفول ابکی سی اوبن نبز یکا مریبن

مطلع

دنیا زرده سکی جیبیم بنا سی نبصنعن نبکن
الذین بیری بکی ینا سی بم ستی نبزن
بدیبن ستی نه دونی بکی بکا تم سی نبزن
بنوسکی اکیمی بین یکوبنعه ابدا بایوزن
اولی ال سی ببیبن علیه السلام سی
ابدی اکی قلبنکی بایدان ارد ورقیم

٥٨١

عباسؑ ابن شیرِ خدا مدظلہٗ
ماموں ہمارے مثلِ علیؑ مدظلہٗ
رایت کشِ فوجِ خدا مدظلہٗ
سایہ ہے جن کا بالِ ہما مدظلہٗ
ہر دو تن تمام زمانے میں یکتا ہیں
عباسؑ اُن پہ صدقے ہوئے نیکوں میں یکتا ہیں

٥٨٢

ان کو علم ملا تو ہمیں کو ملا علم
خاطر ہماری ایسی ہے اُن سے کہیں بہم
اونے کو بخشدیں علمِ خسروِ امم
پر ہم تو خوش ہیں اب کہ شرف وہ ہوئے ہم
سردار ایک ماموں علمدار دوسرا
ہم سا بھی ہے جہاں میں نمودار دوسرا

٥٨٣

عرشِ علا ہے فرشِ ضیا گسترِ حسینؑ
آنکھیں ہیں عرشیوں کی سوئے (ش) حسینؑ
افلاک ہیں محافظِ ۹ دفترِ حسینؑ
ہم کیا بڑے بڑے ہیں نمک پرورِ حسینؑ
حق نے ہماری نانی کو جب کدخدا کیا
آب و نمک جہیز میں بالکل عطا کیا

٥٨٤

قدرت یہ ہے کہ غیب کے اسرار دیکھ لیں
اپنے محل سے خلد کا گلزار دیکھ لیں
چیونٹی کی پا اندھیرے میں رفتار دیکھ لیں
آنکھوں میں نبضِ مردمِ بیمار دیکھ لیں
قدرت ہے سب طرح کے سفید و سیاہ کی
لیکن نہ ہے نہ ہوئے گی قدرت گناہ کی

شعر

ذات تو پاک ہے ہم و ہمہ ہیں بندے تیرے عیب و فن
ہے یہ بندے کی خدا کی عبادت دنیا میں بہتر زمن
پیدا کرے ہے ایک بندہ خلا تو اور کا سب عرفن
یہ بتاوے سب تو اس کے عوام کو ادا ہے دوراں اپنی کمال فن
سب یہ سایہ پیدا کیے جان کو جان الٰہی بیکان ہے
سایہ پیدا جان میں سب کو زبان دی جان

شعر

اے کہ سوا تیرے ہے یا او ہے اچھا پیارا ہے
بندہ ہے کیا دے سب دل میں کہ تو دین کا داعی ہے
جب نہ ہے سکے تم پیدا او دل کو تیرے عدن کا داعی ہے
ورنہ جگہ ہے مری سے سب کو نہ کہ ہے
یا تو بیان کر دو عرش لا الہ ان ہے
پیا را بہت پیارا دل نہیں آج ہے

شعر

واقف ہوا ہے ان سے پیارا سے نبی کریم
سب کو وائی کا اس میں تھی آل مصطفیٰ
ال سے پاک ہو جائے یا سول سے ہے پیا
اُمت یہ جان سب سے کیا تیری جزا دوا
سب یوں سے جھی جنم میں حسن کا درلیم
ہر دو دو جہاں کا تیری بزم سب کا کرم

شعر

ہاں کہ اے نگاہ حسن کی بات نہ اب
دیکھ کہ نام صحن جمیل میں دیا پیار کرم
فضل کیا ہی عون و جلوہ کا بیتاب نام
دو دو تو دادو تیری کی تو زاد و کی وفا نام
ہو یہ کی کہ تو قوت دل سے ہے اٹھائی گئی بس
ایسے بیتی ہے سے آئے ہم اب بس

۸۹

تلوار سے نہ مار، تو یوں مار بے خطا
اب ہاتھ جوڑ جوڑ کے یہ کہہ رہا ہے کیا
تم نے طلب کیا کہ خود آیا یہ بیچا
مطلب غرض مراد سبب وجہ مدعا
کاٹو زباں کہ پھر نہ کبھی ہم کلام ہو
اک ہیچ لگا دو کہ قصہ تمام ہو

۹۰

تم تنگ ہو تمھاری بلا جانے گزند
پر شمر اپنے نام کا ہے ایک خود پسند
حضرت کے چاو پیار سے تم ہو ہنرمند
منظور ہے کہ پست ہو وہ رتبہ بلند
سو یہ بجز ربط یہاں جا نہیں ہیں
ایسے نہ تم ہو اور نہ ایسے حسینؑ ہیں

۹۱

لائق کا بھی زباں پہ سخن لایا ہوئے گا
یا غیر نے باغِ سبز بھی دکھلایا ہوئے گا
کچھ سمجھ کے دونوں کو بہکایا ہوئے گا
لیکن جواب سن کے مزہ پایا ہوئے گا
اتنا نہ سمجھا رشتہ ہے شاہِ حسینؑ سے
زینبؑ کا دودھ پی کے پھرے ننگِ حسینؑ سے

۹۲

نزدیک تھا کہ دونوں کا دل آپ آپ ہو
بولے بس اب کوئی نہ سوال و جواب ہو
او شمر جا ترا نہ یہیں عذاب ہو
دنیا خراب ہو تری عقبیٰ خراب ہو
کیا جانے کیا حضور نے جانا غضب ہوا
اماں نے سن لیا تو آ آنا غضب ہوا

ن شہاب

۹۳

شیروں سے ڈر کے بھاگ گیا شمر بدگماں
جس طرح چوٹ کھا کے بھرے چوکڑی غزال
راہی حرم سرا کو ہوئے یہ نیک خصال
کچھ غصہ کچھ حجاب کچھ افسوس کچھ ملال
چلنے میں شرم سو قدم آگے بڑھی ہوئی
منہ اترا اترا غصے سے تیوری چڑھی ہوئی

۹۴

کلثومؑ یاں کھڑی تھیں پس پردہ بیقرار
اُن سے کہا دلیروں نے یہ ہو کے بیقرار
یوں تو ہر ایک وقت ہیں بندے قصوروار
پر اس گھڑی قصور نہیں اپنا زینہار
اماں کے دل میں شک جو پڑا ہے نکال دو
دونوں کو اُن کے پاؤں پہ لیجا کے ڈال دو

۹۵

دوڑیں وفورِ طیش سے خود زینبؑ حزیں
فرمایا میں تو آنے کو تھی ننگے سر وہیں
کیا شور تھا شمر سے وہ بولے کچھ نہیں
فرمایا خوب لوگوں میں چرچا پھر تو نہیں
شمرِ لعیں نے صلح جو ٹھہرائی ہوئے گی
مرضی تمھاری تھوڑی بہت پائی ہوئیگی

۹۶

اموں سے اپنے پوچھ لیا تھا جواب دو
زینبؑ نے تم کو اذن دیا تھا جواب دو
اکبرؑ سے اسکا ذکر کیا تھا جواب دو
اس دن کو میرا دودھ پیا تھا جواب دو
اب سوچ ہے نجات جو دنیا سے پاؤنگی
جنت میں فاطمہؑ کو میں کیا منہ دکھاؤنگی

۹۹۷

ہے ہے مجھے تو اور یہ وسواس اب ہوا
شاید علم نہ ملنے کا تم کو تعب ہوا
عباسؑ کو ملا جو علم کیا غضب ہوا
گزرا جو ناگوار خلافِ ادب ہوا
آئے کوئی بلا نہ پدر کی کمائی پر
قربان دونوں تم مرے عباس بھائی پر

ن صدقے ہوئے تھے تم مرے عباس بھائی پر لو

۹۹۸

قدرت خدا کی اپنے بزرگوں سے آن بان
تم کو بھی اب ہوئی یہ لیاقت خدا کی شان
منھ پر حضور کہتے ہو اور چھوٹے ماموجان
اور پیٹھ پیچھے ہائے غضب ہمسری کا دھیان
دونوں جہاں میں موردِ الزام کر دیا
تم نے ہمارے دودھ کو بدنام کر دیا

ن منھ پر کبھی حضور کبھی چھوٹے ماموں جان

۹۹۹

قبضہ کو ہاتھ اٹھا کے پکارے وہ مہ لقا
اماں برب کعبہ کہ خادم ہیں بے خطا
سن لیجئے ہماری تو پھر ہوجیے خفا
جن کو حضور پائیں گی وہ ہوں گے بیوفا
چاہیں ملک جو مالکِ تقدیر سے پھریں
ہم دونوں بھائی حضرت شبیر سے پھریں

۱۰۰۰

قرآں پہ ہاتھ رکھنے کو موجود ہیں غلام
قرآں ہمارا کیا ہے سرِ اقدس امامؑ
اکبرؑ سے پوچھ لیجئے نالے فلک مقام
کھل جائے جھوٹ سچ کی حقیقت ابھی تمام
خدمت علم کی بیعت خدا نے جو پائی تھی
پہلے تو آپکو نہ ہمیں نے دکھائی تھی

بند ۱۰۱

منھ سوکھتا ہے کہتے ہوئے چھوٹے ماموجان
غربت میں اُنکی جان کو اللہ کی امان
ہم خاکپا ہیں اُن سے بھلا ہمسری کا دھیان
اُن سے نہ ضد نہ ہٹ نہ حمیت نہ آن بان
وہ باپ کی جگہ ہیں بجائے امام ہیں
وہ نائبِ حسینؑ ہم اُن کے غلام ہیں

بند ۱۰۲

شمرِ لعیں زباں دراز پہ تھا اختیار کیا
کچھ یاد بھی نہیں کہ بکا نا بکار کیا
کاذب کے قول و فعل کا ہے اعتبار کیا
ہم تو وہی ہیں آپ کو پھر انتظار کیا
ایسے دئیے جواب کہ نقشہ بگڑ گیا
جیتا زمیں میں صورتِ قاروں وہ گڑ گیا

بند ۱۰۳

زینبؑ پکاری ہیں تو ہوئی سب میں سرنگوں
ہے ہے ہر ایک نیچ سے یہ نیچ ہے فزوں
اک تیغ سے بہائیگا یہ پنجتن کا خوں
سر کھولوں تیغ حق کو پکاروں دہائی دوں
لعنت جو تھی حسینؑ علیہ الصلوٰت کی
کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی

بند ۱۰۴

وہ بولے ہاں سکوت کی لائے نہ تاب ہم
کس منھ سے جاتے پیش رسالتمآب ہم
سنتے حقارتِ پسرِ عالی جناب ہم
حضرت کا دودھ پیکے نہ دیتے جواب ہم
زینب پکاری پھر کوئی شاہد کوئی گواہ
مڑ کر نجف کو بولے کہ نانا علیؑ گواہ

مثلہ

خاصانِ خاصِ حضرتِ ربّ العلا یہ ہیں
جانانِ جانِ قالبِ خیر الوریٰ یہ ہیں
شیرانِ شیرِ بادیۂ قُل کفیٰ یہ ہیں
مردانِ مردِ معرکۂ لافتیٰ یہ ہیں
نمرودِ کفر کے لئے قہرِ الٰہ ہیں
نوشیروانِ عدل کے پشت و پناہ ہیں

مثلہ

جو مع سو دعاؤں کا ہے جوشنِ کبیر
صدپارہ عضوِ عونؑ ہوئے وقتِ داروگیر
بازو جو اُس دلیر کا ہے جوشنِ صغیر
اُس کے لئے ہیں زیر و زبر زخمِ تیغ و تیر
حفظِ امام کے لئے تیروں سے چھن گئے
جوشن تھے پر زرہ شہِ والا کی بن گئے

مثلہ مطلع

جوشن ہیں دو پر ایک صغیر اک کبیر ہے
زینبؑ کے مہ وشوں کی یہ کامل نظیر ہے
اک لالِ بدر ایک ہلالِ منیر ہے
ایک ایک جوشنِ شہِ برنا و پیر ہے
جوشن ہیں وہ کہ بازوئے دشمن کی زیب ہیں
جوشن ہے بازوؤں سے کہ جوشن کی زیب ہیں

مثلہ

یہ سن کے دونوں پہ ہونے لگی نثار
پھر کچھ زباں سے نہ کہا دل کو آیا پیار
لے واہ ان شجاعوں کی باتیں ہیں یادگار
بچپن میں یہ سمجھ تھی کہ قرباں ہیں پختہ کار
کونین میں ہے سب سے کہ توقیر دیکھئے
اس عمر میں کلام کی تاثیر دیکھئے

بند ۱۱۰

ان کی ثنا کریں گے بھلا کیا ہمہ شما
روح القدس کا نعرہ ہے روحی فداکما
پرتو فگن ہما پہ جو ہوں یہ ہنر نما
زائل ہو عیب تیرگی سایۂ ہما
نادِ علی نہ یاد ہو تو ان کا نام لو
پھر جنگ میں زبان سے تیغوں کا کام لو

بند ۱۱۱ مطلع

اب جعفری گلوں سے وداعِ بہار ہے
تیار اجل پہ ہر اک گلعذار ہے
زینب کو قطعِ نسل کا غم روبکار ہے
فوجِ حسینؑ حرؓ کے لئے سوگوار ہے
سوکھے گلوں کو تیغ کی لذت کا شوق ہے
بچپن کی موت رنگِ شہادت کا شوق ہے

بند ۱۱۲

ناگہ محل میں غرق بہ خوں آئے شاہِ دیں
تڑپی بہن تو بولے یہ میرا لہو نہیں
حرؓ نے بسائی مقتلِ سادات کی زمیں
لاش اُسکی لائے گود میں الفت سے خود ہمیں
زینب نے حرؓ کے سوگ میں فریاد و آہ کی
شرما کے نور چشموں پہ اپنے نگاہ کی

بند ۱۱۳

وہ گر پڑے حسینؑ کے قدموں پہ دوڑ کر
پوچھا بہن سے شاہ نے کیوں ہے یہ چشم تر
مطلب ہے کیا جو میری خوشامد ہے اس قدر
بولیں کسی کے دل کی مجھے بھائی کیا خبر
پوچھو انھیں سے پاؤں پہ آنکھیں جو ملتے ہیں
میری صلاح و مشورہ پر کیا یہ چلتے ہیں

۱۱۳

شمر نے کہا سید ازل ہیں یہ نیکو
ہے دوران گلو کے بیاں سے گلے کی بو
نغمہ پیاری آکے شہ دیں کے روبرو
قربان جاؤں مصلحتاً ہے یہ گفتگو
دم بھرتے ہیں یہ انکا وہ دم انکا بھرتی ہیں
شکوہ نہیں حضور سفارش یہ کرتی ہیں

۱۱۴

عباسؑ کو علم جو کیا آپ نے عطا
چپ چپ چھپا اُس گھڑی سے ہیں دونوں یہ لقا
باہم نہ جانے شمر نے کیا جھوٹ سچ کہا
انکو تو پوچھنا چاہیے خود آدمی کو بچھ گلا
عباسؑ کی طرح یہ کرم ان پہ کیجئے
اُن کو علم دیا ہے رضا ان کو دیجئے

۱۱۵

حضرت سے ملتجی ہوئی خود زینبؑ حزیں
کچھ حرؑ کا حق ہے ہم پہ بھی فرمایا کیوں نہیں
محسن ہے میرے خرد و کلاں کا وہ خوش یقیں
اُس نے کہا کہ میرے بھی نزدیک ہے یہیں
پر اس کی بیکسی پہ جگر پاش پاش ہے
تنہا تمہارے فدیہ اول کی لاش ہے

۱۱۶

زینب کا حرؑ کی لاش پہ ساماں کوئی نہیں
قرآن خواں کوئی نہیں گریاں کوئی نہیں
ماتم میں اُسکے چاک گریباں کوئی نہیں
جز گیسوئے بتولؑ پریشاں کوئی نہیں
شامل رضا جو آپکی تائید حق سے ہو
زینبؑ ادا حق اولِ مولا کے حق سے ہو

۱۱۷ھ

نفرت ہے غمزدوں کو شہادت کا شوق ہے
جنگل میں سیر گلشن جنت کا شوق ہے
جاگے ہیں شب کو خواب فراغت کا شوق ہے
زینب کو تیری لاش پہ زینت کا شوق ہے
تیری طرح سے خون میں رنگیں لباس ہوں
مہماں کی لاش بیچ میں یہ آس پاس ہوں

۱۱۸ھ

زوّار تربت شہ دیں سے دم بھر جدا نہیں
دیکھا یہ میں کہنے لگی زینب حزیں
کہہ دیں جو کہا تھا وہ ہے یاد یا نہیں
وعدہ تھا مرے خواب کی تعبیر کا یہیں
اے یوسف علیؑ مری خاطر نشاں کرو
فرمایا شہ نے خواب پھر اپنا بیاں کرو

۱۱۹ھ

بولیں یتیم کعبۂ اعظم تھے جب امام
کیا دیکھتی ہوں خواب میں اے قبلۂ انام
اک دشت ہولناک میں لونڈی کا ہے مقام
ہیں ہاتھ میں دو خوشۂ انگور سبز فام
ناگاہ رنگ زرد ہوا ہوش اڑ گئے
دو دانے یا تو سبز تھے یا لال ہو گئے

۱۲۰ھ

اس نوجوان کا رنگ ہوا اور کیا کہوں
آنسو ہو کے خون بہہ گئے جس طور کیا کہوں
دیکھے جو خواب میں ستم و جور کیا کہوں
میں لٹ گئی اجڑ گئی فی الفور کیا کہوں
جو رنج مجھ کو روز ازل سے نصیب ہیں
بھیا تمھاری جان سے دور اب قریب ہیں

۱۲۱

بیٹا جو ترقی پہ پہنچ گیا دل کو ہو کیوں نہ شاد
جلدی سے اکڑ بیٹھا جو افسوس کی صورت آہ
بنیاد پکاری کہ بنا دو بنیاد پڑی کو خراو
بو سے جو حسین ہیں صحبت کی وہ ضد ہے اب
اب ان کو ادب سے غم ہے کیا اولاد میاں پیدا
اب تو جو نہ ہو حال کا ان کو بیاں ان کا

۱۲۲

انگور میوہ میوہ سے اولاد ہے بیمار
دہقان ہے کہ لائق ہو یا جس کی کلفت زار
ہم ان سے نہیں ہوا کہ چاہیں جو نیک کی
وہ دو دونوں دوا سے ہے انہیں [illegible]
[illegible]
اچھے اچھوں کی [illegible]

۱۲۳

کل موج نے پھر تہ کا بیٹھا دیکھا ہم کو گرداب
رو کر جو حسینوں کا دل ہے [illegible] صاحب
[illegible]
ان سے کہا مراد دل کا یہی ہے در نایاب
[illegible]
[illegible]

۱۲۴

بد سے جو بُرا ہے سخن کی یہ آفریں
بے ذوق و ادائے لطف کو دیکھو یہ نہیں
بھیجی پاس ملک و خدا بھی اس میں یاد یہیں
گر ذوق و عطا پہ نیک کہے ہے عمر بیں
آزاد قلیل ہے واقف راز ہے
یا رقیق [illegible]

۱۲۵

ابن عقیلؑ ابن حسنؑ ابن حسینؑ ہوئے فدا
بخشے خدا نے دو شرف ان کو جدا جدا
یہ فخر حسینؑ ہیں اور ہدیہ حسن خدا
دیا گیا نہ وہ سوم ہوتی جو ہوتے یہ کدخدا
آخر کو اس شرف سے یہ سب آسرے ہوئے
پہنا دو ابا جو ہوں نے خلعت وہم سے ہوئے

۱۲۶

بولیں یہ جو صلاح ہو راضی ہیں دل حزیں
پہلا آبدار خانہ میں تو بوند بھی نہیں
یہ گرد ملاؤں بھا کل ورخسار نازنیں
آئی ذرا بہشت کی نہر بھی تو ہیں قریب
یہ گرد زلف دیکھ کے روئے گی فاطمہؑ
آج اس کو سلسبیل سے دھوئے گی فاطمہؑ

۱۲۷

اک گوشہ میں گئی وہ جگر گوشوں کو لئے
اور قیمتی جواہر و خلعت طلب کئے
لالا کے کشتیوں میں کنیزوں نے رکھ دئے
دو دو جگر کا پردہ کھنچا سی کے سئے
آئی ندا کہ بے کفنی پیرہن ہوں ہیں
بچپن کی موت بولی تمھاری دلھن ہوں ہیں

۱۲۸

سرمہ لگایا نرگسی سلائی سے
ظلمت کو روشناس کیا روشنائی سے
دیدی ہزار سل کدورت صفائی سے
کم تھی نہ میں کا لک قدر کی رسائی سے
سرمہ کے خط سے ترجمہ پورا نظر پڑا
مردم کو عین صاد کا سورا نظر پڑا

[illegible] بیت مصرع ثانی میں "سے" بمعنی ساتھ اور چوتھے مصرع میں بمعنی واسطے ہے

۱۲۹

سرمہ تھا یا وہ نور کے تسنیم کا سواد
یا لہر تھا وہ چشم کا یا عین پر تھا صاد
تیغِ نگہ کا رعب ہوا سرمہ سے زیاد
جس طرح فتحِ تیغ دلیری کی خانہ زاد
مردوں کی ہمتیں نہیں ہمتیں چھپی ہوئیں
تھیں دو سرو وہیاں وہ برابر اوپی ہوئیں

۱۳۰

پہنایا جامہ زیبوں کو اپنے لباسِ جنگ
پوشاک یوں بدن میں کھلی جیسے گل پہ رنگ
الفت سے خود لپٹ گئیں تن پر قبائے تنگ
بجنے لگیں جو اُم تو شرمائے بید رنگ
شرکت جو حسنِ باطن و ظاہر کی ہو گئی
دونوں سے لاکھ زیب جواہر کی ہو گئی

۱۳۱

موتی کی تھیں وہ بلوریں کلائیاں
گرد ہلال عقدِ ثریا تھا ضوفشاں
انگلی میں تھا یہ خاتمِ فیروزہ کا بیاں
فیروزۂ فلک ہے بہ زیرِ نگیں یہاں
انگلی کی ضو نہ ماہ میں نے مشتری میں ہے
روشن ہلال حلقۂ انگشتری میں ہے

۱۳۲

جوشن وہ بازوؤں پہ زبرجد کے آشکار
سبطِ نبی جو شینیں اثر جن کے بیشمار
زینبؑ کے لال شاہِ نجفؑ کے تھے رشتہ دار
دُرِ نجف کے ہار سے دونی ہوئی بہار
فاتح کا زور پٹکے کے بندھنے سے گھٹ گیا
خورشید کی کمر سے مہِ نو لپٹ گیا

۱۲۳

بھاری مزہ ہے کیچ ہے چھڑ زلف پیچ تمام
دو نین کالوں کی ہزار ار سب بند ہے سب تمام
دو نین تیہاری کاں سی آم غریبی کیا ہوں تمام
اسے بیاں ہیں اور زلف الزور بن سبیل دو نیمار ان تمام
رنگی پیالوں کی سر آکھیلے تیر زبان حالان ادو
پیاریکے ساپ بیاں کے کھیلاں کا نیکا زبال ادو

۱۲۴

جھروکے سلاں سر غزار ہے چہرال
زرقعاری کی بیغ بیابان و چمن سنگی کی ونہال
سلطان ہے سبز چمن سنگ ہے بہار اغصا ہے نیشبال
پیارا تے بیغ جا دو ریز ارہنی وقت نہال
سر کھول آو میر سی جنت چمن سبز چمن بیا
معشوقی آسمال سبز سیچ نتاقی آکے ادو مر آپا

۱۲۵

یہ دو نوں دو دہلا ن سے جو عشق نہ بیابان کی
آ سنیوں سے وز پیکاں کا اور دل سے ناد کی
ہے لیکن پیر سن سے عمر و مجنوں سے داد کی
فراد ابن ساپیہ زمان نے نبرد اد کی
سکتے جھنڈ جبان سے چمن و جہاں سے سر کو ل او لادیں
بیدو نوں کا اور دو اسو ل کی زمین کا دیں

۱۲۶

ز بہ سلو کا تمام ہے عجیب طرح کا ہر اس
اردی ابن ملے بیو کی الہی کا جان کی حق شناس
زہر بگل ہے گھڑی کا ہوقا اسر مرادہ ہمیشہ اس
خرد و کمال کو زمیں گیا ہے آر آس یا س
چار جنیا کا عجز ہے سب الہی ہے ساس
پہیلا دو ما اٹھو ماں ابہر ہے ساس

۱۳۷

سب قبلہ رو کھڑے ہوئے مثلِ صفِ نماز
شمشیر ہر کسی کے ہاتھ کے قبلہ رو دراز
زینبؑ نے سوئے قبر کیا گیسوؤں کو واز
چلائی اے کریم توکّل کا ہے کارساز
چاہے تو برج بھر میں ذرّے کو راہ دے
جسکو کوئی پناہ نہ دے تو پناہ دے

۱۳۸

دیتا ہے اے کریم تو سائل کو بے سوال
بخشا خضرؑ کو چشمہ سلیماںؑ کو ملک و مال
ہم فاقہ کش ہیں تیرے نبیؐ و علیؑ کے آل
نادار و بے دیار و پریشان و خستہ حال
اک چشمِ مرحمت ہے تری دو جہان پر
سب نعمتوں کا ذائقہ ہے اک زبان پر

۱۳۹

سب بندگی کو ہیں تو خدائی کے واسطے
ہر کارِ حق ہے کار روائی کے واسطے
اس دم میں بیچ کس ہوں بھلائی کے واسطے
آگے ترے کھڑی ہوں گدائی کے واسطے
نے ملک چاہتی ہوں نہ دنیا کے چین کو
میں بھیک مانگتی ہوں مجھے دے حسینؑ کو

۱۴۰

دو جانیں ایک جان کے بدلے قبول ہوں
لونڈی کے بیٹے فدیۂ سبطِ رسولؐ ہوں
یہ ہو تو بس تمام مرادیں حصول ہوں
یارب نہ بے حسینؑ کی اماں بتولؑ ہوں
قرباں ہو گئی ہیں تری کبریائی کے
بیٹوں کو روکے روؤں نہ لاشے پہ بھائی کے

۱۲۱۱ھ

تیرہ دلی کی موج تلاطم اپنی ادا رس لا ہے
آگ کا ہو جو سر سے بجھا دل اپنا پتا یوں جلا ہے
بیتابی کی سختی سے بیمار دو ساعت گر دل اس کا جلا ہے
ابر سیہ بن دیکھ کے اس نے پی بجلی سے کہا ہے
سبکی سے ہی نہیں ہلا سب سے بیمار ہوا ہے
اصغر کا اشب اور علی اکبر کا بیمار ہوا ہے

۱۲۱۲ھ

ناگاہ سب دو فرع بانو است فنا ہے
زینب سے آخر شب پیاسوں نے فنا ہے
دیر ہوئی سواری آگے اودھر دو دفعہ ہے
بیچارے فضا ہے آکے بلبل صلیب تو بیاہ ہے
مادر جو دو آئے کھڑے کو دودہ سے مل ہے
تاوفتے بار بار ان کے جاں سے نکل ہے

۱۲۱۳ھ

اصطبل سے غم دیر دوم دوراں بولی
بے نم ہی دو آنے گرے دوران بولی
دو دوزخ بیابان سے بجلی پر بادل بولی
زور سے خیز نم پیر فراز دوران بولی
رنجوران کا انداز سوال ادا و دیکھا تھا
آج بیجو کی اشک کا بیجا اعتدال کیا

۱۲۱۴ھ

کگوں کی بہار ہو کچھ ہون سے جنسان بنا
زینب جو زبان کا نام آ سے ساں بنا
بیکس کا عصمت و عبد پیر سب ہے کہکشاں بنا
کا سے ہاں سے کم کا دیا تاج جہاں بنا
یا لہو پہ یہ بدن علم نے زرالا ہے
یہ ون سب زبان کم سے عمر زبان کا باب

۱۲۵

شاہین فکر نظم کے یاں بال و پر گرے
گو چست باز طبع کے بازو سے پر گرے
صفحے قلم کے ہاتھ سے مثلِ سپر گرے
مضموں نظر پہ چڑھ کے بوقتِ نظر گرے
حیرت وہ ہے کہ لائقِ شرحِ بیاں نہیں
تصویر کی طرح سے دہن میں زباں نہیں

۱۲۶

یہ اور ثنائے علیؑ کے نواسوں کی کیا مجال
جن کے جلالِ جاہ کا مداح ذو الجلال
ہیں ننگ وہ شرف ہیں زوالِ اوجِ کمال
لازم ہے بابِ علم سے اس باب میں سوال
مولا مدد کریں تو سخن اب تمام ہو
تائید جبرئیل علیہ السلام ہو

۱۲۷

لو شیخو آمد آمد روح الامیںؑ ہوئی
تو بخششِ خدا سے سخن آفریں ہوئی
اونچی زمیں فلک سے سخن کی زمیں ہوئی
لو روحِ پاک عونؑ و محمدؑ معیں ہوئی
عرشِ خدا سے رخصتِ پرواز آ گئی
پروازِ جبرئیلؑ کی آواز آ گئی

۱۲۸

باریک بال سے بھی جو گھس کر زباں ہو
شکرِ عطائے حق نہ سرِ مو بیاں ہو
صدقے علیؑ کے نام مبارک پہ جاں ہو
ذرّے پہ کون انکے سوا مہرباں ہو
شیرازہ ہفت دفترِ گردوں کا کھل گیا
بندش میں قلعہ خیبرِ مضموں کا کھل گیا

۱۴۹

طالب نہیں صلے کا امیر و فقیر سے
دل ہے غنی ولائے جناب امیر سے
ترجیح ہے عطارد و گردوں سریر سے
معجز بیاں ہوں قدرت رب قدیر سے
سیکھے ہیں بوتراب سے یہ خاک کیمیا
کیا ہما آفتاب سے بھی سایہ سے عاری ہے

۱۵۰

پہنچا وہ پرچم علم فضل ذو المنن
وہ بوتی ہے بطن معانی بہ پیرہن
بائیں طرف حسین ہیں داہنی طرف حسن
اور بیچ میں ہیں بوجہ حسن رشک سمن
غل ہے خزانہ نظم کا بے فکر و رنج ہے
مداح سے جو اہم مضموں کا گنج ہے

۱۵۱

بالیدہ فخر سے ہوئی اب خاطر ملول
جیسے نہ اپنے جامے میں پھولا سمائے پھول
یاں منصب ہزاری بلبل نہیں قبول
آیات نظم کا ہے مری شان میں نزول
مداح اہلبیت علی و بتول ہوں
امت ہے میری نظم و بیاں میں رسول ہوں

۱۵۲

جانا نہ کچھ بھی اپنے سخن کو ہم بیاں
اہل سخن ہیں پایہ داں سب یہ ہیچ خواں
شفقت عنایت ان کی جو کہتے ہیں نکتہ داں
پھر کس طرح عظیم سبحاں رہے نہاں
اپنے فخر کے بیان سے چپ ہو گئے ہیں ہم
مصرع پکارتے ہیں کہ سن لو نئے ہیں ہم

۱۲۵۳ھ

بسم اللہ اب کہو وہ خوش آئے ہاتھی سوار
دونوں سے عہد زیں کا ہوا دوگنا وقار
جیسے عروج شاہوں کے ہاتھ سے آشکار
ہرگز یہ اپنے بخت رسا نے کیا قرار
شرمندہ شان سے ترا حسن روانہ ہے
ہفت اشپہ سپہر پیادہ روانہ ہے

۱۲۵۴ھ

ابھرے ہیں آسماں سے تگ و در قدم قدم
بیباک زمن سے رحمت داور قدم قدم
اقبال بے زوال ہے یاور قدم قدم
تاروں کی ہو رہی ہے نچھاور قدم قدم
چاندی کے پھول چاند طبق میں بھرے ہوئے
سونے کا طشت کاندھے پہ سورج دھرے ہوئے

۱۲۵۵ھ

خوش ہے ان دلبروں کے گھر گلشن بنا نہال
جیسے دعائے حضرت یوسف سے قحط سال
آنے سے ان کے فتح کا چہرہ خوشی سے لال
جیسے نزول نادِ علی سے شکستہ بال
سر پر زمیں اٹھائی نقیبوں کے شور نے
بہرام کو اچھال دیا ہل کے گور نے

۱۲۵۶ھ

چپکے ہوئے نقیب تو رن بولنے لگا
رن جب ہوا تو چرخ کہن بولنے لگا
مریخ مثل اہل سخن بولنے لگا
اعدائے دیں کے حق میں بد زن بولنے لگا
آمد کا ان کی غل یہ ہوا ہر مکان میں
آیا نہ حشر تو تب سے ابتک جہان میں

۱۵۷

ناگاہ بادپا ہوئے ساکن سرِ زمیں
دو زانو سے ہٹ گئے دو آمد میاں تھیں
دیکھا خیال شمر میں سوئے سپاہ کہیں
بولی غزوہ غش میں پڑا ہوئے گا کہیں
فرمایا ہاتھ چہرۂ اقدس پہ پھیر کر
گر وہ نہیں تو نوح کو ماریں گے پھیر کر

۱۵۸

ہائے ستم کس شمار میں مارا اگر تو کیا
بابِ زری عمر کا اوتارا اگر تو کیا
چھینا فرات کا بھی کنارا اگر تو کیا
سب انبیاء و جن ہوں معرکہ آرا اگر تو کیا
کیا تخت سلطنت سے امیرِ پلید کا
دل پہ رکھیں تو ملک اولٹ دیں یزید کا

۱۵۹

پیغمبر اپنے حضرت خیر الانام ہیں
بابا رسولِ پاک کے قائم مقام ہیں
شبیر مدظلہ الاعلیٰ امام ہیں
جنکی ثنا میں چار صحیفے تمام ہیں
جس بادشہ کا عرش بریں پایۂ تخت ہو
وہ نورِ چشم فاطمہ بیدار بخت ہے

۱۶۰

معجز نمائیں روز ولادت سے امتحان
ہم نے سنا صحیفہ اپنے بزرگوں سے یہ بیان
پیدا ہوئے حضور تو روشن ہوا جہان
پر ٹھیک دوپہر کو ہوا سرخ آسمان
سب کا سبق اعوذ برب الفلق ہوا
دیکھی جو خلق نے یہ شفق رنگ فق ہوا

۱۲۶۱

آگے جو دول نے تھی بنا سے کیا سوال
روح القدس نے دی آکے ندا وہ بصد اجلال
دنیا ہوں سے شاہ و گدا ہر بلی کیا امتثال
مقصود نقش کا ہو جو سے الگ ہو غیر اللہ سا کمال
نادان کا ان تھا نان کی دو دن کی جان پہ دم
اللہ نے حسین سے کیا آہ و دم

۱۲۶۲

دل میں کیا جو دل نے تجربہ کا ہے محل
بہ قصد بادہ کیسا ہو دن مے پیچ سے ثابت محل
آکے جواب عالم سے دیدہ و دل میں محل
یاں بدن کی تو دو بزم ازل کے ہیں محل
عقل و نظر سے آب ہے جان کے جو سن طلب
ز دونیک بھی سے ہو گدا بھی ازل سے ہو طلب

۱۲۶۳

کہہ دو کہ پاؤں نے زنجیر سے ادا بنا
یہ ہیں جو دل کہ ہوں اس سے معجز بنا
کہ عرض دو دیں جو ہم بیاں ہوا نام
یہ پھیکی کی تانا بان سے آکے غیب کا نام
کیا جواب نے کیوں کہ سوتی سے جو الا نام
یہ جو جواب دو نیکی کی خاطر غلام

۱۲۶۴

صدقے ازل سے جس کے ہیں یہ انگشت بر دہاں
لیں بلائیں بوسہ لب لعل کا لیا
فضلے بدن اپنا تو ارا کے جاوید دیا
قرآن سب نے لیا بدی صورت بہ مرتبا
موسیٰ کی وہ بیضا سب آسمان پر
مولیٰ کی طرح سے ارض تھانہ ایا

۱۶۵

بیت الشرف کے در پہ کیا قسمت نے قیام
چمکا رخِ حسینؑ سے پُرنور قصر و بام
موسیٰ یوں نے دست و زباں سے کیا سلام
کلمہ پڑھا کلیم کی شوکت ہے لا کلام
بوسے کسی نے لیے کفِ پا کو ہاتھ میں
اک ڈھونڈنے لگا ید بیضا کو ہاتھ میں

۱۶۶

بولا یہ مسکرا کے وہ حیدرؑ کا یادگار
تو سب سے میرا یہ بیٹا ہے ذوالفقار
سرخی یہ آسماں کی جو ہے اے مرے کردگار
اک بیگنہ کے خون کا ہے رنگ آشکار
قسمت میں اُس شہید کے ظلم شدید ہیں
پوچھا تو کہا کہ یہی وہ شہید ہیں

۱۶۷

دنیا تھی تجھ کو میری ولادت سے باغ باغ
گھر گھر خدا کے نور کا تھا قدرتی چراغ
اب سرخی فلک سے کلیجے ہیں داغ داغ
یاں رنگ ہے یہی کبھی کلفت کبھی فراغ
موسیٰ اس بیان سے حیران ہو گئے
چالیس تن خوشی سے مسلمان ہو گئے

۱۶۸

پھر عرض کی یہ حضرتِ ابن بتولؑ میں
ایسا بھی ہے عمل کوئی دینِ رسولؑ میں
کھٹکا نہ ہو جس عمل کے حسنِ قبول میں
تعویذ عافیت ہو بلا کے نزول میں
ہم چاہتے ہیں اُس سے دو عالم کے چین کو
رو کر کہا حسینؑ نے رونا حسینؑ کو

۱۶۹ھ

کیوں یہ شرف کسی نے زمانے میں پائے ہیں
یہ معجزے بروزِ تولد دکھائے ہیں
آئی ثنا میں آیۂ والفجر آئے ہیں
آہو جو حسینؑ کے واسطے جبرئیلؑ لائے ہیں
یوں تو ابھی جہان میں کیا کیا نہ ہووے گا
لیکن حبیبِ حق کا نواسا نہ ہووے گا

۱۷۰ھ

خلیل جو کہے وہ نبیؐ کا بھی نام ہے
محبوبِ ربِ لم یزلی کا بھی نام ہے
تمام نبیؐ کے بعد وصیؑ کا بھی نام ہے
بیٹے ہمارے نانا علیؑ کا بھی نام ہے
دادا کا نام لیکے محب زبان پہ پڑھتے ہیں
مومن نماز جعفرؑ طیار پڑھتے ہیں

۱۷۱ھ

کیا تھی بساطِ جعفرؑ و حیدرؑ کے سامنے
قنبرؓ کا سامنا نہ کیا زال و سام نے
پایا شرف علیؑ سے نبیؐ کے مقام نے
ایسے جری کو مان لیا خاص و عام نے
کس کس جگہ جنوں سے خدا کے ولی لڑے
دس دن اور ایک رات کنوئیں میں علیؑ لڑے

۱۷۲ھ

ناموں ہمارے ہیں وہ سخی دوجہاں کے شاہ
پوشاک پہنی آج تو ظاہر ہوا یہ آہ
دیکھو داغ پشت میں نظر آئے خدا گواہ
پڑھ کر عشا مدینہ میں سلطانِ دیں پناہ
انبارِ غلہ پشتِ مبارک پہ دھرتے تھے
جا جا کے گھر یتیموں کو تقسیم کرتے تھے

[illegible]

یاں قدم نہ رکھ سکی کا تو نہیں ورنہ بجا بو دنہ

نا قدر تجھی نہ ستم ورع ہم بچو بیدال ایمہ

اب بھی تو دیساں ادل انہ بین بہم نہ کرکی انہ زلہ

ایجاد کیا تا بہ اد ایچن کا الہ ستہ

کل انکے نام داد عمر ذی نمیاں ایمن انکا ان نکا

یا ہمیں بعید ال اں انہیں انہ بے بی کے ہو دنہ

[illegible]

اس وقت بھی عوض بہ امت حضور کو

ورنہ تم کہ طرح کی بھی تقدیر حضور کو

تو نہ کیا بہ آئے ہوئے حضور کو

بڑی بہ سے دست ذیست کی قدرت حضور کو

دونوں جہاں ال ابنی سے کون سی قدرت نہیں

ہمیں کو وہ دعا وہ دعا دیں ابہ نہیں

[illegible]

بس تیری تیری اپنے مردوں کے الہ وار

وہ الہ تم نے نظر دیں بیں بہ آکی گناہ کار

دونوں اپنی آنکھ ہے تم کو نہ دار

دودو نار اداں بیں بھی گناہ سے دور نگار

بیکا وہ دو نوں ان سے سے اپنا الہ وکی

تم نا ہمیں بھی دل ادا بھی نہ نہ دور سور

[illegible]

قیامت کہ روز بھی کا معاف اہمیہ وہ حضور

وہ دل دور دیں بہ عمر کمینہ ہم زبہ تو

بال بو نقش تیری ذہن ہم ہو کا دل ہمدم کا

یہ سمجھ کی تا ادب سے ہمیں کہ ادا ہمیں وہ تاہم

بیکا وہ دل ذرا کو ہم وہ دور ابوار سے

وہ تیری بچی طرح سے بجا وہ ذو الفقار سے

[illegible]

ییکا مین بیل اگر قویب نیکیس عون نامو سیز
سونک لیبار اینگ [illegible] بلفس اوسته
[illegible] بولیب الگی [illegible] عیبه
تینیب [illegible] الیب بیب [illegible] اولکیاب الدیب
[illegible]

[illegible]

آلتی [illegible] الگی الدیب
[illegible] الدیب [illegible] بیک
[illegible] الدیب
[illegible] الدیب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۸۱

بدنگاہی عورتوں کی [illegible] تیغ بے پناہ

[illegible] سیاہ

[illegible] آگاہ

[illegible] واہ واہ

[illegible]

[illegible]

۱۸۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۸۳

[illegible] صفات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۸۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ع۱ پسر اور ستہ میں تجنیس ہے "دستہ" کا لفظ اُس وقت فصحا میں مستعمل تھا حضرت انیس مرحوم فرماتے ہیں ع [illegible] روز ذرہ ذرہ پہ ذرہ کی آنکھ [illegible]

(امیزان)

۱۸۵

پھر تو اُچھل اُچھل کے فلک پر گئی زمیں
چلائے جھوم جھوم کے یہ عونِ خوش یقیں
نامِ خدا سہی محمدؐ صد آفریں
پیرنگیاں یہ ضرب کی ہیں حرب میں کہیں
پھل تم نے کاٹا نیزہ کا ہم نے بم کے پھول
پیچا دئے نے پھول ہیں وہ نیلوفر کے پھول

۱۸۶

بولے وہ ہم وہ دیکھ کے اس آفتاب کی
شفقت کرم غلام نوازی جناب کی
پاروصوم نیزہ بازی نہیں تھی بوتراب کی
نیزے میں جن کے نوک تھی تیرِ شہاب کی
ہمت کی داد وہ دو رسن دو جہاں سے لی
دنیا سناں سے نصرتِ عقبیٰ سناںؑ سے لی

۱۸۷

صلِ علیٰ یہ ربط یہ ضبط اس وغا میں تھے
یہ اُنکی مدح میں تو وہ انکی ثنا میں تھے
تیر اُسکے ترکشِ مژہ اشقیا میں تھے
پیکان اوسکے عین دلِ پُر دغا میں تھے
بنیادِ تحت و فوق میں تیغوں کی آب تھی
کیسی زمیں فلک کی بھی مٹی خراب تھی

۱۸۸

ناگاہ اذنِ عون عدو عون کو ملا
ہاں شیر زہر افعی شمشیر اسے پلا
بولی ظفر کہ دیگا خدا جنگ کا صلا
کانپی زمیں کے طبق آسماں ہلا
چارہ نہ تھا گریز دلِ دیو کو ہوا
بیدل ہوا جو دیو تو بے ضرب دو ہوا

ع سنان اور سنان میں تجنیس بھی ہے ۔ یہ الفاظ فصحا کی زبان پر اُس وقت برابر جاری تھے میر انیس اعلی اللہ مقامہ کا مصرع ہے ع ہیبتِ تیغ سے کیا فرار خیبر ۱۲ (جلد دوسری صفحہ ۳۰)

۱۸۹

صفدر نے نوکِ تیغ کو سینے پہ رکھ دیا
تلوار نے نیام کمر بند کو کیا
قربان زور و جوہر تیغ قرضیا
تنکے نے اُس پہاڑ کو سر پر اُٹھا لیا
جھپکی پلک تو چشمِ عدو کیا سنائی ہے
یہ نیند وہ بلا ہے جو سولی پہ آئی ہے

۱۹۰

بازوئے عونؑ نے بھی ادھر آزمائی تیغ
غازی کے سم بہ زور وہ طوفان لائی تیغ
اس کج ادا کے فرق پہ ترچھی لگائی تیغ
سر اسکا لیکے عونؑ کے دشمن پہ آئی تیغ
سر کا نشان تن پہ ادھر اور اُدھر نہ تھا
گویا ازل سے دونوں کی گردن پہ سر نہ تھا

۱۹۱

میکالؑ و جبرئیلؑ و سرافیلؑ نے وہیں
پیہم کہی پکار کے تکبیر و آفریں
ہمراہیوں کے جوق کہیں جوق تھے کہیں
نے غلغلہ گیر و بزن تھا نہ ہاں نہیں
دو نیمچوں کے جلوے سے دم بند ہو گئے
نو ولے آسمان کے اسپند ہو گئے

۱۹۲

گرتا تھا غول غول پہ اُٹھتا تھا غل پہ غل
کٹتا تھا سر پہ سر کہ شگفتہ تھا گل پہ گل
ہوتا تھا پار نے جزو پہ جزو اور کل پہ کل
کشتوں کے پشتے رہیں بندھی بلکہ پل پہ پل
نے رن نہ زین نہ تن کا نہ سر کا پتا ملا
سر پاؤں رن کا بھی جو ملا تو جدا ملا

۱۹۳

جو پہلواں بڑھا ہوس کارزار میں
آٹھ اُس کے چار بند کے ایک وار میں
کھاتے ہی وار غش تھا یہ دار البوار میں
آرن سے اہرمن کا مصاحب ہوا ہیں
ایمان فوج شام کا شیطان لے گیا
باقی تھا دم سو تیغ کا سلطان لے گیا

۱۹۴

بصرہ کے جیش رے کے قشون روم کے جنود
انصاف کی زبان سے پڑھنے لگے درود
کہتے تھے ان پہ ہے مددِ حق ودود
سبزہ ہنوز پھول سے رخ پر نہیں نمود
لڑکے ہیں پر جوان و مسن لڑ چکے ہیں
آئی ندا نجف سے نواسے ہمارے ہیں

۱۹۵

طوفان آب تیغ سے حیراں ہوا عمر
مثلِ حباب سر بگریباں ہوا عمر
مانندِ فوج موج پریشاں ہوا عمر
آہستہ حرف زن سرِ میداں ہوا عمر
ہاں ڈھونڈھو تو صفوں میں کوئی حیلہ ساز
تدبیر کچھ کرے کہ درِ آفت کا باز ہے

۱۹۶

پہونچے گا آفتاب تو مغرب میں وقت شام
نکلا ہلال تیغ ابھی لیگا روم و شام
پھر ہم نہ تم نہ ملک نہ حاکم نہ خاص و عام
آثار ہیں شکست کے ہے فکر کا مقام
قابو چلے دلیروں پہ وہ بات چاہئے
سچ ہے سپاہیوں کے لئے گھات چاہئے

۱۹۷

عبداللہ ابن جعفرِ طیّارؑ گھر میں ہیں
یہ بے وطن رکابِ شہِ بحر و بر میں ہیں
مانندِ بدر داغِ جدائی جگر میں ہیں
کامل یہ دونوں چاند وفا کے ہنر میں ہیں
عونؑ سے گو یہ ان کی یاد میں یہ اُنکی یاد ہیں
اب خاتمہ بخیر ہو ان کا جہاد میں ؛

۱۹۸

قاصد کی شکل بن کے کوئی اُن کے پاس جائے
دکھلا کے خط کسی کا یکایک یہ غل مچائے
بڑھئے یہ شقی وارثِ جعفرؑ وطن سے آئے
ہمدرد و قرین کوئی نہیں جن کے ساتھ ہے
خط کا مطالعہ جو کریں جھک کے زین پہ
تن پر زرہ نہیں ہے بڑھ کے گرا دو زمیں کو

۱۹۹

اب شورِ حشر حیدریؑ و جعفریؑ کریں
سر پیٹیں ہیں قیدیوں سے ہمسری کریں
زینبؑ کے نامرادوں پہ نوحہ گری کریں
آلِ نبیؐ کے ساتھ گریباں دری کریں
مرقوم ہے کہ آلِ رسالتؐ پناہ میں
پہلے انہیں کا خون گرا قتل گاہ میں

۲۰۰

اول نبیؐ کے کنبے میں شہ کی بہن لٹی
پھر وہ لٹا یا مال ہوا اور دلہن لٹی
بچّی کے بعد بانوئے شاہِ زمن لٹی
کیا دولتِ جنابِ حسینؑ و حسنؑ لٹی
سر پیٹو سرگزشت پہ بنتِ بتولؑ کی
دو ماتم اور ایک نواسی رسولؐ کی

۲۰۱

تو خنجر فریب ہوا رن میں کارگر ٭٭
قاصد کی شکل بن کے بڑھا ایک حیلہ ور
بولا کہ اے دلیر و مبارک تمہیں ظفر
عبداللہ آن پہونچے دینے سے وقت پر
قائم تو لاج مارنے تک اُنکے ساتھ تھا
کونا تھا زین پوش کا اور میرا ہاتھ تھا

۲۰۲

پھر پوچھا دلیروں نے کہ توقف کا کیا سبب
بولا وہ حیلہ ساز کہ نا سکے ہیں مذہب
بھیجا ہے یہ غرض پہ خسرو عرب
کی ہے جنگ حسینؑ کی سرکار سے طلب
پھر دست رنگ سر سے تو اُنکے اُڑ گئے
بابا کے اشتیاق میں یثرب کو مڑ گئے

۲۰۳

مڑنا تھا بس کہ اہل دغا وقت پا گئے
نرغہ کو عقربوں میں یہ دو چاند آ گئے
شیر خدا کے شیر تو یاں چوٹ کھا گئے
پہنچتے تھے یہیں شیر خدا نظر آ گئے
سب عضو و تیغ و نیزہ و شمشیر ہو گئے
چورنگ ساری فوج کے دو شیر ہو گئے

۲۰۴

پہلے قیامت آ گئی حسینی سپاہ میں
لشکر سے شور حشر گیا خیمہ گاہ میں
اکبر کو شہ نے دی یہ خبر اشک و آہ میں
زینبؑ تباہ ہو گئی بھائی کی چاہ میں
ماموں پہ دونوں بھانجے قربان ہو گئے
پورے مری بہن کے سب ارمان ہو گئے

۲۰۵

بن بیٹوں کی پھوپھی کو دلاسا دو میری جان
دو فرش سوگ خیمہ میں بچھوا دو میری جان
پرسان حال اُسکے ہو پرسا دو میری جان
ٹوٹے ہیں دو سہارے سہارا دو میری جان
مہلت ہے جتنی سبکو حسینؑ آج رونے کا
ساماں ہمارے سوگ کا پھر کبھی نہ ہوئیگا

۲۰۶

ناگاہ آ گئے قاسمؑ و عباسؑ نوحہ گر
دونوں کے بیچ دلبر زینبؑ لہو میں تر
شہ بولے اس تو اب کی ہمکو نہ کی خبر
کی عرض کہہ گئے تھے یہ ہاتھوں کو جوڑ کر
فاقہ امام کا نہ فراموش کیجیو
تکلیف لاش اُٹھانے کی اُنکو نہ دیجیو

۲۰۷

اتنے میں پردۂ درِ ماتم سرا اُٹھا
آتے ہی لاش محشرِ آہ و بکا اُٹھا
بکھرا کے بال مجمع اہل عزا اُٹھا
سجدہ سے سر نہ زینبؑ ناشاد کا اُٹھا
غش اُنکو جانماز بتولؑ حزیں پہ تھا
تسبیح ہاتھ میں سر سجدہ زمیں پہ تھا

۲۰۸

شاہ ہدا کے فضہ نے زینبؑ کو دی ندا
لو سر اُٹھاؤ شکر کا سجدہ کرو ادا
پوچھا کنیز زادے ہوئے شاہ پر فدا
اُس نے کہا ثواب عزا تم کو دے خدا
تیر و سناں سے صدر و جگر ہیں چھدے ہوئے
دو مسندوں پہ لیٹے ہیں دولہا بنے ہوئے

۲۰۹

بچپن کی موت کا ہے پسینہ جبین پر
زینب کا ہے خاتمہ دو ایک بین پر
شانوں سے بہہ رہا ہے لہو آستین پر
اس آس پر گرتے ہیں ہاتھ زمین پر
کہہ دو کہ حق ادا ہوا ان حق شناسوں سے
راضی ہوئی ہیں شاہ نجف کے نواسوں سے

۲۱۰

سنتا تھا یہ کہ شکر کے سجدے ادا کئے
اٹھی شہید بیٹوں کی تعظیم کے لئے
لیکر بلائیں تلووں پہ بوسے بہت دئے
چلائی یا الٰہنا قدر ارشاد کیجئے
نا منصفی نہیں ہے مرے خاندان میں
راضی جناب ہیں فاطمہؑ سے میں جہان میں

۲۱۱

محسن اے خدا و پیمبرؐ کے محسنو
اے فاطمہؑ کے محسنو حیدرؑ کے محسنو
ہاشم کے اور حمزہؑ و جعفرؑ کے محسنو
کنبے کے محسنو مرے گھر بھر کے محسنو
اکبرؑ کی ماں ہوں اور میں زہراؑ کی پیاری ہوں
تا حشر تک اب آج سے لونڈی تمہاری ہوں

۲۱۲

سودا خدا کی راہ میں تم نے عجب کیا
ماموں پہ جان دے کے مجھے مول لے لیا
واقف ہے اس گھڑی مری نیت سے کبریا
دل سے تمہیں خط اپنی کنیزی کا لکھ دیا
لوگو گواہ رہیو میں نادار بک گئی
بیٹوں کے ہاتھ زینب ناچار بک گئی

٢١٣

باور نہ ہو تو دیکھ سجن ہنر اس پر کرو
اچھوں خط کے سبزی زلف نے شب سر کرو
زیب از منہ آگے تو اوای ادای خستہ سر کرو
اور فنا میں تن فدا ہو سر ادا سر کرو
گنا وو خط وو کیا گی کے علی انعیش بہشت میں
یو بی کیا کیا کیا وو لوں کی سرسو میں

٢١٤

یو پہیں ہوو گنہ بر سے لسو کی لیا لیا
جیک نیں میں خط سبزی عطا کیا
کیو ہر اوں سے کیا فدا کے ہر سو وفا کیا
کر سے نیں شوق اسمان او اکیا
دیکھو بہت مشتاق سکی فاطر عزیز کیا
سیلی نیں لکے فقر اوں سے وال زینب نیں کیا

٢١٥

دو جب بری کے نیزے میں بانک لوں کے نام
بالکی سر سے لیا نیں میں کاموں ہی نام
خدمت گزر دوں اگر کی ان میں ناکام نہیں ہو تمام
بیار وو ہماری دوری کا بی نصیب نام
ابر کہیں الکیا لگا نصیب میں جزیں ضمیر میں
ہاں کی ایسے بھی جو قدیمی ای آتے زمیں

٢١٦

تم اے عشق میں یہ چلیو وولی کیا
قرآن فنا کسی اری نیند ابد ثواب
تو یہ فنا زاد وول سے فراق یہیں
دیکھ کر اس سے شدوی کا پیوں اپنے آپ
آخر کا ہے کیوں ناہم آنکھیں اسی سے غلام میں
سال ہے یہ فقر بنے ساہ آنا میں

۱۲۱۷

کہنا ہے تو یہ کہئے کہ اہل وفا ہیں ہم
زندہ اگر ہیں ہم تو عبث ہیں ذلیل خوار ہیں ہم
فنا ہوئے تو ہیں یہ کہ سالک راہ رضا ہیں ہم
امیدوار رحمت رب الورا ہیں ہم
دو دن ہیں یہ کہ ہیں جہان میں عشق کی اگن سے
طالع عشق خدا کی اور علا کی حسن سے

۱۲۱۸

کھنچو ہمیں کوئی کیا کرے ری کا بدن کی بدکو دو
آہ ہم سے لالہ کو غنچہ و گل کو دوات لاؤ
آبرو تو ہے یہ ساغر ہمیں راحت ملتی بہار و
آہ ہم سے عشق کا نہیں ہم رہے آہ یا الست کی
جب درد ہی نہیں ہم بدن لاالہ فنا ہم ہیں
اور ان پہ حصول کی الست ہیں دو دن فنا ہم ہیں

۱۲۱۹

ہم فرق ہیں کیا یہ عرب سالک ان کو یہ ملا
ان کے حصول سے ہم ہیں صحبت کی آہ ان فنا ہو بچا
دو تن ان کے آئے بسنت کی بہار و ان کا فنا ہو بچا
ان کو یہ غنچہ کی دل کا اگر بال نہ ہو سکا
ہو کا سوز ہی نسیم دل کا کوئی گلشن اور خار ہیں
ہم ہی کی صبح آہ سے الست کی زندان فنا ہیں

۱۲۲۰

بارگاہ کبریا ہیں سر رکھ دیا وہ با وفا
کھنچو ہمیں کوئی درد ہے ہم ذرا بچا ہوں ہمیں ان
جب حضور دل ہیں یہ آہ کی درد لا دوا
آہ ہم سے صحبت دل کو دنیا و جہاں کی ذرا
آہ ہم سے اوج ہے حسن کی گلشن ذرا نہیں
آہ ہم سے یہ ہیں آہ سے والہ صبا جہاں نہیں

۱۲۲۱

بیٹا بیٹی ہوئے نہ یاور اب حسرت گئے
اک یار بس کا گھر بھری سے کٹ گیا اکیلے
یہ سب حسین کی گود سے پالا ہے اکیلے
اور عون کی سے بڑا یہ بال تقدیر اور طن آئے
پھر نہ آیا جان کا ن میں کبھی بیاں کیا
زینب نے بیٹوں کے غم کو نہ عیاں کیا

۱۲۲۲

سب نے سر حسین کی زینب کو دی قسم
بیٹوں نے کیا کہا کہ ہوا یہ قلق ہے غم
بولا کوئی کہ گھر ہی میں ماں الگ رہے ہم
کہنے لگی بیٹے جب الگ سے ہو مرے ہم
بانو نے آکے شور کیا جان جاں ہی
ہمشیرہ حال زینب نفس تھی آہ کی

۱۲۲۳

جب خوب رو کے چپ ہوئیں تو غضب کیا بہن
فرزند تو نے دے کے زینب حسین
اماں تمام گھر ہوں اکو لو عزا بین
اب آکے لو عزا کو اکو عین
بانو تھی اتنی تم ہو
بیکار ہے آؤ حسین کو

۱۲۲۴

قسمت بگاڑ دے یہی دل بے قرار ہیں
وہ بات کیسی ہے جو زینب اختیار ہیں
انکار مصلحت نہیں اس انتشار میں
ہم نے بیٹی دل کی اختصار میں
کہا ہے میں خدا اور رسول کے
کھوئے ہو کیا الگ پھولوں کے

۲۲۵

اگر بجا ہے تو ہم سے کہو کیا بیجا اتنا بس
ما ہوں اسکا نقش جو ہیچا ہوا [illegible]
ہم جو ہیں سو یار ہیں [illegible] آرام [illegible] اپنا بس
وہ [illegible] ہے [illegible] اپنا بس
ما ہوں [illegible] آئے [illegible]
ہے [illegible]

۲۲۶

یا [illegible] سلطان ہو نسبت وہ فنا ازی [illegible]
منکا ہو [illegible] بیگانہ [illegible]
وہ [illegible] ہے [illegible]
پہونچا [illegible] آئے [illegible] دونوں [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible]

۲۲۷

پہونچا [illegible] ہیں [illegible]
یہ [illegible] سے [illegible] ہو [illegible]
کیا [illegible] حضرت [illegible] تیغ [illegible] کا
کیا ہے [illegible] نام [illegible]
وہ [illegible] کا نام [illegible]
[illegible]

۲۲۸

پہلے [illegible] پتہ [illegible] ہیں
یہ [illegible] سے [illegible] ہیں
اگر [illegible] سے [illegible] ہیں
دو [illegible] سے [illegible]
اگر [illegible] سے [illegible]
یہ [illegible] سے [illegible]

مطلع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطلع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیت

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اے صحن کربلا ہوا [illegible] جیب چاک ہے
اے آفتاب کیوں ترے سینے پہ غم کا داغ ہے
اے چاند کس کے داغ سے [illegible] داغ داغ ہے
اے آسمان [illegible]
اے شام [illegible]
[illegible] بازار شام میں

اے آسمان زینب [illegible] بے وطن
[illegible] عیاں ہے [illegible]
لے فاطمہ [illegible]
[illegible]
[illegible] بازار شام میں ہے
[illegible] در بدر

[illegible] افلاک چاک ہو
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضور ہو

اے چرخ [illegible] کیا ہوئی
زینب [illegible] آہ کیا ہوئی
[illegible] آہ کیا ہوئی
[illegible] عباس آہ کیا ہوئی
[illegible] ہوئی
زینب [illegible] حسین [illegible]

۵۵

بے دم ہوئے کے سر سرور کہاں کہاں
ہم کو پھرایا شمر نے در در کہاں کہاں
اب تک پھریں حضور کے لیے سر کہاں کہاں
رستے میں کی عزا نے برادر کہاں کہاں
حافظیؔ کے پھولوں کا جنگل ہی کون ہے
سر تو یہاں ہیں لاشوں پہ مقتل میں کون ہے

۵۶

اہل زبوں اہل بزم گرگریاں ہیں اہلبیت
ہر دم کے انقلاب سے حیراں ہیں اہلبیت
ہم جھٹنے سے زیادہ پریشاں ہیں اہلبیت
صاحب عزا ہے شاہ شہیداں ہیں اہلبیت
آب و غذا کا قحط ہے سو تنگی قید ہے
پیاسے بچوں کی قید میں رونے کی قید ہے

۵۷

یہ دن وہ ہیں کہ بیکسی و ناچار ہیں حرم
عاشور سے بلا میں گرفتار ہیں حرم
محروم ماتم شہ ابرار ہیں حرم
کیونکر سیاہ پوش ہوں نادار ہیں حرم
رونا کیا کسی سے نہ یہ ضبط ہو سکے
اک بار بھی نہ پیارے کو جی بھر کے رو سکے

۵۸

ماتم کے دن ہیں اور بندھے ہیں رسن میں ہات
پہلی اسیری اور پسر ننھے ننھے سات
ہر کوچہ ہر مقام میں کہتے ہیں وہ یہ بات
دیکھیں کہاں ہو چہلم سلطان کائنات
دیتے ہیں فاتحہ عزیزوں کو روتے ہیں
کیا ہم نجف شہیدوں کی روحوں سے ہوتے ہیں

۹
[illegible] زلفوں [illegible]
[illegible] سنبھالا نہیں دل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰
[illegible] کا نام ہے
[illegible] حضرت کا نام ہے
[illegible] عالم ہے
[illegible] اقتدار ہے
[illegible] دل باغ باغ ہے
[illegible] گیسوؤں کا معطر دماغ ہے

۱۱
[illegible] عطر خلق سے دربار مصطفیٰ
[illegible] دربار مصطفیٰ
[illegible] دربار مصطفیٰ
[illegible] دربار مصطفیٰ
[illegible]
[illegible] قدم ہے

۱۲
[illegible]
در بار مصطفیٰ [illegible]
[illegible] سید البشر
[illegible] عبا [illegible] سر بسر
[illegible]
[illegible] عباس [illegible]

۱۳

بولے یہ خلق دیکھ کے اصحاب نیکنام
نزدیک ہے کہ جامے سے باہر ہوں اب غلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ احترام
ملبوس پاک پر نجس العین کا مقام
یہ ہیچ ہے خاک رہ ہو علم اور کریم ہو
لیکن عبائے پاک پہ ناری مقیم ہو

۱۴

قرآں کے جامے سے ہے فزوں جسکی زیب و زین
اور حسین بچھائیں ناز سے جسکو حسن حسین
جسکا ادب ہو پشت کعبہ پہ فرض عین
اُسپر کہیں ہو منکر دین ننگ مشرقین
ہر تار اسکا موج ہے دریائے نور کی
سجادہ قدسیوں کا عبا ہے حضور کی

۱۵

فرمایا مصطفےٰ نے نہ برہم ہو اسقدر
پاک و نجس کی تم سے سوا ہے مجھے خبر
لاریب عیب کفر کا ہے اسمیں سربسر
پر حاتم سخی کا پسر ہے یہ نامور
پابند گو نہیں ہے صلوۃ اور صوم کا
لیکن بزرگ زادہ تو ہے اپنی قوم کا

۱۶

یارو سنیں بزرگی معبود کی قسم
عابد سا تھا بزرگ کوئی صاحب کرم
پر جب سے گیا یزید کے آگے مع حرم
دیکھا نہ آنکھ اٹھاکے بھی ظالم نے پر ستم
مشغول حق تھے فتح میں چھوٹے بڑے رہے
یہ سر جھکائے چار گھڑی تک کھڑے رہے

۱۷

ان کے لئے کسی نے عبا اور بچھا دی
رونے کی جا ہے ایک نے کرسی بچھا دی
حاکم نے بیٹھنے کی زمیں پر رضا دی
زینبؑ کو رحم کھا کے کسی نے ردا دی
شاہ رسل کو بھی کنیزوں کا پاس تھا
امت کو کچھ نہ ان کے عزیزوں کا پاس تھا

۱۸

عالم نے راہ حق میں فقط مال و زر دیا
سجادؑ کے بزرگوں نے سجدے میں سر دیا
پر تیرہ ظالموں نے فراموش کر دیا
داغوں سے ناتواں کے سینہ کو بھر دیا
جب آنکھ بند کیجئے عابدؑ کو دھیان میں
آواز تازیانوں کی آتی ہے کان میں

۱۹

غل ہے کہ جب حرب گاہ سے بیدادگر پھرے
کیونکر پھرے اجاڑ کے زہراؑ کا گھر پھرے
وارث کے سر کے ساتھ حرم ننگے سر پھرے
اونٹوں سے منزلوں میں گرے در بدر پھرے
عاشور سے ملال ہے قید شدید کا
اور اب تو سامنا ہے یزید پلید کا

۲۰

بندی میں ہے یہ شان سکینہؑ کی ہر قدم
اک ہاتھ منہ پہ رکھتی ہے سر ما کے دم بدم
اور اک بندھے گلے پہ کہ شدت سے ہے ورم
پوچھو نہ ریسمان کی بندش کو ہے ستم
جس روز گردن حرم پنجتن کھلی
ایسی گرہ لگی تھی کہ کٹ کر رسن کھلی

۲۲۱

یاری کی بارگاہ سے دور ازاں سایہ ہیں
یا جو بیٹھ کر قدم مرحوم زمین کی اوقات ہیں
دیں پاس جو ہیں وہ زمین سے عیاں صفات ہیں
ان سے کچھ نہ ہم سے عارف ان کی نظر سے ذات ہیں
جب ان کے دعوے اہلیت پر ان کے اسم آتے ہیں
کیا کہیں عقل ان کی نظر سے آگاہ ہیں

۲۲۲

پڑا وہ اٹھا اگر دور سے نفس کا آہ وجب
بیٹھا نہ جو ہم آگے بیٹھا وہ نشیمن سب
جو گر کہا پیر کی بات ہمیں اتفاق آن
اب لگا نہ ہو ویں اگر ان کی آبرو بیس عجب
نیک کر لے آسیا ہو دنیا کو یاری یہ
آگے جو ہم دل کا ہی سب

۲۲۳

دور سے لوگ ان کی سوز اب نہ نسبت
سعد جو نہ آیا ہم زبان وقار
پڑا ہو اور کس سے ہم غم اقتدار
تیر ہی اگر دل اگر اس کے ہم اگر ہی
انظر کی حسن ہو دور کی زار

نہ جو ظلمت شاہ کم کی نظر

۲۲۴

القصہ اگر ان میں جو مری عقل پہ آئے
پڑا کہ ہیں جو ہم سے صفت ان آپ آئے
نہ جو ہم سے دور ہیں عیش کی آپ آئے
نہ جو ہم سے سب نہ جو آپ آئے
ہم نے کہا جو تو جو زبان کا
نہ جو سے آگے جو دل ہم حسن کا

٥٢٥

اچھا خوشی سے تخت پہ وہ دشمنِ خدا
سجاد کو سنا کے کہا شکر مرحبا
کرسی زرِ حسین کے قاتل کو کی عطا
عابد کو بیٹھنے کی زمیں پر نہ دی رضا
بدمست جام پیتا تھا اور بزم [illegible] تھا
سرِ شاہِ دیں کا طشت میں ساغر کے پاس تھا

٥٢٦

غل پڑ گیا جلالِ خدا اس شریر پہ ہے
سرکارِ ذوالجلال کے مالک کا سر یہ ہے
روشن ہے وقتِ اول فجر سحر یہ ہے
تاباں تاجداری شمس و قمر یہ ہے
قامت ہے قتل گاہ میں عالم کی [illegible]
شمعِ جمال [illegible] ہے اور نور [illegible]

٥٢٧

صلِ علیٰ تجلیِ رخسارِ باصفا
شمعِ ازل چراغِ ابد معدنِ ضیا
روح القدس گواہ ہیں شاہد ہے کبریا
ایمان کعبہ کعبۂ ایمان دوسرا
کعبہ کو کیا مثال رخِ شاہِ دیں سے ہے
کعبہ بنا ہے خاک سے یہ حق کے نور سے

٥٢٨

مہرِ خدا کا چشمہ ہے روئے قمر نشاں
خط ہے بھنور بھویں ہیں مگر صاف مچھلیاں
کانوں سے وہ سفینۂ الماس ہیں عیاں
ان کشتیوں میں گوہرِ اسرار ہیں نہاں
عارض پہ خط نوشتۂ ربِّ جلیل ہے
قرآں تمام زمزمۂ جبرئیل ہے

[illegible]

[illegible] فراز ...
[illegible] ...
[illegible] ناز ...
[illegible] ...
[illegible] ...

[illegible]

[illegible] ...
[illegible] ...
[illegible] ...
[illegible] ...
[illegible] ...

[illegible]

[illegible] ...
[illegible] ...
[illegible] ...
[illegible] ...
[illegible] ...

[illegible]

[illegible] ... بیان
[illegible] ... دیوان
[illegible] ... زبان
[illegible] ... عیان
[illegible] ... زمین
[illegible] ... زمین

۵۳۳

بولا یزید دیکھ کے سر کی شکوہ و شاں
یہ کس کا سر یہی ہے کہا شمر نے کہ ہاں
شہزور تھا سپاہ حسینی کا ہر جواں
اطفال شیر خوار بھی تھے شیر بے گماں
رن میں انگوٹھے چوستے تھے جب سامنے آتے تھے
پیکاں گلے پہ کھاتے تھے اور مسکراتے تھے

۵۳۴

بولا وہ منھ پھرا کے یہ اب تک سنا نہیں
اُس نے کہا مبالغہ اسمیں ذرا نہیں
شیر خدا کا زور تجھے یاد کیا نہیں
اژدر کو گاہوارے میں چیرا سنا نہیں
کیا سن تھا کے برس کے جناب امیر تھے
کل دو مہینے کے شہ برنا و پیر تھے

۵۳۵

اُس نے کہا کہاں وہ امامِ انام تھے
اس نے کہا کہ یہ بھی عزیز امام تھے
دریا دلی میں شک نہیں گو تشنہ کام تھے
سر دفتر شکوہ و جلال ان کے نام تھے
اشراف مکّہ تھے نجبائے مدینہ تھے
سر حلقۂ ہزاروں کے مثل نگینہ تھے

۵۳۶

ہمت میں فوج فوج میں یکتا ہر اک دلیر
جوہر میں تیغ تیغ زنی میں خدا کے شیر
جمعیت و حق زمانے کی سب نعمتوں سے سیر
حاکم پکارا ختم عناں اب زباں کی پھیر
انمیں سے ایک پنجتنی کا بیان کر
تفصیل وار تیغ زنی کا بیان کر

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مقطع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۲۱

تیغ پہ فتح اور ستم پر ستم گرا
برق پہ برق اور علم پر علم گرا
جھک کر قدم پہ قیصر جاہ و حشم گرا
لشکر پہ آکے لشکر اعدا و غم گرا
رو دار جو جواں تھے وہ بیہوش ہو گئے
نام اپنے ناموں کو فراموش ہو گئے

۷۲۲

چہرہ بدر کا سن تھا مہ چاردہ کا نور
آنکھوں کی خاک پا نہ ہماری نگہ کا نور
سبزہ نمود عارض پہ تیغ امام کا نور
وصف پاؤں تن کی بہار نعم کا نور
باہر کی زیب گھر کا اجالا وطن کا چاند
ہم رخ حسین کا پالا حسن کا چاند

۷۲۳

چہرہ تھا بدر اختر تابندہ خال تھا
زینت ہیں دو رسول ہے گویا بلال تھا
جھونکے جھولوں سے دیدہ صاحب کمال تھا
ابرو کا بال بال بعینہ ہلال تھا
غصے سے جب شکن ہوئی پیدا جبین پر
اک اور ماہ نو ہوا ظاہر زمین پر

۷۲۴

رخ تھا جلال قہر خدا اوس دلیر کا
آنکھیں غزال کعبہ مگر رعب شیر کا
جس سے پھریں ظہور ہو قسمت کے پھیر کا
جنبش نگہ کی جلد کرے کام دیر کا
پلکیں شعاع مہر تھیں اس رشک ماہ کی
برچھیاں تھیں لیس خدنگ نگاہ کی

۴۲۵

دانتوں سے اور ہونٹوں سے تھا منکشف جلال
رنگیں ہیں ہیرا کا سے جناب حسنؑ نے لال
دیکھیں سبھی نے دو تو آیا یہی خیال
نیلم سے ہونٹ سبز تھے ہنگام انتقال
چوما ہے منہ جو نزع میں اس خوش کلام کا
چھوٹا ہے رنگ اُنکے لب سبز فام کا

۴۲۶

رنگت کی جا بجا تھی گلے میں نازکی
تیغی تھی ابرووں کی ترازو میں نازکی
دکھلا رہی تھی بان خم گیسو میں نازکی
نافہ میں مشک مشک کی ہے بو بو میں نازکی
یا غنچوں کی جان پھول ہیں پھولوں کی جان عطر
اسکا پسینہ عطر تھا خود وہ جوان عطر

۴۲۷

ناگہہ کے کلام لب آبدار سے
فقرے ہوئے رجز کے جدا ذوالفقار سے
بولا وہ نوجوان صغار و کبار سے
واقف ہو یا نہیں اسدؑ کردگار سے
ہاں کہئے یا علیؑ تو قیامت ہو شام میں
برش ہے ذوالفقار کی دادا کے نام میں

۴۲۸

سب احتیاج مند ہیں حاجت روا علیؑ
شیروں کا ہے یہ نعرہ کہ شیر خدا علیؑ
بندے خدا کے کہتے ہیں مشکل کشا علیؑ
جان علی ہیں ہم پسر مرتضیٰ علیؑ
یکتائی خدا میں شش پنج جو کیا
اک ضرب سے علیؑ نے نصیری کو دو کیا

١٤٩

...کے گدا ہیں دونو جہاں یہ وہ بندہ ہے
جسنے نہیں نہ کی کبھی ہاں یہ وہ بندہ ہے
اوّل کہی ہے جس نے اذاں یہ وہ بندہ ہے
جس سے ملا خدا کا نشاں یہ وہ بندہ ہے
اور اک عقل کل کا ہے عاجز رسائی ہیں
حیدر کی بندگی میں خدا کی خدائی ہیں

١٥٠

یہ لیا ہمارے جد کا نہیں امتحاں ہوا
اک روز آستیں میں کبوتر نہاں ہوا
منقار کھولے باز بھی فوراً عیاں ہوا
دونو پہ مہربان وہ شہ مہرباں ہوا
گو وقت اپنا وقت طعمۂ شہباز کر دیا
پر آستین سے نہ کبوتر کا پر دیا

١٥١

...ر دلاوری میں کوئی ور نہ ہو سکا
ہمسر ہمارے جد کا اک افسر نہ ہو سکا
سب سے تھے پہ فتح ایک سے خیبر نہ ہو سکا
اونچا در اک سے جز شہ صفدر نہ ہو سکا
جبرئیل وقت ضرب جو آکر لپٹ گئے
شہپر بہت سمیٹے پر اسپر بھی کٹ گئے

١٥٢

جنکا خدا نے ساتھ نباہا وہ ہم ہیں ہم
جن بندوں نے خدا ہی چاہا وہ ہم ہیں ہم
آیا ہے جنکی شان میں طاہا وہ ہم ہیں ہم
شہزور جنکو کہتے ہیں شاہا وہ ہم ہیں ہم
ہم سے بنائے حق ہوئی محکم جہاں میں
ہم ہیں خدا کے عدل مجسم جہاں میں

۵۵۳

بچپن سے ہم نے بھی یہ سپر ہی سنبھالی ہے
بخشی ہوئی علیؑ کی یہ برچھی نکالی ہے
ہے ڈھال وہ کہ جو یدِ قدرت نے ڈھالی ہے
ہر پہلواں کی تیغ و سناں دیکھی بھالی ہے
کاندھوں سے سر سروں سے یہ تیغ اُڑا دونگا
جن پہ غضب ہے جن کو وہ حملے دکھاؤنگا

۵۵۴

آنکھوں پہ ہم لگائی ہے چوب خدنگ بارہا
ہم بے خطا ہیں تیر بھی اپنے نہیں بچا
چلّہ نشیں کمان کے گوشوں میں ہی رہا
نیزہ ہے اپنا زہر اور گلے میں اژدہا
پیدا زہر سے عیاں اثر لطف و قہر ہے
مومن کو زہر مہرہ ہے کافر کو زہر ہے

۵۵۵

جسکی کہ ابتدا ہے ازل وہ خبر ہیں ہم
بسم اللہ صحیفۂ علم و ہنر ہیں ہم
شمشیر امتحان خدا کی سپر ہیں ہم
بے خوف کٹ کے ہو گئے حسنؑ کے جگر ہیں ہم
سمجھو خزاں بہار جوانی کے باغ کو
بجھنے کی لو لگی ہے حسنؑ کے چراغ کو

۵۵۶

سر سبز جو ازل سے ہے اسکا نہال ہوں
الماس نو تراش کا میں در بے مثال ہوں
کرسی نشین قصر زمرد کا لال ہوں
عمو سے سرخرو ہوں اگر پائمال ہوں
ناموس میں جو حسن ہے میں اسکا نشان ہوں
مرتے ہیں جسکے تیر چلے اسکی آن ہوں

٥٥٧

میں رنگ و بو ہوں پھول حسنؑ بو علیؑ
میں ہوں شعاع چاند حسنؑ آسماں علیؑ
میں موج سلسبیل حسنؑ اور جناں علیؑ
میں ہوں سخن زبان حسنؑ میں دہاں علیؑ
میں آب در حسنؑ در یکتا صدف علیؑ
میرے شرف حسنؑ ہیں حسنؑ کے شرف علیؑ

٥٥٨

مقسوم نیک تھا کہ یہ جاہ و حشم ہوئے
ہمنام قاسم سقر و خلد ہم ہوئے
ہم سے نصیب ور شہدا میں بھی کم ہوئے
وہ طاہے تو قدرِ شاہ اُمم ہوئے
جراءت ہے مجھ میں فاتح بدر و حنین کی
نیکی حسنؑ کی اور غریبی حسینؑ کی

٥٥٩

یہ کہہ کے کی جو باگ ہوا حشر چار سو
میداں بھرا ہوا نظر آیا مکان ہو
نے یہ نہ وہ نہ فوج نہ لشکر نہیں نہ تو
غائب تھا سب نظر سے جہنم تھا روبرو
خاموشی انکے ذکر میں صدگزرنا ہے
کہتا ہوں سچ وہ مر گئے مجھ کو بھی مرنا ہے

٥٦٠

تصویر اُنکی آنکھ کے آگے ہے اس گھڑی
وہ قہر کی نگہ وہ رگ ہاشمی کھڑی
گرایا بادپا تو ہوا ڈر کے گر پڑی
یہ خوب یاد ہے کہ ہرن بھولے چوکڑی
ٹھہرا نہ آسماں بھی اُٹھی تھی زمیں پہ ہم
رہوار تھا ہوا پہ سوار اس کا زین پر

۵۶۱

ہر نعل آسماں کے لیے گوشوارہ تھا
تھا غضب کی جست بلا کا طرارہ تھا
اسکے حضور شیرِ ژیاں اک بیچارہ تھا
شیرِ ژیاں بیچارہ ہرن بیچارہ تھا
قامت وہ تھا کہ ہوش جماعت کے کھو گیا
نیت کی طرح آگے ہر اک صف کے ہو گیا

۵۶۲

چمکا کے راہوار کو چمکارنے لگے
آواز قہر سے ہمیں للکارنے لگے
دل تاکا اور تیرِ نگہ مارنے لگے
جو منچلے جواں تھے وہ جی ہارنے لگے
تیغِ حسنؑ بوجہ حسن لی نیام سے
لشکر پہ آئے شیرِ علیؑ دھوم دھام سے

۵۶۳

عباسؑ اُس دلیر کو کم عمر جان کے
طرزِ وغا بتانے لگے پاس آن کے
ہم نے نہ دیکھے سور بھی اس آن بان کے
بولے ہم آپ پھول ہیں کس بوستان کے
رن میں تو نو برس جو دو عالم ہلائے تھے
دادا کو کس نے جنگ کے آئین بتائے تھے

۵۶۴

فرما کے واہ واہ علمدار پھر گئے
یہ اس طرح کو تول کے تلوار پھر گئے
نو لاکھ کے نصیب پھر اک بار پھر گئے
اُلٹے ہمیں پہ خنجرِ خونخوار پھر گئے
عقلِ بشر رہی نہ حواسِ ملک رہے
زیرِ قدم زمیں نہ سر پر فلک رہے

٩٦٥

پھر تو خدا خدا تھا بتوں کی زبان پر
تکبیر سن کے ہاتھ دھرے اصنام نے کان پر
قبضہ تھا ایک تیغ کا سارے جہان پر
اک برق قہر کوند گئی ہر مکان پر
شہروں پہ یک بیک کے بڑے نیز گری
کیوں لے یہ زیاں تو وہ بجلی نہیں گری

٩٦٦

مجنوں کی برق آہ تھی بن بن چمک گئی
فرہاد کا وہ تیشہ بنی کوہ تک گئی
شیریں کی باغ تھی کہ کبھی ادھر لگ گئی
لیلیٰ کی تھی کمر کہ چلی اور لچک گئی
گاہے دلوں میں پردے سے منھ ڈھانکنے لگی
زخموں کے روزنوں سے کبھی جھانکنے لگی

٩٦٧

ہر چند برق بار تھی اور نہیں بھی تھی
بالائے آسماں بھی تھی زیر زمیں بھی تھی
قبضے کی آنکھ سے نگہ دور بیں بھی تھی
ابرو بھی تھی جبیں بھی تھی چیں بر جبیں بھی تھی
جوہر دکھا کے کہتی تھی یہ رزمگاہ میں
افشاں چنی ہے ماتھے پہ دلہا کے بیاہ میں

٩٦٨

گہ مثل پنبہ زار صفوں کو جلاتی تھی
گہ مثل شمع فوج کے تیور بجھاتی تھی
گہ توسن و سوار کو باہم گراتی تھی
بجلی تھی اور رعد کو کوڑا لگاتی تھی
چورنگ کے نشے تھے وہ رنگ اس سے جو ہوئے
گاؤ زمیں و شیر فلک سب کے دو ہوئے

بند ۳

وہ ایک تیغ اور سرِ اعدا ہزار تیغ
پاؤں سے قطع کر رہی تھی راہِ فرار تیغ
سر پہ اجل سوار، اجل پر سوار تیغ
دکھلا رہی تھی حشر کی ہر اک بہار تیغ
آندھی تھی زلزلہ تھی دھواں تھی غبار تھی
سورج تھی پل تھی صور تھی میزان تھی نار تھی

بند ۴

ادھر سے بڑھ کے سیہ بخت شمر جان ستاں
طوفاں بپا تھا جیسے ہو موج میں آبِ رواں
آب رواں کا تیغ پہ بیجا نہ تھا گماں
ہر ایک پہلوان کی جاں سہمی تھی وہاں
طوفاں اٹھا تھا زلزلہ میں غرق تھے سبھی
کشتی نہنگوں کیطرح چرخ غرق تھے

بند ۵

بھالا سنبھالا جس نے وہ کٹ کر گر پڑا
کھینچی کمان جس نے وہ چلا کے گر پڑا
بچا جو ہوشیار تو غش کھا کے گر پڑا
روکا جو بھاگ کے تو گھبرا کے گر پڑا
بجلی پھر سے ہوا کی ہوا تھک کے گر پڑی
تلوار وہ چلی کہ قضا تھک کے گر پڑی

بند ۶

آگئی ہر دو نیم تیغ تو محشر بپا کیا
تن سے یقیں کو غرض سے دین کو جدا کیا
ہستی سے نیستی کا غرور بڑھا کیا
باقی تھی اک فنا سو اُسے بھی فنا کیا
کافر تو کیا ہے کفر بھی حیران ہو گیا
کلمہ نبی کا پڑھ کے مسلمان ہو گیا

اے بیتیانی انتقل بن ہے مرکب نہاں ہوا
ابھی ہے قطع تحقیق کی درباں جی کہ بطرح کار
نہ چھپا ہے جسم ہے آجو ہو حق لایہ کہ آدیکہ دکار
پلایا ہے یہ نہی ہے کہ ہو مستی ہے کہ آتش کار
ہمراہ ہے خدا کو کان ہے کہ ہے مبتلا بنا دیا
ہر ہر تن کا نام ہے اور ال ہے کہ بطل بنا دیا

یہ تو کیا یہ ہیں ہے اگر نہیں کو دیدہ لیا
کا ہے بیا ہے جا ہے جا ہے عمل نیا کر لیا
اے مردوں کا اس کو کیا اس کا ضعف کا اسر ال لیا
یہ دیکھے کہ یہ کی قوت اس کا کہ ال کا بیہ لیا
ہر دل دوال تھا ذہن تن جو ٹی کیا
ہر دو فہ کا ارسے کے یہ نیچے بدی کیا

کھو لے ہے جو ہیں ایسا یہ و دوبنہ بر کر دیا
ہر دل کو اپنی اِک الی یہ استیند کر دیا
بیکار فنا باز دوں کا ہر تن ہر کر دیا
تن یہ دیا ہے کہ کیا اس کا کو بیدو نہ کیا
ہر تن بر ان کا اِن سے ہر دل کا سے کیا
ایسے سے ایک بیتے ہر ایک سے ایک بیاں کیا

بیتے تھے ہم نے ہر ایک سے ہو کے جو بیاہ ہے
جیحون غسل نو دیے سے اور قمر ابر گناہ ہے
ہر دم سے تھا سے آنکھ اور صف تھی کلاہ ہے
طیار فراز و دہ اور ال کے ال کے بارگاہ ہے
عدل کا بدیع کا بعض سے لگا وا سپاہ ہے
طیبا ہے ق سے بیتے ہے سر ان کو

۹۷۷

کاٹا جو تیر کو تو کماں سے لپٹ گئی
پرزے جگر کے کر کے نشاں سے لپٹ گئی
کیا جانے دم میں جا کے کہاں سے پلٹ گئی
چھوڑا بدن تو روحِ رواں سے لپٹ گئی
پیچیدگی کی تیغ سے دل عذر کیا کرے
ناخن سے کوئی گوشت کو کیونکر جدا کرے

۹۷۸

بولا یزید یاں تو ستم سے ہوش جاتے ہیں
جو ایسے تیز ہوتے ہیں کم چوٹ کھاتے ہیں
اُس نے کہا بجا ہے یہ ہم سنتے آتے ہیں
سلطان کے نصیب سے ہم فتح پاتے ہیں
غالب نہ اُس پہ کوئی کسی چال سے ہوا
بسمل فقط امیر کے اقبال سے ہوا

۹۷۹

اُس نے کہا کہ ہاں مجھے بتلا تو کیا ہوا
بولا کہ غلبہ پیاس کا وقتِ وغا ہوا
ساحل پہ جا کے مڑ کے وہ یوسف لقا ہوا
مڑنا تھا بسکہ پشت پہ برچھا بپا ہوا
برچھی غضب کی سینہ پہ موقع سے چل گئی
پیکاں بھی کلیجہ کے باہر نکل گئی

۹۸۰

بیہوش زین پر خلفِ مجتبیٰ ہوا
آواز دی حسینؑ نے گھبرا کے کیا ہوا
رو کر کہا حضور کے حق سے ادا ہوا
پانی کی شکل آب نہ کرب میں فدا ہوا
یہ کہہ کے خون ڈالا کئی بار زین پر
اور گر پڑا حسنؑ کا ستارا زمین پر

۵۸۱

بسمل کے تھے اُس نے نمودی کی چال
آواز دی عمر نے سواروں کو ناگہاں
ہاں بھیوں کے خون کے ہیں مدعی کہاں
نام حسنؑ مٹا ہے پہ لاشے کا ہے نشاں
ہاں صفدرو سمندوں کی باگوں کو تھام لو
لاشے کو پائمال کرو انتقام لو

ننھے بہادر

۵۸۲

سننا تھا یہ کہ ٹوٹ پڑے لاش پر سوار
پھر تو حسنؑ کے لال پہ دوڑائے راہوار
آواز دیتے تھے یہ غریبی سے بار بار
کیوں اے چچا غلام ہی تھا کیا قصوروار
آئے نہ تم مدد کو نہ ماں بہنیں رونے کو
خادم کی لاش رہ گئی پامال ہونے کو

۵۸۳

صدقہ جوانیؑ علی اکبر کا جلد آؤ
یا شاہ واسطہ علی اصغر کا جلد آؤ
جلد آؤ میہمان ہوں دم بھر کا جلد آؤ
ٹکڑا نہ پھر ملیگا تن و سر کا جلد آؤ
بسمل سے اہل ظلم کے کینے کو دیکھئے
سم تازیوں کے اور مرے سینے کو دیکھئے

۵۸۴

ہے ہے زبان شمر سے نکلا جو یہ سخن
بیبوں میں تڑپی ایک ضعیفہ اور اک دلھن
ماں سے کہا سکینہؑ نے ہے ہے مری بہن
کھلوا دو ایک دم کو مرے ہاتھ کی رسن
اماں سنبھال لوں میں جگر ان جانی کا
ہے ہے بیان ہے یہ مرے دولھا بھائی کا

۹۸۵

بن کو جب تیزہ سے کہانیکا وہ کیسے ہے
دنیا سے دور دلہ کہاں سے کاٹنیکا وہ کیسے ہے
راستہ بیابان سے آگے اٹکا وہ کیسے ہے
بیوی کے سے بہن سے آگے زور دلا نیکا وہ کیسے ہے
کاہے کو آگے آکے کہو بن رچا اس بیان ہے
دو دل سے دون کرن آگے آکے ولدے سے زبان ہے

۹۸۶

اس نوجوان سے ہے جو اس کے آگے بیٹھا ہے
ہے تو اب اورادہ دنیا سے اس کی زلف سے
دیکھا اس نے ہے جو دوڑ آکے انکا اترے
ہے پر یہ بیابان کے نام سے ملکا یہ ہے
جب نام اوکی نے شہادت کے جا کے
دو دل سے ساکن اس زمان و یوں کا ہوا

۹۸۷

کاہے کیکار نہیں بن سا آئے آگے کیا ہوا
عبد اللہ و دوہ پیسہ نے عملدار کا ہوا
سر پہ علم کو بس سب کو اس ملا کا ہوا
کہو نہ کاہے کو پیار ہے علم بنا ہوا
اس کے جلیں یہ دو وہ زن تیر ہے کھا سبکا ساتھ ہی
دو دیکھ سنبھلیں دو سوہ عمر جو ہے اس ہے

۹۸۸

نبی کی زوجہ عباس ازاں کی بکری
دنیا بھولی تو نے بکری کو آمد نظر پڑی
دنیا جو ادا مرد ان کی صفت سے آگے کی
عبد اللہ نے پر اس کے بھی قیمت قطرہ کی
ابن نام نے پیا عرب سے اسپر جو پڑیں
اس کا اے جگر اے اب دل کے آگے ہیں

۴۸۹

کاکل نے بوسہ زنی تیغ زبانیں کیا بیاں
بولا وہ بے حیا کہ زباں قلم سے کہو یکساں
بلکہ وہ چینیں و ختن و شیریں وہ ابروان
اس آن آنکھ جائیں کے جب ہے تیغ سے عیاں
یکتا ہے تیغ یہ علی کی طرح سب فن لڑائی میں
مرد وفا ہیں فوج میں اور ہم یہاں لڑائی میں

۴۹۰

دریا کے گل کنار تیغ سے کو سوار بیٹھے ہیں
دشمن قلعہ کا سرور انھیں سے دوک کھائے ہیں
طوفان امیتاں ہے شمشیر بیں بتائیں ہیں
کیا کیا نہ جنبیاں کو تیری کو کھائے ہیں
بھاری ہے یہ ذوالفقار دکھا سکے ایسے ہی
بس گو کہ یہاں اٹھایا جو ان سے آگے دریا پھیئے

۴۹۱

بولا زبیر یہ کہ اسے عباس حیدر کا نام
بھرکوں کو ابر آیا ہے بس گرمی سوختہ کام
اس نے کہا حسین کا فرزند ہے غلام
یعنی بکل پکار کے کہا ہے ابر کا نام
اقدار دوں ابن بیدار ہوئے سانپ کی بھی
سوئیں کے ہیں پیاس سے یہ آن کہا تھا بھی

۴۹۲

یوسف لقا کا وصف کیا اس نے برملا
بولا یہ نوجوان تھا سب کو کلا لا دلا
زینب نے لا کے ضبط کیا یہ ند ریڑھ جلا
منہ سے بھی کل اگلنے لگا گردی کو کاہنچا
اس نے کہا کہ درست ہے آنکھیں بھی کہی
لاشہ یہ بوا ہی اس کی طرح آنکھیں بھی

۹۳

پہونچا کے لاشِ اکبرِ عالی وقار کو
لائے حسینؑ ہاتھوں پہ اک شیرخوار کو
ہچکی لگی تھی پیاس سے اُس گلعذار کو
منہ کھولے دیکھتا تھا شہِ نامدار کو
ہلتے تھے ہونٹھ بات سمجھ میں نہ آتی تھی
تالو پہ لگ رہا تھا زباں اینٹھی جاتی تھی

۹۴

کن وہ کہ رحم کھائے ہر اک گبر و یہود
وہ منھ گلاب سا کہ پڑھیں جس پہ سب درود
ہونٹھوں سے رنگِ غنچۂ سوسن کا تھا نمود
وہ گوری گوری باہوں کی ساری رگیں کبود
گھبرا کے سانس لیتے تھے آنکھیں پھراتے تھے
یہ ضعف تھا انگوٹھے بھی چوسے نہ جاتے تھے

۹۵

آخر بیانِ بچہ کا نام و نسب کیا
اُس کے لئے حسینؑ نے پانی طلب کیا
آگے نہ پوچھ حرملہ نے کیا غضب کیا
تیرِ جفا سے قتل اُسے بے سبب کیا
گردن پہ تیر کھاتے ہی معصوم ڈر گیا
ہمکا پدر سے ملنے کو بس اور مر گیا

۹۶

زانو پہ ہاتھ مار کے چلایا وہ شریر
بچہ کا کیا قصور تھا کیوں مارا اسکو تیر
اُس نے کہا تو تشنگی کیلئے تیری لائے امیر
حاضر ہے سر بھی باچھوں میں بتا کے شمشیر
بولا یزید عذر و سماجت کروں گا میں
لا بے خطا کے سر کی زیارت کرونگا میں

نسخہ زباں

۹۷

نہ تھا [illegible] جو لایا وہ ناگہاں
[illegible] فغاں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۰۱م

[illegible]

۱۰۲م

[illegible]

۱۰۳م

[illegible]

۱۰۴م

[illegible]

نالہ ۵

اس نے کہا کہ دعویٰ اثنا عشر غلام
ہے سن مرے بلال کا اب دورِ اختتام
پیتا ہوں خون زہر کا [illegible] حب امام
آگے جو بڑھا [illegible] کلام
ہو گو نگاہ اجر [illegible] تمام
[illegible] ادا [illegible] تمام کو

نالہ ۶

نانا یہ سنتا وہ حسین کی غربت پر [illegible]
مظلوم [illegible] حسرت [illegible]
وہ [illegible]
سینہ [illegible]
[illegible]
وہ [illegible] حسین [illegible]

نالہ ۷

اس وقت [illegible] شمر کی [illegible] سے
ماں [illegible] فاطمہ [illegible] علی [illegible] سے
[illegible] زینب [illegible] حسین [illegible] سے
خیمہ [illegible] قیدی [illegible] سے
سو [illegible]
زینب کی ہمت [illegible]

نالہ ۸

اب [illegible] مرادوں [illegible]
آخر حرم [illegible] آہ
جب [illegible] علی [illegible]
بندی [illegible]
سبا اور [illegible]
بانو [illegible]

۱۱۰۹

اُس وقت تک تھے سب شہدا کے تنوں پہ سر
باہر تھا ایک لاشہ سلطان بحر و بر
لاش اپنے اپنے پیاروں کی پائی جو خوں میں تر
گودی میں لیکے بیبیاں بیٹھیں زمین پر
بولا عمر کہ اور بھی حال انکا غیر ہو
پیاروں کے سر جو گود میں کاٹو تو سیر ہو

۱۱۱۰

پھر تو ہماری تیغیں تھیں اور لاشوں کے گلے
بے سر حرم کی گودوں میں تھے گود کے پلے
اکبر کی لاش بانو کے سینے کے تھی تلے
دوڑا جو میں تو بولی کہ سر میرا کاٹ لے
شکل محمد عربی کا ادب نہیں
اُمت ہے یہ نبی کی نبی کا ادب نہیں

۱۱۱۱

جاؤں یہاں سے میں تو سر انکا اُتار دو
کیا مختصر یہ ظلم ہے میرے ہی روبرو
یہ وہ ہے جس کے پیار کی تھی مجھکو آرزو
میں لاش پیٹنے لگا یہ سُنکے گفتگو
رکھکر گلا گلے پہ وہ ناچار گر پڑی
اُسوقت میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی

نسخہ شکریہ

۱۱۱۲

میں کیا کہوں کہ دوڑ کے مردہ نے کیا کیا
لپٹی پڑی وہ لاش سے اور سر جدا کیا
سُنکے سامعین نے محشر بپا کیا
بس اے دبیر حق فصاحت ادا کیا
گردش میں خود فلک ہے کیا تجھکو چین دیں
اسکا صلہ جو دیں تو جناب حسین دیں

تمام شد

مرثیہ ختم

یکتی کا نمونہ مری شمشیرِ زباں ہے
اللہ کی تلوار کے جوہر کا بیاں ہے
قبضہ میں مرے معنی و الفاظ کی جاں ہے
اب سیفِ زباں نظم کے میداں میں رواں ہے
وہ رزم کہ مضمون کا رن آج پڑے گا
مصرع تو کہاں ذہن کسیکا نہ لڑیگا

۵۲

جتنے ہمہ داں ہیں وہ مرے مرتبہ داں ہیں
یہ نظم وہ دیکھیں جو فصیحانِ جہاں ہیں
مصرع نہیں موجیں یہ فصاحت کی رواں ہیں
معنی جو بلاغت کے ہیں موقع پہ عیاں ہیں
الفاظ ہیں وہ پاک کہ ثانی نہیں رکھتے
خالی جو لغت سے ہیں ۔ معانی نہیں رکھتے

۵۳

جو حاتم کی طرح طرفدار نہ ہوں گے
میرے سخن صدق سے بیزار نہ ہوں گے
کیونکر دُرِ یکتا کے خریدار نہ ہوں گے
بحرین میں ایسے دُرِ شہوار نہ ہوں گے
مضموں ہیں عباسؑ کے اعزاز و شرف کے
دیکھو تو سہی صاف ہیں موتی یہ نجف کے

۵۴ مطلع

ہر باغ ہے گلچیں مرے مضموں کے چمن کا
ہر بحر ہے قطرہ مرے دریائے سخن کا
مصرع ہے مہِ نو مری تصنیف کہن کا
نقطہ ہے عطارد قلمِ نور فگن کا
ہے مہرِ علیؑ طبع خداداد کی خاطر
اور ماہ بنی ہاشمؑ امداد کی خاطر

۵۵

ممدوح مرا نام خدا سیفِ خدا ہے
دعویٰ جو کروں سیفِ زبانی کا بجا ہے
یوں قطع رہِ نظم کروں میں تو روا ہے
سب کہتے ہیں واہ یہ انداز جدا ہے
خامہ کو اُدھر خواہشِ تحریر نے تھاما
اور ہاتھ اِدھر بازوئے شبیرؑ نے تھاما

۵۶

یہ بزم مقدس ہے فرشتوں کی گذرگاہ
جسطرح سے فردوس میں ہے بو سنگی راہ
موجود ہیں تار آنسوؤں کے اور علم آہ
یہ علم جو بندھا عقدۂ دل کھل گئے واللہ
بے حل ہوئے مشکل نہیں رہتی ہے کسی کی
محفل ہے کہ درگاہ ہے عباسِ علیؑ کی

۵۷

کون اس کے سوا اور رسِ کون و مکاں ہے
ہے کفر بھی قائل کہ یہ ایمان کی جاں ہے
اک وصف یہ ہے پشت پناہِ دو جہاں ہے
خورشید علم بدر نگیں چرخ کماں ہے
دریا دل و فیاض کف و سقائے حرم ہے
کوثر کا شرف بحرِ عطا ابرِ کرم ہے

۵۸

یکتائی کے سانچے میں شبیہ اُنکی ڈھلی ہے
پیروں کا عصا بچوں کی یہ نادِ علیؑ ہے
چاروں کتبِ حق کا وقار ان سے جلی ہے
یہ سورۂ اخلاص حسینؑ ابن علیؑ ہے
خوشتر کوئی ایسا نہ ہوا ہوگا سلف میں
حمزہ سی دو بالا الف قدی شرف میں

۹

جو عزّ و شرف جعفرِ طیّار نے پائے
کس جنّ شہادت کے خریدار نے پائے
حاشا نہ ہما جس نے نہ انصار نے پائے
پر شاہِ شہیداں کے علمدار نے پائے
جعفرؑ بھی تصدق ہوئے حیدرؑ کے خلف پر
یاقوت کے پر خوب کھلے دُرِ نجف پر

۱۰

شمعِ قدِ روشن کے دو پروانے یہ پر ہیں
یہ نخلِ شہادت کے دو برگِ گلِ تر ہیں
رحمت کے یہ دو ابر ادھر اور اُدھر ہیں
رخسار ہیں یا جلوہ نما شمس و قمر ہیں
قربان ہیں اس جعفرِؑ ثانی کے پروں پر
ہر دم یہ ہما رہتے ہیں شیعوں کے سروں پر

۱۱

ہر شہپرِ زیبا ہے ورق صنعِ خدا کا
اک حسن کا آیا ہے اور اک نورِ ضیا کا
اک اوج ہے ایمان کا اک شرعِ ہدا کا
اک تاج ہے زوّاروں کا اک بالِ ہما کا
وہ سایہ ہے اللہ کا یہ سایہ نبیؐ کا
وہ پیر حسنؑ کا یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا

۱۲

پر ہیں وہ ہما جن کے ہوا خواہ سلیمانؑ
جبریلؑ رکھیں مثلِ پلک آنکھوں پہ ہر آن
حوریں کہیں صدقہ ہیں پریاں کہیں قربان
سو جان سے ہر مو پہ تصدق ہیں نبیؐ جان
عباسِ علیؑ روحِ شہِ جن و بشر ہیں
یہ طائرِ روحِ شہِ مظلوم کے پر ہیں

۴۱۳

[illegible] جلوہ [illegible]
[illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible]

۴۱۴

[illegible] عیاں بس
[illegible] بس
[illegible] بس
[illegible] بین
[illegible] بین

۴۱۵

[illegible] افسانہ تھا [illegible]
[illegible] تھا
[illegible] تھا
[illegible] تھا
[illegible] تھا

۴۱۶

[illegible] صادق کی زبانی
[illegible] زبانی
[illegible] پنہانی
[illegible] تھا
[illegible] تھا

۲۱۷

یوں تبصرہ میں کلک صداقت سے ہے مسطور
جس وقت میں جعفر کو شہادت ہوئی منظور
فردوس سے نزدیک تھا یثرب سے بہت دور
اک جا تھے زنار تھے اک جا چمن نور
مسجد میں یہاں روشنی تھی رسول دوسرا سے
سب آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے تھے حکم خدا سے

۲۱۸

آئینہ کے مانند تھا رن پیش پیمبر
اس آئینے میں دیکھتے تھے تیغوں کے جوہر
تھی مثل الف آنکھ کے آگے صف لشکر
جنگاہ کی روداد بیاں کرتے تھے فر فر
پیدا لب جاں بخش سے اسرار خفی تھے
اس دم ہمہ تن گوش سب اصحاب نبی تھے

۲۱۹

رو رو کے کہا احمد مرسل نے قضا را
لو زید علمدار کو کفار نے مارا
جعفر نے اٹھایا علم اس وقت ہمارا
رونے لگے اصحاب گریباں کیا پارا
آہوں کا دھواں شمع حرم ہر اک جگہ تھا
کعبہ کی طرح جامہ مسجد بھی سیہ تھا

۲۲۰

ناگاہ پیمبر نے کہا ہائے برادر
مسجد میں اٹھا شور کہ ہائے گئے جعفر
یہ غل تھا کہ وارد ہوئے جبریل کے ہمسر
آتے ہی پڑھا فاتحہ اور بولے یہ رو کر
جعفر نے تو ہاتھوں کو فدا حق پہ کیا ہے
پر دیکھئے کیا اوس کو مالک نے دیا ہے

۵۳۱

اس دم سوئے میدان ستم دیکھیے مولا
آلودۂ خوں اپنا علم دیکھیے مولا
جعفر کا حشم حق کا کرم دیکھیے مولا
مشتاق ہیں حوران ارم دیکھیے مولا
بھائی کی ترے قدر بلند آج ہوئی ہے
سو نیزوں پہ اک لاش کو معراج ہوئی ہے

۵۳۲

کیا دیکھتے ہیں رن کی طرف مڑ کے پیمبر
ہے نیزوں کی نوکوں پہ علم لاشۂ جعفر
کہتے ہیں عدو برچھیوں کو گردش دیکر
لو فتح کہ مارا گیا حیدر کا برادر
تابوت ذرا جعفر طیار کا دیکھو
انجام پیمبر کے علمدار کا دیکھو

۵۳۳

پر لاش کے گرد فرشتوں کے پرے ہیں
یاقوت کے پر بعضوں کے ہاتھوں پہ دھرے ہیں
شہبال زمرد کہیں طوبیٰ سے ہرے ہیں
شہپر کہیں موتی کی تجلی سے بھرے ہیں
کہتے ہیں فرشتے کہ پسند آپ کو کیا ہے
لو جعفر طیار یہ سوغات خدا ہے

۵۳۴

حیدر کو خبر دی یہ رسول دوسرا نے
چاک اپنا گریباں کیا دست خدا نے
رو کر یہ تمنا کی شہ عقدہ کشا نے
ہوتے جو قلم راہ خدا میں مرے شانے
بھائی کی طرح رتبۂ برتر مجھے ملتے
اللہ کی سرکار سے شہپر مجھے ملتے

۲۲۵

…کو تمنا سے اور کسی کی ہے
سب سبب کہ یہ حصہ ہے تمھیں کا ہے
جو عاشق نہیں بیتاب سے طعنوں میں یہ آیا ہے
ناقوس آسکی ولا یکا وہ دریا کا کنارا ہے
ایسی بلندی کی ہیں سیتا بیاں کی ہے
یادوں سے یہ ایکو عمر دیتا ہے

۲۲۶

یہ آرزو کی دو مینڈھیں برس اور سے مہمان
اگر صبا کرے سے مہو کا ترب عقد کا لالان
اس باب کی بات سے یہ فرزند گراں کے یہ بیج قرآن
یہ بچپن کی اولاد سے عمر سے جان لو آوارہ ایمان
قرآن وہ دریا سے کیا دریا یہ جس سر بسر سنا یہ
جس طرح سے سے یہ نیا زہ سے یہ مار اور یہ خدا یہ

۲۲۷

بب طرح قدرت سے طور و زمین و وہ ستارا
من حور کے عمر سے آنکھوں سے اسلام عرش سے بہار
آنکھوں سے مری آنکھوں کی بہ تیرہ کا انتظارا
آنسو کے چیا یہ الّسما سے مشتاق تمہارا
تنہا یہ سے وہ آنکھوں سے الے رفاقت کو تمھاری
دریا یہ یہ آئینہ سے الے زیارت کو تمھاری

۲۲۸

بدہ کیا حیدر سے لگے سے اور چہرہ القدیر
کی عرض نے پیغمبر سے کہ لے صاحب لطیفہ
سلطان کو اولوالحق کے کیا بیہ آئینہ
یہ نام اس سے سے بعید کا اکھڑ کرکہ و بیہ
یہ نام میرا یہ دو وطن کی نا تہ بہو سیدا
حیدر کا جلال القدس میرا یہ بیدا

٢٣٩

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤٠

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۳۳

مقدور مجھے اُس کی تواضع کا کہاں ہے
جو شاہ شہیداںؑ کے فدائی کی وہ ماں ہے
کونین میں وہ محسنِ خاتونِ جناں ہے
میں کون ہوں خود اُس کا خدا مرتبہ داں ہے
گر اُس کے عوض فاطمہؑ سو بار فدا ہو
تو حق یہ ہے کہ اُس پہ بھی نہ حق اس کا ادا ہو

۵۳۴

پیدا ہو جو عباسؑ تو میں گود میں پالوں
جو ناز کرے فخر سے آنکھوں پہ اُٹھا لوں
شبیرؑ کے فدیہ کے سب ارمان نکالوں
بس دودھ چھڑاتے ہی میں نوشاہ بنا لوں
ننھی سی کمر پشت پہ ہو تیغ کمر میں
کاندھے پہ علم رکھ کے پھراؤں اُسے گھر میں

۵۳۵

اطفال قریشی ہوں پس پشت ہیں واری
فوجِ نبوی جیسے کہ پیرو ہے تمہاری
ہر ایک قدم میری زباں پر ہو یہ جاری
آتی ہے علمدار حسینیؑ کی سواری
سقائی کی بھی زیر علم جلوہ گری ہو
ننھی سی ہو اک مشک جو کاندھے پہ دھری ہو

۵۳۶

حیدرؑ نے کہا سب یہ حشم ہوویں گے زہراؑ
بھائی کے وہ مختار علم ہوویں گے زہراؑ
سقائے یتیمانِ حرم ہوویں گے زہراؑ
پر کب یہ کہو تم ہوگی نہ ہم ہوویں گے زہراؑ
نو سال تلک بس ہمیں بابا وہ کہیں گے
پھر شاہ شہیداںؑ کی غلامی میں رہیں گے

۳۷

ابتو نہ ولادت ہے نہ دیدار ہے زہراؑ
عباسؑ کو کم پایۂ دشوار ہے زہراؑ
لاشے کا مقدر یہیں گر پیار ہے زہراؑ
پہلا وہی دیدار علمدار ہے زہراؑ
تم خلد سے آؤگی یہ تعظیم کریں گے
اٹھ اٹھ کے کٹے شانوں سے تسلیم کریں گے

۳۸

زہراؑ یہ بیاں سن کے ہوئیں سخت پریشان
زینبؑ کو پکاریں ادھر آ میں تری قربان
اے بیٹی سنا تو نے مروں گی میں پُر ارمان
تو حضرتِ عباسؑ کا اقرار کر اس آن
وہ بولی مرا فخر ہے کچھ عذر نہیں ہے
فدیہ مرے ماں جائے کا وہ ماہ جبیں ہے

۳۹

زہراؑ نے کہا اور بھی احسان کرے گی
بولی کہ بہن بیاہ کا سامان کرے گی
فرمایا یہ سب کچھ تو مری جان کرے گی
بالوں کو بھی لاشہ پہ پریشان کرے گی
خوں منھ پہ مرے لال کے فدیہ کا ملے گی
لٹ بلائیں بھی کٹے شانوں کی لے گی

۴۰

یہ سن کے نہ تاب آئی محمدؐ کے وصی کو
فرمایا نہ مجبور کر بنت علیؑ کو
رسی میں عدو باندھیں گے ناموس نبیؐ کو
سر پیٹنے کا حکم نہ ہووے گا کسی کو
پیدانوں کے حادثہ پر عرش ہلے گا
شبیرؑ کے لاشہ پہ بھی رونا نہ ملے گا

۹۲۱

تیرا نہ تو عیاں ہے کہ حسن ترا پنہانی
عقل الجھی ہے اسرار کار پر کی حیرانی
پھر اے جہان نقش کی طالع سے سنبھانی
پیدا ہے زیں عیاں ہے نہ تو عیاں ہے
بارہ اے جہاں الٰہی سے پاک ہی
اس وہاں بلیں سے بنجا سے

۹۲۲

دن بیت گھڑی کی بنا ہے اگر تم بناؤ گے گھڑی ہے
دنیا ہے صدف نیک ہے گوہر یک دانہ ہے
دو زینب نے طالع پر ہی فتح و دو فخر آتا ہے
عقل رب کے طرہ ہے کا ہمی اسرار کھا آتا ہے
کوئی بہن کہ ہمیشہ ہے کا سر پر ہے
یہ ذوق اور افلاک پر ہے نام سر ہے

۹۲۳

چلا ان سعادت کے سعید ازل آیا
بجز ان کے یکتا دور ہے بے بدل آیا
طوبیٰ کے اگر کی ثنا ہی پھل آیا
بوجھیں ہے پنہاں یہی پھل آیا
آگے تیغ ہی نجفی و قدر ان میں فلا ہے
یہ الٰہی کے آگے زن عقدہ کشا ہے

۹۲۴

زینب نے عجب نام لیا یار سے ہر آن
فرمایا زبان یک کہیں تیرے ہی کا جان
رہا دو عیسیٰ کے آیا مہدی والد کا بھائی
بھیا کی زیارت کا دو بیٹیوں تھا بہت اربیں
پھر باپ ہے مہتاب حیدر ہے تعظیم ہی
یہی بولا لاؤ بیٹا بولا دی آن

۵۲۵

ہنستے ہوئے ناگاہ حسینؑ و حسنؑ آئے
اک گل کے نظارے کیلئے دو چمن آئے
کس مہر سے خورشید رسول زمن آئے
دو چاند ستارے کی طرف خندہ زن آئے
شبرؑ سے علیؑ نے کہا بھائی ہے تمہارا
شبیرؑ سے فرمایا فدائی ہے تمہارا

۵۲۶

شاہ شہدا آئے جو منہ دیکھنے کو پاس
نعلین کے بوسے کو ہمکنے لگے عباسؑ
تھا روز تولد یہ لحاظ و ادب و پاس
آغوش میں آنا تھا کہ پوری ہوئی آس
یہ حوصلہ یہ فہم تھا بچپن میں نہیں کا
وہ ننھے سے ہاتھ اور وہ دامن شہ دیں کا

۵۲۷

بوسہ دیا رخسار پہ شاہ شہدا نے
پڑھا کئی بار سے چوم کے شانے
بیٹا کیا اپنا خلف خیر نسا نے
عباسؑ کو یہ مژدہ دیا شیر خدا نے
اے آل عبا سے ترا پیوند ہے بیٹا
فرزند پیمبرؐ کا تو فرزند ہے بیٹا

۵۲۸

فرزندی شبیرؑ گرامی ہو مبارک
آقائی انہیں تم کو غلامی ہو مبارک
ثقلین شہ دیں کی سلامی ہو مبارک
عز و شرف جعفرؑ نامی ہو مبارک
شبیرؑ جو فرزند کہیں پیار سے سمجھنا
تم ان کو مگر مالک و مختار سمجھنا

۱۴۹

اُسے یوں کہا ماں نے کہ آ فدیۂ شبیرؑ
قربان گئی ہو گئے آقا سے بغلگیر
مجھکو بھی سرافراز کر آ دیکھو شبیرؑ
خدمت سے جاؤ کہ بڑھے دونی کی توقیر
کاہیکو پسند آئیگی اب گود کسی کی
شبیرؑ کے آغوش میں خوشبو ہے نبیؐ کی

۱۵۰

بھائی کے دیدار سے بھوکے ہوئیں واری
نے دودھ کی پروا ہے نہ کچھ یاد ہماری
یہ سنکے بڑھی لینے کو وہ عاشق باری
اور سکے خوشامد کے زباں سے کئے جاری
منھ پھیر کے آقا کے گلے مل گئے عباسؑ
اک آن میں شبیرؑ سے یہ مل گئے عباسؑ

۱۵۱

حضرت نے اشارہ کیا پاس انکے نہ آؤ
اماں مرے محبوب کا جی تم نہ کڑھاؤ
یہ آپ سے آئے تو اسے دودھ پلاؤ
یہ عاشق صادق ہے مرا بھول نجاؤ
جبتک ہو نہیں یاں وہ یہ جانی نہ پئیگا
اک روز مرے واسطے پانی نہ پئے گا

۱۵۲

القصہ کہ ہر دم ہوئی توقیر زیادہ
سن بڑھتا تھا کم۔ الفتِ شبیرؑ زیادہ
مشق رقمِ مصحف و تفسیر زیادہ
شوق ہنر نیزہ و شمشیر زیادہ
کچھ ہوش سنبھالا تھا کہ تلوار سنبھالی
باباکی کبھی بھائی کی کبھی سرکار سنبھالی

۵۵۳

فضل سے ترے ہیں [illegible] سب [illegible] مرے
جب تک کہ قمر [illegible] اور شمس مرے
[illegible] اور [illegible] مرے
جب تک [illegible] اور لعل [illegible] مرے
[illegible]
جب تک [illegible] اور [illegible]

۵۵۴

[illegible] ارشاد و [illegible] کو
جب تک [illegible] کو
[illegible] رسول [illegible] کو
[illegible]

۵۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۵۷

اللہ رے گدائی غلامی میں ابو تراب
نعلین مبارک کا اٹھانا ہو مبارک
ہے کھونٹی پہ رکھو سر پہ رکھو فخر ہے بیشک
سر پہ تو ہے وہ تاج اور آنکھوں پہ ہے عینک
اس قدر شناسی میں بڑا جاہ ملے گا
بس اور تو میں کیا کہوں اللہ دے گا

۷۵۸

شہ ان سے رضامند تھے یہ شہ سے رضامند
وہ کہتے تھے فرزند یہ کہتے تھے خداوند
بازو کو بناتے تھے کبھی شہ کا کمربند
اور ہاتھ تو تھے دامن شبیر کا پیوند
قبضہ نہ فقط دامن دولت پہ کیا تھا
معشوق کا دل آپ نے عاشق سے لیا تھا

۷۵۹

یک جان و دو قالب تو زبانوں پہ ہے اکثر
موبد تن تازہ کی ہے طبع سخنور
اعداد میں بھی ہیں قالب و عباس برابر
شبیر ہیں بے شبہ و شک جان پیمبر
خود شان ہے قربان عجب شان ہے ان کی
قالب ہیں یہ اور جان ہیں جان ہے ان کی

۷۶۰

زہرا کی محبت کا سناتا تھا جو فسانا
پھر تو یہ اٹھیں شام و سحر قبر پہ جانا
گہ پھول چڑھانا کبھی واں شمع جلانا
اور واں سے جو آنا تو یہ اور کو ستانا
میں فاطمہ کی روح سے طالب ہوں مدد کا
دربار کیا کرتا ہوں دو وقت لحد کا

۵۶۱

ناگاہ کیا بحرِ بلاغت کا حسن ادا نے
مقتل کا پتا دیا مولا کو قضا نے
غربت پہ کمر باندھی امامِ غربا نے
زہراؑ کی بہو پر کہا اس اہلِ وفا نے
مولا جہاں جاتے ہیں وہاں جاتا ہے عباسؑ
آدابِ غلامانہ بجا لاتا ہے عباسؑ

۵۶۲

ترتیب سواری ہوئی ادھر سبطِ شہِ ابرار
عابدؑ کو حرم کا کیا تھا قافلہ سالار
اور راستے میں جواں مرگ تھے اکبرؑ سے جلودار
ناگاہ مدینہ کی زمیں ہل گئی اک بار
گردن جو بقیعہ کو پھری شاہِ ہدا کی
دیکھا کہ لرزتی ہے لحد خیرِ نساؑ کی

۵۶۳

ہر بار یہ نوحہ تھا لبِ قبر سے جاری
رخصت کیلئے آیا ہے عباسؑ پیاری
مشہور تھی بنتِ نبی ماں ہے تمہاری
تم لاکے علم دو اسی تربت پہ ہماری
خوش ہونگی کہ منصب جعفرؑ کی سند ہے
جائے نہ تہی دست یہ زہراؑ کی لحد ہے

۵۶۴

لیکر علم آئے سرِ تربت شہِ ابرار
عباسؑ کے کاندھے پہ دھرا اور کیا پیار
مرقد سے ندا آئی مبارک ہو علمدار
پر میری کمائی سے خبردار خبردار
لو جاؤ علمدار کیا خیرِ نساؑ نے
خلعت یہی رخصت کا دیا خیرِ نساؑ نے

۵۶۵

عباس پھرے گرد لحد سر کو جھکا کے
نعرہ یہ کیا قافلۂ شاہ میں جا کے
قربان میں خاتون قیامت کی عطا کے
دل سے ہیں فدا قبر پہ شاہ شہدا کے
زہرا کی سفارش سے علم ہم کو ملا ہے
اس قبر کی جاروب کشی کا یہ صلا ہے

۵۶۶

ماہ رجب آخر تھا کہ یثرب ہوا برباد
غرہ تھا محرم کا کہ صحرا ہوا آباد
عاشور کی عید آتے ہی مولا ہوئے ناشاد
قربانی نبیؐ زادوں کی کرنے لگے جلاد
گلہائے بہشتی سُم اسپاں کے تلے تھے
نو لاکھ کی تیغیں تھیں بہتّر گلے تھے

۵۶۷

ٹھا ہے لٹی جب دل زہرا کی کمائی
تا عرش گئی مادر قاسمؑ کی دہائی
پلٹے کو گئے خیمے میں شہ تاب نہ آئی
بیٹے سے لپٹا ہوا شانے سے بھائی
شہ رونے لگے منہ قاسمؑ سے لپٹ کر
یہ غم تھا کہ دم رہ گیا سینے میں الٹ کر

۵۶۸

پرسا تو دیا مادر قاسمؑ کو بلا کے
اور بیٹھ گئے زانووں پر سر کو جھکا کے
زینبؑ نے بلائیں لیں شہ تشنہ کی آ کے
سب سے کہا زردی رخ مولا کی دکھا کے
مہمان انھیں جان حسنؑ کر گیا لوگو
مرنے سے بھتیجے کے چچا مر گیا لوگو

٤٣٩

شہ نے گھبرا کے بہ سر بسم ادھر اور ادھر
یہ دکھایا کہ بھلا کس سے کہوں سوئے نشاں
ابن زہرا نے تڑپ کر جو کہا سب سے بچا
بچیاں ہائے کوئی سے کہا بادہ بد روز وفا
دور افتادہ دیکھ کے تم اگر ... زینب
رو کو روتے ہیں بیدار ... زینب

٤٤٠

یک نظر آ گیا جب سر آلان کا ہائے
لال اپنے کی یہ بوس ... حسین سر تبا ہے
دل دہل جائے جان رسول دو ارے
اب جواب کس کا تیر قضا ہے
بچ جواب بین دکھا جے جس ان ایک
ہلوا دل ... بازو مرے کالے ...

٤٤١

زینب نے گھبرا کے کہا ... نبی
عباس کا ... بچے ... الٰہی ... اکبر
علی ... ابا ... اٹھیں ... الٰہی
ہائے ... ان ... آیا ہے
بیاری ... کھلی بہن ... آیا ہے
کیا موت ... الٰہی ... اکبر

٤٤٢

اٹھ بیٹھیں یہ سن کے ... [illegible]

سہکم

عباس ٻچا ٻئي ڪري ڇپائي ڪيا تيڻ تولاءِ
ٿم ٻہ ٿي هي ٻئي ٻيڻ ڳڻ تعلق سان
اوندي ٻئي ڪيڪن نڪا سا سي کي ڊيڪيا
ٻيڙ سي ڪھيل ٿئي ٻئي ٻئي سي ڪي طرف ٻاڻ ڪاڻ ڪهاو
تن ڪا ٻيتي ٻي ٿي ڊيهڙا ڇپائي ٻاٻي ٻائي ٻيٽ ٻاڻي
ڪي ٻائي ٻئي ٿي ٻئي سي ٻئي سي ٿي ٿي الا ٿي ٻاڻي

بیکم

ٿنڪنو ٿاڻ ڏهرالاڻ ٻئي ٿيڻ ٿي ٿولا
ٻيڙ اڏيڙ اوهر ڪري ٿي ڪيا ٻي ٻاڻ ٿي ٻاڻيڪا
اڏيڪا ٻڌي ٻي ٻادوه ٻا ٻڻا سڪڻ ٻا ٻيل سا ٿي الڪي ٿيڪا
ٻيڙ ٻي ٿي ٻڻا سڪڻ ٻاڏي ٻاڻ ٻاڻ ڊااا
حضرت سي ڏين ٻا اڙ ڪا ٿڏ ٿيڪاڻ تنڪاڻو
ٿي ٻيڙ ٻيڪر ٿو ڏيڻ ٻي ڏاڙي ڪا ٻڪا ڏون

ھیکم

ٿي ٻڌي ٿيوا ڏيڻ ٻي ڪا اڇل آ ٿي ڪاڻ ڪاڻ ٻي ٻ
ٻاڻي ڪاڻ آڪر ٿي ڪوڏ ٿي آ ٿي ٿي ٻهڪان ڪاڻ ڪا ٻا ٻ
ٿي ٻاڻ ٻاڻ ٻي ٻا آڪهيل آ ڪاڻ ٻاڏيڻ ڪاڻ اڪهي ٻ
سا ٿي ٿيڻ ٿڪرا لاڻ آ ٿي ٻهڪاڻ ڪاڻ اهي ٻ
اڏ ٻاڻ ٿي ٻيڙي ٻي ٻاڻ ٻي ٻي ٻي آ ڪاڻ ٿي ٿيڻ ٿي
ٿي ٿيڻ ٻي ٻري ٿي لاڻ ٻي ٻاڏي ٻي ٻڏ ٻاڻ ٻي ٻيڻ عام

وکیم

ٿڪوڙ سي ٻيڙي ٻاسي الڪاڻ ٻيڻي ٻهڪاڻي ٻهڪاڻي
ٿي ٻيڙ ٻي ٻڙ ٻرده ڏاڏا ٻاڏ ڏو سي ٻا ٻا
اوڏيڙ علي سڏا ٻا ڪيڙ ٻا اهر آ سي آڏناڻ
ٻيڙ ٿي ٻيڙ سي ٻيڙي ٻي ٻاڻ ٻاڏ ٻيڙ ٻا ٻاڙ ٻي ٻيڙاڻ
ٿي ٿيڙ ٻيڪ آ الڪي ٻيڪ ٻاڻ سي ٻي ٻي ٻي ٻي ڪڏي ٻيڪ
سي ڪهل ٻاڻ ٻي ٻاڻ ٻيڪا ٻي ٻي آ الڪي ڪيا ٻيڻ

۵۷۷

غازی نے یہ سنکر سرِ تسلیم جھکایا
اور در کے قریب آن کے زوجہ کو بلایا
پوچھا اُس نے کہا سنتے ہی زیور کو بڑھایا
زینبؑ نے سبب پوچھا تو رو کر یہ سنایا
کہتے ہیں کہ نو لاکھ کے زغے میں گھروں گا
مہر اپنا مجھے بخشدو جیتا نہ پھروں گا

۵۷۸

ہر چند برادر پے کا بڑا جبر و ستم ہے
پہ رنج میں معصوم سکینہؑ کا قدم ہے
شاہد مری ہمشیرہ ہیں زہراؑ کی قسم ہے
منظور نہیں لونڈی سے نہ اب فکرِ غم ہے
مہر اپنا تصدق ہے سکینہؑ پہ تصدق
میں بانوئے سلطانِ مدینہ پہ تصدق

۵۷۹

ناگہ درِ دولت پہ سواری کا ہوا غل
پہنچانے نکلے وہ حشم و جاہ و تجمل
سامانِ سواری یہاں موجود ہیں بالکل
رہوارِ ظفر زینِ شرف فوجِ توکل
اب جانبِ خیمہ شہِ لشکر پہ ہے
یا حضرتِ عباسؑ علیؑ وقتِ مدد ہے

۵۸۰

اسوار ہوا جب علمدارِ گرامی
اکبرؑ نے رکاب اور عنان شاہ نے تھامی
اقبال و دو عالم نے دیا خطِ غلامی
سب چرخِ بریں جھک کے زمیں اُٹھے سلامی
کیوں دامنِ دولت نہ کہوں دامنِ زینبؑ کو
دامن میں لیا زینبؑ نے اُس دولتِ دیں کو

۵۸۱

اللہ رے طمانچہ رخِ روشن کی چمک کا
تھا دور پہ منھ پھر گیا خورشید فلک کا
سکتے میں تھے عالم پہ ہوا جن و ملک کا
طالب ہوا ہر ثابت و سیارہ کمک کا
روشن ہوئی اس چہرۂ زیبا سے زمیں کے
پروانہ صفت عرش پھرا گرد زمیں کے

۵۸۲

یکدم جو پھری مردنی چہرے پہ اجل کے
مہتاب نئی دن کو بھی چھٹی منھ پہ زحل کے
پھٹنے لگے گیسوئے فلک سوتِ عمل کے
سو مرتبہ سورج پہ گرا چاند اچھل کے
مریخ تش و بیخ میں تھا چرخ سے گر کر
عقرب ہوا برقعۂ مہ تاباں کا اولٹ کر

۵۸۳

عباسؑ سے کیا زینِ فرزیں نظر آیا
یوسفؑ بھی نہ یوں چشمِ زلیخا میں سمایا
پھر نورِ نگہ دیدۂ یعقوبؑ نے پایا
گویا سرِ کرسی پہ کیا عرش نے سایا
یوں زین پہ زینت تھی علمدارِ جری کی
جیسے دلِ مومن میں محبت ہو علیؑ کی

۵۸۴

او موسوابِ نظم کے میدان کو دیکھو
ہاں آمدِ عباسؑ کے سامان کو دیکھو
سحبان کا سنو ذکر نہ حسان کو دیکھو
سقائے سکینہؑ کے ثنا خوان کو دیکھو
زمزمہ ہے نجف کا یہ سخن گر دو نہیں ہے
آمد کے مضامین میں آورد نہیں ہے

۵۵۵

بانداز ادا غلغلے ہیں صلِ علیٰ کے
حاضر ہیں فلک پیش نگہ سر کو جھکا کے
مردم سمِ توسن کے نشاں راہ میں پا کے
عینک کی طرح آنکھوں پہ رکھتے ہیں اٹھا کے
فرما دی ہے شوکت کہ درود اب نہ پڑھے جاؤ
فرمائی ہے ہمت کہ بڑھے جاؤ بڑھے جاؤ

۵۵۶

جاسوسِ عدو گوشوں میں آ جاتا وہ غمناک
شہزادوں میں بیکسی کی بچی تھی ہوئی پوشاک
ہیبت سے مجتمع ہر سو ہیں ہر کارۂ چالاک
ہر موج سے گرد اٹھا ہے تب ہیں سفاک
صدقے فرسِ بازوئے شاہِ دو جہاں پر
شکر آتا ہے خلائق کی زباں پر

۵۵۷

گھوڑا جو تڑپ کر یہ زرا اِد بول رہا ہے
کہتے ہیں عدو تیر کماں بول رہا ہے
بعضوں کا اشارا ہے کہ وہ آن بولتا ہے
تلوار علمدار جواں بول رہا ہے
نعرے میں ہے ضیغم پہ غضب نیزہ بری ہے
افلاک کے نو خیشوں میں بپا ایک گھڑی ہے

۵۵۸

جب باگ بہ آمدِ محشر نظر آئی
لشکر میں قیامت اِدھر آئی اُدھر آئی
پھیلا یہ عَلم چار طرف یہ خبر آئی
لو کاہکشاں آج فلک سے اتر آئی
جب ہاتھ میں تلوار کا پرتو نظر آیا
خورشید کے پنجے میں مہِ نو نظر آیا

۵۸۹

اللہ رے نورِ بدنِ پاک کا سایا
ہر ذرہ کو خورشید کی مسند پہ بٹھایا
ہر ایک شجر کو شجرِ طور بنایا
ہر ایک جگہ نورِ مجسم نظر آیا
مُردوں کا یہ عالم ہوا اس جلوۂ تن سے
جیسے کوئی چونک اٹھتا ہے سورج کی کرن سے

۵۹۰

خادم ہیں شجاع ان کے یہ ہیں عینِ شجاعت
بندے ہیں سخی ان کے یہ ہیں محض سخاوت
ہمت کو سکھا دیتے ہیں یہ معنیٔ ہمت
اعجاز کو اعجاز کرامت کو کرامت
کیسے بنی آدم کہ یہ آدم کے شرف ہیں
کس گنتی میں عالم یہ دو عالم کے شرف ہیں

۵۹۱

اک حاشیہ اس رُخِ کتابی کا ہے قرآں
اک شعلہ ہے اس شمع کا خورشیدِ درخشاں
اس باغ کی شبنم ہے بہشتوں کا گلستاں
اس گنج کا دینار ہے اک یوسفِ کنعاں
بندوں میں کب اس حُسن و لطافت کا ہے چہرہ
حقا کہ یہ اللہ کی قدرت کا ہے چہرہ

۵۹۲

یہ بھوک یہ پیاس اور یہ جہاں کا ستم و غدر
اس رنگ میں بھی عارضِ پرنور کی ضو بدر
زلف و خط و ابرو کا عجب رتبہ عجب قدر
بس ایک انھیں تین شبوں میں ہے شبِ قدر
یہی ہے کہ قدرت کی تجلی کا نشاں ہے
یہ بدر گہن بیچ میں آنکھوں کے عیاں ہے

٩٩٣

کیجه نیم ایله سنکر ایلمانی قونانلرینک زلزله

اوقات صفا ایچون ... سوکه ورق ...

باخته زمانلرده ... اکر جیون زنکر ایله

اکر اکر نیله ... الکه ...

یک ... ایله ... ضیا ایلدی

بیکیلیر سنکر ایله ... ایله اکلدی

٩٩٤

ده مطلع ابرو دوجب زوجیده نقدیر ادیلیر

نازلی نیلر ایله اقرولر کاتبیده دوستلر ایدیلیر

دیمکی نیلر ایله ایتدی تاب نیرکی ضیا ایدیلیر

ایل نیلر ایله کیسه بالک بادیال ... لیلیر

فیلیم ... ایله اکر ... ایله

اسعد ایله ... کیلیم ... دی

٩٩٥

کورانسته ایلیر نیلک الله کبی عمرکی بیاض

معلوم ایله کیسه نیلک ... اید ایله

اسراولرکه ... اکر ... صفا ایله

نیکی نیلر ایله الکه ... ایله کیدی باید

بجه ... ایله ... ایله ... دیل ایله

جیوئن ... سنکر ... اوله اوصالیه

٩٩٦

نشیرین ایلدکی نام اوراد اکر ... ایله سلیمه

دریایه ... نیر ... عملک ... سلیمه

دیری ... ملک ایله ... اکر ... سلیمه

ایکن ... ایله ... اکر ... ایله ...

کبیر ... عمر ... ایله ... الیکه ...

جبرکی ایله ... کیسه ... دیلک ...

٩٧

اس حسن سے دریا کو علمدار ادھر آئیں
رن میں یہ تموج تھا کہ یہ بات پہ بیاباں میں
ابر کیا زنجیر لگا زنجیر دار آسماں پر
عرصہ کو ذرا سو کہ یوں نظر جو آتا ہیں
کیا کیا کہ گہہ آسماں پہ ایک جائیں سے آتے ہیں
سب خاک اسی میں کہ رسب کو اطاعت ہیں

٩٨

ناگہ علموں سے ایک سر سے نیلم پیچا سے
سب فوج نے یاں تک کہ دو حوص کے آنے سے
کس مہم سے یہ گیا اس نے تب ہی یہ دریا سے
دو جان پہ حضرت عباس دو آئے سے
کس ابوالاولاد نے علم سب سر کا پھیکا
کس نے کہا زمرد ایا ہے علمدار و علم

٩٩

کیا دو چھتا ہے سر سے وہ کو فرزند اطہار
رن میں یہ کس طرح دو چینج گج خبر دار
پایا ہے کہ ادو رہ یہ سب آتا ہے یگانہ
ہر کیسا یہ فرق کے یہ لطف نے نبی کی طرف سوار
الا سے یہ جبیں آپ کہ یہ سپہ آگیا
یہ سب سے یہ جیب اس سے علمدار جری

١٠٠

کی عرض یہ برادر دل سے یہ نبی کا ہے
چھیڑا تھا یہ یا آتی ہوئی یہ صاحب ہے
چھوڑا سے یہ سر سے اس کا نان سے ہے
اکر تا سے یہ بیکس کہ اکہ سے ہے
ہم نے جب سب اس تن میں سے وہ بیکسوں
یا کہنا سے یہ جگر کی دو جیب کو نسب

۱۰۱

پھر روکے یہ کہہ کے آئے کئی جاسوس قضارا
للکارا عمرؑ ضبط ہے گھر بار تمھارا
ٹھہرا کے وہ بولے کہ بھلا جرم ہمارا
اک چھوٹے سے بیٹے کی فغاں نے ہمیں مارا
شبیرؑ پیمبرؐ کا پسر ہے کہ نہیں ہے
سادات کے نالوں میں اثر ہے کہ نہیں ہے

۱۰۲

اسوار ہوا جب اسد اللہ کا پیارا
اک طفل حسیں وا ابتا کہہ کے پکارا
اور ننھے سے ہاتھوں سے گریباں کیا پارا
گہ زلفوں کو نوچا کبھی ٹوپی کو اتارا
سر ننگے علمدار کا سب کنبہ کھڑا ہے
ابتک در خیمہ پہ وہ بیہوش پڑا ہے

۱۰۳

اب غل ہے کہ مرنے کیلئے آتے ہیں اکبرؑ
سر پاؤں پہ ہر بی بی کے ہوتے ہیں اکبرؑ
مادر سے جو حق دودھ کا بخشاتے ہیں اکبرؑ
اس طرح وہ روتی ہے لرز جاتے ہیں اکبرؑ
زینبؑ کہیں بیدم ہے کہیں مرتی ہے بانوؑ
تن بیاہے کو امت پہ فدا کرتی ہے بانوؑ

۱۰۴

خوش ہو کے عمرؑ نے دیا جاسوسوں کو انعام
بولا مرے اقبال سے زہراؑ کا مٹا نام
عباسؑ نے سن کر کہا او دشمنِ اسلام
کیا بکتا ہے بیہودہ زباں تھام زباں تھام
کیوں نیزے کی سوزن سے کروں بخیہ دہن کو
ہے تیر ابھی کھینچ لوں تالو سے زباں کو

۱۰۵

مٹتا ہے مٹائے سے کہیں فاطمہ کا نام
اس نام کی توقیر ہے اک شرع اک اسلام
قرآں کی تلاوت میں ہے یہ نام خوش انجام
یہ نام ہے تسبیح ملائک سحر و شام
باعث یہ ہوا معرفت رب علا کا
اس نام سے بندوں نے نشاں پایا خدا کا

۱۰۶

کیوں عرش مکاں کون ہے شبیر ہے شبیر
قدرت کا نشاں کون ہے شبیر ہے شبیر
خالق کی زباں کون ہے شبیر ہے شبیر
دین دو جہاں کون ہے شبیر ہے شبیر
مانند خدا ایک حسین ابن علی ہے
مختار شکوہ ابدی و ازلی ہے

۱۰۷

جو مصحف ناطق کا ہو خواہاں پئے تفسیر
مصحف کو رکھیں سر پہ حدیثیں کہیں شبیر
کس کے لیے یہ گلشن جنت ہوا تعمیر
جاری لب کوثر پہ ہے نام شہ دلگیر
پوچھے جو بیاباں میں کوئی قبلہ کدھر ہے
کعبے سے ندا آئے کہ شبیر جدھر ہے

۱۰۸

پوچھے جو قمر نور خدا کون بشر ہے
کلمہ یہ پڑھے صبح کہ زہرا کا پسر ہے
گر مہر کہے کون نبوت کا ثمر ہے
تارے یہ قسم کھائیں کہ حیدر کا جگر ہے
آگاہ ہے ہر گوہر شہوار شرف سے
کونین کی ہے آبرو اس دُرِ نجف سے

۱۰۹

گر عرش کہے کس کا عمل فرش تلک ہے
ذرے کہیں شبیرؑ وہ بے شبہ و شک ہے
پوچھے جو زمیں کون امامت کا فلک ہے
افلاک پکاریں یہ شہِ جن و ملک ہے
پوچھیں جو بشر کون فرشتوں کا شرف ہے
جبریلؑ پکاریں کہ وہ زہراؑ کا خلف ہے

۱۱۰

یہ نورِ خدا آبِ بقا خاکِ شفا ہیں
یہ چشمِ حیا دستِ سخا پائے وفا ہیں
یہ ہیں سپرِ ایماں کی تو ہم سیفِ خدا ہیں
یہ قبلۂ اسلام ہیں ہم قبلہ نما ہیں
وہ خُلق میں شبّرؑ ہیں مروت میں نبیؐ ہیں
ہم زور میں ہاشمؑ ہیں شجاعت میں علیؑ ہیں

۱۱۱

کب نوحؑ کو یہ پیاس کا طوفاں نظر آیا
ایوبؑ کو کب گنجِ شہیداں نظر آیا
یعقوبؑ کو یوسفؑ نہیں پنہاں نظر آیا
شبیرؑ کو سب آج یہ ساماں نظر آیا
اللہ رے تحمل کہ تاسف نہیں کرتے
کٹتا ہے جگر تیغوں سے اور اُف نہیں کرتے

۱۱۲

حملے میں ہے پیرا فرسِ تیز قدم شیر
روباہوں کا خوں پینے کو تشنہ دمِ شمشیر
ناوک ہے مرا تیر ستارا یہ علم شمشیر
بابا مرے اللہ کے تیر اور میں شمشیر
خیبر شکن اس عہد کا ہوں صف شکنی میں
شمشیرِ خدا ہیں بھی ہوں شمشیر زنی میں

۱۱۳

اعجاز کے گل کھلتے ہیں گلشن میں ہمارے
ہر قطرہ گہر بنتا ہے معدن میں ہمارے (نسخہ)
سر کٹنے پہ بڑھتے ہیں قدم رن میں ہمارے
شیر آن کے چھپ رہتے ہیں دامن میں ہمارے
ہے قہر خدا تیغ دودم جبر ہماری
گردوں کی سپر سہ نہ سکے ضرب ہماری

۱۱۴

جنت ہے ولا نار عداوت ہے ہماری
آرام ہے دیں کفر اذیت ہے ہماری
حیران ہیں سب جس میں وہ قدرت ہے ہماری
جنبش ہو پہاڑوں کو وہ قوت ہے ہماری
گو ہاتھ ہیں فاقے کے شکنجے میں ہمارے
ہاں زور یداللہ ہے پنجے میں ہمارے

نسخہ مخزن

۱۱۵

جانے دو مجھے نہر پہ گر صلح کی ہے چاہ
پیاسے شب ہفتم سے ہیں اطفال شہنشاہ
کانوں پہ رکھے ہاتھ سبھوں نے کہا واللہ
بھیجو ہمیں دوزخ میں تو دریا کی ملے راہ
منظور ہے تیر و خنجر جتنے لگیں گے کہ مریں گے
بھر لیجئے گا مشک تو تسلیم کریں گے

۱۱۶

عباسؑ نے فرمایا بھلا خیر نہ مانو
لو باگ میں لیتا ہوں سنبھل جاؤ جوانو
مرکب نہیں تیر آتا ہے ہاں برچھیاں تانو
سقائے سکینہ کو لب نہر ہی جانو
اب بوذر و سلماں کا خود زادہ نہیں رکتا (رکنا)
سب رکتے ہیں خالق کا ارادہ نہیں رکنا (رکتا)

۱۱۷

طوفاں کی طرح فوج بڑھی جوش دکھا کے
اندھیر ہوا گھاٹ پہ ڈھالوں کی گھٹا سے
رکے ہوئے تھے آب رواں خوف کے پیاسے
سرعت نے کہا ہاں فرس اہل وفا سے
گھوڑوں کو سر وقت تگ و پو نظر آیا
لشکر کے سمندر میں یہ ٹاپو نظر آیا

۱۱۸

ہر سو جو کیا قلزم لشکر کا نظارا
دل تیغ کے پیراک کا لہرایا دوبارا
عباسؑ کا پایا جو سر دست اشارا
ملبوس بنام اُس نے نہانے کو اُتارا
غوطے کا مزہ صاف لب تیغ پر آیا
پانی لب ساحل کی طرح منہ میں بھر آیا

۱۱۹

سب ضرب دم تیغ سے الموت پکارے
مصرع سے ہوئے قافیہ کی طرح کنارے
تھا بحر خفیف آب دم تیغ کے مارے
غرقاب غرض قطع زمیں کہتے ہوئے سارے
زاہد کو تیمم کا ٹھکانا نہ کہیں تھا
شاعر کے لیے بحر سخن قحط زمیں تھا

۱۲۰

باراں کی دعا تیغ پہ جوہر سے رقم تھی
طوفاں تھا وہ قبضہ میں کہ موج اُس کی قسم تھی
اک بوند تھا قلزم میں سمندر سے کم تھی
جو کشتیٔ ہستی تھی وہ غرقاب عدم تھی
غل تھا کہ زمیں گم ہے جہنم کی یہ کیا ہے
مالک نے کہا قہر خدا قہر خدا ہے

۱۲۱

طغیانیِ آب و شررِ تیغ دودم سے
طوفاں سا اٹھا تھا وہاں فوجِ ستم سے
آزردہ جو یہ تیغ تھی زندوں کے دم سے
دم ہو گیا اُس وقت بدل لفظِ عدم سے
شمشیر تھی یا شعلہ اجل غش میں پڑی تھی
بیٹھی تھی قضا کونے میں تلوار کھڑی تھی

۱۲۲

خاشاک صفت لشکرِ ملعوں کو بہایا
اشجار کو کہسار کو ہاموں کو بہایا
گہ گاؤ زمیں کو کبھی قاروں کو بہایا
سب ایک طرف گنبدِ گردوں کو بہایا
لاغر تھا آبِ رواں سے جز و کل تھے
خم ہو کے قدِ خشک عدو چوب کے پل تھے

۱۲۳

گو خوف سے خود عازمِ دوزخ تھے ستمگار
پر خسروِ اقلیمِ شجاعت تھے علمدار
جب تک نہ لگی ضرب گیا اک نہ سوئے نار
بے سکۂ شاہی نہ چلے جیسے کہ دینار
اک ضرب سے دو مثلِ زرِ قلب تن تھا
عبّاس کے قبضے میں یداللہ کا چلن تھا

۱۲۴

جب اٹھ کے گری تیغ صفِ دشمنِ دیں پر
سر کٹ کے ہوا ہو گئے آئے نہ زمیں پر
دہشت سے گرے سر فلکِ ہفت جبیں پر
پانی ہوا بجلی کا جگر چرخِ بریں پر
باراں نے کہا اٹھتا ہے خوں فوجِ لعیں سے
سر مردوں کے گردوں پہ برستے ہیں زمیں سے

١٢٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٢٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٢٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٢٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۳۹

یہ آرزو ہے شمع وار پاس آکے کبھی بیٹھیے
بیٹھ ہی رہو ظالم تم کو ہم نے یونہیں بٹھایا ہے
گر جائیں ہم کہاں لے کے اس کی انجمن سے اٹھ کر
اسی آرزو میں اٹھا کیا دل ناتواں تاب سے
نہ کسی کو اپنی اٹھا نکلا ہے ذرا دیکھ کے
سیر دیکھے کو سدا آئینہ گھر بیٹھیے

۲۴۰

اے دل داغ دیکھ ہماری ہستی کی صورت پھر
کہیں دیکھی ہے ہم نے یوں بہار ان دنوں اندھیر
سنو دوستو زمانہ ہی زمانہ ہے صفت ان کا پھیر
اندھیر ہے کہ آگ ہم سے اب اور نہ ہو کر
بلا ہے دل ناداں سے ادھر ان کی دلی بہنوں کی
پیارے آگے ہی دل کی امیدیں قرار ہوں

۲۴۱

رات دن بیٹھ کے کسی کا رو رو کے ان کا سوز نہ پایا
پھر بیٹھ کے ہم ان سے کہیں کچھ آ کر پھر کبھی آ یا
اس در پہ تجھ کو دیکھا موجود ہیں یا
دیکھا اس کو صاف دیکھ ان کی باتیں ہیں بنا یا
ادھر ہی دیکھ کے اب نہ ملا کیا کرو آئے کیا ہوا
دیکھے کو بیٹھے ہم مصرع دل دیکھ کے یا دیا ہوا

۲۴۲

در دیدہ جفا طلب ہوا اتنا ہی کہ دیکھ وفا ہی
سب دل نہ دیا ان سب میں جو ہر کوئی چاہ میں یہاں ہی
آج تک نہ دیکھا حسن سا ہے یہ ہنر یاں ہی
بیٹھ کر تو اس کی نقش قدم ہے بیٹھ کے دیکھ نادانی
کچھ صبر دوا اتنے دیا تو اس کی زمیں کی آبی
ایک دم دیکھ کے ایسے ہی دل کو ایک ہی آنی

۱۳۳

دریا سے عجب شان بنائے ہوئے نکلے
اک حسن سے قلزم میں نہائے ہوئے نکلے
مشکیزے کو کاندھے سے لگائے ہوئے نکلے
زیر سپر اس کو چھپائے ہوئے نکلے
بجلی کی طرح چھائے عدو حکم عمر سے
بوچھار پڑی تیروں کی منہ تیر و تبر سے

۱۳۴

یاں ایک بلندی در خیمہ سے جو تھی پاس
بے فوج کا سردار کھڑا تھا وہاں بے آس
سیدانیوں کی تو یہیں نگراں تھیں سوئے عباس
منھ ان کا حرم دیکھتے تھے در سے بصد یاس
واں نہر پہ غل اٹھا تھا یاں درد جگر میں
تاریک تھا دن آن میں شبیر کی نظر میں

۱۳۵

پھرہ ہاشم بیکس کا ہوا زرد قضا را
اکبر نے دعا کیلئے عمامہ اوتارا
گھبرا کے در خیمہ سے زینب نے پکارا
عباس پہ کیا گذری کہو جلد خدا را
سنتی ہوں کہ اب خیر سے خیمے کو چلے ہیں
حضرت نے کہا ہاتھ کٹے لشکر میں گھرے ہیں

۱۳۶

منھ پیٹ کے بانو نے سکینہ کو پکاری
ہر بات پہ ضد کرنا برا ہوتا ہے واری
لو ہوتی ہیں اب رانڈ چچی جان تمہاری
اب کس کے چچا جان کو گھیرے ہیں ناری
حضرت نہیں بچنے کے اس اندوہ و تعب سے
سب گھر کی تباہی ہوئی بی بی کے سبب سے

١٣٧

تڑپا کے یہ کہنے لگی وہ نازوں کی پالی
ہے ہے یہ بلائیں نے چچا جان پہ ڈالی
قربان ہوئی نہر پہ میں بھیجنے والی
اللہ نہ ٹوٹے کمر سیّد عالی
جو وقت بلائیں ہیں چچا جان کی لونگی
یہ بالیاں کانوں کی تری راہ میں دونگی

١٣٨

ناگاہ ہوا عرصۂ مقتل تہ و بالا
اور بیٹھ گئے دل کو پکڑ کر شہ والا
منھ پردے سے پھر زینبؑ مضطر نے نکالا
پوچھا تو کیا شاہ شہیداںؑ نے یہ نالا
اب منھ سے نکلتا ہے کلیجہ مرا پھٹکر
سینہ پہ لگا تیر گرے بھائی الٹ کر

١٣٩

زینبؑ نے جو گردن طرف نہر پھرائی
چلائی کہ ہے ہے شہ مرداںؑ کی کمائی
اک چیز یہ چمک کر مجھے گرتی نظر آئی
پنجہ یہ نشاں کا ہے کہ پرچم ہی دہائی
بازوے علمدار قلم ہو گیا لوگو
ٹھنڈا مرے بھائی کا علم ہو گیا لوگو

١٤٠

کیوں صاحبو سر ننگے میں اب خیمہ سے جاؤں
ماتھے پہ لہو سقے کے شانے کا لگاؤں
دریا پہ صف ماتم عباسؑ بچھاؤں
اماں کو بھی اس وقت نجف سے بلاؤں
بابا کی شہادت کا قلق تازہ ہوا ہے
سیدانیو میرا علوی بھائی موا ہے

١٢١٩
پھر جو ادب سے ہم کو بیچارگی دکھاوے وہ دولت انکار
ہماری ہستی سے حقیقی ترا عیاں ہے عین حق ترا ظہور
دسا او ونون لوبالا اک ملک ہی کر دو نام عشق کا ہیں
دہ بوں کے ملک ہی ملک ہی حضور اور نسبت ازل
یہ آرزو ہی ترا ہی ہیں اوج سے کوئی لطف سے لوگ ہیں
اک ہی نوبت ہے ترا ہے کہ گال سے کرم ہیں

١٢٢٠
یہ اوج نہ ہم سے اک بہ نظارہ کرم کو دیکھا
ہمدرد کا اک ہم نہ ترا اس سے ہمیں ترا ہے
ہمیں بیگانہ کر کے تیرا نہ ہی بخشش کا کبھی ہمیں ملا
زنیت بدو دل بتا ہے جو ہے تیرا ہمیں ملا ملا
یار نور و فنا اک اگر نقش دو دارے ہوئے بھی
مر دار دو ہال لال وہ علم دار ہوئے بھی

١٢٢٣
وہ کا علم دار کو فرمانے کی ہے حی وقیوم
ہمیں بیچ بیٹے و بابے کہ ابے منہ کی ہے نادان
پھر او ایک پہ اک بات سے امتحان کی ہا ہے
اک ہمیں قطع کی ایک میں لیس کی کمی حقیقی کی صحبت
معبود وہ حقیقی کی کی اعلی اللہ کا ہی بیان ہے
محبوب الہی کی رسالت کا ہی بیان ہے

١٢٢٤
ہمہ درد ہاں بیچارہ کس سرا ہی
جفا کی حسن کس سے ستم ابرار ہی
گناہ ہم تم اور فرقہ غفار ہی ہی
گناہ ہاں دوا ماہد بیکار ہی ہی
یار ہی ہم اک سے یار دوا سو بیگانہ تنہا ہیں
نبی کی اولاد سے تا مونس تصدیق

ف ۱۴۵

شہ بولے لپٹ کر یہ برادر ترے صدقے
بھائی۔ مرا بابا۔ مری مادر ترے صدقے
بھائی۔ مرا اکبرؑ۔ مرا اصغر ترے صدقے
بھائی۔ مرے شیعہ۔ مرا سب گھر ترے صدقے
تجھسا نہ کوئی اہلِ وفا ہوئیگا عباسؑ
میں اوسپہ تصدق جو تجھے روئیگا عباسؑ

ف ۱۴۶

غازی نے دعا دی کہ ہمیشہ رہو آباد
خالق علیؑ اکبر کو کرے صاحبِ اولاد
شیعوں کی ترقی ہو موالی رہیں دلشاد
لو جاتا ہوں اللہ نے بندے کو کیا یاد
لبیک پیمبرؐ مجھے فرماتے ہیں آقا
بابا بھی۔ وہ سر ننگے چلے آتے ہیں آقا

ف ۱۴۷

یہ کہکے تبسم کیا پھر لب نہ ہلایا
سینے میں رکی سانس جبیں پر عرق آیا
آنکھوں کی سیاہی کو سپیدی نے چھپایا
منکا جو ڈھلا سر قدمِ شہ پہ جھکایا
غش ہو گئے شبیرؑ قضا کر گئے عباسؑ
تھرا کے بدن رہ گیا اور مر گئے عباسؑ

ف ۱۴۸

جا کر درِ خیمہ پہ کسی نے یہ سنایا
ہمشکل نبیؐ دوڑ کے حضرت کو غش آیا
آکر علیؑ اکبر نے جو مولا کو اٹھایا
شہ بولے کہ بھائی سے مقدر نے چھڑایا
فریاد ہے عباسؑ نے چھوڑا علیؑ اکبر
دم بھی مری آغوش میں توڑا علیؑ اکبر

۱۴۹

پھر لاش پہ یہ مرثیہ پڑھنے لگے رو کر
افسوس تری بیکسی و یاس برادر
ہے ہے مرے عاشق تجھے گھیرا تھا لشکر
ہم بہر مدد آ نہ سکے وائے مقدر
غم سے ترے تڑپیگی مری روح بدن میں
جبتک نہ بدن ہوئیگا پوشیدہ کفن میں

۱۵۰

عباسؑ نہ ہوگا یہ کسی اہل وفا سے
بھولے نہ مری پیاس رہے نہر پہ پیاسے
کنیت جو ابوالفضل تھی افضال خدا سے
تم بعد شہادت ہوئے افضل شہدا سے
کیا خوب بجا لائے ہو فرمان خدا کا
عباسؑ درود آپ پہ ہر آن خدا کا

۱۵۱

ہے ایک روایت میں کہ لاشے کو سنبھالا
خیمہ کو مع لاش چلے سیّد والا
آگے علم و مشک لئے گود کا پالا
ٹکڑے تھا علمدار جری کا قد بالا
لاشہ کو تو معراج تھی دوش شہ دیں پر
اور پاؤں رگڑتے ہوئے آتے تھے زمیں پر

۱۵۲

سیدانیوں میں لاشۂ عباسؑ جو آیا
گھبرا گئیں بہلا کے سکینہؑ کو چھپایا
اور جعفرؑ طیار کی مسند کو بچھایا
آہستہ یہ لاشہ اُسی مسند پہ لٹایا
شہ بولے علمدار سفر کر گئے زینبؑ
لشکر کا ہوا خاتمہ ہم مر گئے زینبؑ

۱۵۳

بچھڑے کے عزادار ہوئے تھے مرے نانا
اور اُن کے یتیموں کیلئے بھیجا تھا کھانا
دنیا سے مرے بھائی ہوئے آج روانا
لازم ہے طعام ان کے یتیموں کو کھلانا
اس داغ سے دلمیں مرا ناسور ہے زینبؑ
پانی کا بھی ہم کو نہیں مقدور ہے زینبؑ

۱۵۴

اب لاش پہ ہر سوگ نشیں اشک بہائے
زینبؑ نے کہا پیٹے بہن روئیکو جائے
یاں سے تو نبی زادی چلی سر کو جھکائے
واں بیوہ نے مرقد کے کٹے شانے ہلائے
چلائی کہ صاحب مرے تسلیم کو اُٹھو
ہمشیر حسینؑ آتی ہے تعظیم کو اُٹھو

۱۵۵

زینبؑ نے کہا سونے کی یہ کون گھڑی ہے
اے بھائی اُٹھو فوج ستم سر پہ کھڑی ہے
رونگی میں رونیکو تو سب عمر پڑی ہے
پر اب تو مجھے تم سے شکایت یہ بڑی ہے
اسوقت سدھارے جو ملاقات نبیؐ کو
عباسؑ کے سونپا حسینؑ ابن علیؑ کو

۱۵۶

ناگاہ کہا ماں سے سکینہؑ نے یہ کیا ہے
دم گھٹتا ہے تم نے مجھے کیوں روک رکھا ہے
سرکھول کے کنبہ مرا کیوں صرف بکا ہے
نسخہ بی بی کہیں مظلوموں کا مرنا بھی چھپا ہے
میں نے انہیں مشکیزہ دیا کیا کہ خطا کی
اب لاش بھی مجھکو نہ دکھاؤ گی چچا کی

نسخہ ہے ہے

۱۵۷

اماں مجھے عمو کی زیارت سے نہ ترساؤ
گر ہوں میں گنہگار سفارش مری فرماؤ
رومال سے تم ہاتھ مرے باندھ کے لیجاؤ
دیدار چچا کا اسی تقریب سے دکھلاؤ
لونڈی کی طرح گرد علمدار پھرونگی
زانو پہ نہ بیٹھونگی میں قدموں پہ گرونگی

۱۵۸

پھر گود سے ماں کی وہ تڑپ کر اُتر آئی
منہ پیٹ کے بالائے جبیں خاک لگائی
اور ننھے سے ہاتھوں سے وہ پھر اُس نے مٹائی
منہ پیٹ کے بانو نے یہ فریاد مچائی
اب مجھ سے سنبھالی نہیں جاتی ہے سکینہ
لے بی بی ہو ہشیار کہ آتی ہے سکینہ

۱۵۹

زینب نے ردا لاش پہ جلدی سے اُڑھائی
آپہونچی یہ کہتی ہوئی وہ شاہ کی جائی
عمو کی زیارت کو گنہگار ہے آئی
پھر ننھی سی گردن پئے تسلیم جھکائی
چلائی چچی یہ بھی کہیں ہوتا ہے بی بی
جھڑکے کرتی ہو چچا سوتا ہے بی بی

۱۶۰

منہ دیکھ کے بیساختہ چلائی وہ نادان
جی ہاں مجھے معلوم ہے سوتے ہیں چچا جان
کب اُٹھیں گے وہ بولی قیامت کو میں قربان
لاشے سے اُٹھا لی گئی چادر کو وہ حیران
اک حشر ہوا شور علی آئی نجف سے
منہ پھر گیا لاشے کا سکینہ کی طرف سے

۱۴۱

[illegible]

۱۴۲

[illegible]

۱۴۳

[illegible]

رباعی

ہیں سایۂ سدرہ میں غلامانِ علیؑ
[illegible] علیؑ
[illegible]
[illegible] دامانِ علیؑ

رباعی

یکتا ہے علیؑ از رب علا کا بندہ
یہ پایا ہوں احسان مرتضیٰؑ کا بندہ
اکرم ہے الانسان عبید الاحسان
بندہ ہے نصیرؔ کے علیؑ خدا کا بندہ

رباعی

بن بن کے ہزار بار آئی دنیا
یہ جنس علیؑ کے بن بسائی دنیا
قبضہ کے اکھاڑا در خیبر کو بلند
نظروں سے اسی قدر الگ گرائی دنیا

رباعی

دیکھو ان کا جو ہیں چہرۂ تاباں علیؑ
جاں وقت فنا کرو ان کا قرباں علیؑ
اگر جاؤ ان کا دنیا سے علیؑ دستگیر
کیا غم ہے کہ دست میں ہے داماں علیؑ

رباعی

دل غمزدوں کو پناہ بلا سے دیتے ہیں
حق بندگی الفت کا ادا کرتے ہیں
ہاں لائے جلا جلا ہی نصیری کو دیتے
بندے ہیں مگر کار خدا کرتے ہیں

مرثیہ ششم

۱

اے شمس و قمر نور کی محفل ہے یہ محفل
خورشید ید اللہ کی منزل ہے یہ محفل
روشن ہے کہ برج مہ کامل ہے یہ محفل
دربانیٔ جبرئیل کے قابل ہے یہ محفل
ہر ذرہ چراغ حرم لم یزلی ہے
حقا کہ یہ دربار حسین ابن علی ہے

نسخہ: سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل

۲

یوسف ہیں فدا جس پہ یہ بازار ہے کس کا
دربار ہے ہر چشم یہ دربار ہے کس کا
کیوں زرد ہے خورشید یہ بیمار ہے کس کا
لاغر ہے مہ نو یہ عزادار ہے کس کا
جلوہ ہے یہ سب ماتم شاہ شہدا کا
دربار ہے یہ مالک سرکار خدا کا

۳

جاروب کش فرش عزا عرش علا ہے
دروازہ ہے یا باب سخی کا یہ کھلا ہے
ہر ایک گنہ عفو کی میزاں میں تلا ہے
شربت کے لیے معجزہ کا قند گھلا ہے
پیتے ہی روا ہوتی ہے ناداری کی حاجت
بے زر کو نہیں شربت دیناری کی حاجت

۴

مجمع کو تفاخر ہے کہ اثنا عشری ہوں
مجلس کی ندا ہے کہ میں رحمت سے بھری ہوں
چلاتی ہے ہر فرد گنہ میں نظری ہوں
اخلاص یہ کہتا ہے ریا سے میں بری ہوں
جو سورۂ اخلاص کے پڑھنے میں اثر ہے
وہ مرتبہ ذکر شہ جن و بشر ہے

مطلع

اُڑتی پھرتی ہے جو سرگرمِ صفائی
جب ہو سودا تو کبھی سرِ خم ساقی
کیں دو نالے جلا کر اعظم نہ رہا باقی
اس زمیں پر نہ رہی قدرت الٰہی کی
آرزو ہے کہ سیہ صفا الٰہی کمال
دور سے کا کھل اتنا نظر آتا ہے عیان

مطلع ثانی

ہم کو مرغ بے غم ہے موسیٰ نہ پہ مجلس
ہم ہیں بے کس کا طلب ہیں تیرے مجلس
بہ نعمت فاطمہ سب ہوئے مجلس
ہم تو ہیں گریاں کہ بیتاب ہے
غم ہے فاطمہ کا ہم تیرے اہل ہے
کیا جوان ہے حسین تیرے کی ہے

مطلع

ہم کو اس جوان کی ہے دولت جوانی
کھل گئی آنکھ جب آئی اور مہرِ جوانی
کھلتی گئی جو حیدر کی رانی
کیا جوان ہے دولتِ بانی
کنعان سے وہ دنیا حسین کو لانا
حسین کا دولت حسین کو جان

مطلع

اکبر ہے بیاں سال اب ہیں سکون بیان کا
اس کو بیان دوں سا کہ بیان کی
پیاسا مرتا ہے وہ سب یہ وہ صبا ہے
سوتے ہیں مولا علی الٰہی ہاتھ دیا ہے
کہیں ٹوٹا ہوا پیارا ہے ہے
سر اکبر کا کٹا کر رہا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۱۳

تو دوست [illegible] حق الگ [illegible] نہ ہوں
[illegible] حق و باطل کا جو [illegible] نہیں ہوتا اے یار
[illegible] کیسے [illegible] ابرار
[illegible] طرف [illegible]
[illegible] ہے
[illegible] آن

۳۱۴

کیا [illegible] تمنا ہے [illegible] تمنا
ہے سلطنت عالم [illegible] فانی کی تمنا
پھر کیا ہے فقط [illegible] افلاک کی تمنا
[illegible] تا رفتگی کی تمنا
[illegible] جس آن نکالا
[illegible] ارماں نکالا

۳۱۵

[illegible] عیاں ہے
[illegible] عیاں ہے
[illegible] عیاں ہے
[illegible] عیاں ہے
[illegible]
[illegible]

۳۱۶

[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible]
[illegible]

۵۱۷

چارو طرف اکبرؑ کی خوشامد کا ہے سامان
مسند کو کوئی جھاڑتی ہے پلکوں سے کسی آن
لاتی ہے مصلا کوئی اٹھا کوئی قرآن
دل جمعی پہ سب جمع ہیں پر دل ہے پریشان
چہرہ پہ بیابان کی جو گرد پڑی ہے
چھوٹی بہن آئینہ لیے آگے کھڑی ہے

۵۱۸

ہم ہیں یہ ماتم کی صفیں دیکھ کے ہر سو
خالی ہے جو خیمہ تو بھرے آتے ہیں آنسو
مرنے کا جو غم ہے تو بل کھاتے ہیں گیسو
عباس سا ہمدرد ہے نے قاسمؑ سا ہے گلرو
حیران ہیں کہ دربار پدر ہو گیا خالی
رن بھر گیا گھر والوں سے گھر ہو گیا خالی

۵۱۹

منت یہ کنیزوں کی ہے کیوں تشنۂ گلفام
ہم فرش بچھا دیں کوئی دم کیجیے آرام
یہ کہتے ہیں مظلوموں کو آرام سے کیا کام
مٹتا ہے جناب علیؑ و فاطمہؑ کا نام
نیند آ چکی کھوئیں گے تو آرام ملیگا
اب قبر میں سوئینگے تو آرام ملیگا

۵۲۰

اکبرؑ کی ہر اک بات پہ تھراتی ہے بانوؑ
ماتھے پہ شکن دیکھ کے غش کھاتی ہے بانوؑ
کچھ سوچنے لگتے ہیں تو گھبراتی ہے بانوؑ
مڑتے ہیں جو رن کو تو موئی جاتی ہے بانوؑ
اک ہاتھ کلیجے پہ دھرے ایک جبیں پر
آنکھوں کو جھکائے ہوئے بیٹھی ہے زمیں پر

٢٤١

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤٢

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٤٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢٥

رخصت تو بھلا مانگی پہ افسوس نہ آیا
خدمت کا کوئی پھل مری ماں نے نہیں پایا
پھر کس سے یہ خوش ہوگی ہمیں جو دلایا
انصاف کرو یاد کیا وہ ھا بنایا
ہشیار ہو فہمیدہ ہو سنجیدہ ہو پیارے
بیجا میں اگر کہتی ہوں رنجیدہ ہو پیارے

٢٦

گر نخل لگاتا ہے کوئی اے مرے گلفام
میوے نہیں تو چھاؤں میں پاتا ہے وہ آرام
تم تو ہو نہال چمن شاہ خوش انجام
کیا ایک ہمیں سارے زمانے میں ہیں ناکام
موسم ترے پھلنے کا اب آیا ہے بلا لوں
قسمت میں مری پھل ہے نہ سایا ہے بلا لوں

٢٧

پانی سے بہانوں مجھ کو ہراسب نے کیا ہے
ہائے تمھیں پانی کے عوض تیر دیا ہے
زہرا کا چمن باغیوں نے لوٹ لیا ہے
پیاسوں کا لہو ظلم کی تیغوں نے پیا ہے
یا سوگ ہے میدان میں سادات کشی ہے
آگے جو خوشی آپکی وہ میری خوشی ہے

٢٨

کافی ہے تری چاہ جو پانی نہ ملے گا
دل باغ ہے گر داغ جوانی نہ ملے گا
ڈھونڈھو نگی تو کیا کیا مجھے جانی نہ ملیگا
پر احمدؐ ثانی ترا ثانی نہ ملے گا
انصاف نہ دو ہاتھ سے ہم شکل نبیؐ ہو
دیکھو کہیں مجھ سے نہ کوئی بے ادبی ہو

٢٢٩

[illegible]

٢٣٠

[illegible]

٢٣١

[illegible]

٢٣٢

[illegible]

۳۳

بولے علی اکبر تمھیں کہہ آئیں پھوپی سے
بیزار ہوئی ہوں گی وہ ہمشکل نبی سے
سمجھا دو تو کیا جا کے کہا بنت علی سے
وہ بولی کہ بھیا مجھے تم پیارے ہو جی سے
کہہ آئی ہیں اُن سے کہ کہیں جاتے ہیں بھائی
اماں کو بڑی دیر سے رُلواتے ہیں بھائی

۳۴

ناگاہ نمودار ہوئی زینب غمناک
چہرے پہ ہے خاک گریباں کئے چاک
ہمراہ لئے اکبرِ گلفام کی پوشاک
غصّہ سے بدن رعشہ میں اور رخ غضبناک
کہتے تھے حرم غیظ میں یہ بنت علی ہے
یا فاطمہ اب عرش ہلانے کو چلی ہے

۳۵

اکبر کے سُنانے کو یہ کہتی تھی زباں سے
لے عونؑ و محمدؑ تمھیں لاؤں میں کہاں سے
جو کام کیا پوچھ کے مجھ سوختہ جاں سے
اب قدر ہوئی پیاروں کی جب چھٹ گئی ماں سے
کیا جان سے دم بھرتی تھی ہمشکل نبیؐ کا
سب کہنے کی باتیں ہیں نہیں کوئی کسی کا

۳۶

بانو نے کہا کان میں اکبرؑ کے خبردار
جو چاہیں یہ فرمائیں نہ تم بولیو زنہار
اس وقت جلال شہ مرداں کے ہیں آثار
واری میں رضا دینے سے کر جاؤ گی انکار
سیدانیاں بھی دیکھ کے آمد کو ڈری ہیں
خالی یہ لرزتا نہیں غصّہ میں بھری ہیں

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۱

بیٹی رہیں بھابھی وہ ہیں حقدار تمھاری
بیٹی کا ہے کو ہونے لگی مختار تمھاری
جاؤ نہ۔ سواری تو ہے تیار تمھاری
اٹھارہ برس کی ہوں پرستار تمھاری
کس سے کہوں کیا خون جگر پیتی ہوں کب سے
وہم تو چھری پھر گئی اور جیتی ہوں ابتک

۳۲

زینب نے بہت آپ کو اکبر سے چھڑایا
اکبر نے انھیں منت و زاری سے منایا
آنسو جو تھمے مطلب دل اپنا سنایا
زینب نے کہا تو وہی نذر کو پھر آیا
میں سمجھی تھی ناشاد کو اب شاد کرو گے
سچ ہے علی اکبر مجھے برباد کرو گے

۳۳

میں تیغ سے کٹتے یہ گلا دیکھ سکوں گی
جو سن نہیں سکتی وہ بھلا دیکھ سکوں گی
اس باغ پہ باران بلا دیکھ سکوں گی
اس چاند سے مکھڑے کو ڈھلا دیکھ سکوں گی
آنسو مرے پونچھے تھے تو رونے کی خاطر
کیوں لال یہ پالا تھا بچھڑ جانے کی خاطر

۳۴

اکبر نے کہا آپ کی الفت کے میں قربان
اب چند قدم کیجے تکلیف پھوپھی جان
اک غم کا مرقع تمھیں دکھلاؤں گا اس آن
پھر آپ قسم دیں گی کہ مر جاؤ پر ارمان
فرمایا مرقع کہاں اے ماہ جبیں ہے
کی عرض پس پشت خیام شہ دیں ہے

[illegible]

بدبختی علی اکبر نے وفات ایک اصطلاحی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اس ... [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
فاتح ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور ... [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۴۹

سرمہ کی جو خواہش مہِ خورشید نے پائی
دل داغ اُسکا بنا سرمہ کرن اُسکی سلائی
کنگھی دل صد چاک کی بانو نے اُٹھائی
جی کھول کے ہر زلف کی لٹ اُسنے بنائی
لے لیکے بلائیں جو حرم غش ہوئے ہیں
پھر موت بھی رونے کی دامن سے لپٹ کے

۵۵۰

نکلا وہ مُرادوں کا چمن ہونے کو تاراج
ارمان بہا لے گئے خاک میں ہم آج
پہونچا گئے در تک حرم صاحب معراج
دوڑا عقب خیمہ سے کونین کا سرتاج
حضرت نے جو پوچھا کہ فدا ہوتے ہو ہم پر
فرزند نے سر رکھدیا بابا کے قدم پر

۵۵۱

گردوں کی طرف دیکھ کے شہ نے یہ سنایا
بندے کو گواہی تری کافی ہے خدایا
ایسا مجھے اس اُمت بے دیں نے ستایا
نانا کی زیارت سے بھی اب ہاتھ اُٹھایا
لی جان مرے قافلہ والوں کی سفر میں
تصویر نبی کی بھی نہ چھوڑی مرے گھر میں

۵۵۲

بندہ کوئی اس شکل کا بیٹا نہیں رکھتا
بہتر ہے حضور اسکی بھی پروا نہیں رکھتا
ناصر کوئی جز خالقِ یکتا نہیں رکھتا
سب کچھ ہے عنایت سے تری کیا نہیں رکھتا
گر دردیا ہے تو تحمل بھی دیا ہے
مالک مرے جو تو نے کیا خوب کیا ہے

۵۳

سودا برضا ہوتا ہے بازار میں تیرے
بھولا ہوں ہر اک بیاہ کے گو میں بیاہ تیرے
حیران ہیں ہم رہتے اسرار میں تیرے
اب جلد حسینؑ آئیگا دربار میں تیرے
بعد اس کے نہ ہم دیکھیں نہ زیارت ہو نبی کی
اب موت ہی بہتر ہے حسینؑ ابن علیؑ کی

۵۴

پھر دم کے آنے کی فرزند حبیب پر
اور تشنگی سے لکھا نام علیؑ اوج جبیں پر
رخصت کیا اور بیٹھے شمر راہ زمیں پر
نسخہ
دل غم کا اثر آگیا حال شتم زمیں پر
آئے ہوئے مصطفیٰ جناب علیؑ اکبر
خود لائی اجل کس کے عقاب علیؑ اکبر
نسخہ صبر

۵۵

شہزادے نے جلوہ جو کیا خانۂ زیں پر
آوازہ کیا زیں سے خورشید مبیں پر
مرکب نے قدم ناز سے رکھا نہ زمیں پر
سرعت سے کہا عرش بچھا عرش بریں پر
پلکوں سے بیا بچھیں شہباز قضا کو
نعلوں کے شکنجے میں کیا قید ہوا کو

۵۶ مطلع

اکبر جو ہوئے جلوہ فگن دامن زیں پر
پھر زین نے آوازہ کیا ماہ مبیں پر
توسن نے قدم ناز سے رکھا نہ زمیں پر
سرعت نے کہا سیر کو چل عرش بریں پر
یکتا تھے وہ رہوار جہاں اور جناں میں
جنت میں براق نبوی اور یہ جہاں میں

۹۵۷

وہ رخش تھا یا ابلق ایام کا اقبال
نک سک سے درست اور جواں بخت جوں اسال
جادو تھا غذا آنکھ پہ اک سحر تھی چال
خورشید سے سم برق کی دم سنبل کی بال
قوت کی طبیعت تھی دلیری کا جگر تھا
سرعت کا بدن فہم کا دل عقل کا سر تھا

بدلہ: جادو کی نری آنکھ فقط معجزے کی چال

۹۵۸

لشکر میں خبر دار یہ لیکر خبر آئے
ہاں تو یہ کرو شہ سے کہ خیر البشر آئے
ہنس کر کہا سب نے کہ جری کر گزر آئے
چلانے لگا لشکر وہ اکبر نظر آئے
تھا وہم کہ غالب شہ بیکس کا پرا ہے
گر شیر خدا کا ابھی شیروں سے بھرا ہے

۹۵۹

خدام ادب چرخ کو دوڑے کہ ٹھہر جا
ہیبت نے کہا تم عدو سے کہ گزر جا
کوفے نے صدا دی زن مرجانہ کو مرجا
رن فتنے سے بولا کہ ابھی پار اتر جا
چھپنے کا تصور جو کیا عرش نے جی میں
کرسی نے کہا سایۂ ہمشکل نبی ہیں

۹۶۰

اک عالم حیرت تھا چہ لاہوت چہ ناسوت
سب جرم سے تائب تھے چہ ہاروت چہ ماروت
سب خوف سے تھے زرد چہ خورشید چہ یاقوت
سکتہ تھا سلاطیں کو نہ تخت اور نہ تابوت
ٹھوکر جو کیا رخش نے درخشاں کی چمک نے
بالائے زمیں ٹیک دئے ہاتھ فلک نے

٥٦١

تلوار کے کاٹ سے زمیں چرخ میں آئی
پھر غرق عرق ہو گیا وہ حق کا فدائی
چہرہ پہ عجب آب پسینہ نے دکھائی
ان قطروں سے نیاں پہ گھٹا شرم کی چھائی
یہ قدر عرق کی نہ کسی رو سے بڑھی تھی
شبنم کبھی خورشید کے منھ پر نہ چڑھی تھی

٥٦٢

ماتھے کا عرق پاک کیا اونگلی سے جو بارے
سورج سے کئے دور سو نونے تارے
حیدر کے لب لہجے سے نانا کو پکارے
ہاں شافع و رتبہ سے ہو آگاہ ہمارے
اللہ کے بندے ہیں ہم اللہ نہیں ہیں
بندے ہیں مگر اس طرح کے واللہ نہیں ہیں

٥٦٣

تن پردۂ موجود میں ہم سر نہیں رکھتے
ہم سر کے کٹا دیتے ہیں ہمسر نہیں رکھتے
جز دست گدا اور کہیں زر نہیں رکھتے
تکیہ کرم حق پہ ہے بستر نہیں رکھتے
یہ اوج پہ کھلا ہے کہ جو خاصان خدا ہیں
ہر بندے سے کم نام خدا عقدہ کشا ہے

٥٦٤

داغ کف موسیٰؑ ید بیضا کیا ہم نے
ایوبؑ کو اک آن میں اچھا کیا ہم نے
عیسیٰؑ کو زمانے میں مسیحا کیا ہم نے
اک زور سے اللہ کے کیا کیا کیا ہم نے
ہم وہ ہیں کہ ہستی کی سدا سیر کریں گے
چکھیں گے مزہ موت کا بھی اور نہ مریں گے

٥٦٥

لقمان نے حکمت کی سند پائی ہمیں سے
عیسیٰ نے بھی سیکھی ہے مسیحائی ہمیں سے
ایوب نے کی اخذ شکیبائی ہمیں سے
جو مہر سلیماں تھی وہ ہاتھ آئی ہمیں سے
ہم بندوں سے صانع نے کمال اپنا دکھایا
حکم اپنا وقار اپنا جلال اپنا دکھایا

٥٦٦

احکام یزداں اور ہیں اور اپنے امور اور
باطل کی نمود اور ہے اور حق کا ظہور اور
نمرود کی آگ اور ہے اور آتش طور اور
زنبور کا غل اور ہے الحان زبور اور
سمجھو تو سہی ہم کہ بشر کیا ہے ملک کیا
بت کیا ہے خدا کیا ہے زمیں کیا ہے فلک کیا

٥٦٧

سامان سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہوتا
ہر اہل عصا موسیٰ عمران نہیں ہوتا
پہنے جو انگوٹھی وہ سلیماں نہیں ہوتا
آئینہ گر اسکندر دوراں نہیں ہوتا
لاکھ اوج ہو پشّہ کا ہما ہو نہیں جاتا
نسخہ
بت سجدوں سے واللہ خدا ہو نہیں جاتا

نسخہ - بت سجدہ کافر سے خدا ہو نہیں جاتا۔

٥٦٨

غصّہ میں اگر ہم ابھی تیور کو بدل دیں
حکم و عمل عالم کشور کو بدل دیں
ہر فرد کے پرزے کریں دفتر کو بدل دیں
پھر کیا ہے زمانہ کے مقدر کو بدل دیں
اٹھتے ہوئے طوفاں کو ہٹا دیں تو وہ گر جائے
آتے ہوئے محشر کا جو منہ پھیر دیں تو پھر جائے

۶۶۹

کیوں بیعت اللہ سے ہو شبہ ہے تکرار
کی مدنی قبلۂ دیں کعبۂ ابرار
کس بات پہ حاکم ہوا بیعت کا سزاوار
بدکار زیاں کار ستمگار جفاکار
قابل یہ امامت کے ہو قائل ہمیں کردو
قرآن سے آیت سے حدیثوں سے خبر دو

۶۷۰

بندوں نے بنایا ہو جسے کیوں وہ خدا ہے
نادانی خلقت یہی پیش عقلا ہے
جو حق کی طرف سے ہے امام دوسرا ہے
جو خلق کی جانب سے ہے وہ کچھ نہیں کیا ہے
دم ایسے اماموں کی جو طاعت کا بھرو تم
بت کے بھی خدا ہونیکا اقرار کرو تم

۶۷۱

خاموش ہیں اب ہم کہ جناب شہ دیں سے
بگڑیں تو بچیں پھر نہ فلک سے نہ زمیں سے
اس حکم پہ تم برسر کیں ہو ہمیں سے
کینے کی گرہ کھلتی ہے دل سے نہ جبیں سے
آخر کبھی محشر ہے کبھی رب غنی ہے
گر آج قیامت نہیں فردا شدنی ہے

۶۷۲

یثرب میں سب آئے ہیں زیارت کو ہماری
قرآن سمجھتے ہیں وہ صورت کو ہماری
یاں قدر نہیں نانا کی امت کو ہماری
برعکس ہوا سمجھے شرافت کو ہماری
بانو کا جگر جان حسین اور نہیں ہے
اکبر سا نجیب الطرفین اور نہیں ہے

بند ۳

اتری تھی مرے دادا کے لیے عرش سے شمشیر
نازل مری دادی پہ ہوئی چادر تطہیر
اوڑھے ہوئے ہے اب وہ ردا خواہر شبیر
جس نے مجھے پالا ہے بصد عزت و توقیر
مکہ کے مدینے کے جوانوں کا شرف ہوں
زینب کا غلام اور میں باقر کا خلف ہوں

بند ۴

سنتے ہو۔ ادب تم بھی نہ زینب کا بھلانا
پھپھی ہیں مرا خون پھپھی کو نہ دکھانا
ممکن ہو تو زینب سے مری موت چھپانا
تا زیست مجھے روئیگی وہ تم نہ رلانا
جب لوٹو سر کار پیمبر کے خلف کی
لینا نہ ردا بنت شہنشاہ نجف کی

بند ۵

ناگاہ یہ آواز ہوئی خیمہ سے پیدا
اس قدر بڑھانے پہ فدا دختر زہرا
بتلایا غلام آپ کو مجھ کو کہ علی کا پوتا
یوں کیوں نہ کہا عون و محمد کا ہوں آقا
واری گئی تم آل پیمبر کے شرف ہو
سب کنبے کے اقبال ہو سب گھر کے شرف ہو

بند ۶

پینے کی ردا کے نہ ستائی گرد واری
پیدا ہوئی تھی پالنے والی جو تمہاری
نانا نے یہ اماں سے کہا تھا کئی باری
سر ننگے پھرائیگا اسے لشکر ناری
فرمودۂ محبوب خدا ہووے گا بیٹا
کل بلوے میں سر میرا اٹھا ہوئیگا بیٹا

٧٧

ناگہ عمرِ سعد نے طارق کو پکارا
خاموش کر اس شمعِ حسینی کو خدارا
جا کشورِ موصل کی حکومت ہو گوارا
وہ بولا نہ دو تم۔ تو کروں کیا میں تمہارا
اس دیو کو مُہر اپنی سپہ رو نے عطا کی
اکبر کیلئے روحِ سلیماں نے دعا کی

٧٨

تھا الٰہ تا بہ حسنِ خدا ابنِ قمر شاہ
عقرب کے طریقے سے بڑھا طارقِ گمراہ
نیزہ دمِ کژدم تھا عقرب کا سوئے ماہ
ہستی نے کہا جا تجھے غارت کرے اللہ
شبرنگ نے رنگ سے موذی کا بڑھا تھا
طاؤسِ جہنم پہ مگر سانپ چڑھا تھا

٧٩

گو نیزے کے فن میں بہت اُس نحس نے کد کی
ہر طعن پہ لعن اُسکو ملی ربِ صمد کی
پھرتی میں عجب شکل تھی اُس سرو قد کی
بس فرق میں اک نقطے کے نیزے کی زد کی
پھر کان پہ توسن کے رکھا نیزہ ہلا کر
پالیس ہوئے تیر کو پیکاں سے ملا کر

٨٠

اس نیزے سے یہ سہم کے تڑپا وہ کمینہ
بھاگا ہوا آگے سے گیا پشت پہ سینہ
نیزہ جو لگا سینے میں سنے دل تھا نہ کینہ
یہ سانپ خزانے کا وہ کافر کا خزینہ
سرکا تو بے پاؤں سرہانے اجل آئی
دو ہاتھ سناں پشت سے باہر نکل آئی

۵۸۱

خورشید نے پھر نیزہ کرن کا نہ ہلایا
برچھوں فلک اوچھلے کہ عجب نیزہ لگایا
لاشہ پسر سعد لعیں دیکھنے آیا
سب نے وہ سناں پشت میں دکھلا کے سنایا
ڈھالوں میں ہر اک خوف سے منہ ڈھانک رہا تھا
اژدر درۂ کوہ سے وہ جھانک رہا ہے

۵۸۲

ناہم بن طارق عمر بدسیر آیا
چلّے سے ملائے ہوئے تیر اہل ستم آیا
حیرت کا مرقع وہ ستمگر نظر آیا
یاں قوس کے ہالہ میں ہلال ظفر آیا
تیر اٹکا ہوا زیب کماں جنگ کی لو میں
روشن تھا کہ اک شمع ہے طاق مہ نو میں

۵۸۳

چھوٹا جو خدنگ اُسکا تو چلائے کہ بہ بہ
قربان زہے قوس زہے تیر زہے زہ
بولا یہ خوشامد سے عدو کا تن فربہ
اے تیر تری نذر کو دل ہے جگر ہے
پیکان کے اک قطرے میں طوفان نظر آیا
پانی کی طرح ہر رگ و ریشہ میں در آیا

۵۸۴

گردش کی نہ آنکھوں نے نہ جنبش مژہ نے
جب روح کا پیچھا کیا اس تیر قضا نے
اُس وقت کی سرعت ملک الموت ہی جانے
منہ ڈھانپ لیا تیر کے پَرے سے ہوا نے
جان اُسکی تن زشت سے منہ موڑ کے بھاگی
حسرت دل ناپاک کی جی چھوڑ کے بھاگی

نسخہ۔ اور روح کو مٹھی سے اجل چھوڑ کے بھاگی

۴۵۵

طلب بن طارق سے نہ پھر نسیم کو اودا
یہ کیوں بن بنا تشی نہ رنگ سے نظر آ
ابر بے بہار ایسا کہ ٹھہرن بادہا
گردون کی آنکھیں بس اسے پھیرا ایسا کہ گولہا
جیسے جاتے ہیں کا ہیں ابر آنکھ بند الا بسی
زغلب کہا کہ اٹھ رہا کہی اودا غیب

۴۵۶

کل بن پہن آئی کی آوں سے اہل تیر پہرا
یہ مینا کی عکس بن سے نہ جوہر کو دلا
گسا بن بنا جیب ہی سے تیغ بنظر آ
جنگل بین پھونی قلم برات سے کہا
الگت تہہ پھیلا آیا بس ایک ابو ادیر
یہ کونہ لگا جس کا پیاک پاؤں

۴۵۷

پھر دست سیاہ کی سخن ہوا بن کسی کو ملا
الکھیں سے لی ہاتھ کا سا بہت گوہر ملا
بن جیل الکیا بادی کا ہوا اکثر چھوڑا
شمشیر بدن ہوا اور انکی ان ہیں بسیار شبنم
یکان گیئے ان پر ان لیٹ اور ان اغنی
فی الا ان کیا بیاں ہوں کسی تھی

۴۵۸

ہر دل پیت صوفی الکا سے کہ بغل ہن اکثر بھی
مصر ان بنا بیلا رہن بیا آن آ
مکا اسی کو فر بیالا سیتہ اور الکیں آ
الکیا یہ ال نیک بیکہ کی بغیر آ
نالہ بارو اعتبار فقط شاہ زبان سی
سرعقل سی بنی ارثی ال بکی وحی ان پیارا

۵۸۹

پانی نے اُسے آپ کی تلوار کو سونپا
اور خاک نے ضرب سم رہوار کو سونپا
پھر آگ نے پیکان شرربار کو سونپا
آخر کو ہوا نے کرۂ نار کو سونپا
چار اُس کے عناصر تو گئے چار طرف کو
کی فتح نے تسلیم دو عالم کے شرف کو

۵۹۰

مصرع ہوا رو برو ے مطلع اسلام
تلوار ادھر تھی پے تقطیع بد انجام
جب میان کے مصرع سے بڑھا فقرۂ صمصام
ہاتف نے کہا نظم و نسق کا ہے یہ ہنگام
کیا میان میں شمشیر کے فقرے کو کل آئے
مصرع تو کمر میں رہا معنی نکل آئے

۵۹۱

دل فتح کا تازہ کیا اس خضر جواں نے
ظلمت سے کیا رن میں ظہور آب رواں نے
کی آرزوئے غوطہ زنی طائر جاں نے
بیساختہ گھبرا کے کہا امن و اماں نے
وہ میان سے شمشیر شجاعت نکل آئی
لو زائچے سے جنگ کی ساعت نکل آئی

۵۹۲

مصرع سے مصرع ہوا ضم تیغ اجل کا
ہر رکن کٹا وزن بدن ہو گیا ہلکا
قامت جو گرا دشت میں مردود ازل کا
اس ریگ پہ مصرع وہ بنا بحر رمل کا
سالم نہ دل و دیدۂ ملعون نظر آیا
ہر بیت میں اس تیغ کا مضمون نظر آیا

٩٩٣

لگا رہے اودھر قسم کو جبری دل کے تلوار
ابھی تو الجھتی ہے تجھ بن پہ کیک سے بیقرار
کہاں ہے آرزو ہنستے ہیں آج جو تو ہے آنکھ بیکار
ہم چمن کے بلبل ہیں ہوئے کو ہیں عاجز و ناچار
بیٹھے عرق ناصح دیوتی ہے
ہے قطرہ سے سمندر اس کے طرح صحن دیا

٩٩٤

پھر وقت ہے اس طرح بڑھا رحم ترے جی کا
جیتے رہو ساقی کہ یہاں شیشہ ہے اکسی کا
یوں دل نہ بنا اور تیغ سے ابرو کا اشارہ
جس طرح کے لگا ہو یہ ترا یار کسی کا
یوں ہم سے لطف ملا نئے لب شیریں سے
پالک سے جدا ہی ہو تو لب صحبت شیریں

٩٩٥

سرکش ہے بھی کر گئے ہی ان پاؤں ہیں کان سیمیں ان
سر کے لیو جو ہے تیغ سے وہ آگے ہو کے چکان
اگر ہے یہاں ہو بین نئی عشق کے لیے یاں
مرا اس کی ہے عشق ہو گیا یار سے مردان
دو یار اسی طرف ہے آگ میں تیز تر ہو
اس سے جاہ اطوفان اس پار تیز تر ہو
نسخہ بدل

٩٩٦

یہ تیغ اگر کا کام سر پر سجتا ہے
دو مرکب ہے آب دار و ہی تیز ہے
دل ہیں غم و ابر ہیں کہ باد و دل ہے بارش
نسخہ: جیب کی طرح میں آگ کی بارد و ہی ہے
عالم کی بنا آ کر بیٹھی ہو ان سے صاف ہے
جس طرح سر اس تیغ سے ہے تیغ سا ہے

۹۷

قدموں سے علیؑ کے ہوئی اونچی نا پاک پستی تھی
ناپاک کا سر کاٹ کے افلاک پہ پستی تھی
افلاک سے آگے گئی نہ فناک پستی تھی
آگے سبب انجم جس وفناک پستی تھی
تیغ ادب ادا کی لہو آگے جس جلتی تھی
تھی بے ادب الا ادب تھا لہو تھی

۹۸

ہیبت سے جو بیاں میں ہیں نیر اعظم کی طرح سے
اعدا کی زرہ وار کی ہمیشہ کی طرح سے
تلوار کی مرقع کی تھی غیرت کی طرح سے
ہر صف نظر آتی صف ماتم کی طرح سے
آرام سے بیٹھا نہ کوئی وہ دو دو رنگ تھے
آرام سے جا بیٹھا کی لفظ کے سب گرد رنگ تھے

۹۹

تھے قطرۂ خوں رشتۂ تسبیح ہمیں زنار
رنگین کی بہار ایسے آنکھوں کا لہو ہی بار
تلوار نے ہر سر کا سر اور آنکھ تھی تلوار
اگر دو دون میں تھی جیسی حلقۂ اسلام پہ ہی بار
سر کاٹ ادا کی تیغ نے سب تن سے علیؑ تھی
تو بات پہ افلاک سے نعلین پہ تھی

۱۰۰

اک وار ہوا تیغ دو دو سر سے گزر وار
اس تیغ نے سر تن سے جدا کر دیا ہر بار
یہ کاٹ سے ایسی یہاں اسی بے تن کے تو وار
اتفاق سے جو لاکھوں کو سر کرکے سب آنکھ بار
دو حصے سر و تن و سال آنکھ ابد ہوں سے
جو بیں آباد سر سے ساتھ ہاتھ سے

۱۰۱

چھائی جو سرِ دست یہ صمصام کی بجلی
رت پھر گئی رنگت سے سرِ شام کی بجلی
بجلی سے ہوا گردشِ ایام کی بدلی
غل تھا کہ گری کفر پہ اسلام کی بجلی
گرنے میں جھڑی لگ گئی بیداد گروں کی
پڑنے لگی بوچھار جہنم میں سروں کی

۱۰۲

اُبلے یہ کنوئیں زخموں کے عالم ہوا فانی
تلوار کے پانی پہ ہوئی فاتحہ خوانی
طوفان کا تو ذکر ہی بھرنے لگا پانی
نے دھوپ تھی نے چھاؤں نہ پیری نہ جوانی
بھاری تھے بہت کوہ گروہ بھی بہے تھے
آبِ دمِ شمشیر میں سر بہہ رہے تھے

۱۰۳

اب تیغ نے سر جانبِ آب اپنا اٹھایا
دریا نے بھی چہرے سے حجاب اپنا اٹھایا
طوفاں ہوا بے پردہ نقاب اپنا اٹھایا
بے مغزوں نے سر مثلِ حباب اپنا اٹھایا
انگڑائیوں میں ہاتھ کھنچے پیر و جواں کے
پر ڈوبنے کے وقت کھلے طائرِ جاں کے

۱۰۴

اس فوج کے بڑھنے سے گھٹا علقمہ کا گھاٹ
ہمت نے کیا نہر کو بھی ناریوں سے پاٹ
کیا تیغ کو کیا آب تھی کیا دھار تھی کیا کاٹ
کھینچے بہت اور سرِ کفِ نہر کا اک پاٹ
جو رنگ تمام مرجاں کا وہ موتی کو دیا تھا
دریا کا لہو پانی تمام ایک کیا تھا

بند ۱۰۵

جب یاروں نے آپکو دریا میں گرایا
اس تیغ نے طوفان قیامت کا اٹھایا
گرداب میں قالب کے پہاڑوں کو پھنسایا
روحوں کو گر راستہ دوزخ کا بتایا
سوتی یہ ڈرے تیغ شہنشاہ نجف سے
خود دامن نیساں میں چھپے اڑ کے صدف سے

بند ۱۰۶

سے پھر مردوں کے ہر اک موج بھری تھی
خودوں سے بہار چمن نیلوفری تھی
تھی غرق بخوں تیغ پہ زینت سے بھری تھی
لیکن یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی
دریا سے اٹھی خون بہا کر وہ عدو کا
پانی سے نہ چھپا کوئی دھبا بھی لہو کا

بند ۱۰۷

ہر ایک پرا ہو کے پراگندہ پکارا
جاں بخش اماں بخش نبی زادے خدا را
شمشیر کو روکا جو رحمی سے قضا را
نیزہ کسی ظالم نے دل پاک پہ مارا
اتنا تو کہا کیوں یہی احسان کا صلا تھا
پر بند تھی آنکھ اور گل زخم کھلا تھا

بند ۱۰۸

ہاتھوں سے کلیجے کو پکڑ کر یہ پکارے
اے قبلۂ حاجات میں قربان تمہارے
فرماؤ قدم رنجہ کہیں گور کنارے
چلائے شہ دیں کہ ابھی آیا میں پیارے
اے جان پدر یہ تو کہو زخم کہاں ہے
آئی یہ ندا عین کلیجے میں سناں ہے

۱۱۰۹

آواز پہ اکبرؑ کی علیؑ کا پسر آیا
کس مہر سے خورشید قریب قمر آیا
پر ضعفِ بصارت سے نہ لاشہ نظر آیا
تھرا کے گرے خاک پہ منھ کو جگر آیا
چلانے لگے ڈھونڈتے ہاتھوں سے کدھر ہو
اے روشنی چشم اِدھر ہو کہ اُدھر ہو

۱۱۱۰

ہاتھ اپنا کلیجے سے اُٹھا کر وہ پکارا
تشریف اِدھر لائیے خادم ہے تمھارا
ٹھہرائیں حضور اپنی طبیعت کو خدارا
لاشہ نظر آتا نہیں حضرت کو ہمارا
سب سچ ہے تو ہے ضعفِ بصارت ہوا اب سے
شبیرؑ پکارے کہ جدا تم ہوئے جب سے

۱۱۱۱

بینائی کو کیا پوچھتے ہو جان نہیں ہائے
ایسا نہیں داغ اپنا جو باپ مر جائے
اللہ کو معلوم ہے جس طرح یہاں آئے
اب اور جو ارشاد کرو باپ بجا لائے
وہ بولا کہ دامن سے مرا زخم چھپا دو
اماں مری جیتی ہوں تو پھر چل کے دکھا دو

۱۱۱۲

پھر رو کے کہا ہائے بہن فاطمہؑ صغرا
تم نے نہ ہمیں دیکھا نہ ہم نے تمھیں دیکھا
دلبند کی حالت پہ ہوا دل تہ و بالا
سیدانیوں میں لیجے بہن بیاہ کے آقا
اکبرؑ کو تو معراج تھی دوشِ شہِ دیں پر
پر پاؤں لٹکتے ہوئے آتے تھے زمیں پر

۱۲۱۳

باؤ غصہ پیر دوہ گھڑی کی کرن ہزاری
دوہ بچھتی کی آل پیچھے گر بچکاری
سر دو پھاڑ نیہ اوآ آس ترکس بہنکی سوری
جا پہ گیا ندو دو کوں صنعتی پہن واری
کا پہ گیا ندو بہیں اور نقادہ مر ہوچاتے
دو دو رہی کی حضا نستی کا نہ آبنی ہزار ہوئے

۱۲۱۴

باگا وہ اٹھا پیرو دوہ در آل عیاں کا
پیچھے بیٹھا ہوا اوقات ستان اوز مشرسہ کا
جب نرم زینب و حر بلکا اٹھا بچو بنہ نیت کا
اسم دوہ نہ پایا بیر ہوا اس رادہ اولاد کا
لا وقتی ندری بابی صنعتی کی زینب آگے جا کر
بنہ دو کہیں گے اور ہوئے کہیں بابانہ بار

۱۲۱۵

اکبر بنا راستہ رہ گیا آ سونہ بیاہ
اوشہ گو ابا بیا اوگر وہ بہت گو جھلا و
اماں آکو بلا و حر ی کا اماں آکو بلا و
زینب سے کہا بھائی کیا گھر لڑا دو آ ہو
اسو دو تیغ بھی و آر آیا ہی کا بھائی کو آگے
جلد آ دو بیاں بابا دو بیں آ کر بیاں کر

۱۲۱۶

آ گو دوی با او نے بیں اس باد آئی گو فن بیاں
گھر دو بابا ہی زاروں بیں سے بھوت بیر نشان
آ نہ بھولو سے کچھ بچھی نظر آ بیا نہ بیں اس آن
آ نہ دو نیکی آگے اکبر نظلو مرگا سے جو وصیان
بھگو نہیں بہلو مر آگرو حالت مرگی آ کیا بیاہ
نہ بیاں بیں سے بیچھے یا دو ان بیں یا کو ہر بیاہ

۱۱۷

سجن انیاں سے آج ہیں رودا او بکوا اوجھا کر
مرے کو ہوا اکھیاں سو آج اگر عشق کا در
منتظر ہیں عیش سے آج غزن سے آج اپ
اس کاکل ان میں اپنی نینیاں سے آج لعل دو شکر
اس کی بیں اپنی ہیں سے دیدار سے ناحق بیں آج
اس نیں سے لالاں کا آج کلا سر نظر آج

۱۱۸

کہاں جو جیسی سے سے بیرو سے کو چھپل ندار
مرے آج جو طرح دو جہاں ہے بیابان آج
اگر آن سے آج جہاں ان بین عشق دو لال
بیچ کو سے آج آج گلیں سے آج آن دو جاو
لبیں آن سے آج جو آج گوں اپنی آج آج لیکا
لبیں سے بیں دوا آج اگر لکو لاد آج

۱۱۹

بیانے سے کیا دو بیکھے آج دو آج دو ہیں سے
لو جھو دو بیا ہو سے آج بیا بیں جو آج
ادب ہے سے سے ناسے کیسے دو کھا ہیں نیں سے
آج بیا ہیں سے آج کے سے ہیں کی لکھاں دو سے
نقصد سے کیا آج سے آج سے اپنی بیاں سے
پیچھے ہیں سے آج اگر سے سے آج ہو کر دو سے

۱۲۰

بکیے سو اوکھا دو آج بھی سو جس سو جہاں کو
دو اپنی نا دو آج کھائی کیوں آج کو ہے آج ال کو
باندھو ہی آج آج کھیں ہے سو ہی کیا کو آج کو
اسا بیکی سے بیچ کی آج آج سے سی بیاں کو
ہیں سے ہیں بیں سے سو ہی آج جو سو بیاں آج آج
آج کی ہی آج ہے سو ہی سے آج بیا نو آج

۱۲۱

سر آپ کے زانو سے سرکتا ہے دوہائی
منکا مرے بچے کا ڈھلکتا ہے دوہائی
دم سینہ میں کس طرح اٹکتا ہے دوہائی
سب تکتے ہیں کچھ کہہ نہیں سکتا ہے دوہائی
گھبرائے ہوئے نام علیؑ لیتے ہیں اکبرؑ
کیوں کھینچ کے ہاتھوں کو پٹکتے ہیں اکبرؑ

۱۲۲

للہ مرے صاحب غیرت کو منا دو
حضرت کی قسم دو کہ خفا ہو کے نہ جاؤ
سر ڈھانپ لیا ماں نے اب آ کے ٹھہرا دو
لو اس جگر افگار کو چھاتی سے لگا دو
ہاں کہتی ہے بیمار مری تقصیر بحل کر
ہم پالنے والی ہے کہو شیر بحل کر

نسخہ لو اپنی گنہگار

۱۲۳

فردوس کے پھولوں سے مہکتا ہے جو بستر
گلدستہ سونگھاتی ہے اجل اُن کو مقرر
کیوں پاؤں سمیٹے مرے پیارے نے لرز کر
کیا قبلہ کی جانب سے ہوئی آمد حیدرؑ
تعظیم کی طاقت جو نہیں پاتے ہیں اکبرؑ
کیوں کہنیوں کو ٹیک کے رہ جاتے ہیں اکبرؑ

۱۲۴

اتنے میں کیا اکبرؑ غازی نے تبسم
اور شیر کے نعرہ سے ہوا شور و تلاطم
بانو نے کہا یوسف پیغمبرؑ ہوا گم
کیوں شیر خدا لے چلے بیٹے کو مرے تم
اس کو کہ علی کی تو نہ فریاد کو پہونچے
دم توڑنے میں پوتے کی امداد کو پہونچے

۱۲۵

پھر دیکھ کے منہ مردے کا زینب کو پکارا
گویا کہ ہنسا چاہتا ہے لال تمھارا
دیکھو مری خاطر سے بھلا نبض دوبارا
آئینہ رکھو سامنے منگوا کے خدارا
بی بی کہیں سکتہ تو نہ اکبر کو ہوا ہو
بڑھ کر کلمہ یہ ابھی اٹھ بیٹھیں تو کیا ہو

۱۲۶

یوں مردے کے ماتھے کو چمکتے نہیں دیکھا
پھولوں کو خزاں ہو کے مہکتے نہیں دیکھا
اس حسن سے میت کو ڈھلکتے نہیں دیکھا
یوں زلفوں کو بل کھا کے لٹکتے نہیں دیکھا
تھا زیست میں کیا حسن جو اس آن نہیں ہے
رو کر کہا زینب نے فقط جان نہیں ہے

۱۲۷

پھر لاش سے لپٹی کہ میں قربان علی اکبر
رخصت نہ ہوئے ہو گئے بیجان علی اکبر
اٹھارہ برس کے مرے مہمان علی اکبر
دنیا سے اٹھے آج پر ارمان علی اکبر
جی کھول کے اب روؤں جو پیارے کی رضا ہو
ڈرتی ہوں کہیں روح تمھاری نہ خفا ہو

۱۲۸

کیوں سوگ کا سامان کروں یا نہ کروں میں
بال اپنے پریشان کروں یا نہ کروں میں
سر بہنوں کا عریان کروں یا نہ کروں میں
پورا کوئی ارمان کروں یا نہ کروں میں
یہ رسم نئی آج یہاں ہوتی ہے بیٹا
تم روٹھے نہ ماں کو تمھیں ماں روتی ہے بیٹا

۱۲۹

پہلے سے جو مرگ جوانی کی جو پاتی
واری تمہیں بچپن ہی میں دولھا میں بناتی
ننھی سی دلھن ڈھونڈھ کے بیاہ کے لاتی
یوں روح مرے لال کی ناشاد نہ جاتی
ناکاموں کے بن بیاہوں کے سلطان تمہیں ہو
بالکل جسے کہتے ہیں پر ارمان تمہیں ہو

۱۳۰

پیارے کہو صغراؑ کیلئے بھیجوں سواری
بلواؤں مدینے کے جوانوں کو میں واری
ہمجولیوں کے کاندھے پہ میت ہو تمھاری
سر ننگے چلوں آگے میں کرتی ہوئی زاری
جس سمت گذر لاش کا ہو حشر گذر جائے
دو چار قدم چلکے یہ دائی تری مر جائے

۱۳۱

زینب کا کفن پہنو گے یا کعبہ کا بیٹا
ریتی پہ مزار آپکا ہو یا لب دریا
واری میں مجاور بنوں یا دختر زہراؑ
جھاڑو ترے مرقد پہ سکینہؑ دے کہ کبراؑ
آئی یہ ندا کوہ پہ جاکر تو مرے گی
یاں فاطمہؑ کی روح یہ سب کام کریگی

۱۳۲

ا صنعت دبیر اب تو سخن ہے ترا اعجاز
ہر مصرع موزوں در مکنوں سے ہے ممتاز
اوروں کی ہے نظم اور کہاں سوز کہاں ساز
اب مرثیہ حضرت عباسؑ کر آغاز
سینہ میں ترے سوز ہے اکبرؑ کے الم کا
عباسؑ علمدار سے بے سایہ علم کا

ختم شد

رباعی

یکتی کا نشاں علیؑ کے در سے پایا
سجدوں نے اماں کا اس گھر سے پایا
پیدا ہو علیؑ نے خدا کے گھر سے
بچہ نے خدا کو ان کے گھر سے پایا

رباعی

جبریلؑ نے دیکھا تھا جو تارا ہے
اس نے بھی اسی نام سے پکارا ہے
آئے جو یہ اپنے گھر دنیا میں علیؑ
اللہ نے گھر اپنا اتارا ہے

رباعی

یکتی کی طرح رخ نبیؐ بھی نور ازلی ہے
ان دونوں کا اسرار ازل ہی ہے
دین سے نبیؐ علیؑ کا گھر جب سے ہوئے
یہ دین خدا کا مصرع ثانی ہے

رباعی

بڑے علیؑ کا رتبہ بستر سے پایا
اس خیر نبیؐ کو آسرا بستر سے پایا
سب نے ہی حیات اور یقینی نجات
یا ان کو خدا نے گھر سے پایا

آدم کاه اولادر بلادی قره مرثیه نقصن ایلرگون
کیمیا صفتدک ابدالدن دعالر ایلرگون
ذکر عظیم مصحف ازلدن ابرایلرگون
باه الهی گاه باده گاه فغان ایلرگون
حبیبی جوزان اسباب ایسه اده دوچیل ایلرگون
حبیبی دیدی قلب غمده ده نقصن ایلرگون

مط باره گیب حرفن نام باره گاه یاره حسین
احمدک گورسیه دنیده یاره ایچین
باچیه نقصیک گلادن بیلینیک اگاه القیلیب
الفتیه ضاهر گاهیه کاه ایچنده ایلیب
بازوده ده اوزن گرعم گاه ده ونینده ایلایه گیه
جیب ییلمه البینی عم زیر گاه اورینده ییلایه گیه

مط بچم السید اولدر جهیه آنا ناز گرسینه یاد
انجایه گلبک کاه کیبک دعا بیله آرزینه یاد
جیب گوده اجسینیک گیب نزلیب سینیه
بیلیب بیکاس اسباب بنب اوابده دیند
ینیب صاحب بیتی الب دینیده نقصی اغای
جیب بیه جلداتشیه حسین اوقیان اگنید

مط بارن عرفن آرزینب وده گوسی چی بلند
سیر کاه دون گاه گلزار اوره ادرگاه دیند
عاشق بیطیع قدم مصطفی حسب نیابته
راضی دفناچ دوزیاره اوزان بلابنه
سلبیه ضاهر اوجه و عجیب حسین اوردین
ماتم ابده اولاددن اوله حسین اوردین

٤٥

یوسف نهانده کبی بو کنعان ایچره طور
بندن واره هیچ قدرینی کیم اکلار
نیجه آرایه کل بی قالب آرایه ایمیش ودر
اوده هیچ حضور قالب بیت فانی قیلور
سعادت ایله کوکلک انسانک نه عجب جهان
هیچ حجره حضوری بودر هیچ حسن

٤٦

مصحف ایچینده کوکلک ترتبه صورتیدن حسن
کوکلک بو عطر ونکلک کل اولکه جسمیدن حسن
نه پیس الفی او دیده طالعیدن حسن
کهیله اولکه عالم سبب فانی سندن حسن
جود بنک نهال سنک سبب صبر قراردن
آکر صورت ایچین بن بن صفا بزی نیار

٤٧

روزن سب اب شتادن الا اوراتیم
دیگی صورتیده منجی غنچه نیار کبی
در سال کوکلک نهال کل انده بیت نها جلوه
اودن ایاده کنار علی بیت نها مه سبیده الله
سلیمان ای سنک نابدید قدر اللهی
ابن حاکنده انطار ای سنک دیدن کناهی

٤٨

سن جسمک ینن تر نار بیننده وار
ول حویوک حق کی بلا عیش حسنا
بکاه نار حق سعادت او ایراده اراد مرتضا
ابن حکمی ب سکلم سنک بیده مرتضا
سلیمان ابو سنک بیده ایر سال عیش
بو کوکل نهان بیده عرفه جنس حسن

۹

بولاوقن یایه درست اولدی بر صحرودن
بابا انیه فرزند اوده مانا اونا تو اولدی وحین
فرزند یه اوراسیه ایله کیا بین
گشتی بیفتی گیرسن آلندی استغنا اولدن
بولا فرزند اوده اسکا ایلان کوال آیه
سلمان مقابله تنور کپه حسر و پالانه

۱۰

یاونه غنچه بلبل ابن بوزار با
زبانه امر اوضیاعه که بابا اسیه اونا شکوفه اعقاب
بحواری شیطان کوه وهم که ییه اصیب
ذر نیکوا اتباب تخطا بیک آفتاب
کشلا بابا بکر اوزرنه امر حال بیله آلده بیک اولور
بحور ایسته طوراوه ذر تیوان بیکا الدنکا

۱۱

یاتیش عکی گیسه بصل سی کیشی بخیش عوزت الیس
تکیل سی و اشنول کیا ارضی قد سبعون ایتی
کاو اول سی دیچه ایشیه اتیحر کال کس
بیر قاب آتکه سیکل سنه عسیب آیش بحر بس
الیاس امر تقلادت کسی دارا قبال ویرن کرو
مریم الیعم سلسیان بتین سیال حق کرو

۱۲

کولولا اخوزاده میکائیل وجبرئیل
سلیمان مغور مزدور ضلاوت سعید سبیل
حق سنه نجات فاتح قوی الحمراوی سلسبیل
بیر اوسته نکایه بر اوزادی حسن سلیل
اوتنا بای کی سنه بیک ابیا ابا عمر صلیم
یاپه عمر اوداوان سنه بالکی سر صلیم

۱۶۳

نہان وسال آدم اول ری قدر
انئے کی ہم آو انیس سے تشر
سارے تے کہ ہم دو آدینے ابری تقام ہر
یہ آئے قدرت باری کی بھا جلوہ اکبر
دو تن کہا سب کا کمال اکر دن تن پہ

۱۶۴

کہ تیر ان کی قدرت ہے وحید ذوالجلال
وجہ لے کی یاری والا کا شتابا ارسال
نبی کی والا سے ایمان کا اکمال
اس امر کی طرف سے آیئے کا ہ الفعال
جب سے آیا قبول وہ قبول اس با بولا
جب سے زنان امور و فقر و غضب با بولا

۱۶۵

اس قوم سے جہاں دوہ بیٹے سے ہزار
اور سے جب ساسے جب تیر کے دار
کیہ آو دوام سے بونے ہم کی بات شفیق و دیار
کیا کہ ان کی قدر ہم کی باتیں آکر انکار
اکر آکے کو درمن سطلب تو حیق و دیا
اور فتا سے ہی یاری والا کا اسے ستا

۱۶۶

نبی پیرا ارشد سے ہم اس قدر تر بیت اسلام
اور ہم سے آرے اتینس ابی بی قاضی و سلام
جب سے کیا سکوت ہے اوتیس لا کلام
دکھ سے بو اجوق کا رایزدہ والسلام
با اس سے ہم سے جو کہ یا الفوز وکیا
ہر ایک عہد سے ہم یکیا او دہ کیا

٩١٦

پیو کیا جو اس تفاوت مر بے پروا کا لوگ عین
اٹھو ان سے غصہ ... لگے بنگے تے نیں
سب بیں جو ان ... اے ... تنہا حسین
دونین ... تان ... بیوکاں نہ عین
سبب ... بیاں ... سے ... بیں
اٹھو ... سے ... بیں

٩١٧

بابا یہ الگ میں یہ الگ روہی کی کہاں
اے چاہندان سائ ... ساں پیر ای کی کہاں
جو ہیں جن سا ... بیٹی ... کی کہاں
بہکین بن باغ منقبت ... حیدر کی کہاں
ایں الگ تن جن ... بیٹی ... جن
بابا کی اور ... تھار اتنون ہے

٩١٩

بچھن میں نشی ما عمر سارا عمر کی زبان
نیز ہی ... صورت ... عمر کی زبان
کہنا چند ... اے الطف اوڈ قلم ... کی زبان
ایسا دیکھنے ... احسین ... انسان
حوالا ... اگر ... سا
... نہیں بیل ... دھیان

٩٢٠

فرمایا رسول نے خونہ ہو جنت کا امیر
یہ سرد حسین ... جو ... اسیر
انقطع ... امیر
یہ آل مصطفیٰ کی ... الیہ
کہا ... بیں
یہ فانی ... جانا ہیں

٣٢١

گردوں پہ حسین ابن علی ثانی داماں
کیا شہ نے کہا اللہ کا وہ قائل پر سلام
بیٹا کی طرح ساتھ رہے عباس نیک نام
اللہ کا وہ صاحب درد فرزندان کیا احترام
کیا یار ہیں ترے وقت عنایت ہے حسین
عاصی کا امیدوار رعایت ہے حسین

٣٢٢

مولا نے کہا گوش نہ دو ہیبت و جوش پر اپنی
کہا باد دیں اور دیں دار دو وفا و دعا اپنی
صاحب کیا کی ہمت یہ صاحب ہے ادب اپنی
نازاں اب وہ مرد و فرزند ادا عطا ہے اپنی
عباس نے کیا شاہ کے آگے لاج کی
امداد کو اے گوہر شہ کی حضور

٣٢٣

بولا عمر نے اے حسین سوچ لے سمجھ
دنیا پہ بھی محبور تر طلب ہے اب
لو کہا یہ اقبال ہے شاہ کا سے ساماں
اپنی دعا سے اب نے فرزند پر بالا
دنیا میں ہے کیا تری صاحب ہے [illegible]
عقبیٰ میں عاقبت کی شفاعت بھی اے

٣٢٤

کیا کسی کا ناحق کر ہر بس کیا
یہ نے بھی کیا کہہ کے لو وہ آگے تو صبر
بس بس نے سر سر کی ناحق تری شان پر
یہ آخر مصطفیٰ نے بیسر اس حق اور دم
یار سے آپ کیا نام بس سوا بیٹا
اب منظور غلام کی کیا ہے آپ ہی

۵۲۵

پوچھا بچھانے کو بستر ہے بولا ہے
فرمایا پھر لباس بھی چادر ہے بولا ہے
فرمایا سرد پانی کا ساغر ہے بولا ہے
فرمایا نان گرم میسر ہے بولا ہے
پوچھا گذر ہوا کا بھی ہے قیدخانے میں
بولا نسیم فیض علی ہے زمانے میں

۵۲۶

پوچھا اندھیرا رہتا ہے شب کو کہ روشنی
بولا تمھارے نور کی ہر جا ہے چاندنی
فیاض کے اسیر بھی ہر شے سے ہیں غنی
ہے روشنی کو شمع بچھانے کو چاندنی
گھر سے سوا ہے چین اسیری کا نام ہے
فرمایا آج قید کی مدت تمام ہے

۵۲۷

اقرار سے قرار دلِ شمر کو دیا
اور راستہ امیر کے دربار کا لیا
رونق فزود محکمہ تھے شاہ اوصیا
سرگرم عدل حشر کے دن جیسے کبریا
خم نخل باغ دیں ہوا تسلیم کے لئے
سب سرو قد کھڑے ہوئے تعظیم کیلئے

۵۲۸

ہمدم کے حسین گئے پیش شاہ دیں
ٹھیرے ادب سے مسند پر نور کے قریں
فرمایا مرتضٰے نے کہ بیٹھو کہا نہیں
زنداں میں اک اسیر کو دیکھا ہے دلحزیں
خود دیتے ہیں حضور کے احسان بڑے بڑے
تقصیر بخشوا دونگا اُسکی کھڑے کھڑے

۳۲۹
آیا تھا یاں غلام ابھی کس ضرور سے
ناگہ تڑپ تڑپ کے پکارا وہ دور سے
نادم تھا توبہ کرتا تھا اپنے قصور سے
وہ عذر خواہ ہم سے ہے اور ہم حضور سے
اُسکی رہائی کیلئے ارشاد کیجئے
خادم کو قید رنج سے آزاد کیجئے

۳۳۰
ہمنام کبریا نے کہا تو ہوا اُس کا نام
کی عرض شمر نام ہے اے قبلۂ انام
سُنتے ہی نام رونے لگے شاہ خاص و عام
اشکوں سے ریش تر ہوئی اور سینہ بھی تمام
پیش نظر شہادت شبیر پھر گئی
سینے کی اور مونہ کی تصویر پھر گئی

۳۳۱
فرمایا اسم تو تمھارا ہے
کی عرض حکم تیغ ہے تو کیا اپنا چارا ہے
قاتل بھی ہے تو خیر یہ ہمیں گوارا ہے
ہم تو وہی کریں گے جو شیوہ ہمارا ہے
دشمن سے ہمکو بغض نہ قاتل سے کینہ ہے
سب سے مثال آئینہ صاف اپنا سینہ ہے

۳۳۲
بولے ستائیگا یہ مکرر کہا ستائے
بولے پھری پھرائیگا وہ پھر کہا پھرائے
بولے دکھائیگا غم اکبر کہا دکھائے
رو کر کہا جلائیگا یہ گھر کہا جلائے
بولے ازل سے حصہ میں اسکو ستم ملا
کی عرض ہمکو رحم ملا اور کرم ملا

٣٤٣

بولے ستم کریگا ستم پر کہا ہیں خوش
فرمایا لیگا بچوں کے گوہر کہا ہیں خوش
بولے حرم کا لوٹے گا زیور کہا ہیں خوش
فرمایا چھین لیگا چادر کہا ہیں خوش
ذلت ہے جب کہ چادر زہرا بھی چھین لے
عزت خدا کی دی ہوئی بچہ بھی چھین لے

٣٤٤

بولے علی یہ تیر کا ہے بانی کہا کہ خیر
فرمایا ہے یہ دشمن جانی کہا کہ خیر
فرمایا تم کو دیگا نہ پانی کہا کہ خیر
پوچھا ہوگے تشنہ دہانی کہا کہ خیر
فرمایا مستعد یہ دغا و جفا پہ ہے
کی عرض ہے تو پر نظر اپنی خدا پہ ہے

٣٤٥

اعدا دوست چاہے دشمن یہ ہی تو ہو
اندیشہ کیا ہے خضر کو رہزن یہ ہی تو ہو
ہم سیف حق ہیں صاحب جوشن یہ ہی تو ہو
واں دل کا منہ رہے نہیں آہن یہ ہی تو ہو
شاید یہ آ کے راہ پہ حق کی خوشی کرے
حق میں سمجھے نہ محسن کشی کرے

٣٤٦

آساں ہے مال و دولت و جاگیر بخشنا
جوہر ہے اہل جود کا شمشیر بخشنا
لیکن بڑا ثواب ہے تقصیر بخشنا
مجرم کی معصیت دم تعزیر بخشنا
خادم کو اُسکی عقدہ کشائی ضرور ہے
وعدہ کیا ہے وعدہ وفائی ضرور ہے

٣٤٧م

نعیمزی ویرن کیمی بر اهل سخاکام
تقصیرمزی بغشلیه وقتا که برا کام
اوده لعب ایله کیمی بیرلانه الافتاکام
بندولیک ایله آتکی بیزین ایغنل انلکام
ویره ماسفیه کیمی بیرالمک اسیاه
ابل کیمی اوردی بتاو بیغنی الکناه

٣٤٨م

قربان ایده ویر بیکا آزاده بوسیله
قربان ایدیکی بیزبیه بیاده ارابو سیله
قربان بولوکا جرمده اسوارابو سیله
وبیک ارلنمده قصاص بی کاه بنیمیز ا
چوق و ادکا بیلیه بیزابه غلیمیز ا

٣٤٩م

یا رب بو قدرتی بیلیه شیخ فاطمی دیام
ویک ارلنمده سی بیرس صدرازنقام
بیچوک جلس الندمده بیله سهی کیام
بیزه برا اوده غفوکه بشتاره ابل انام
الصرنمزع ایکیکی جار بی ا مزه
اودعا کلوبنه بیکیزیه عطا ده

٣٥٠م

یارب ایله کیمسه یی کم حسنکاه وار اسط
یارب بی خلق و ثروتکاه وار اسط
دیه الفناکی عصمت و عفتکاه وار اسط
بسمه حسب حق تویز الفتکاه وار اسط
قسمت ایله بعد قناعت حضوری
که لیغیه حضور [illegible] حضوری

۱۴۱

ہوں اویس کا وہ بنے جو فراق ان نے سر ہند بلا
پھر اٹھو ہر سو سے جھول سے پنجا طیبہ مرتضیٰ
اے صبا فرزند نے کمکر شیر نے مصطفیٰ
دنیا بھول یہ تبسی اس کو کبھی مرحوم رحمت خدا
کیا ابھی ہو علی کی ایسی کا داماں آنکو پائی ہیں
خدا پاس ناتہ پر یارا بیتا نے انپاں آنکو پائی ہیں

۱۴۲

روشن کا آلا شمع انکا ہماری حمد ہ بیتا تنفیض نہیں
یاد تمہاری کا راہ وطن میں تنفیض نہیں
بابا ان وہ اتنی کی تاریخ انکا تنفیض نہیں
بھیج الآن کو گنا وہ انسان کا تنفیض نہیں
وال چشم میں کی ایسے لائق دو نہ بچی
یاد آئی کو سر تقوی کا صوفی بیگانگی

۱۴۳

بتا دو سلسلہ دو عشق پہ ہر بیماری بوستان ہیں
سر کیں بدر الالوان ظلمہ کے اک دن اسیر ہیں
تم را تم ہوا کا ہم سے ہر سو نہ بتائی ہیں
اپنی پہ ہمہ ہوئی ہے قطرہ بیتائی ہیں
ابو عیسیٰ والدہ بھی سے یہ بندہ ہم مقالہ تیار ہیں
ابن حیات نے ہی انکا کمال تیار ہیں

۱۴۴

سر لطف کا بیان کہاں کہ ہم کو رہبر ہی کیا
یہ سر پہ تیغ زن نہ بدن پہ اب کو سینہ کیا
بلا ہے کیا ان کی پختن پہ تیغ ابر سپر کیا
ہے بس گناہ سے ہیں جب سر اب
سفینہ پہ نوح کی تمنا عشق نے شبنم پہ
سب سے صفائے ہم کو روح نیند

۲۴۵

پھر قادموں کو حکم دیا جاؤ جلد جاؤ
جسمیں خوشی حسینؑ کی ستم لعین کو لاؤ
کیا دیکھتے ہو جانب زنداں قدم بڑھاؤ
اسکو بھی حال بخشش شبیرؑ کا سناؤ
کہتا علیؑ نے تیری خطا بھی معاف کی
بخشی خطا بھی اور سزا بھی معاف کی

۲۴۶

خدام لائے شمر کو حیدرؑ کے سامنے
آیا گناہ رحمت داور کے سامنے
بولے علیؑ کہ جا میرے دلبر کے سامنے
شکریہ کر حسینؑ دلاور کے سامنے
کیا جلد عفو کا تو سزاوار ہو گیا
تیرے حمایتی سے میں ناچار ہو گیا

۲۴۷

اے شمر بھول بیٹھیو نہ تو احسان حسینؑ کا
اے شمر لوٹیو نہ گلستان حسینؑ کا
اے شمر گھر نہ کیجیو ویران حسینؑ کا
اے شمر بھولیو نہ گریبان حسینؑ کا
خنجر نہ پھیریو جو پیمبرؐ کا پاس ہے
اسکے گلے میں نانا کے بوسوں کی باس ہے

۲۴۸

اب آگے وہ بیاں ہے کہ تھرائے فلک
اس پرورش کو بھول گیا شمر بے نمک
احسان آج کا نہ رہا یاد کل تلک
تنہا ہے رن میں خسرو انس و جن و ملک
مد نظر ہے شمر کو ترکیب ذبح کی
دیتا ہے چار لاکھ کو ترغیب ذبح کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۵۳

گواروی کی عزت طلب ار ار اسلام ہے
کربے ابے عینیہ عابدیہ بیار ار ام ہے
بانوبے سسم آکھی ثنار اسلام ہے
لوہے جس کرام اے اسم ابرار اسلام ہے
سب نے سنبھال الاولدان یابین پیش ہے
جیسے ادا دین قبر بین حجی کی لاش ہے

۴۵۴

نہ کی جنازہ ما نکو نیم الا کہو بیٹا حسین آئے
پدر جا جا بیٹا سینہ پہ نہ تڑپو سو جا بابا
حضرت سلام ہو دہری کا اور کہا کہا ہائے
اس باپ نے کہا کو الا کہا الا کو حسین لائے
لیجیا باپ کی اولاد سمجھ دل میں بیکل
نانا نے تقاضا پھر کہا کے سر اروے

۴۵۵

بابا نے کہا ان سے کہا بابا کہ بابا ہے
بہ جان کہو سو بچے ورد کے پاس آئے
بہن کیا صفی ہو کیا اب سرکتا بابا ہے
پھر اپنی دو بدلا کے سوئی سیناں
کو تم نہ دو اور سر کو ان بہر دو داری
ابھی وار نہ آگے آبی بیاد وار دو دار ہے

۴۵۶

نہ کو بیٹی نے عرض یہ بولی کہ بیا امیرا آر سر
بیٹی کی وارثی کو ان بندہ کے الہی
وارث مری اور تعارف الہی جان ہے خدا
جب ہو زوال بے نیز ہے فنا
یا فضل و الہی کو لاولاد سمجھ
ایسے غم رے و دو قبال قدرت بنین

۵۷

فاقے کئی گذر گئے کیا ہم سے ہو سکا
اکبر جوان مر گئے کیا ہم سے ہو سکا
اصغر لہو میں بھر گئے کیا ہم سے ہو سکا
منزل پہ ہمسفر گئے کیا ہم سے ہو سکا
تم بے حواس تھیں ہمیں اپنی خبر نہ تھی
محشر کا دن تھا آج کی یہ دوپہر نہ تھی

۵۸

صدقے خدا کے یہ بھی سب آسان کر دیا
ہمت وہ دی کہ بچوں کو قربان کر دیا
کیا حشر میں نجات کا سامان کر دیا
پورا خدا نے بندے کا ارمان کر دیا
وہ قادر و قوی ہے ہر اک ناتوان ہے
وہ کبریا کی شان یہ بندے کی شان ہے

۵۹

جو خود بلا میں ہو وہ کسی کو بچائے کیا
پیاسے کو پانی قحط میں پیاسا پلائے کیا
ناکام دوسرے کے بھلا کام آئے کیا
جس پر گرا ہو کوہ بلا سر اٹھائے کیا
ممکن نہیں کہ زورِ مقدر سے چل سکے
اللہ کے نوشتہ کو بندہ بدل سکے

٦٠

آسان سب ہے ایک بلا کیا ہزار کیا
دشوار ہے یہ روبروئے کردگار کیا
دنیا کے عیش و رنج کا ہے اعتبار کیا
مالک خدا ہے بندے کا ہے اختیار کیا
اک گھر میں ہنس رہے ہیں تو اک گھر میں روتے ہیں
مرتے بھی ہیں زمانے میں پیدا بھی ہوتے ہیں

۵۶۱

یونس کا بطن حوت میں مونس خدا رہا
ظلمات میں خضر کا وہی رہنما رہا
یوسف کا چاہ میں وہی حاجت روا رہا
کشتی نوح کا بھی وہی ناخدا رہا
بابا کو کون غار میں تسکین دے گیا
عیسیٰ کو کون دار سے گردوں پہ لے گیا

۵۶۲

بخشندہ مقاصد شاہ و گدا وہی
خلاق جسم و روح و فنا و بقا وہی
دنیا ہے ماں کے پیٹ میں سب کی غذا وہی
ہر درد کی دوا ہے وہی اور شفا وہی
ان دونوں مسکنوں میں نہ فاقہ نہ فرق ہے
پہلا شکم ہے ماں کا پھر آغوش گور ہے

۵۶۳

بوسے حرم کا اُس پہ ہے تکیہ سدا ہمیں
فرمایا جس نے عترت خیر الورا ہمیں
پھر حق کے بعد آپکا تھا آسرا ہمیں
تقدیر آج کرتی ہے تم سے جدا ہمیں
آخر بشر ہیں خوف ہمیں اُن کے شر کا ہے
کنبہ یہ اور کا نہیں ختم البشر کا ہے

۵۶۴

انصار تھے جناب رسالت کے یا نہیں
دو اک محب تھے شاہ ولایت کے یا نہیں
ستر وہ تن رفیق تھے حضرت کے یا نہیں
ہم مستحق ہیں آپکی شفقت کے یا نہیں
کوئی بہو ہے اور کوئی بیٹی بتول کی
ہم سب امانتیں ہیں خدا و رسول کی

بند ٦٥

تم بوسہ گاہِ نبی کی امانت ہوئیں امیں
حافظ ہیں آج تک تھا اور اب ہم جانشیں
غمخوار تم غریبوں کا ہے عابد حزیں
لو الوداع حکم ٹھہرنے کا اب نہیں
پاؤ گے پھر نہ فاطمہ کے نورِ عین کو
ہوا دن ظاہر ہونے کا اور رونا حسین کو

بند ٦٦

یہ کہہ کے حرم سے رخصت ہوئے شاہِ دیں پناہ
دیکھا کہ ذوالجناح اکیلا کھڑا ہے آہ
ویران آستانہ ہے خالی سلام گاہ
مقتل پہ کی نگاہ ترائی پہ کی نگاہ
گردن جھکائے روتا تھا مرکب حسین کا
منہ دیکھتی تھی پاس سے زینب حسین کا

بند ٦٧

کی بیبیوں نے غربتِ شبیر پر فغاں
اک طائرِ سفید فلک سے ہوا عیاں
اور یوں ہوا نثار سرِ شاہِ انس و جاں
پروانہ جیسے شمع کے چوگرد پر فشاں
جب دستِ رعشہ دار میں شہ نے لگام لی
منقار سے رکاب حسین اُس نے تھام لی

بند ٦٨

گویا یہ عرض کرتا تھا خادم نثار ہو
فدوی رکاب تھامے گا آقا سوار ہو
راہی شتاب جانبِ پروردگار ہو
جا کر تڑپ رہے ہیں نبی ہمکنار ہو
یاں کی خبر زمیں کے فرشتے سناتے ہیں
زہرا کو ساتویں سے جناں میں غش آتے ہیں

۹۴۹

یہ جان و دل ہم تو قدم بہ جنابِ ابرام ہمیں
خاطر عدو کے لطف سے شاہ انام ہمیں
بیدار ان سے گو نہ ہوا اک گلہ تیری نام ہمیں
بد تر بہ حیرت ہم [illegible] علیہ اسلام ہمیں
ہنستے ہو سو دار کر سکتے ہیں سوتے لگا ہی
ہم سے لگو ان سے [illegible] اگر جان لگی

۹۵۰

کہا ہے تم نے جو دو دل یکسو غمزدہ زمین
جو دن بیتے ہیں ہم سے سوئے نا سوئے یقین
گیا وہ بچپن بات کا نہ ملنے سے غم نا کہیں
ہمیں الجھا بات نہ بات ہوئی آتی ہے بن
دم نہ بیتے جو [illegible] کا [illegible] ہوتی ہے
اپنی بات [illegible] سے لگی [illegible] اور لگی ہے

۹۵۱

وہی باتیں ہیں کہ جن سے ہم ہوئے ایمان جان
اک گھر کا [illegible] کہو کہ ہجران جان
زندگی ایسی کہ جس سے بات نہ ہمانان جان
لا یہ بات ہم سے دل ہی سے لگی ہے جان
ما جرا سب کی کہی ہم نے کہ یہ ہم نا دوا کرتے
بات کی [illegible] کہا [illegible] کی عطا کرتے

۹۵۲

کل ایسی ہوا ہی کہ دیکھو کہ بیٹھیں ہم
پہنچے سے اس کی گلی کہ ہو لگائیں ہم
یکسو یہ دل کہ ہم زندگی بات کی جائیں ہم
ایک دن اس کی ہمت کہیں [illegible] ہم
زندگی کا ہم [illegible] کی بات لگا ہی
بات کہ [illegible] لگی سے لگی ہی

٧٣

القصہ مل کے بھائی بہن پھر جدا ہوئے
آئیں یہ گھر وہ راہیِ دشتِ بلا ہوئے
خیمے سے کچھ بعید جو شاہِ ہدا ہوئے
بس نفخِ صور حشر کے ساماں بپا ہوئے
سر خم کیا جو شہ نے شہادت کے دھیان میں
کچھ پشت سے صدائے ضعیف آئی کان میں

٧٤

حضرت مڑے جو سوئے قفا کانپ کانپ کر
بابا جگر کو اپنے تڑپتا زمین پر
بیٹی کو اس قلق میں نہ دیکھے کوئی پدر
جس شکل سے کہ آئی سکینہ بنِ ظفر
صدمہ ہے جلتی ریت کا اُس جسمِ پاک پر
آتی ہے وہ گرتی ہوئی پاؤں خاک پر

٧٥

ریتی کی بھاپ سے ہوئی جاتی ہے آنکھ بند
سوکھی زباں ہے پیاس سے اور یہ فغاں بلند
بابا سکینہ صدقے ذرا روکے سمند
ہیں بھی پھوپھی کی طرح سے ہوں احتیاج مند
تصدیع ہے سبب انہیں بیٹی دیا تمھیں
حاجت روا خدا نے ہمارا کیا تمھیں

نسخہ بعد خدا جہاں میں سہارا کوئی نہیں
بابا! سوا تمھارے ہمارا کوئی نہیں

٧٦

گردن جھکا کے سر سے پہ شہ نے کیا قرار
گر پڑکے بیٹی آگئی نزدیکِ راہوار
روئے حسینؑ حالِ سکینہ پہ زار زار
کس بیکسی و یاس سے بوسے کئے نثار
بابا تو زندگی سے بھی اب نا امید ہے
تم کو سوائے بے پدری کیا امید ہے

۷۷

کی عرض [illegible] آپ [illegible] ادھر آئیے
یا [illegible] آ [illegible] آئیے
اکبر [illegible] آئیے
[illegible] آئیے
اب [illegible] علاج کیجیے
[illegible] احتیاج کیجیے

۷۸

شہ نے کہا [illegible] نشان ہیں
کی عرض [illegible] نشان ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] ہیں
[illegible] آ گئی
[illegible] آ گئی

۷۹

[illegible] بابا دل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا ہوا
[illegible] کا ہوا

۸۰

بالفعل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اس بات [illegible]
[illegible]

۱۸۱

پوچھا کہ ہیں سوار ہوں بی بی کی ہے رضا
اس پوچھنے پہ پھوٹ کے رونی وہ مہ لقا
بولی کہ یاد آئے گی یہ پرورش سدا
مرضی خدا کی خوب ہے مرضی ہماری کیا
مہلت نہیں حواس نہیں دم میں دم نہیں
اتنا بھی پیار آپکا اس وقت کم نہیں

۱۸۲

ابتک قدم سے ہے یہ دستور جا بجا
بچپن میں بیٹی ہوتی ہے جب باپ سے جدا
بہلا کے اسکو دیتے ہیں تسکین اقربا
میرے عزیز آپ ہیں آفت میں مبتلا
حاکم وہ ہیں جو پانی نہیں دیتے پیاسے کو
شہ نے کہا خدا ہے بہلانے والا سب کو

۱۸۳

ناگہ پکارا شمر کہ اے شاہ دیں پناہ
کیا ہو گئی جلالت پیغمبر اِلٰہ
خود آؤ بہر جنگ جو باقی نہیں سپاہ
یہ سنکے ایسا جوش حمیت ہوا کہ آہ
بٹھا دیا سکینہ کو جلتی زمین پر
بیساختہ سوار ہوئے آپ زین پر

۱۸۴

عصمت سے تیغ ابرش سلطان دیں تھی
پھرزنے کے پٹے میں رن کی زمیں تھی
چہرے کی ضو مقابل مہر مبیں تھی
خوشبو کے ساتھ نکہت خلد بریں تھی
یُمن قدم سے اوج زمیں یاں تلک ہوا
پہلا طبق زمین کا دسواں فلک ہوا

٩٨٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٨٦ مطلع

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٨٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٩٨٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۹

حق زباں پہ آہ ہے لا اقتدار دم
واں واہ واہ ہے یہ عمل ہے علی کا دم
شیدائی اقربا ہیں ادھر اولیا ادھر
کیا کیا دہائیاں ہیں ادھر ہے کسی کا دم
کیسا حسن کہ بے کسوں میں زندہ ہیں
ان کے آگے ہی جان بار آئی

۵۰

انصوبیں اور کروڑوں ہیں کیا آہ و بکا ہے
بازاں علی اصغر ہے جو دو دن کا بچہ ہے
آہ سے کہ اصغر ذرا کہیں سے کہاں ہے
کیا یاں صاحب ہے یہ کیا حال ہے
سے جا کے سب نے کیا دن کے کیا گھر
اس سے کیا حال کے اس دن کیا کیا

۵۱

جب روز سے ہوا رونا ہو صغریٰ کا تب
چھپ گئے زوال سے چار طرف کھڑے ہیں سب
کیا روز ہے آگے کیا ہیں یہاں سب
ہے کیا کہ یہ سب اس کا حال ہے کیا
اب یہ ہے کی حال یہ سب حسین سا
یا صاحب حق یا اولیا حسین سا

۵۲

ہے ماہ ہے سال ریت سے شاید اولیا
آگے ہیں دو اجلال سے ہیں بیٹا اولیا
ایک سب و فضل ہے کہ یہ سب اولیا
اس جان کے ہیں صاحب ہیں ہیں
صابر سخی حلیم امام ایسا چاہیئے
سب کا شفیع روز قیام ایسا چاہیئے
چاند ایسا ہو جس کے بدر و حنین سا

٩٩٣

کوردین دلکا سیاهی دوتیانی الله اوزیدین کیم
بیر سیاه آه دودی ایلکیکی کوزی ایتیدین کیم
یغنا ایام زمین شینیب اصحدن ایزیدین کیم
یلیدینک ایلاریکا قیدیدین الالیدین کیم
قوزان ایلی ینی ایام عنودیدین
کری یاغزینیکا کری کری ضمیریدین

٩٩٤

منحمودان ذوالجنان یناینک ینکاسی بیلدیکیم
آه ای یتیکا ای کوی یاواد اونقی یدیکیم
کیلتا سینک یوقعده کیم کیلادی ایتقیا یدیکیم
یاینک قلم سیاه یاد صبا ایکه ایاینک ایلکان
یال اکیلکان کوردم جمعه دون جان ایلالین
چون کی عم جمایلی عقا سانلاین خیال لیدین

٩٩٥

سن لوتسیع اتینک یلاوقه دوارلا
کیم صنعاسکه یقین قدرت ییدوزدی الالکا
یای شیرخوار ادانی ایلدادی ابر بهار ا
نهما ادوانی بلبل و نثار
الیک سیماه لوسیح جون منبلکا
یلینک فلکا یتیکا کیالکارلارا بی سنکا

بنن

٩٩٦

کیم ایوسن قیلیسکا یالینیس سکارابین شنتی
یسیم بیرسین ایاغیق یکیلسکانسکاقردین ایدینتی
جین یسیم اسکا ایراو ایاللالین ایکاندین ردینتی
اسیا اکیلیا یونیکل تیکیک خیزیوکیسی تیکیو کردیستی
کیکا یقصدی آه بیرید قدو یا کیادی
زاوا سوحتکیا بی ایکی لیکری کوی جسمی کرادی

۵۹۷

لاکھوں کہ کیا کہاں اسمیں بیٹھی ہیں کہ سکتیں
کر کیا کا اسی غرض ہر جگہ آ جا کہ آسمان تک
پہونچیگا پچھی اجنبی تو دست تصور غزال تک
پہونچا دیا آتش وصل اپنا اسے الکال تک
مرو صورت ز وزن ہی سے اے اسکے واران ہی
ہو ز سنی اک مرے ان سے ان ہے

۵۹۸

[illegible]

۵۹۹

[illegible]

۶۰۰

[illegible]

١٠١

بدیکی طرح صاحب تابان ایتدیکی خلقی
عشقک ذوقندن هیچ بری ده کمسه دن ایلیکلره
بر اولدیکی یه اوزاقلق لازم اولدی یانانلره
نفسک آسی ایکن کیتدی یاسیکنکلره
بو یولده اوکا آیری کیلکی ایکن اوقاتدن
بو کچه او ایکن یادیکی قاکی توقتاقدن

١٠٢

قالب بیم نیم اسکانه ده وی سن ایتمم
یوقسه اسکانی ایسکنده ایتمم
طلب ایسکی صادق ناز ایلک ایتمم
ایسکی بیم ایکن دن نیاز ایده
دیندی قدم اولان ایچون قیامتی ایده

١٠٣

نه دوستلق یه اسنکی ایکن ایتمه سیکه
سیلان یدکی ده ایکن یتیشمه اولان
نسیب قولان دن ایستدی یه ایلیکانه
ز ایکی ایلان ایچون یتیشی قاتیلیکه
اسیکی ایلادی آیرلیق ایچون قالدی

١٠٤

حضرت سلطانقولی سکرایه قوی شیانه یه
اول بتلاشان آل عبا ایچون ایشدی بلایه
کلکون بیت کسدی بیاری نشانی یتیشانه یه
نزد یک سعه عفل ب ضرایب ایتیشانه یه
بر جنان یاده حسب حسین تاریکی
اکن زینب طلال ایتدی حسیبن تیتین یی

مثلہ

ہم ہیں خدا کا علم ہے علم خدا ہیں ہم
ہم ہیں ولا خدا کی خدا کی ولا ہیں ہم
آئے ہیں جا بجا صحف انبیا ہیں ہم
دنیا و حق کے بعد ولی مصطفیٰ ہیں ہم
قرآن میں امام ہے قرآں کے امام ہیں
جس طرح لام الف میں الف بیچ لام میں

مثلہ

اُن عالموں کو سامنے اسدم بلاؤ تو
فتوے ہمارے قتل کے لکھ کر سناؤ تو
مہریں سیاہ کاروں کی ہمکو دکھاؤ تو
مہروں سے اُن کی مہر نبوت ملاؤ تو
جسپر ازل سے مہر نبوت خدا کی ہے
پہلی وہ پشت فاطمہ کے دلربا کی ہے

مثلہ

بیکار وہ جو نام کے عالم ہوئے ہیں
حاکم خدا کے حکم سے ہم حاکموں کے ہیں
فتوے ہمارے قتل پہ کن عالموں کے ہیں
یہ کام عالموں کے نہیں ظالموں کے ہیں
دنیا خراب ایسوں کی عقبیٰ زبون ہے
خون محمد عربی ہمارا خون ہے

مثلہ

میں جان ہوں رسول کی ہیں اُن کی جان گواہ
مالک ہوں سب زمینوں کا ہیں آسمان گواہ
مظلوم بھی ہیں ایک ہوں دونوں جہان گواہ
تشنہ ہم ہیں پانی بند ہے آب رواں گواہ
جاری ہے کیا زبانوں پہ کس کی یہ نہر ہے
ہاں یہ نہر ہے کہ مری ماں کا مہر ہے

۱۰۹

اکبرؑ کے غم میں جسکا گریبان ہے قبا
اور بے کفن پڑے ہیں یہاں جسکے اقربا
بچپن میں اسکو حق نے وہ حلّے کیے عطا
پہنا کے اپنے ہاتھ سے کہتے تھے مصطفا
حلّے یہ خاص حلۂ بہشت بریں کے ہیں
بخیے میں رونگٹے پر روح الامیں کے ہیں

۱۱۰

مانا یزید صاحب دولت ہے ہم نہیں
پر وہ وہی ہے اور شرافت میں ہم ہمیں
ہوتی ہے آسماں کے مقابل کہیں زمیں
وہ تخت کا مکیں ہے تو ہم عرش کے مکیں
ممکن ہے زور و زر سے یہ رتبہ کسی کا ہو
جس کو خدا کرے وہ نواسا نبی کا ہو

۱۱۱

فوج اسکے پاس بھی ہے پہ فوج خدا کہاں
صاحب علم ہزاروں پہ عباسؑ سا کہاں
بیٹے بہت پہ اکبرؑ گلگوں قبا کہاں
لاکھوں میں ایک ثانیِ قاسمؑ اُدھر کہاں
بھائی یزید کا کوئی مثل حسنؑ بھی ہے
زینبؑ سی عابدہ کوئی اسکی بہن بھی ہے

۱۱۲

ہاشمؑ کے گھر کو دیکھے اور اپنے گھرانے کو
جبریلؑ فخر سمجھے ہمارے گھر آنے کو
بچپن بھی اسکا یاد ہے اب تک زمانے کو
روح القدس کب آئے ہیں جھولا جھلانے کو [نسخہ]
زیر نگیں زمین ہے کچھ آسماں نہیں
انگلی میں مہر خاتم پیغمبراں نہیں

نسخہ۔ بھی ہے

١١١٣

فرش اُسکا جبرئیل کا پر ہو نہ ہوئے گا
عرش بریں پہ اُسکا گذر ہو نہ ہوئے گا
سلطان دیں وہ باقی شر ہو نہ ہوئے گا
دنیا اگر ادھر کی اودھر ہو نہ ہوئے گا
پرچے غلط سُنائے ہیں مخبر پلید کے
وحی خدا کب آتی ہے گھر میں یزید کے

١١١٤

کس بات پر یزید کا ہم سے مقابلہ
بوجہل کا رسولِ امم سے مقابلہ
جہل و علم کا لوح و قلم سے مقابلہ
اک غول کا چراغ حرم سے مقابلہ
قبلے کو قبلہ دین کو تم دین سمجھتے ہو
پھر کیا سمجھ کے عقدہ کشا سے اُلجھتے ہو

نسخہ
کیونکر کہوں ثواب و خطا کو نہ سمجھے ہو
سب کچھ تو سمجھے اور خدا کو نہ سمجھے ہو

١١١٥

نانا سے ہیں قبلۂ اہل زمن نبی
ہیں قامت و اذاں میں بہ حسن حسن نبی
اول میں ہر نماز کے سرو علن نبی
آخر میں السلام علیک ایہا النبی
نانا پہ جبتک نہ درود و سلام ہو
جبرئیل کی نماز کوئی تمام ہو

١١١٦

حضرت نے دین و کفر کو آئینہ کر دیا
ظاہر سبھوں پہ غیب کا گنجینہ کر دیا
اعدا نے اپنے دل کا عیاں کینہ کر دیا
تو وہ حسینؑ کا جگر و سینہ کر دیا
حسرت سے اشک تیغ و پیکر کے بہہ گئے
غصے سے دانت پیس کے جوہر بھی رہ گئے

۱۱۷

یثرب کو اور نجف کو شرفِ شاہِ دیں پناہ
جد و پدر کو ظلمِ عدو پر کریں گواہ
پھر سر اُٹھا کے عالمِ بالا پہ کی نگاہ
یعنی گواہ رہیو مرا کچھ نہیں گناہ
آگے پڑھے سُنائیں حدیثیں رسول کی
اُمت نے کوئی بات نہ میری قبول کی

۱۱۸

آئی ندا گواہ ترا ذوالجلال ہے
تو بے عدیل صبر ترا بے مثال ہے
روشن ہے وہ بھی دل میں جو ہم کو خیال ہے
ہاں تیغِ حیدری کو قرار اب محال ہے
بسم اللہ آزما و خدا خوش رسول خوش
زورِ علی دکھا و خدا خوش رسول خوش

۱۱۹

واں تو ہوئی جنگ بڑھی آسمان سے
یاں تیغ پیشوائی کو نکلی میان سے
نعمت پہ جیسے شکرِ الٰہی زبان سے
حضرت کی دست بوس ہوئی عز و شان سے
سایہ بڑھا ہوا یہ ادب سے رکی ہوئی
سب سے جھکی ہوئی سوئے مولا جھکی ہوئی

۱۲۰

خالی نیام سبز ہوا ذوالفقار سے
یا عندلیب سدرہ اُڑا شاخسار سے
یاں برق کوندتی ہوئی ابرِ بہار سے
یا شہسوارِ فتح کا نکلا غبار سے
ضو تھی ہلال تیغ میں کس آب و تاب کی
لیں دھجیاں کتاں کی طرح ماہتاب کی

١٢١

دیتا ہوا ندا یہ نقیب ادب بڑھا
بھاگو ہٹو بڑھو کہ خدا کا غضب بڑھا
سر نامۂ پیام سے فرمان رب بڑھا
یا آستیں سے موت کے دست طلب بڑھا
اُچھلیں گے اب زمیں کے طبق چار پانچ ہاتھ
لیکا یہ جان [illegible] آنکھوں کی [illegible] بڑھا ہاتھ

١٢٢

حیراں تھی عقل تیغ کے عز و وقار سے
پیکر تو وہ تھے قدرت پروردگار سے
پرشان اور شکوہ فزوں تھی ہزار سے
روشن تھا غیب جوہر ذوالفقار سے
دل خواب میں حسین کے غم سے [illegible]
[illegible]

١٢٣

اعراب خوب رکھتی تھی مولا کی ذوالفقار
تھا پیش سے عیاں کہ اجل کی ہے [illegible] شکار
کسرہ سے کسر شان مخالف تھی آشکار
فتحہ سے فتحیاب رہی وقت کارزار
ہر قبضہ نے جگہ جو سر دست پائی تھی
[illegible] تیغ و قاف سے اتفاق کی تھی

١٢٤

واں پہلے صف کشی ہوئی دریا پہ ناگہاں
کہنے نہ صف میں لب دریا کی تھیں عیاں
سرگرم جنگ رہتے ہوئے وہ زخمی جواں
جنگی رسالے بھاگے ہر سو یہاں وہاں
الحرب کی ہر ایک طرف دھوم دھام تھی
جو تیغ تھی بچھو کی طرح سینہ تام تھی

۱۲۵

واں چار سو جو آغوش سے گزرتے رنگ
یاں وہ بہار ہے یاں حسن نیرنگی عشق کا اورنگ
یہ کہ رہا جو بال ہے ستم دو عدل حصہ تنگ
اول ہوا جو تشنہ دہاں سو غم و درد رنگ
حسرت ہے کہ کوئی آئے کوئی نہ آئے نہیں
دونوں جہاں تیغ تیغ ہیں تیغ و دم ستم

۱۲۶

یاں بیٹھ دیکھ کہ ہم ہوئے ہیں پشیماں
سب عمر تنہا گئی لیکن اک تیشہ نہ زباں
بجرم دو چشم ہم سے ہو یہ دیکھیں ہے بہ جاں
بار ہا بیٹھ کے گلی میں سے دیکھ یاں پایاں
سب ہیں طبیعت کے یاں بیاباں و غزال آئی
اک سا ہی چلی کہ ہر طرف گلی سے آئی

۱۲۷

نیک ہی نصیب ہے آغوش پر یہ ذرا دیکھ
ہم نہ تو دل کو خار پر گرا بہت قیامت ہے
دیکھ بہار ان کہ نہ دل ستم یاد و ستم اور دیکھ
آنکھ سے ہیں و فن کہ داغ کا دل ان کو آئی
سب کی نظر سے آہ فلک کا داغ دیکھ آئی
آہ بیٹھ کر یہ ستم ہر دل سے آئی

۱۲۸

بچھ کو طرح جو یہ ستم ہے ترے ستم سی بکھری
آہ بیٹھ کے گلی سے یہ بہت ستم سے ہری
ستم فلک کی بیٹھ سے ستم بیٹھ سی ہری
اوج بیٹھ کے دل بیٹھ کے سو ستم آئی
ظلمات ستم سے بیٹھ کر فلک سے ہری
عدد نہ ہو کو طبیعت یہ بن تیرے پھیکی لگی ہری

۱۲۹

[illegible]

۱۳۰

[illegible]

۱۳۱

[illegible]

۱۳۲

[illegible]

۳۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٣٧

دل لگی کا جان فرق پڑا ابھار اب ہوئی آتی
بیتی ہے نیند لگی تھی ہیں درد نزار اب ہوئی سی آتی
گنج کا باعث ہر آن لگے نیا اب ہوئی آتی
اعداد نکلنے وہ دل لگے نہ دوار اب ہوئی آتی
چیرے سے پنجی صف انگ بہار اوتی
بن نشے بنیاد نشر بہار اوتی

١٣٨

بیٹھی کہ حور جنت پیدا ہو ملک کہ بہار ہری
بوسہ ملے بندہ ترش عالی کے کہ ہار ہری
چھپ کر ستیں بیں گئی تو کسی کا کہ ہار ہری
کہ ہیچ بیں کے اسے لئے دربار زمین بہار ہری
طاوس تمام پیشانی ہیں بھی پیٹھ بین برار ہری
شیشیں ولد و صفات کا ترب لیکن ذو الفقار ہری

١٣٩

نالۂ صلے پیچ کے ترے دل پاوہ بیں صلام
صحبت جان نفاق سے بیان لا تو سدا آرام
صاحب لا وار اضطراب کو وقت اوراب کا انعام
کیسا ہوا جو لگ سے سب ارادہ ہے بابام
باقی آج کیسی ہر اینے ما و پر سے ساری
نار دلاں تن زار اور دل جاں جگر ساری

١٤٠

یقین بانسیں یار دو ہی اپنی کہی حکمیت یاد
یاد لگے بیٹھے یار دو نہ سے ابھی کے حلوت یاد
نہی کی تقریر داد نہ اضطراب کی سوت یاد
بازر کا ول طلب ان سے وارد کی سوت یاد
یہ جو ابے لیکن سے مفصل کی یاد ہی
حضرت کے سب الفت استادی

۱۴۱

مولا نے ذوالفقار کو زیبِ میاں کیا
موسیٰ نے جیب میں یدِ بیضا نہاں کیا
لاکھوں نے قصدِ قتلِ شہِ بیکساں کیا
انبوہِ عام گردِ امامِ زماں کیا
خیمے میں یوں تڑپتی تھی عترت رسولؐ کی
قبریں لرز رہی تھیں علیؑ و بتولؑ کی

۱۴۲

کہتے تھے پیدلوں سے سوار اقتلوا الحسینؑ
اور اُن سے پیدلوں کی قطار اقتلوا الحسینؑ
چلاتے تھے تیس ہزار اقتلوا الحسینؑ
چاروں طرف تھی رن میں پکار اقتلوا الحسینؑ
نیزوں پہ شامیوں نے جگر وقف کر دیا
تیروں پہ سینہ تیغوں پہ سر وقف کر دیا

۱۴۳

اے حاضرینِ بزمِ غمِ بادشاہِ دیں
کہتی ہیں تم سے فاطمہؑ بیکس و حزیں
تم میرے باپ کے کلمہ گو ہو یا نہیں
میں لٹ گئی شہید ہوا میرا نازنیں
پرسا دو فاطمہؑ کو نبیؐ کے نواسے کا
مظلوم کا غریب کا بیکس کا پیاسے کا

۱۴۴

حضرت کے رونیوالوں نے پایا ہے دل کہاں
مولا کے قتل کا جو مفصل نہیں بیاں
زخمِ جبیں کا حال ہے کافی پئے فغاں
مارا ابوالحتوق نے اک تیر ناگہاں
ہفتم کے بھوکے پیاسے کو بیہوش کر گیا
سر پھوڑ پشتِ سر سے وہ ناوک گذر گیا

۱۲۵

ہاتھ سے منھ پہ منھ سے بہا ریش پر لہو
اور شدتِ عطش سے بڑھی حدتِ گلو
اک سیب خلد ہاتھ میں تھا سونگھتے تھے بو
پر کم ہوئی نہ تشنگیِ شاہِ نیک خو
آخر یہ دل پہ تنگیِ حالِ عطش ہوئے
وہ سیبِ خلد منھ میں لیا اور غش ہوئے

۱۲۶

اب راویانِ دفترِ غم کرتے ہیں بیاں
وہ سیب خوں میں بھر کے ہوا غیرتِ ارغواں
جانا تھا خلد میں کہ قیامت ہوئی عیاں
سب حور زینتِ بہشت سے کرنے لگیں فغاں
پانی جناں کی نہروں کا سب لال ہو گیا
رضواں یہ حال دیکھ کے بے حال ہو گیا

۱۲۷

تڑپیں زیادہ سب سے مگر حضرتِ بتولؑ
کہتا ہے وہ تو خلد میں غرفہ میں تھیں ملول
جب سے ہوا تھا ارض میں شاہ کا نزول
بڑھتا تھا روز واں قلقِ دخترِ رسولؐ
کیوں غمِ مادری سے نہ زہراؑ ملول ہو
نرغے میں ظالموں کے جو ابنِ بتولؑ ہو

۱۲۸

کہتی تھیں رو کے مریمؑ و حواؑ سے بار بار
کیوں دل میں درد ہوتا ہے کیوں جی ہے بیقرار
دیتی تھیں وہ جواب ہمیں بھی ہے اضطرار
ہم کیا تمام ساکنِ جنت ہیں اشکبار
روئے زمیں پہ قتل وہ مظلوم ہوتے ہیں
یحییٰ شہید جنکی شہادت پہ روتے ہیں

۱۴۹

[illegible]

۱۵۰

[illegible]

۱۵۱

[illegible]

۱۵۲

[illegible]

١٥٥٣

چلائیں فاطمہ مرے جبرئیل کو بلاؤ
جا کر کہو بتول تڑپتی ہے جلد آؤ
بچہ تو میرا خیر سے ہے پہلے یہ بتاؤ
میرے حسین کی خبر عافیت سناؤ
آئی خبر مکان سے خالی مکیں نہیں
بی بی دوہائی سدرہ پہ روح الامیں نہیں

١٥٥٤

ناگاہ غل ہوا در جنت پہ ہائے ہائے
سب قدسیوں نے تاج تقرب گرا دیئے
حوروں نے اپنے حلقوں کے رشتے اڑا دیئے
پوچھا جو فاطمہ نے سخن یہ سنائے ہائے
شہپر سے خوں ٹپکتا ہے آنسو بہاتے ہیں
دنیا سے پیٹتے ہوئے جبرئیل آتے ہیں

١٥٥٥

دل تھام کے فاطمہ گئیں جبرئیل کے قریں
پوچھا کہاں گئے تھے کہا جانب زمیں
پوچھا گذر ہوا تھا مدینے میں یا نہیں
کی عرض ہاں حضور کے در پر تھی جبیں
پوچھا ہمارے خورد و کلاں سب ہیں خیر سے
بولے حسین اچھے ہیں زینب ہیں خیر سے

١٥٥٦

رو کر کہا مدینے میں تو اب کوئی نہیں
چلائیں پھر کہاں مری بستی کے ہیں مکیں
رو کر پکارا مریم و حوا کو وہ حزیں
آ بیٹھو جلد مادر شبیر کے قریں
کہتا ہوں اب میں واقعہ سبط رسول کا
آؤ کلیجہ ہاتھوں سے تھامو بتول کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۶۱

دستور ہے سفر کا زمانے میں صبح دم
پڑھ کر نماز عصر سدھاتے ہیں شاہ امم
رستے میں بے بہن کے بڑھاتے نہ تھے قدم
کیوں بھائی آج بھول گئے ہائے وہ کرم
منزل تھی یہ قریب کہ تم دن ڈھلے گئے
ایسے سفر میں ساتھ بہن کو نہ لے گئے

۱۶۲

ڈھونڈھوں کہاں پکاروں کہاں کس جگہ گئے
آنے کو کہہ گئے نہ بلانے کو کہہ گئے
تم قافلے سے جا کے ہم پیچھے رہ گئے
کیا کیا نہ اہلبیت نبی صدمے سہہ گئے
تنہا بہن کو چھوڑ دیا قتل گاہ میں
بھیا مجھے بلاؤ ابھی تم ہو راہ میں

۱۶۳

تم نے تو رحم شمر پہ کھایا تھا بھائی جان
زنداں سے بے خطا ہمیں چھڑایا تھا بھائی جان
تم پر بھی کچھ ترس اُسے آیا تھا بھائی جان
پانی کا کوئی گھونٹ پلایا تھا بھائی جان
کیونکر نکالا فاطمہ زہرا کو گود سے
نرمی سے تیغ حلق پہ پھیری کہ زور سے

۱۶۴

ہے ہے ابھی تو پڑھتے تھے تم عصر کی نماز
سجدے میں جلتی ریت پہ تھا خم سر نیاز
بہر قنوت ہاتھ کئے تھے ابھی دراز
ہے ہے سلام پھیرنے کو تھے شہ حجاز
اتنے میں ہم غریبوں کی قسمت اُلٹ گئی
قاتل بھی بیٹھا سینے پہ گردن بھی کٹ گئی

تمام شد

رباعی

جو چاہیں تو ہم ادا ادا کر سکتے ہیں
ہم بس کہ اگر صوفی کو بیدار کر سکتے ہیں
اسلوب سے ہم اصول بھی کھول سکتے ہیں
مرجاؤں تو اپنی شان بھی دکھا سکتے ہیں

رباعی

ہے دوستی کے پیار سے اشاعت ہے یہ
مرجائیں تو ہم سری کی علامت ہے یہ
پھوٹیں جو ہزار دو زندگان بشر ہے یہ
شر ہے جو کہ دیر کی قیامت ہے یہ

رباعی

ہے جو تکیۂ کمال گو وطن سے نکلا
قطرہ جو گہر بنا عدن سے نکلا
تکمیل کمال کی ضرورت ہے دلیل
نکہت جو گل اپنی چمن سے نکلا

رباعی

جذبات میں سرمستی کا عجب جوش ہوتا ہے
ہر ایک کا ہے آپ نہیں سمجھ سکتا ہے
جب نقص زر و سیم دو گز اکال اعمال
خود ہی انسان کی بار یہ دوہرا ہے

سر تا بقدم کانپ رہا تھا تن اقدس سنبھالے ہوئے تھیں
بیدم جو ملال میں تھی آہ و بکا کرتی تھیں
غش میں جو ضعیفہ کے ستم گاریں زندان میں تھیں
دو دن سے کہ ساتھ وفا کا ملہ اعلان میں تھیں
حالت بیاں ہو کس سے بلبل قفس کی سو ہوا
یہ حال تھا کہ دل میں تیر سے تیر ہوا

۴۲

یعقوب سی ہستی وہ فلک نے وہ بتا دیتی ہیں
اس آسمان پہ کہ یوسف سے بیٹا جدا کرتی ہیں
اہل بیت جان و فا کا کیا حشر سوا دیتی ہیں
دلبند فاطمہ میں حسین ترکش بلائیں سہتی ہیں
عصیان کی ہے نہیں یہ شفاعت کی سرنگ
یہ دیکھ کر یہ بیچارہ دل سیاہی دل گیا

۴۳

اب پیر شمر دو ہزار خون سے ایک کے قیصر
یہ بیٹیاں ہیں فاطمہ کی آل رسول ہیں
نا واقف آگے یہ سر ان کا بیتاب تھا ایک ہیں
بے غم علی و فاطمہ کے بیٹے حسین نہ تھا
بیدم بیاں علی کا بیٹا کے حسین رو کہا
جب زینب کو انجلاس کا گزرانا تھا

۴۴

اے دیکھی انقلاب جہاں دیکھتی رہی
یہ بیتاب قہر ستم جو نشین ہوا
عریاں جو خواہر و دو لال بے زبان لائی آئی
محتاج تن عزیز بے بے سر آئی دن آئی
عمر آئی کوئی نہ تھا حال کہ دو بے ردا آئی
دیکھا جو حال بیٹیوں کا ماں کو آہ کی

۵۵

گھر گھر تھے طفل جمع بزرگوں کے آس پاس
ساماں کیا امیروں نے بے حد و بے قیاس
رنگوائے اُن کے بچوں نے ہر رنگ کے لباس
تھے سب صغیر شاد حسینؑ و حسنؑ اداس
رنگیں لباس سے تو یہ خود نا امید تھے
بیرنگ و ہم کہتا کہ نہ رخت سفید تھے

۵۶

مکتب سے پڑھ کے آتے تھے عیدی لیے ہوئے
خیاط لا کے دیتے تھے کپڑے سیے ہوئے
مہندی سے دست و پا کوئی رنگیں کیے ہوئے
اک کھیلتا تھا ساغرِ عشرت پیے ہوئے
بیٹوں کے رنج سے دلِ زہراؑ لہو میں ڈوبتا
چہرہ ہر ایک لال کا فاقے سے زرد تھا

۵۷

جو گھر تھے زیرِ سایۂ دیوارِ مرتضےٰؑ
اُن میں بلند بچوں کے ہنسنے کی تھی صدا
کہتا تھا اک میں ہوں بہت ماں کا لاڈلا
اغلب ہے باباجان سے عیدی ہو دس سوا
اک پوچھتا تھا ایک سے غم ناپدید ہے
کل شب بخیر کیا ہے وہ کہتا تھا عید ہے

۵۸

اک ماں سے کہتا تھا میں عیدی جو پاؤں گا
چھوٹی بہن کے واسطے سوغات لاؤں گا
کہتا تھا کوئی لطف تماشا اُٹھاؤں گا
کل عید گاہ نور کے تڑکے میں جاؤں گا
نازاں کوئی کہ تحفہ ہے رختِ بدن مرا
دیکھیں گے عید گاہ میں سب پیرہن مرا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٢١٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢١٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢١٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٢١٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۷

آلِ عبا ہیں جانِ رسولِؐ زمن ہیں ہم
کیوں والدہ تمہارے حسینؑ و حسنؑ ہیں ہم
پیوندِ دامنِ شہِ خیبر شکنؑ ہیں ہم
رتبے تو یہ ہیں اور برہنہ بدن ہیں ہم
اب آسیا پھرانے کی زحمت نہ دیں گے ہم
تحفے تحفہ آپ سے پوشاک لیں گے ہم

۱۸

ہم نے بہت حضور کا پاسِ ادب کیا
سردی کے دکھ اٹھائے نہ کپڑا طلب کیا
گرمی میں ننگے پاؤں پھرے شکرِ رب کیا
ہم بیقرار عید کے آنے نے اب کیا
کچھ بھی بھلا تمہارے غلاموں کے پاس ہے
میلا لباس ہے نہ پرانا لباس ہے

۱۹

کل عید کی نماز کو سب لوگ آئیں گے
مجمع میں نانا جان ہمیں بھی بلائیں گے
عریاں بدن ہیں شکل کسے ہم دکھائیں گے
خیر آپ کی رضا ہے تو باہر نہ جائیں گے
نانا تو مومنوں سے بغلگیر ہوویں گے
ہم دونوں بھائی گھر میں گلے مل کے روئیں گے

۲۰

یوں رشتۂ سخن کو دیا پیاروں نے جو طول
رنج و قلق سے دست و گریباں ہوئیں بتولؑ
کہنے لگی یہ مصطفیٰؐ و دخترِ رسولؐ
ملبوسِ عید چاہیے پھر ہو نہ تم ملول
بس دو گھڑی میں اور کوئی دم میں آئے گا
خیاط لے گیا ہے وہ اب سی کے لائے گا

۵۲۱

تیار شام عید ہوا ناگہاں بحال
لایا وہ نذر آل کو جوڑا شفق کا لال
گھنڈی کی جا تارے گریباں کی جا ہلال
زرریز کہکشاں کا کمر بند بے مثال
زہراؑ کے پیارے کہتے ہوئے ان کے پاس آئے
کیوں اماں جان سی کے ہمارے لباس آئے

۵۲۲

فرمایا فاطمہؑ نے کہ بھولی میں ایک قصور
خیاط لائیگا تو میں پہناؤں گی ضرور
نزدیک کبریا کے کوئی شے نہیں ہے دور
یہ سنکے لیٹے فرش پہ عرش خدا کے نور
ملبوس کے خیال میں خوابیدہ ہو گئے
جاگے نصیب خواب کے یعنی یہ سو گئے

۵۲۳

صدیقہؑ کو نہ خواب تھا نہ چین زینہار
اقرار سے لباس کے تھیں سخت بیقرار
آخر بچھایا اپنا مصلیٰ با انکسار
تازہ کیا وضو کو بھی اشکوں سے بار بار
تعظیم بارگاہ جناب الٰہ کی
دل سے دعا زباں سے فغاں لب سے آہ کی

۵۲۴

گویا ہوئی یہ دختر پیغمبرؐ زمن
اے عیب پوش خالق و ستار و ذوالمنن
تو نے کیا ہے رات کو بندوں کا پیرہن
لیکن ترے حسینؑ و حسنؑ ہیں برہنہ تن
کیسی یہ عید آئی کہ رنج و الم ہوا
فاقے کے دکھ میں یہ مرے پیاروں کو غم ہوا

۲۵

کپڑے کہاں ہیں ان کو جو دو نگی دم سحر
ننگے رہے برس کے برس دن مرے پسر
زینت سے بیکس بچے پھریں گے ادھر ادھر
رہ جائیں گے سوچ کے دکھو مرے جگر
اطفال خاص و عام بغلگیر ہوں گے
یہ کم نصیب ماں کے گلے مل کے روئیں گے

۲۶

تو جانتا ہے یاں ہے نہ خیاط نے لباس
بالکل تری کنیز کو ہے ہر طرف سے یاس
بہلا دیا ہے میں نے کہ پہنو نہ ہو اداس
اب ہوں خیال وعدۂ خلاقی سے بے حواس
صدیقہ نام رکھا ہے تو نے بتول کا
جھوٹا نہ ہووے وعدہ صدقہ رسول کا

۲۷

یا رب دروغ گو تری خیر النسا نہیں
یا کبریا عمل میں مرے کچھ ریا نہیں
قانع ہوں میں حریص لباس و غذا نہیں
تابت تری کنیز کے سر پر ردا نہیں
خیر الورا کی بیٹی کا حاجت روا ہے تو
مشکل کشا کی زوجہ کا مشکل کشا ہے تو

۲۸

ایوب کی خبر تو قلق میں لی یک بیک
یوسف کو روز چاہ میں روزی دیا کیا
بابا کو میرے تاج سر انبیا کیا
شوہر کو پیشوائے عصمت اوصیا کیا
امیدوار ہوں یہ دعا مستجاب ہو
محشر میں مادروں سے نہ مجھ کو حجاب ہو

صفحہ ۷۵ جعفر خیر

عہ ۱۵ اصل مرثیہ ... میں یہ مصرع نہیں ہے لیکن دفتر ماتم میں ... چھپا ہے۔ اس ... [illegible]

۵۲۹

کل سب لباس فاخرہ بخشیں گے بجا
تو انکو حلہ بخش کہ عریاں بدن پھرا
سر ننگے کر غریبوں کو یا تاج کر عطا
رونق تری زمیں کے یہ ہیں فاطمہؑ کو کیا
مالک کے فضل سے یہ عزیز دو کون ہیں
تیرے کنیز زادے ہیں زہراؑ کے کون ہیں

۵۳۰

مجھکو یقین تھا نہ انہیں تو رولائے گا
زیبا ہے کیا کہ روز عید یہ عریاں پھرائے گا
وعدے ہیں فاطمہؑ سے تو رزق لائیگا
مالک کو رحم انکے لڑکپن پہ آئے گا
اب فاطمہؑ کی شرم و حیا تیرے ہاتھ ہے
وعدہ کیا ہے جس نے وفا تیرے ہاتھ ہے

۵۳۱

مشغول تھیں دعا میں ابھی اشرف النسا
زنجیر در ہلا کے کسی نے جو دی صدا
زہراؑ پکاریں کون کہا بندۂ خدا
فدوی غلام خادم اولاد مرتضیٰؑ
خیاط ہوں حضور کے ہر نور عین کا
لیجائیے لباس حسنؑ اور حسینؑ کا

۵۳۲

[illegible] سے در کو جو وا کیا
رومال اک بندھا ہوا اس نے انہیں دیا
کھولا تو گھر میں پھیل گئی نکہت و ضیا
کپڑے وہ تھے بہشت کے کہ اسرار کبریا
خیرالنساؑ تھی صرف دعا در دو یاس میں
نازل ہوئی تھی رحمت حق اس لباس میں

٣٣

دو موزے تھے وہ تحفۂ زیبِ جنت سرفراز
دستار تھی وہ کُھلا یدِ بیضا کا جس سے راز
دو کرتے تھے وہ عمدہ کہ باصد شکوہ و ناز
اُن کو پہن کے عید پڑھے عید کی نماز
فانوس میں شمعِ طور کی دو نیر جامے تھے
پرنور دو عبائیں تھیں اور دو عمامے تھے

٣٤

خیر النسا نے سجدہ میں سر کو جھکا دیا
اور بیٹوں کو جگا کے یہ مژدہ سنا دیا
دیکھو خدا کے پیارو خدا نے یہ کیا دیا
رتبہ جو ایک تھا سو لباس ایک سا دیا
خلعت میں حق نے پیار سے دو بھائی رکھے
قائم رسول زادوں کی جوڑی خدا رکھے

٣٥

رکھے پھر اُن کے سر پہ عمامے جو یک دگر
دستار کی طرح سے پھرا عرش گرد سر
پڑھ کر دعائیں کپڑے پہنائے جو سر بسر
غل تھا کُھلا جہاں میں اب اور زر کا منہ
پوشاک سے خوزادوں کی یہ شان ہو گئی
اک عید صدقے دوسرے قربان ہو گئی

٣٦

تشریف صبح عید کو خیر الورا جو لائے
بیساختہ نواسوں کے خلعت پہ مسکرائے
دامن پکڑ کے پوچھا یہ کپڑے کہاں سے آئے
وہ ماں کے سمت مڑ کے بتانے کہ سب پائے
بھیجے ہیں یہ خدا نے کہ تم نے بنائے ہیں
ہم نے تو اماں جان کے ہاتھوں سے پائے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۱

جبریلؑ بھی بہ رنگ پریدہ فلک سے آئے
پیشِ نبیؐ خدا کا یہ رنگیں پیام لائے
جھک کر کہا حضور ہیں کیوں اپنا سر جھکائے
جو رنگ کہئے صانعِ قدرت ابھی دکھائے
حاکم ہے صبح و شام کے خورشید و ماہ کے
مالک ہے زرد و سرخ و سفید و سیاہ کے

۴۲

ابریق و طشت جلد بس اب کیجئے طلب
پانی غلام ڈالے نچوڑیں رسولِ رب
چاہیں گے جو خود آپ وہی رنگ ہوگا اب
حاضر نبیؐ کے سامنے ساماں ہوئے یہ سب
حضرت نے حلۂ حسنؑ مجتبیٰ لیا
ابریق کو ادب سے ملک نے اٹھا لیا

۴۳

پوچھا نبیؐ نے رنگ تو بولا وہ خوش کلام
نانا میں رنگِ سبز کا عاشق ہوں والسلام
تب پانی ڈالنے لگے جبریلؑ نیک نام
شہ نے دیا فشار تو وہ سبز تھا تمام
اس پیرہن سے قدر زبرجد سوا ہوئی
ہر تار پر بہارِ زمرد فدا ہوئی

۴۴

اس رخت سبز گوں نے حسنؑ کو یہ خوش کیا
تسلیم کر کے ہاتھ سے نانا کے لے لیا
چاہا کہ پہنے تن میں وہ ملبوس پر ضیا
جو ماں پکاری وہ تو ہو تم خاص کبریا
کرتا ابھی ہے سادہ مرے کربلائی کا
ٹھہرو حسنؑ کہ دل ہے کڑھے چھوٹے بھائی کا

۴۵

پھر جامہ جلد جلد اوتارا حسینؑ نے
پوشش نبیؐ کی تن میں سنوارا حسینؑ نے
ہنس کر کیا نبیؐ سے اشارا حسینؑ نے
بھائی پہ دیکھا پیار تمہارا حسینؑ نے
پوشش نبیؐ کی تھا طشت میں جو پڑا ہوا
کاندھے پہ ہاتھ رکھے نواسا کھڑا ہوا

۴۶

کی عرض جلد رنگئے نہ دیر اب لگائیے
مڑکر رسول حق نے کہا آگے آئیے
رنگتے ہیں ہم جمال مبارک دکھائیے
کس رنگ کا لباس ہو یہ تو بتائیے
ہنس کر کہا کہ آل کا درجہ بلند ہے
ہمکو تو سرخ رنگ ازل سے پسند ہے

۴۷

ابریق نے خمیدہ سر و دست خم کیا
ظاہر وکیل حق نے پھر اپنا ہنر کیا
حلہ جناب شاہ شہیداں کا تر کیا
قدرت کے آب و رنگ نے اپنا اثر کیا
فوراً ابھر کے طشت سے تری نیا اُسکا ڈھنگ تھا
حلہ نبیؐ کے لال کا یاقوت رنگ تھا

۴۸

مشغول شکر میں ہمہ تن پنجتنؑ ہوے
اور سبز پوش خضر کی صورت حسنؑ ہوے
گلگوں قبا حسینؑ بوجہ حسن ہوے
بیاختہ رسولؐ خدا خندہ زن ہوے
بولے کہ خوب جلوۂ نور و ضیا دیے
قدرت کے رنگ آج خدا نے دکھا دیے

۳۴۹

ان تیوروں پہ عقل کے [illegible] لرزتے ہیں
چتون پہ [illegible] الماس عدو الٹ کے گرتے ہیں
آنکھیں جو ہے وہ دوختہ کو عدو مان کرتے ہیں
کاسہ سب ہیں [illegible] بڑ بڑ اٹھتے ہیں
[illegible]
[illegible]

۳۵۰

خنجر کا صفحہ [illegible] ان ابرو جبال باہوا
آئینہ [illegible] دیکھ میان جہاں کا ہوا
پیدا [illegible] حسن کا [illegible]
ان میں لہو حسین کا [illegible] ہوا
[illegible]
[illegible]

۳۵۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۵۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۳

وہ عید کیا تھی خاتمۂ پنجتنؑ کا دن
عاشور قتلِ نائبِ خیبر شکن کا دن
بے چادری آلِ رسولِ زمن کا دن
اندوہ شیعیانِ حسینؑ و حسنؑ کا دن
تصویرِ پنجتنؑ کی زمانے سے اُٹھ گئی
ہر عید فاطمہؑ کے گھرانے سے اُٹھ گئی

۵۴

تھی عید سب شہید قضا کے گلے ملے
اور خنجرِ ستم شہہ کے گلے ملے
اصغرؑ بھی جبکہ تیرِ جفا کے گلے ملے
جا کر حسینؑ آلِ عبا کے گلے ملے
دیکھا کہ اڈیں غش میں ہیں بابا پیادہ سے چھوٹ کر
جیسے گرے زمیں پہ تسبیح ٹوٹ کر

۵۵

فرزند کے قلق سے کوئی ماں تھی نعرہ زن
بھائی کے غم میں کرتی تھی نوحہ کوئی بہن
بابا کو رو رہا تھا کوئی طفلِ خستہ تن
ہاہے وہ قحطِ آب وہ سوکھے ہوئے دہن
شرمندہ ایک ایک سے ہونے لگے حسینؑ
منھ ہر طرف سے پھیر کے رونے لگے حسینؑ

۵۶

آئے قریبِ مسندِ پیغمبرِ خدا
سوچا کئے کھڑے ہوئے پھر شاہِ کربلا
آخر اُتارا سر سے عمامہ رسولؐ کا
چوما اور اسکو تکیہ پہ مسند کے رکھ دیا
کھولا کمر سے جبکہ کمربند مرتضےٰؑ
رویا کمر کو تھام کے فرزند مرتضےٰؑ

۵۷

پھر سب لہو بھرے ہوئے کپڑے اوتار کے
مسند پہ اپنے نانا کی۔ رکھے سنوار کے
پوشش اور بھی اُٹھے ترحم بہار کے
پھر چپ رہے ادب سے شہ نامدار کے
حیرت تھی کیوں لباس اوتارا حسینؑ نے
اب قصد کیا کیا ہے شہِ مشرقین نے

۵۸

گھبرا کے فضہ دوڑی سوئے شاہِ حق شناس
اور دیکھا پشت و سینہ کو پھر چھم کے آس پاس
پوچھا تو زادہ تم نے اوتارا ہے کیوں لباس
ہاں سب بتاؤ جلد کہ زینبؑ ہے بیحواس
بارانِ سنگ و تیر و تبر کی جا نہیں
ناوک تو کوئی آہ جگر میں لگا نہیں

۵۹

شہ بولے زخم تیر نے کا میرے جگر میں ہے
اکبرؑ کے دل کا گھاؤ ہر اک دم نظر میں ہے
کہدو بہن سے بھائی خیالِ سفر میں ہے
منزل پہ پہونچا قافلہ شبیرؑ گھر میں ہے
فرمائش اک کرونگا تمھیں بھی بلاؤنگا
اب رن کو جاؤنگا تو کبھی گھر نہ آؤنگا

۶۰

زینبؑ بھی تھی قریب تماشہ کا یہ کلام
گھبرا کے سوچنے لگی دل میں وہ تشنہ کام
فرمائش اور کیا ہے کہیں گے یہی امامؑ
مرنے کو جاتا ہوں مرے بچوں کا ہاتھ تھام
سب مر چکے حسینؑ کی اب موت آگئی ہے
کہتے ہیں اب بھی مر نہیں جاتی وہ ہائے ہائے

۷۶۱

ناگہ بہن کو حکمِ شہِ کربلا ہوا
زینبؑ لباس لاؤ پرانا پھٹا ہوا
دیکھو تبرکات میں ہو گا دھرا ہوا
وہ بولی ہائے بھائی یہ ارشاد کیا ہوا
ہے ہے پھٹا لباس شہنشاہ پہنیں گے
رو کر کہا حسینؑ نے واللہ پہنیں گے

۷۶۲

منظور ہے کہ رخت کہن ہو کفن مرا
بے رحم بعد ذبح نہ لیں پیرہن مرا
ہے شرم کی جگہ جو برہنہ ہو تن مرا
مطلب تو یہ ہے آگے مقدر ہے بن مرا
کوئی پھٹا لباس کہیں لوٹتا نہیں
پہنے ہیں ہوں اُنکے بس میں کہ جنکو حیا نہیں

۷۶۳

یا تو حرم خموش کھڑے تھے بحالِ یاس
یا اس بیان کو سنتے ہی دوڑے وہ بے حواس
بکھرا کے بال پھرنے لگے شہ کے آس پاس
کہتے تھے لو اُتارا تھا اُسواسطے لباس
پیشِ خدا لباسِ فقیری سے جائینگے
کپڑے پھٹے پہن کے گلے کو کٹائیں گے

۷۶۴

ہر مرد کسی نے ندا دی رسولؐ کو
کوئی حسنؑ کو کوئی پکاری بتولؑ کو
غش آگیا قلق سے کسی دل ملول کو
اک سونگھتی تھی پیار سے زہرؑ کے پھول کو
اکبرؑ کا نام لیکے کوئی خاک اُڑاتی تھی
عباسؑ کو فرات سے کوئی بلاتی تھی

۶۶۵

پہلا ہی تھی کوئی کہ احسان کیجئے
مشکل پڑی ہے یا علیؑ آسان کیجئے
بے وارثوں کی وارثی اس آن کیجئے
ہم سب کو اپنے لال پہ قربان کیجئے
دونوں حسینؑ کے آگے حرم مریں
مظلوم کربلا کی بلا لیکے ہم مریں

۶۶۶

...ہ لائی رخت کہن بنت مرتضیٰؑ
بھائی کو دے کے منہ پہ لیا گوشۂ ردا
استادہ قبلہ رو ہوئے مظلوم کربلا
دیکھا تو پیرہن وہ زیادہ پھٹا نہ تھا
حضرت نے اور چاک وہ رخت کہن کیا
پھر جلد شوق مرگ میں زیب بدن کیا

۶۶۷

...نا جو زیر جامہ نیا شاہ بے وطن
جھک جھک کے پرزے پرزے کیا اسکو وقت فتن
بھائی کی شان دیکھ کے رونے لگی بہن
مرکر سوئے سکینہ پکاری وہ خستہ تن
ہم سب عزیز مرد و عزادار بن چکے
لو اماں بھائی جان کفن بھی پہن چکے

۶۶۸

...لائے کہ یہ وقت اخیر ہے
پہچانے یہ کون بلا میں اسیر ہے
ہے ہے یہ جانشین جناب امیرؑ ہے
سرتاج اہلبیتؑ رسولؐ قدیر ہے
مولائے بیکساں کی اسیری کو دیکھئے
اور تن میں اس لباس فقیری کو دیکھئے

۷۶۹

شہ نے کہا خموش مری بے وطن بہن
ہلتا ہے جن سے عرش یہ ہیں وہ سخن بہن
تم بیٹھی ہو دیکھ کے رخت کہن بہن
ہیں تو وہ ہوں جسے نہ ملے گا کفن بہن
لیکن کفن کا غم ہے نہ سر کی جدائی کا
ناسور ہے جگر میں تری بے ردائی کا

۷۷۰

بولی وہ کانپ کر کہ بہن بے ردا پھرے
بھیا ترے گلے پہ نہ تیغ جفا پھرے
شہ نے کہا خدا نہ کرے جو قضا پھرے
سرکار ذوالجلال سے محضر مرا پھرے
لو زینبؑ الوداع سنبھالو سکینہ کو
ماتم کرو حسینؑ کا پالو سکینہ کو

۷۷۱

پٹکا علیؑ کا اس نے اٹھایا با اشک و آہ
اور باندھنے لگی کمر شاہ دیں پناہ
ناگاہ یوں گری کہ ہلا صحن بارگاہ
چلائی بھائی تم نے بھی کی اس طرف نگاہ
پہلو بدل کے اوٹھتی ہیں اور اٹھ کے گرتی ہیں
سر ننگے فاطمہؑ بھی مرے گرد پھرتی ہیں

۷۷۲

جلدی سے شہ نے زیب کمر ذوالفقار کی
باندھی سپر بھی حمزہؑ عالی وقار کی
حسرت سے چار آئینے نے آنکھ چار کی
مختار جزو کل نے قضا اختیار کی
ہستی نے دی ندا کہ ہے باری حضور کی
بولی قضا کہ لاؤ سواری حضور کی

بند ۶۳

دیکھا جو بانوؑ نے کہ شہ بحر و بر چلے
دامن پکڑ لیا کہ یہ کیا مجھ سے کر چلے
صاحب کدھر چلے مرے والی کدھر چلے
غربت میں سب کو چھوڑ کے نانا کے گھر چلے
ناکام و نامراد و ملول و حزیں رہے
اکبرؑ کے پاس آپ چلے ہم یہیں رہے

بند ۶۴

سب کو وداع شاہ نے بار دگر کیا
اور صدر زیں کو غیرتِ برج قمر کیا
گویا زبانِ حق نے دہن میں گذر کیا
غنچے کے دل میں آ کے بہشتوں نے گھر کیا
زیں سے خواص مہر سلیماں نمود تھے
شبیرؑ اسم اعظم رب ودود تھے

بند ۶۵

آگے جلو میں خاک بسر تھے ابوترابؑ
پیچھے رواں تھی روحِ بتولؑ فلک جناب
دہنے کو دوستوں کے لیے لشکر ثواب
بائیں کو دشمنوں کے لیے مجمع عذاب
مظلومیت کا چہرۂ اقدس پہ نور تھا
رحمت تھی پاس پاس غضب دور دور تھا

بند ۶۶

مانند عمرؑ طے کیا مقتل کی راہ کو
صادق نے نور صبح دیا وعدہ گاہ کو
تیار پایا قتل پہ اپنے سپاہ کو
ہادی نے دی صدا عمرِ روسیاہ کو
ابتک ترے لیے بھی ہے توبہ کا در کھلا
پھر کچھ نہ ہوگا جب مری اماں کا سر کھلا

۷۷
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۸
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۹
[illegible]
اور اک سے اک بڑا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۰
[illegible] کا نام ہے
[illegible] غلام ہے
[illegible] امام ہے
[illegible] تمام ہے
[illegible]
اعدا سے [illegible]

۱۸۱

[illegible]

۱۸۲

[illegible]

۱۸۳

[illegible]

۱۸۴

[illegible] رضوان آکا آبرو
رضوان [illegible] سلطان آکا آبرو
سلطان کا آسرا [illegible] ایمان آکا آبرو
ایمان کا آسرا [illegible] قرآن آکا آبرو
قرآن کا آسرا [illegible] فقر ہوں
[illegible] فقر ہوں

۵۵۵

آدم کا فخر ہوں کہ میں عالی وقار ہوں
عالی وقار ہوں کہ میں حق پر نثار ہوں
حق پر نثار ہوں کہ میں طاعت گذار ہوں
طاعت گذار ہوں کہ میں الفت شعار ہوں
الفت شعار ہوں کہ میں عاشق خدا کا ہوں
عاشق خدا کا ہوں کہ میں دل مصطفیٰ کا ہوں

۵۵۶

دل مصطفیٰ کا ہوں کہ میں نور اللہ ہوں
نور اللہ ہوں کہ میں زہرا کا ماہ ہوں
زہرا کا ماہ ہوں شہِ انجم سپاہ ہوں
انجم سپاہ ہوں تو میں شاہوں کا شاہ ہوں
شاہوں کا شاہ ہوں حجتِ کل کا امام ہوں
کل کا امام ہوں میں علی کا وزیر ہوں

۵۵۷

سب شوق ما سے یہ اس بے خطا کے ہیں
آیا نہیں ہیں ہم کہ عبث اسکے آ کے ہیں
جانے دو یہ بھی بندے تو رب العلا کے ہیں
جاروب کش تو روضۂ خیر الوریٰ کے ہیں
کہہ دو ہمیں نبی کا نواسا ہوں یا نہیں
دریا سے پوچھ لو کہ میں پیاسا ہوں یا نہیں

۵۵۸

دیکھو یہ کون ہے یہ اسیر غم و محن
نسخہ
کونین کا امام نبی زادہ بے وطن
باقی رہا ہے پانچ تنوں میں کہ ایک تن
رونے کی جا ہے حال پہ جس کے ہو خندہ زن
ڈرتے ہو قہر حق سے نہ آہ بتول سے
اللہ رے پھر گئے آل رسول سے

نسخہ
اپنا امام اب ہی نبی زادہ بے وطن

٣٨٩

اب بھی کہ ہو بیاد وطن روح کو فرحت ہے
پیش ہو تمہارے جو کچھ سامنے آ کے تو فرحت ہے
بنا کے کو کہ ہم نے ان کا راز ہے
ہار و بستہ زبان بھی کی
وہاں کی بہار و دل کی

٣٩٠

کہ سود جو ہو وصال تمہاری کہ ہماری ہوں
مرغی جہاں تمہاری تمہاری ہو وفا کر نہیں ہوں
جب کیک ہیں نہیں اثر اے ہمارا ہوں
پا سکوں ہیں کے غم سے غم و فرقت و وہاں ہوں
گر نہیں ہیں یہ آج کے ہم ہوں
دل ہے جان و تن کے ہوں
وصل جان تن

٣٩١

گر ہو وہ بہت کو وہ کی بھی کا وہ نہ آ کر
اپھا ب کہ صفائی کی کو اگر دل طور اختیار
اک سہارا کہ جو کہ ہیں ہو کے ہوں دربیان زار
اب ہے جو ہماری ہیں نہیں بے سر پن بہار
بیچ ہے کہ ہم کو
اس کا آج ان دیکھ

٣٩٢

کیا وہ بھی وقت تھا جب کہ تو اپنی خبر نہیں
ہاں وہ نہیں جو جائے نہیں تو نظر نہیں
جز آہ دو ارغ تیغ فنا میں نہیں ہے جز نہیں
بیچھے ہے آج نہ آ سکا ہیں سر اے کو خبر نہیں
ممکن نہیں کہ فاصلے کو وہ
وہ جان کہ سب کا

نسخہ ۔ پوچھے اگر یزید وہ کس شہر کو گیا ۔ کہنا کہ جیتا قبر میں روپوش ہو گیا

۹۹۳

سن کر کلام سید معجز کلام کا
مانند صبح فق ہوا رنگ اہل شام کا
دیکھا عمر نے قلب پھرا خاص و عام کا
نعرہ کیا کہ سحر ہے یہ بھی امام کا
ان کے فصیح ہونے میں جا سخن نہیں
دولت بغیر خاتمہ پنجتن نہیں ؞

۹۹۴

سچ پوچھیے تو شمر کو رہ توبہ چھوڑ کر
باندھی کمر جفا پہ دل شاہ توڑ کر
تیغیں کھنچی ہوئیں رخ اتفاق موڑ کر
انگڑائیاں کمانوں نے لیں ہاتھ جوڑ کر
غل تھا قبول اب نہیں کوئی سخن ہمیں
مد نظر ہے خاتمہ پنجتن ہمیں ؞

۹۹۵

پہنچے نکل کے نیام میں لب ذو الفقار کے
پہلے پڑھا درود ادب سے پکار کے
پھر عرض کی یہ سبط پیمبر سے ہوا خواہ ہار کے
جوہر یہ چاہئیں کیا گہر آبدار کے
تیغ زباں سے انکو نہ جوہر دکھائیے
اب جوہر حسام دو پیکر دکھائیے

۹۹۶

مقبول یہ گذارش تیغ دو سر ہوئی
پر دست بوس قبضے سے پیک ظفر ہوئی
کھنچتے ہی گرم تیغ دو دم معتبر ہوئی
سورج پکار اٹھا کہ بس اب دوپہر ہوئی
پنجے میں شہ کے تیغ کا افزوں جلال تھا
برج اسد میں مہر کی گرمی کا حال تھا

۹۷

کی جست و خیز رخش نے ہٹتے ہی باگ کے
جیسے پرند اچھلتا ہے شعلے سے آگ کے
دریائے فتنہ ڈوب گیا رن سے بھاگ کے
قبروں کے سونے والے پریشاں تھے جاگ کے
دنیا سے بھی اختر تاباں نکل پڑے
ہیبت سے چیر چیر کے دنداں نکل پڑے

۹۸

تازی کو تازیانہ ہر اک تار رگ ہوا
سایہ سلام کر کے ادب سے الگ ہوا
زیر نگیں فلک بھی دم تاز و تگ ہوا
انگشتری نعل کا خورشید نگ ہوا
یک دفعہ رخش جست میں عجب دھوم ہو گئی
پھر قدر عافیت کو بھی معلوم ہو گئی

۹۹

جولاں امام دیں کا جو رہوار ہو گیا
گردش سے گرد گنبد دوار ہو گیا
ہر آسماں کا دائرہ پرکار ہو گیا
ثابت ہوا کہ قطب بھی سیار ہو گیا
حشر آ گیا جدھر شہ ابرار مڑ گئے
افلاک مثل بیضۂ حلاج اڑ گئے

۱۰۰

قربان ذوالجناح پر اور ذوالفقار پر
چلتے تھے دونوں مرضی پروردگار پر
تاکید کی یہ رخش نے ہر نابکار پر
ہاں غافلو نظر کرو میرے وقار پر
رہوار شہسوار براق جناں ہوں میں
بعد اون کے زیر ران امام زماں ہوں میں

بند ١٠١

پہلا سوار تو نبی کردگار ہے
اور دوسرا یہ دوش نبی کا سوار ہے
گیسو حبیب حق کا اسی کی مہار ہے
عاجز نہ جانیو اسے کل اختیار ہے
پامال شش جہت ہوں اگر حکم شاہ ہو
مولا جدھر اشارہ کریں طے وہ راہ ہو

بند ١٠٢

جب یہ رجز پڑھا فرس نامدار نے
کھولی زباں بیاں کیا ذوالفقار نے
بھیجا ہے عرش سے مجھے پروردگار نے
جوہر دکھائے ہیں شہ دلدل سوار نے
کفار کے لہو میں جو میں غرق ہوتی تھی
اس فاقہ کش حسینؑ کی ماں مجھکو دھوتی تھی

بند ١٠٣

اتنا جگر کا زخم سے زخمی ہوا جگر
کھینچی نہ تیغ رہ گئے یہ آہ کھینچ کر
کاٹے جو تم نے بازوئے عباسؑ نامور
رکھا نہ ہاتھ قبضے پہ بس تھام لی کمر
توبہ کرو تو اب بھی مقرر اماں ہے
ورنہ یہ جان لو مرے قبضے میں جان ہے

بند ١٠٤

حیراں بیان تیغ سے چھوٹے بڑے ہوئے
اس گفتگو پہ کان سپہ کے کھڑے ہوئے
غفلت کے پردے آنکھوں پہ جو تھے پڑے ہوئے
بولے عدو رہیں گے نہ ہم بے لڑے ہوئے
سرگرم یاں فساد پہ بے شرم ہو گئے
اور اس طرف کو حضرت سقّا گرم ہو گئے

هنام

قورقمز عزرائیلدن عقابت فنا اولور

یلغز یکا تیغ دوستلری بلا اولور

ای بکلر ابلسی دنیا اولور

هنام

یوقسه یلوغلاردن قوبان یدی ایکی

بکلر ایکی یدی ایکی

مانام

دونیا جنس اوده ... اولور

یدوار ... یتکی ایلر

نام

یکیت بشنستان دوقن اسلام قرق جنک

الباس تیغ ... الکا

الکا ... اولوب

الکا یتیم ... اولدی

۱۰۹

ہر لب پہ تھی حسام دو دم بین کی طرح
تھی تیغ اسکی پشت پہ تحسین کی طرح
قالب تہی تھے راکبوں کے زین کی طرح
تیغ رواں عروج پہ تھی دین کی طرح
دریائے فوج قلزم آتش میں غرق تھا
تلوار کا ہر ایک شرر رشک برق تھا

۱۱۰

بارش تھی آب تیغ کی برسات سے فزوں
بجلی تھی فوج شام کی رنگت گیا تھا خوں
یاں سقف سینہ گرتی تھی واں پائے گردوں
بیساختہ چمکتا تھا قصر دل زبوں پہ
ہر رگ سے خون ہر بن مو سے نکل گیا
اوچھا جگر تو چاک گلو سے نکل گیا

۱۱۱

چین جبیں کی طرح جبیں سے نکل گئی
پانی جو راہ تنگ تو زیں سے نکل گئی
زیں ایک طرف یہ سطح زمیں سے نکل گئی
جب سر اٹھایا چرخ بریں سے نکل گئی
گردن سے سر لیا کبھی قالب سے دم لیا
بس دم لیا تو تیغ دو دم نے یہ دم لیا

۱۱۲

اک وار میں سواروں کی صف سے پرے تھی
مثل اجل پیادوں کے سر پر سوار تھی
گہ پیش و پس تھی گاہ یمین و یسار تھی
پھر رنگ ہو کے رہ گئی جو صف پکار تھی
حیراں برش نے اسکی ہر اک تیغ کو کیا
چار آئینے میں اپنے بھی سایہ کو دو کیا

نسخہ ہی

۱۱۳

ہر تیر مثلِ آہوے وحشی رماں ہوا
بسمل ہوئے تیغ سے ہر مرغِ جاں ہوا
کٹ کر بدن سے خون رگوں کی طرح رواں ہوا
ہر چشمِ زرہ پہ زخم کا سب کو گماں ہوا
رگ رگ گلوے حرص کی شاداب ہو گئی
رن کی زمین مسلخِ قصاب ہو گئی

۱۱۴

شکلِ سپر عجب تہِ تیغِ دو سر بنی
ہر تیغ کٹ کے ابروے فوجِ عرب بنی
انگشتری کا حلقہ کماں سہم کر بنی
خالِ رخِ سیاہ سمٹ کر سپر بنی
جس نے اٹھائی تیغ گرا خود زمین پر
بسمل تھا سایہ جسم کی صورت زمین پر

۱۱۵

ناگاہ غل اٹھا کہ دوہائی ہے یا حسینؑ
حقا تمھارے گھر میں خدائی ہے یا حسینؑ
قہرِ خدا یہ زور نمائی ہے یا حسینؑ
کس کو مجال عہدہ برائی ہے یا حسینؑ
دکھلا چکے جلال ۔ رحیمی دکھائیے
اب کبریا کی شانِ کریمی دکھائیے

۱۱۶

اللہ رے رحم تیغ کو روکا امامؑ نے
اور دست بستہ پیکِ اجل آیا سامنے
دنیا سے ہاتھ اٹھا لیا اس تشنہ کام نے
پھر ہر طرف سے گھیر لیا فوجِ شام نے
تیر و نگالوں ہجوم تھا زخموں کے باغ پر
جیسے ہجوم ہوا پتنگے چراغ پر

۱۱۷

ناگاہ آیا سامنے خونی بے حیا
جوڑا کماں میں تیر سہ پہلو پئے جفا
بالکل بجھا تھا زہر میں یہ وہ ناوک جفا
پہنچے ہی وہ جگر پہ لگا وا مصیبتا
بارے سینے پہ سر جھکا شہ عالی خصال کا
اور رنگ سبز ہو گیا زہرا کے لال کا

۱۱۸

کھاے جب جگر پہ لگا تھا یہ تیر آہ
زینب کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ با حالت تباہ
چلائی ہائے کیا ہوئی مظلوم کی سپاہ
ہے ہے تڑپتے ہیں امام فلک پناہ
عباس آکے تو تھامے کہ آکر سنبھال لے
کوئی جگر سے تیر سہ پہلو نکال لے

۱۱۹

ناگہ امام پاک گرے خاک پاک پر
کھینچا جو تیر سینے سے تڑپا دل و جگر
چلو رکھا بزیر جراحت جھکا کے سر
جب بھر چکا لہو سے تو کی ریش پاک تر
پوچھا جو ظالموں نے کہا یہ زبان سے
فردوس میں ملوں گا یوں ہی نانا جان سے

۱۲۰

اتنے میں بہر ذبح بڑھا شمر نابکار
منھ پر نقاب پاؤں میں تھے موزے چکودار
دست جفا میں خنجر بران و شعلہ بار
آگے ادب کی جا ہے کروں کیا میں آشکار
مضطر جو ہیں بتائیں کہ کس سمت جاں پھرا
مونہہ سے کہاں ٹھہر کے گیا خنجر کہاں پھرا

۱۲۱

لوں نام اُن مقاموں کا کیونکر زباں سے آہ
مانندِ عرش تھی وہ بلند آسماں سے آہ
رہ رہ کے حشر اٹھتا تھا دونوجہاں سے آہ
سر ننگے مصطفیٰؐ نکل آئے جناں سے آہ
شبیرؑ کے گلے سے جو زہراؑ لپٹ گئی
سمجھا یہ آسمان کہ زمیں اب الٹ گئی

۱۲۲

چلائے مصطفیٰؐ کہ ٹھہر اے لعیں ٹھہر
سہواً یہ ظلم کرتا ہے تو یا کہ جان کر
دریافت کرلے اور دل سے خود پوچھ بے خبر
ہے یہ کس غریب کا تو کاٹتا ہے سر
ہاں ہاں یہ میری فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
میرا حسینؑ ہے ارے میرا حسینؑ ہے

۱۲۳

بس بس یہ بے گناہ ہے یہ بے گناہ ہے
خالق گواہ مخبرِ صادق گواہ ہے
سینے کے نیچے گنجِ علومِ الٰہ ہے
خنجر جہاں رکھا ہے مری بوسہ گاہ ہے
تو کاٹتا ہے حلق وہ کہتا ہے پیاس سے
کیوں بے لحاظ کیوں یہی مہماں کا پاس ہے

۱۲۴

نام و نسب کچھ اس نے بتایا ہے یا نہیں
جامہ عمامہ میرا دکھایا ہے یا نہیں
خلقِ حسنؑ حسینؑ میں پایا ہے یا نہیں
مثلِ رسولؐ جسم میں سایا ہے یا نہیں
سایہ اگر نہیں تو یہ کل کا امامؑ ہے
قتلِ امامؑ قتلِ رسولؐ انام ہے

١٢٥

[illegible]

١٢٤

[illegible]

١٢٣

[illegible]

١٢٦

[illegible]

۱۲۹

وحش و طیور جن و ملک نوحہ خواں ہوئے
ہلنے لگی زمین سیہ آسماں ہوئے
گر گر زمیں پہ خیمے سکینہ طپاں ہوئے
زینب پکاری قتل شہ بیکساں ہوئے
وارث نہیں کوئی بدن پاش پاش کا
اسباب اب لٹے گا برادر کی لاش کا

۱۳۰

تھا ان میں شہ کی لاش پہ انبوہ اشقیا
سر کا عمامہ اخنس ملعون نے لیا
اُڑنے لگے حسینؑ کے گیسو پر ضیا
لی دارمی نے تیغ شہنشاہ اوصیا
نے تیغ نے لباس نہ عمامہ رہ گیا
باقی بدن میں ایک پھٹا جامہ رہ گیا

۱۳۱

پھر بحر ابن کعب نے مطلق نہ کی حیا
مانع ادب ہے آہ مفصل کہوں میں کیا
وہ جامہ کہنہ بھی ستمگار لے گیا
لاشے نے ہاتھ اُٹھا کے کی حق سے التجا
عریاں پھرے فاتح بدر و حنین کا
ستار تیرے ہاتھ ہے پردہ حسینؑ کا

۱۳۲

لاشے کا پیرہن ہوا افغان کردگار
اور دو نو ہاتھ شل ہوئے ظالم کے ایکبار
خیمے سے نکلی دختر سلطان نامدار
جب پہنچی شہ کے لاشے سے ہو کے بیقرار
بچپن میں سب پدر کو خبر کیا تھی بیبی کی
کہتی تھی وا حسینؑ سکینہ حسینؑ کی

۱۲۳ھ

بس اے دبیر پاک ہے یہ نذر جسم و جاں
ہے ابتدائے مرثیہ میں حلہ کا بیاں
آخر میں ہے لباسی مولائے انس و جاں
اسکا صلہ یہ مانگ کہ یا شاہ دو جہاں
دنیا میں پائے خلعت تحسیں سخن مرا
مرنے کے بعد خاک شفا ہو کفن مرا

تمام شد

رباعی

ہے سست کہ چست پر کلام اپنا ہے
لاریب خطا پوش امام اپنا ہے
جو بند سے بند قطع کر لیتے ہیں
ان مرثیہ گویوں کو سلام اپنا ہے

رباعی

شیریں سخنی ہمیشہ کام اپنا ہے
حق کہنے سے ہاں تلخ کلام اپنا ہے
گو مرثیہ خوب نظم کرتا ہے دبیر
ہر بکر و عمرو کو سلام اپنا ہے

رباعی

کیا فکر دوا خاک شفا کے ہوتے
چاندی کی تلاش کیمیا کے ہوتے
خاموش خلاف بندگی ہے یہ دبیر
بندوں سے کہوں حال خدا کے ہوتے

مرثیۂ نہم

یارب مجھے مرقع خلد بریں دکھا
تصویر زندگانی دنیا و دیں دکھا
اُوگتا ہے تخم عفو جہاں وہ زمیں دکھا
سرکار شاہزادۂ روح الامیں دکھا
مٹی مری عزیز اگر وہ زمیں کرے
پھر خلد بھی بلائے تو بندہ نہیں کرے

۲
یارب کبھی جہاں میں وہ دن بھی آئیگا
مجھ سا شکستہ پا جو یہ معراج پائیگا
طالع تو نارسا ہے وہاں لے کے جائیگا
ہاں خضر فضل حق در مولا دکھائیگا
اُڑ کر ابھی میں گرد پھروں اُس رواق کے
دست مراد کو نہ شہپر براق کے

۳
یارب چہل چراغ کی دل کو لگی ہے لو
کس شب نظر پڑیں گے وہ چالیس ماہ نو
قندیل تحت قبہ کی دیکھونگا کب میں ضو
دم سے بس اب وہیں نفس عمر گرم رو
دیکھوں مزار شہ پہ چمک دل کے داغ کی
روضے میں روشنی میں کروں تن چراغ کی

۴
جاؤں وہاں تو دل میں نہ حب وطن رہے
پیش نظر حسینؑ کا روئے حسن رہے
مرنے پہ بھی حضوری شاہ زمن رہے
روضے میں روح صحن حرم میں بدن رہے
بعد از فنا نہ جسم مثالی ملے مجھے
ہاں ظل رحمت شہ عالی ملے مجھے

ن ۔ جنت بھی پھر بلائے تو بندہ نہیں کرے
ایوان بارگاہ سلیمان دیں دکھا
نسخہ ۔ انگشتری عرش کا یارب نگیں دکھا
ن پروانہ نظر ہے تصور میں گرم رو

۹۵

کس مکاں او در یہ دراز تمنا ہے یہ کیا
اوس کی توقیر منصب اعلا ہے یہ کیا
پیری میں کیا ہے آگہ کیکا بالا ہے یہ کیا
بندے کی آرزو میں دیا یا ہے یہ کیا
تالیاں بجھیں یہاں ہیں درد دل حسین بہایں
آہ کیوں رضا کے رفع و دل کی حالتیں

۹۶

پاس اک طرف جان جاں ہے سخن لطف آگئی
پیری کا الزام صورت اوٹھا ہیں پاس ہے
ہم ویرانہ کا لاش آتش ہو تو اوس ہے
الفت کو کاٹو آج اوس پاس ہے
اب بے بسی کی بلا ہے عجب بے سبب ہے
ایسے حسین پر یہ سیاہ کا قصہ دیکھیے

۹۷

عصیاں کا یہ ہیں اک ارادہ ہم اکتساب رنگ
یہ ہیں پیشہ ہے تصویر ہیں زرد رنگ
اوبار ہے طیع اوراق اقبال کو ہونگ
ہم بیکسی کو زرد آرزو گل کا رنگ
ہم ناتواں ہیں زمین پہ دل اپنی آرزو رنگ
جینا ہوں اک بلا ہے بیتاب ہیں رنگ

۹۸

دل مرا وہ سینہ تم قد رعنا کا رہے
آنکھوں میں آئینہ بلبل و سنا رہے
یار کی ہیں ایک ہیں عذار و قرار رہے
فریاد انتہا کا گلاب بہار رہے
بعد رنج میں تنہا رہ ایک دل آگ وہ گوہر
یہ رات اور دو عشق ہوں یار آن کو

۹

آدم کو خلد اور مجھے کربلا نصیب
مجھکو یہ آب خضر کو آب بقا نصیب
بندے کو یہ مقام جو ہو لے خدا نصیب
کہدوں کہ لوح قبر پہ لکھنا خوشا نصیب
حاجی ہوا جو داخل بیت الحرم ہوا
ناجی ہوا جو زائر شاہ امم ہوا

۱۰

اُن طائروں کا جلد سنا مجھکو شور شین
دیتے ہیں راہ میں جو خبر کشتۂ حسین
دکھلا وہ فضا اور وہ روضے کی زیب و زین
روح القدس کو جسکی زیارت ہو فرض عین
توشہ غریب کو سفر کربلا کا دے
پروانہ راہداری دار البقا کا دے

۱۱

اس دائم المرض کی دوا تمہارے ہاتھ ہے
عزت۔ فلاح۔ درد۔ شفا تمہارے ہاتھ ہے
بیدست و پا کی شرم و حیا تمہارے ہاتھ ہے
کاسہ ہے مرے ہاتھ عطا تمہارے ہاتھ ہے
خاک در حسین جو ہمکو نصیب ہو
ذرے کو آج نیر اعظم نصیب ہو

۱۲

پیری نے سب اثاثہ مرا ضبط کر لیا
منہ دیکھتا میں رہ گیا گنج گہر لیا
زور بدن قرار جگر ہوش سر لیا
شاہا ہے بیدلی کہ مسافر کا گھر لیا
اب ایک نقد جاں ہے ابھی اس غلام کا
ہدیہ ہے یہ ضریح حسینی کے نام کا

۳۱۳

وہ پاؤں ہے فلک جو اُس سر زمین پہ ہے
وہ سر ہے عرش پہ جو در شاہ دیں پہ ہے
سجدوں سے آنکھ کے جو ضریح مبیں پہ ہے
تحسین لامکاں کی ہمیں سے کمیں پہ ہے
بے کل خاک پاک پہ یہ ذرہ کا شور ہے
گر چشم آفتاب کی بھی ہے تو کور ہے

۳۱۴

رضوان نامور کو مبارک در جناں
روح القدس کو سدرہ مسیحا کو آسماں
اختر کو برج در کو صدف گل کو بوستاں
مجھکو جناب شاہ شہیداں کا آستاں
پایا یہ جس نے عرش علا اُسکا ہو گیا
جس کے ہوئے حسینؑ خدا اوسکا ہو گیا

۳۱۵

اب کربلا سے شکوۂ درد فراق ہے
رخ نیاز سوے حسینی رواق ہے
کیوں کربلا تجھے بھی مرا اشتیاق ہے
مجھکو تو زیست شوق زیارت میں شاق ہے
صاحب سے اپنے کہکر بُلالیں غلام کو
مرنے نہ دیں یہاں تو جلالیں غلام کو

۳۱۶

اے قبہ منورہ قلبی لک الفدا
اے نینوا کرم کہ میں ہوں سخت بینوا
اے کربلا اماں کہ میں ہوں مورد بلا
اے ماریہ مدد کہ ولا میں ہوں مبتلا
ذرہ ترا ملے تو ہزار آبرو ملے
اکسیر خاک چھان رہی کہ تو ملے

۶۱۷

اے صبر زر شوق تیز تر از ازل یا حسینؑ
پامال ضعف بنیض جمل آہ کے یا حسینؑ
فرماؤ زیں شعل مری الگل بنگاہ یا حسینؑ
یکجا کو نفعوں زی کے ایک و دل بد یا حسینؑ
لبیک سے مراد ساء مراد ہے ... دیجے

۶۱۸

چیدار ہے سکی کہیں اے سرو دیدہ نفس
نظر ہے لال ہے زہیں سے گو خسمور ترین
دل دن سے عمر ترقی کا ہو دیدہ نظارا
نیند و بیان ہے ویدہ خیس آرزی کے
گر آرزی نگاہ کو مکرر ہے بس ترس ہے
ذرہ بنو اس زمیں سے اجل کا تن

۶۱۹

ای زندگی علوم شناق مدد یا علیؑ مدد
طاقت ہے دل کی طاق مدد یا علیؑ مدد
دیوار ہے فراق مدد یا علیؑ مدد
ہے قوت اشتیاق مدد یا علیؑ مدد
بیجود ہے آزار بیکسی حسب کمال ہے
ذرہ کی آرزو ہے طلب کی مجال ہے

۶۲۰

لو حجت حق سے ہے صبا یا امیر آ کے
نا بود ہے شناہ ... بیلیغ ورید آ کے
وہ صبح کرامت ہے قدر آ کے
سب نیک نر و دیدہ شب بیاہ والیگی آ کے
نہ بیں کہا کہ یہ زنیب ترس سحر الفتکے کو دن
بیاں نہ نہ بلکہ انگی ہے بیاں کو دن

٣٢١

سعدی گبی بوستانده گلستان زبان
جنتده بلبلوب سخن زرده گل خندان اولان
سن حضرتی بین صاحب اسلام جهان آن
این معنی‌یی بلندرم صبح کامران
بین بوللده بولبی بولان جهان بیناییه
انصاف ایله بیلک نظم بیرر کمی بیر

٣٢٢

معذور اولیا برونشان معنی نطقه آلاشین
جمالک گبی غنایت بیتی جمال سببه فقط
یکی کی نیم عروس لدی بیر عدن کی الفاظ
صالالیک اولوب غلالی حسن بیان کلاخط
بیر آن فقدر بیر ا سه مضمون بیان البتی
اید سببه اسعه بیر گی بیر اکمل الستی

٣٢٣

گر فرق بیتیار گهر کی ایت بیر بیتی
گرچه گبی بیتیک سبب نظرک بیر آره زین
بال ایله ایله اولوی یه او دنیاده اولیا پادوسین
سایه ایدی کی ده رینه یا ابنا بیر نیا یا رب
یوق کوجه نا امر یولینه غفلت ساعت علتی
ا بیر ایه جر بیر ایا اول درم افنا ای

٣٢٤

گردون جسته ان ای بیر نجات یا رب
دنیاده سن بیات کاوان سن بیار بی
بی عیب حق کی ذات سعاد ایتی از آن
کم ایکاود کلام ندیر بیر ایلیاب یا رب
سن نمنزل نیازه سلکک حسین بیر ایلیه
جهانک خدا کلا ایلک کمی بیرالک حسین یا رب

نزهی - ایر

٤٢٥

باران و قطرہ ۔ باغ و گل و نخل و سنبل و عطر
صحرا و کوہ و بحر و موج و حباب و آب و آتش و دہر
نور و کلیم و آب و تاب و جسم و نفس و نما و سحر
ظلمات و نور و ذرہ و تنویر و ایمان و اثر
قائل ہیں سب کہ بانیٔ مولائے عالم
اور سب کو آفرینش میں اپنی کیا جلا

٤٢٦

بندے ہیں بس نشان ربِ صمد طلبانہ
ہر وقت عاجزوں کی ہے ورد طلبانہ
اس کی منفعت نہیں ہے کسی کو طلبانہ
زہد و ورع اور عبادات اور یہ طلبانہ
ہم کہتے ہیں یہ ہے کہ جہاں ہے کہ حسین ہیں
پالا ہے ہم نے سب کو صفات الٰہی حسین ہیں

٤٢٧

نقاش دو نقش و کاتب و خط و زبان و دہن
معبود و ذات و صفت و ہستی و دنیا
آدم و ملک و زمین و فلک و سپہر و سما
دنیا و دین و صورت و معنی و تن و بدن
سب ہیں یہ سب کے مدعا حسن ادا عیاں
جان آفرین ہے سب کا عاشق ہے جان جہاں

٤٢٨

عشق خدا کا ہے کہ ہے سارا ہے اور ٹھا
افلاک سے عرش تک قضا و بلا ہے اٹھا
ہے کہ ہنا ہے نہایت الطوار سے اٹھا
لیکن حسین میں سب ہیں وہ سب اسے اٹھا
رنج اور درد و غم و بلا جن کا بوجھ
ہے یہ عشق خدا کا یہ حسین کا ہوا

ع۵ اس مصرع کی شرح میں یہ حاشیہ خود مصنف مرحوم نے لکھا ہے ۔ حدیث قدسی متفق علیہ ۔ من طلبنی فقد طلبنی ۔ ومن طلبنی وجدنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی عشقنی ومن عشقنی عشقتہ ومن عشقتہ قتلتہ ومن قتلتہ فانا دیتہ ۔ حاصل ترجمہ ۔ جو شخص میرا طالب ہوا میں بھی اس کا طالب [illegible]

۵۲۹

اللہ رے حسن عشق کہ عشق خدا لیا
لب لباب چشمۂ آب بقا لیا
نعمت ولی کہ دل کی زباں سے فزا لیا
تریاق زہر تشنگی کربلا لیا
بار گران عشق کے حامل حسینؑ ہیں
شاہد^ع۵ خدا ہے عاشق کامل حسینؑ ہیں

۵۳۰

خود بیں نہیں ازل سے خدا بیں حسینؑ ہیں
چشم یقین صاحب یقیں حسینؑ ہیں
گلزار حسن کے گل رنگیں حسینؑ ہیں
پھر حق کے باغ عشق کے گلچیں حسینؑ ہیں
کی طاعت خدا وہ خدا کے فدائی نے
جو جان دی خدا کی فدائی۔ فدائی نے

۵۳۱

یوں تو بہتوں کو عشق خدا ہے بقدر حال
پر امتحان عشق کی برداشت ہے محال
وہ کیا ہے پیاس جسم ہے رنج و غم و ملال
شمع مراد گل۔ گل امید پائمال
یہ بار قابل شہ عالی تبار تھا
ہوگا نہ ہے نہ ایسا کوئی بردبار تھا

۵۳۲

وہ بار کیا تھا ہجرت یثرب سفر کا داغ
سوزش عطش کی دل میں اور اس پر جگر کا داغ
اکبر کا داغ مثل قمر عمر بھر کا داغ
بھائی کا داغ شکل میں مرگ پدر کا داغ
یہ داغ کس نبی نے سہے کس ولی نے
غم کے پہاڑ اٹھائے زہرا کے پھول نے

ع۵ "شاہد" کے دو معنی ہیں معشوق اور گواہ ۱۲

۳۳

وہ بار کیا تھا دربدری اہلِ بیت کی
بے وارثی و بے پدری اہلِ بیت کی
بچوں کی موت۔ نوحہ گری اہلِ بیت کی
درباروں میں برہنہ سری اہلِ بیت کی
گریاں سکینہ شاہِ مدینہ کے واسطے
تسکین کو طمانچہ سکینہ کے واسطے

۳۴

ہمت یہ کی حسینؑ نے امت کے واسطے
سر پر لیا یہ بار شفاعت کے واسطے
باندھا کمر کو چست شہادت کے واسطے
سب کچھ کیا محبوب کی راحت کے واسطے
غربت میں ننھے بچوں سے اگرچہ چھٹ گئے
امت کو عافیت دی تو وہ آفتیں سہہ گئے

۳۵

یہ بار جب پسند شہِ کربلا ہوا
ارشاد ذو الجلال کا یہ برملا ہوا
احسنت اے حسینؑ بہت خوش خدا ہوا
ہر خون کی دیت میں بھی سب کچھ عطا ہوا
ہر شے پہ اختیار ہمیشہ رہا ترا
ع تو فدیۂ خدا ہے خدا خوں بہا ترا

۳۶

اپنا تو ہے یہ ورد کہ قرباں حسینؑ کے
ہیں کلمہ گو نبیؐ کے ثنا خواں حسینؑ کے
محکومِ حق کے تابعِ فرماں حسینؑ کے
بندے خدا کے بندۂ احساں حسینؑ کے
سر پر لیا یہ بار رہِ حق میں سر دیا
پر اپنے پیروؤں کو سبکدوش کر دیا

ع ملاحظہ ہو حدیث قدسی مذکورہ بالا۔ حقیر جعفر

۱۳۷

اب فرق عین سب کو خیال حسین ہے
ان میں عجیب صورت حال حسین ہے
دن ڈھل چکا ہے وقت زوال حسین ہے
[illegible] آسمان [illegible] حسین ہے
[illegible]
صورت [illegible]

۱۳۸

[illegible] اٹھائیے
اور ایک دل [illegible] اٹھائیے
اکبر کی لاش [illegible] اصغر اٹھائیے
دنیا ہے [illegible] اٹھائیے
[illegible]
حسرت [illegible]

۱۳۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حسین

۱۴۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۱

کیا حال ہو گیا ہے مری بے وطن کا آہ
کیا دل دھڑک رہا ہے مری خستہ تن کا آہ
کیا منھ اتر گیا ہے مری کم سخن کا آہ
کیا تن لرز رہا ہے مری گلبدن کا آہ
سانس ایسی لے رہی ہے کہ بابا میں دم نہیں
اکبرؑ کی لاش دیکھنے سے کچھ یہ کم نہیں

۴۲

زینبؑ جواب دیتی ہیں فاقہ ہے تیسرا
بھیا ابھی سکینہؑ کا سن کیا بساط کیا
دیتی ہے وہ قسم کہ حسینؑ شاہ کربلا
سر پیٹتی ہیں آپ سے یہ بڑی نعمتِ خدا
دلبر نہ داغ قبلہ و کعبہ کا دینگی یہ
جان اپنی دینگی آپکو جانے نہ دینگی یہ

۴۳

یہ جو کہا سکینہؑ نے تڑپا سبھوں کا دم
بکرے نے غش کی شہ دیں نے بچشم نم
خالق نے عاجزی پہ ہماری کیا کرم
خاموش تھے حضور کے پاس ادب سے ہم
کیا یاد ور اس گھڑی بھی نہ معلوم ہوئیگا
اب رن کو جائیگا تو معلوم ہوئیگا

۴۴

یہ ہم نہیں حضور نے بہلا دیا جسے
عابدؑ نہیں کہ آپ نے سمجھا دیا جسے
اماں نہیں کہ گوشے میں بٹھلا دیا جسے
زینبؑ نہیں کہ صبر کو فرما دیا جسے
گھر بھر کی جان عاشق شاہ مدینہ ہیں
صغراؑ نہیں کہ صبر کریں یہ سکینہؑ ہیں

بدلہ۔ قسمت نے کی مدد کرم ذوالجلال ہے۔ اب رن کو گھر سے آپکا جانا محال ہے

۵۴۵

ہم سے تو لی اب ان سے رضا لو تو جائیں ہم
گردن سے ننھی باہیں ہٹا لو تو جائیں ہم
ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑا لو تو جائیں ہم
کہنا سکینہ جان کا ٹالو تو جائیں ہم
روٹھیں تو پھر حضور انہیں کی خوشی کریں
پیاری ضدیں کی ہیں جو کہیں پھر وہی کریں

۵۴۶

ایسی ہٹیں بہن کی ہمیں بھی خوش آتی ہیں
اماں کو بھاتی ہیں پھوپھی زینب کو بھاتی ہیں
ضد کیسی ہم غریبوں پہ یہ رحم کھاتی ہیں
اس وقت جان کو جینا بچاتی ہیں
جو اور نا خدا تھے وہ مقتل میں سوتے ہیں
اب غرق ہوتے سب کہ جدا آپ ہوتے ہیں

۵۴۷

شہ بولے بے جدائی کے چارا نہیں ہمیں
اب رو و پیٹو دھیان تمہارا نہیں ہمیں
اللہ کے عتاب کا یارا نہیں ہمیں
کوئی خدا کے سامنے پیارا نہیں ہمیں
عشق خدا کا روز ازل دم بھرے حسین
دنیا میں آ کے وعدہ خلافی کرے حسین

۵۴۸

ہاتھ اپنا پھر سکینہ کے سینے پہ رکھ دیا
ناداں پہ منکشف ہوئے اسرار کبریا
بیساختہ گلے سے جدا باہوں کو کیا
عشق خدا میں سب سے رخ اپنا پھرا لیا
معصوم صبر و شکر پہ آمادہ ہو گئی
قبلہ کو ہاتھ جوڑ کے استادہ ہو گئی

۴۹

چلائی کانپ کانپ کے وہ نورِ چشمِ شاہ
اے خالقِ جلیل تو رہیو مرا گواہ
تیری رضا کے واسطے ہوتی ہوں میں تباہ
بچپن میں دیے لیتی ہوں داغِ حسینؑ آہ
تیرے محبوں پر احسان کرتی ہوں
بابا کو تیری راہ میں قربان کرتی ہوں

۵۰

آئی ندا کہ بچوں سے یہ صبر کم ہوئے
لبیک اے سکینہؑ رضا مند ہم ہوئے
راہی محل سے قبلۂ اہلِ کرم ہوئے
ہشیار دشتِ جنگ میں اہلِ ستم ہوئے
چھوڑا نہ ظالموں نے کسی بے حیائی کو
چھوڑے کماں سے تیرِ ستم پیشوائی کو

۵۱ مطلع

لو بارگاہ ہو گئی خالی حسینؑ سے
باہر نکل کے روتے ہیں زینبؑ بکین سے
چھوٹی سکینہؑ فاطمہؑ کے نورِ عین سے
ٹوٹی امید سب کی شہِ مشرقین سے
سونی ہے قبرِ فاطمہؑ سے یاس ہو گئی
بیٹے سے روحِ فاطمہؑ بے آس ہو گئی

۵۲

اب یاں وہ دردناک روایت کروں بیاں
سنکر جسے گروہِ حسینی ہو خوں فشاں
ہونے لگی تھیں فاطمہؑ جب خلد کو رواں
زینبؑ سے کی تھی ایک وصیت بصد فغاں
رن میں چلے جو لٹنے کو دولت بتولؑ کی
اُس وقت کے لیے تھی وصیت بتولؑ کی

۳۵۳

زینب یہ پیٹتی تھیں کہ کہاں تھا نہیں حسین ہائے
بانو سے صاف زوجۂ عباس نے ادا نہ سنا
بچے غریب بانو کے روتے تھے سب کیا ادا
زنہار ہی تو تھی کہ نہیں کچھ یہ بیکسی کیا
دیتی تھی کہ کیا کبھی ماں جان نہ دیا یہ حسین کا
دیتی تھی آخر کو آئے بارے حسین کا

۳۵۴

زینب پکاری کہ وطن پر دلاور آئے یہاں
روتی کو آتی تھیں بہن کا لاشہ بالانشان
بیکسی حسین سی ہم کرتا ہے ہم اے جوان
ارمان دل کا حضور رہے سے بھائی کا بھیان
بجان لی اب کی بھی دو ان کو اگر یعنی ہوئی
زینب اماں ہی بچاری کا وہیں ادا کرے

۳۵۵

آتی تھی جو درجے غضب سے یا حسین کو
یہ کہتی ہم بھی ہیں بلا یا حسین کو
اپنی ردا کو بھیک سے بچا یا حسین کو
روتا ہی یہ بن کے بابا آیا حسین کو
پھر بابا تیرا سر اکر و داماں غمی کا پھری
یہ غم ہے یہ بھی نصیب ہوا امر دا کا پھری

۳۵۶

نے کربلا سبب یہ ہوا اسکا اختیار
بولیں کہ یا بتاؤ اولاد دو دن اختیار
زینب مری حسین کا تو وہ ہے شبہار
فرمایا بہن بتا کو مرے ساتھ یار
کچھ نے سے کچھ وعدہ سر کی طاعت ہم لبیک
یہ دیکھا کتنا ہر لبیک

[illegible]

سو بار تو پردے سے آئی ہے ادا اس کی آزردہ
اب جی میں وہیں صفحۂ اوراق الٹ بیٹھے گو
شب کو تو سے ہیں لب نے اوس کی اس ہستی کو
آنکھوں کا تماشا بیٹھ فراق اوس سرگرد
کہاں کو ادب ہی بیٹھے ہیں آنکھ تاکل کا امر
اسی وقت ہوگا یوں آنکھ تاب کا امر

[illegible]

آج کی صدا ہے عرش سے لب عاشق یار
اس دن کی تو ہوگا پیار کا اس نینے سے جان بار
عجب ہے ان سے آنکھیں جو کی ترا کا
جب دل سے آنکھیں کسی کا ہوا گیا سنا
ان کو صبا کا وہ صبا حسب سے مراد کی جو ہے
سیر کی طرف سے جو حسن حسین آج کی جو ہے

[illegible]

نظیر کو نہ دیکھا اور مشتاق وہ انتہا
جو سوگوار ہوا ہے جیسے ناز نینے لیلیٰ
مولا دوال ہوا ہے مسا اور یار کیا
لیکن ان دن ہی بہشت سے وہ اس لیلیٰ
دیدہ وہ آنکھ سے بہشت جو نور دار ہوئی
پیش نظر وہ جلال سے اس کی اسرار ہوئی

[illegible]

یاں جوش ہے طبع طرز نو کا تماشا انگریزی ہے
مصرع غزل کی پار استادی کی آگہی ہے
انھی کی آنکھیں ہیں جو یاران ان کی تیغ زنی ہے
صاحب کلام ہیں بیاں ہے بیضعوں کی تیغ ہے
خود نظم ہیں اول آنکھ کا ناز سے
افسانہ ہیں جو بیانوں کا نام ہے

١٤١

آئے طوفان حسین کا اس دو ہوا وفا ہم
بیشک ازل نہ یادگار رہے ازم عدم ازم
بیدل ان جنگ بلوا دو الا کلام ہم
ہنسایا ان کو دو ادب ازل کی فضل ... ازنیں ہم
آئے کہ عیش آئے بیش ہم ... طور ہم
ہم ... ان کی جنتیں ... ان ہوا ری ... فضول ہم

[illegible]

١٤٢

آیا طعون سلطنت جشن کا علم
ونیکا بنا صفور کا آراستہ ہم
ہے کیا کیا ثبوت سے شکل بزم ... لالۂ ہم
آنکھیں کو جلال سے دنیا کا ... ہم
ایں ... ہمیں جنت ... رضوان ہم
ہم ... دولت اقبال ... دین

١٤٣

رفعت ہے جلال و تجمل حضور کو
عالم ہے حسن ادا ہمہ تن ... کو
گل ہے سحر ہے چراغ وادی کا امین طور کو
حیثیت ہے بال بال ہے شگفتہ داو کو
ہنر دری ہے ... جوہر ... نمایاں کی
وہ علمی ہے ... آئینہ آفتاب کی

١٤٤

لاریب ہم ہیں کہ ... پانی رنج کو ہم
ہے جاں ہمیں ... لاجہ ہم
نرنج ہے ... صبح ... تمیں ... بیں ... ہم
جسم ... قدرت ... آب ... بیں
رنگ ... قدرت و ادب ... بیں
باد وقتی صبح ... بندہ ... بیں

۵۶۵

شمع و چراغ و آئینہ و صبح و آفتاب
باغ و بہار و یاسمن و لالہ و گلاب
ناہید و بدر و مشتری و قطب و ماہتاب
آب حباب لعل بدخشاں در خوشاب
یوسف اور ان کے سارے خریدار اک طرف
سب اک طرف ہے رشک ضیا بار اک طرف

۵۶۶

شرح بزرگی رخ و کاکل دراز ہے
نسبت سے صبح و شام کو یہ امتیاز ہے
قصر نماز کو کہ سفر میں جواز ہے
پر وان کی صبح شام کی پوری نماز ہے
عقدے فضائل رخ و کاکل کے کھل گئے
دونو قریب وقت فضیلت ادا کئے

۵۶۷

بہر سواری خلف شاہ امم
ہفت اسپ سپہر نے کی پشت اپنی خم
میکائیل و جبرئیل میں جھگڑا پڑا بہم
وہ بولے میں عناں کا ہوں ذی حق یہ بولے ہم
پر مرگ بیکسی نے کہا شور و شین سے
اب تو ہیں ہم رہ ہوں رکاب حسین سے

۵۶۸

اللہ رے جلوس حسینی کی آب و تاب
نصف النہار خانہ زیں پہ ہے آفتاب
بڑھکر نقیب دبدبہ کرتا ہے یہ خطاب
اے عرش کورنش کہ برآمد ہوئے جناب
رونق فروز شاہ شہیداں ہیں زین پر
کہدو مسیح سے اتر آئیں زمین پر

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۳

لو شہ [illegible] کو یہ معلوم کیا ہوا
جو انگلیوں سے باگ ترا کر جدا ہوا
معراج آسماں کی ہوس میں ہوا ہوا
اسوار عقل رہ گیا چمکارتا ہوا
اڑتے ہوئے یہ مرحلے کہاں اہل فرش سے
لے آؤں ذوالجناح کے مضمون عرش سے

۷۴

آوازہاں اشارۂ ران جنبش عناں
پیکار سب یہ رخش ہے ایسا مزاجداں
تن جائے تو نسیم جو ہو قصد بوستاں
دریا کا دھیان آئے تو ہو کشتی رواں
یوں جلد لے گیا یہ ہر اک جا جناب کو
رکھنے دیا نہ پاؤں زمیں پر رکاب کو

۷۵

مرکب حسین کا ہے نہ دیکھو کہ ہو حسیں
جوڑا عناں ہلال رکاب آفتاب زیں
افشاں چنی ہے یہ عرق افشاں نہیں جبیں
سنتا نہیں یہاں سے کسی کی کج جاں جنیں
چاروں سموں سے نقش بنے جو کہ کیا ہو
اڑ کر عقاب و ہدہد و کبک و ہما ہوے

۷۶

گھوڑا ہے یہ کہ جسکو ہے کوڑا کڑی نگاہ
آنکھوں میں گھر کیا جو نگہ سے لڑی نگاہ
چشم سے دل بڑھا ہے ہرن سے بڑی نگاہ
لالے کا داغ بن گیا جس جا پڑی نگاہ
بوسہ جناب خضر نے دیں اسکی باگ پر
دریا میں ہے وہ چال کہ سیماب آگ پر

٤٧

دنیا بیر چمنکی تیزرو دور انکا بهار ایرور
دولت ایچره اول کاره داقی لیل و نهار ایرور
فنالر طیار پایه اول کابه ییرا ابوار ایرور
بهم ایلنکیل آنکا ایل اهلیکه کوز اقتدار ایرور
دوراندا جواب ایلکیل سیاحت قولوق اوزره ایسکیل
ایکیل سعی دیه جهان ایلی ییرده آی تیکیل

٤٨

شهودی سی بزل نقش دوین اخلاص سیکا اولدی
جانم سنکا قربانی تیش ایل آنکا آدیلی
ایچین بیکنی و دنیا آنکا نجات ایچیال
وال قویدی بیجیبال اوزال اولبس ایکی اوزدن
بیچیکا اوزال دیرون سیدای اکاکشی
بیره کیش ایلکالی بیمه آنکایلی

٤٩

کوکنکی بیر دوست ج دولت سوزی
بیچیلدی بیر مرادین قرین نامداری
صنعت بیر کیکالکان قدرت بیراز دو الکاری
اوسنیدی بیر شنکل سیلکی حیثیتن یادی بیاری
حیثیتن بیرانکی سیله صبر دیر انتین تکیلی
بیه فاضل کیکاکان قدرتی قوکالالی

٥٠

زیبا ادیبا بیر کسی طبع آبی
جهان بیله الکونکی سیکل ییرونکا
اور لعلی سیلبه کیمیال سیرکالا
لات آشیم اکم سیمه بیر ده کسی طبی
سالکی ینامکی ایرا اکا نیکل بیر بی
دورتنینیکی کسی الوعی مسی بیرنی

١٨١

یُمن قدم سے سبزہ میں طوطی کی جان ہے
ہر خار حورِ قدسی کی گویا زبان ہے
بالیدہ ہو کے رن کی زمیں آسمان ہے
طفلِ شکم خوشی سے شکم میں جوان ہے
کھولوں وہ بھید ذرّوں کا جو دل اُچھل پڑے
ہنسنے میں منہ سے دانت زمیں کے نکل پڑے

١٨٢

یاں وردِ السلام ہے واں ذکرِ الصلوٰت
یاں بانگِ الاماں ہے اُدھر شورِ النجات
جا سو نکا بیان ہے آخر ہوئی حیات
یاں ٹھیک یہ مثل ہے کہ جتنے منہ اُتنی بات
ذرّوں میں بھر گئی ہے ہوا لامکان کی
پوچھو زمیں کی تو کہیں آسمان کی

١٨٣

کیسی زمیں زورِ پہاڑوں کا گھٹ گیا
رن کیا ہے کوفے کا طبقہ پیچھے ہٹ گیا
دار الامارہ میں بن مرجانہ چھٹ گیا
ایوان ہائے یزید گرا تخت اُلٹ گیا
کچھ چل سکی نہ دولت و زر کی نہ زور کی
دن آج کا ہے شاہوں کو رات گور کی

١٨٤

سب جوق جوش میں ہیں یہ نوبت اب خروش میں
ہر آدم گور میں ہے نہ ہوش تنگ ہوش میں
ہلنے کا بل نہیں فلکِ نیل پوش میں
دیں انگلیاں زمیں نے جا کے سے گوش میں
مُردے پکارے زندوں کو اُٹھ اُٹھ کے گور سے
بھاگو قیامت آئی بڑے زور شور سے

۴۵۵

کافر ادا ان [illegible] بتان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
وہ کون [illegible]
[illegible]

۴۵۶

[illegible] زخم [illegible] آسمان
اور دل [illegible]
[illegible] عیان
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۷

[illegible] جنون لیلیٰ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۹۸۹

وارث ہیں ہم جناب شہِ ذوالفقار کے
کامل ہوئے ہیں فن سے ہم کارزار کے
لی ہم جیا نے تیغوں سے مرحب کو مار کے
اختر کو توڑو ہیں کیا سر اُتار کے
یکتا تھا عبدِ وُد کا پسر اپنے ڈھنگ میں
پر کیسی منہ کی کھائی ہے خندق کی جنگ میں

۹۹۰

عالی نسب ہے ہم سا کوئی فی زمانہ نا
نانا محمد عربی نانی آمنہ
ابنا رنا ہمیں شہِ رسل نے ہمیں گنا
بیٹا ہوں دو وزیروں کا آگاہ ہے منا
جو بضعۃ النبی ہے میں اُسکی کمائی ہوں
نسخہ جس نے رکاب تھامی تھی میں اُسکا بھائی ہوں
نسخہ میت پہ جسکی تیر چلے اُسکا بھائی ہوں

۹۹۱

پوچھو تو کہو خدا و نبی کی قسم تمہیں
تم ہم کو قتل کرتے ہو ناحق کہ ہم تمہیں
کیا کہتے ہوں گے خلد میں خیرالامم تمہیں
مہمان پر کرم تھا روا یا ستم تمہیں
کیسا طعام آب بھی دیتے نہیں ہیں
آب اک طرف جواب بھی دیتے نہیں ہیں

۹۹۲

ہم عالمِ بقا و فنا ہیں خدا کے بعد
مختار برق و آب و ہوا ہیں خدا کے بعد
بخشندہ ثواب و خطا ہیں خدا کے بعد
حاجت روائے خلق خدا ہیں خدا کے بعد
بے اذن آسماں جو ملیں خاک پر گریں
بے حکم گر فرشتے اُڑیں بال و پر گریں

۹۵۳

یہ جو بکھرے ہے سیہ کاکل مشکیں تمام
یہ صنعت ہستی کی ہے موجود یہ دیکھی ہے تمام
ایک ہی ہو بیس کس کے لئے یہ چشمِ ناز تمام
ناوک ان کے ہم نے اٹھا کر دکھائے تمام
کاتبا کبھی بھی قرآن رسول اکرم ہیں
قرآں لکھے کس کے لئے طاعت کو ہم ہیں

۹۵۴

نورِ خدا ہے فاطمہ کے نور عین میں
یکتا ہوں نسل فاطمہ کے تاج ہر دو جہان میں
شیدا ہے چاند دل میں بعد ہر کسی کے قمر کو دیکھیں
وصیا ہے جان سے زمین کا بھی بہشت کی زمیں
بو الحسن کا نگینہ الہ کا نور آفتاب کا
یہ سب ہے اس کے فیض آل رسالت مآب کا

۹۵۵

رطب اللسان ہجر میں ابھی تھی زبان تیغ
جو دست حق سے ساتھ تھا تیغ ہو اس کے غمناک
گردوں پر بھی بیس بچی سا کہ تیغ یوں ہی ہمیشہ
مشہور دو ذو الفقار دو عالم بادشاہ میں
یہ ذوالفقار و حیدر ابن مکان جو تیغ تھا
بیشک ہوں سے عالم کی تیغ دو قدوس تھا

۹۵۶

پھر ضبط ہو سکا نہ علی کی حسام سے
قرآں اٹھا لیا کہ ہو حل بنام سے
مقصود تھا کہ فاش ہو تاویل امام سے
سب قوم ہو غلط کہ بری کر آرا اِمام سے
جب آیا ہی نہ جس کے سبب نصرت آگئی تھی
بیکس ہیں آج آپ تاپان بر سر آگئی تھی

۳۹۷

باشقیا وہ پہ کھینچ کے طرح کی تیغ کا زنداں
وقت ہے تیغ کا رسب جو حسب ابو کیا عیاں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۹۸

اس پہ کھل سے طرف [illegible] آگیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۹۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۰۰

[illegible] تیغ دو دم کو سر پہ [illegible] قصہ تمام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۱۰۱

جس دم چمک چمک کے یہ جوشن پہ جا پڑی
تھی چار آئینے کو چکا چوند اوس گھڑی
پوچھو زرہ سے جس نے اٹھائی تھی یہ کڑی
کہتا تھا ثعبان اجل عقل اب لڑی
پھل تیغ کے زرہ پہ نہیں رہنے گئے ہیں
یہ اوس چاٹتے ہوئے دو سانپ پھرتے ہیں

۱۰۲

یہ صف کی صف قلم وہ پرے کا پرا قلم
قلب و جناح و میمنہ اور میسرا قلم
اک سر نہ گرنے پایا کہ تھا دوسرا قلم
مرغ ہوا کے پر تھے پرے سے ورا قلم
تن سے ملاحدہ کے ہوئے سر علیحدہ
رن سے علیحدہ ہوئے ڈر کر ملاحدہ

۱۰۳

ناگاہ اک جوان قوی الطبی لقب
اژدر نفس مرید ہوس اشجع عرب
اس قہر سے بڑھا کہ امان بھی ہو غضب
کہتا تھا میری تیغ وہ ہے اژدہا نسب
سایہ جو ٹوٹ کے اڑ کے فلک سے زمیں سے ملے
کاٹے تو کاٹے کا نہ نشاں کہیں سے ملے

۱۰۴

سیفی کی طرح یاں سے چلی سیف قلع گیر
پھر تو ہلی نہ تیغ نہ برچھی نہ گرز و تیر
جوہر کے منہ کا ایک نوالہ ہوا شریر
چلائے خاص و عام پکارے جوان و پیر
جوہر کے خود و بر و سے دنیا دہل گئی
قدرت خدا کی سانپ کو چیونٹی نگل گئی

۵۰۱۴

مشغول تھا جہاد میں یوں شاہ تشنہ کام
با تیغ شکار کھیلتا تھا ضیغم حسام
مرقوم ہے کہ ابن شہ سلطان تھی نیام
آیا تھا صید گاہ میں با جاہ و احتشام
روز ازل سے عاشق شبیر اعلیٰ کا تھا
مجنوں تھا قیس ایسی لیلیٔ تیغ کا تھا

۶۰۱۴

سر کو فرات تھا جمع سوار کی جلو رساں
بجلی تھا اس کا ابلق آہو بھی تیلیاں
اور ہنر میں جو تیر جو سایہ سے نمی بسیاں
رہی ہیں گرد و تیر ایاں کو جو زبان زباں
اکھٹو دل ایک ہر و بھی اڑنے کی زھر میں
جھونکا اس کا ہو آئے ہیں ایسے کے سایہ میں

۷۰۱۴

دیکھا کہ آہوان ختن سے بندھی قطار
بائیں طرف سگان شکاری وفا شعار
تازی ہرن وہ جرہ کو سلے ہوا تیز بار دار
زیں سے کمند ہیں کا اقبال سے بھی کا ہو
رونق فرو وہیں بچا پشت ہت سند بند
جسم ہرن [illegible] کو فلک بلند

۸۰۱۴

ناگاہ اک ہرن ہوا صحرا سے آشکار
تازی کی طرح تیز کے بڑھا قیس نامدار
اک چوکڑی بھری کہ ہوا جو نظر سے پار
پیچھا ہی پایا ادن سے گھوڑا دوڑا کے شہسوار
صحرا سے وہ ہرن اُدھر کو وہیں گیا
عالم سے قیس ہیں عالم اندر وہیں گیا

۱۱۰۹

دیوانہ وار دل سے یہ کہتا تھا وہ جری
آہو تھا یا کہ جیسی ہیں آہو کے تھی پری
شوخی تھی مثل چشم ہر اک عضو میں بھری
رفتار وہ نہ جس سے چلے سحر سامری
گم ہونے سے شکار کے سرور کمند تھا
آہو کے غم میں نعرہ یا ہو بلند تھا

۱۱۱۰

نازل بلائے تازہ ہوئی سر پہ ناگہاں
بیشے سے ایک شیر قوی تن ہوا عیاں
صورت مہیب قہر خدا آفت جہاں
دیکھے نہ آنکھ بھر کے جسے شیر آسماں
نسخہ منھ کھولے دم علم کیے قصد شکار پر
لپکا ڈکارتا ہوا اس تاجدار پر

۱۱۱۱

لو لگ گئی خدا سے پھر اس تیغ کام کو
رو کر مڑا مدینۂ خیر الانام کو
آواز دی امام علیہ السلام کو
نسخہ دیکھو حسینؑ شیر سے گھرا غلام کو
پنجے میں موت کے ہیں تڑپتا ہوں ڈر سے
شیر خدا کے شیر بچا مجھکو شیر سے
نسخہ - دوڑو

۱۱۱۲

حضرت کو عرضیاں تو میں لکھتا رہا مدام
آیا نہ حضور کے شقّہ بھی میرے نام
جاتا جو ملک و مال کا کچھ غم ہو یا امام
پر لے چلا جہان سے دو حسرتیں غلام
اک اشتیاق روئے شہ دیں پناہ کا
ارمان دوسرا علی اکبرؑ کے بیاہ کا

۱۱۲۳

بیتی [illegible] کو دکھا [illegible] فاقوں وہ فرزند
[illegible] غلام آکے [illegible] بہن [illegible] طلب
[illegible] دیکھا [illegible] بیاں [illegible] کا [illegible]
[illegible] بھیا [illegible] کا [illegible] غضب
وہ [illegible] لیے [illegible] نہ [illegible]
[illegible]

۱۱۲۴

اب [illegible] کو مرا آخری سلام
[illegible] مصطفیٰ کو مرا آخری سلام
عباس باوفا کو مرا آخری سلام
فرزند مجتبیٰ کو مرا آخری سلام
[illegible] کو دولت [illegible]
آقا غلام [illegible] حضور

۱۱۲۵

بعد فنا کے [illegible] نصیب کسی کو ملا نہ دو
[illegible] کی موت کسی کو ملا نہ دے
بیٹی کا [illegible] کسی کو ملا نہ دے
[illegible] کسی کو [illegible]
[illegible] حسین کو
[illegible] حسین کا [illegible] حسین کو

۱۱۲۶

کیا کیا [illegible] حسن کے لیے
عباس نے [illegible] حسین کے لیے
زینب کے لال [illegible] کے لیے
قاسم [illegible] ابن حسن کے لیے
[illegible] حسین [illegible] کے لیے
[illegible] مری جان [illegible]

۱۱۱۷
بیدل و دردِ دل حسنِ بتاں سے سنگ ستاں کھاوے بیزار
جو کہ بے درد و زخمی ہوں بس پیتے ہیں آب زخم نگار
اس فوارے سے صدا اے قسمت بس آتش تیر نبار
لے تیغ ہو تیار ہے آ کر آ بس بیچ ہو نرشار
[illegible] ارمان ذرا اول دنیاں آس کو ہوون

۱۱۱۸
پھر اے تیغ نہ فضا حسن سے کیا کلام
ہے عمر عالم ساری آس ان بس بے کام
جو کہ بس و دل بس شمع ادا کرے بس غلام
[illegible] کا دل بس دیا دل بس بے آرام
[illegible] کہاں کی آس بس [illegible]

۱۱۱۹
اگر ہمیں غلام ہے نہیں کیا کوئی سبب
جو دل ہیں کیا کہا بیس کیا ہم کو عضب
دل ہیں لیوں آپ ہی بیت آن تک عمر آ کو ادا کیا کمال
بیچ ہیں آس ہو آن تک عمر آ کو [illegible]
بس قدر ہم کے بس گھٹ گئی بیس [illegible]

۱۱۲۰
بیکس ہوں و شکستہ دل اسیر جفا ہوں
کس واسطے آہ ہے بیکس یاں لمحہ تقدیر نامور
کس باغ کی بلبل ہوں ... تقدیر نالاں
کس آہ کا جواب ہے عالم و بیکس ہے
کس شمع کا پروانہ ہوں ظالم ہوں تباہ ہے

۱۲۱

سر پیٹ کے کہتی تھی یہ ہر غازی کی مادر بار بار
کھولے ہوئے سر گود میں پالا یہ کہا رو کے بیقرار
کیونکر ہو بھلا صبر مرا اب ہے یہی انتشار
عباس ترے بن بھلا کیونکر ہے قرار اے مرے دلبر
اکبر مرا ہے یہاں علی اکبر مرا کہاں ہے
یا رب مرے حسین کی نصرت کو بھیجیو دلبر

۱۲۲

بولے کہ تجھے تاج شہادت ملا مرے دلبر
جو کہتے ہیں کہ ہم بیٹے ہیں حیدر کے جری ہیں
اب تم بھی اولاد ہو حیدر کی نہ بیکس ہو ہراس
آؤ بیٹا قربان ہو اب اپنے امام پر
عاشق ہوں رسول کا بیٹا ہوں میں اور جری ہوں
جاگو بلا کے ہاتھوں ہی کی ہمت حسین کا ساتھ

زینب نے کہا عون و محمد سے اس وقت
بیٹا تمہیں حسین پہ قربان ہونا ہے

۱۲۳

شہ نے پکارا یہ اولاد و قرابت والوں
بیٹا میں تیرے وقت ہوا اطفال کا امان
مشغول ہے شبیر کا دل حضرت کا بیان
جلادوں کا لشکر ہے ادھر اکبر کا نشان
جو کچھ کہ ملے ہمیں دیا ہے خدا نے اب ہمیں
ناکام ہو کے بیٹے چھوڑے نہیں آپ کہیں

۱۲۴

اے ماؤ بانو کو سکینہ کی قسم ہے اب صبر
زہرا کا پیاسا وہ سر ہو سناں پر اے رب
بچوں میں صدقہ ہوا وارث ترا کیوں سوئے ہو
زہرا کی اولاد ہیں عباس نامور
بچوں پہ کیا یہ ظلم ہے اکبر کا داغ
نہ رو اے ماں سکینہ علی اکبر کا داغ ہے

۱۲۵

اُس نے کہا علاج نہ اس داغ کا کیا
بولے کوئی علاج نہیں موت کے سوا
اُس نے کہا لگائیے زخموں پہ تو دوا
فرمایا اشک شیعوں کے ہیں مرہم شفا
جتنا مرے محب مرے ماتم میں روئیں گے
اچھے یہ زخم اُتنے ہی مرقد میں ہوئیں گے

۱۲۶

یہ کہتے تھے کہ زین پہ تڑپے شہ ہدا
چلایا قیس تیر تو پے ہیں ترے فدا
فرمایا سب ہیں جاتا ہوں حافظ ترا خدا
اس وقت آئی کان میں زینب کی یہ صدا
بچھڑے تھے سب حضور بھی بابا کے پاس گئے
بھیا حسین چھوڑ کے ہم کو کدھر گئے

۱۲۷

فوجیں جھکی ہیں خیمہ کو اس آن الغیاث
لاشوں کے روندنے کا ہے سامان الغیاث
سیدانیاں ہیں سخت پریشان الغیاث
تھرا رہا ہے قتل کا میدان الغیاث
اکبر کو روح پاک پیمبر کی ضامنی
اصغر کی ننھی لاش کو حیدر کی ضامنی

۱۲۸

فرما کے یہ نظر سے نہاں ہو گئے امام
جھپکی نہ تھی پلک کہ پھر آئے شہ انام
دیکھا کہ دشمنوں نے کیا رُخ سوئے خیام
غارت گری کے قصد پہ ہے ازدحام عام
بدعت کے در کھلے ہیں رہ چارہ بند ہے
رانڈوں میں شور ہائے حسینا بلند ہے

وله

کوزلرکی حسنک سنه نظرده نه بوقدر آنی
ای کیا خیال یقوشی کبی آتی کوهی ظرف آفتابی
بتکه ایله بین و دل عمری نعمت عمرانی
بیویک و دنیا ایله ایمش بیلن غمزه اکی
کاوسدن بر کی بحورین آنی بقو بولمادی
درد بیلنوک بیلمزایکی خوبان آلتی آکی

رباعی

دل بر دل یاری آه برده کفتم زر ایمیش
اسباب هوا ایلکی زوقی اکمیزر ایمیش
کیدر اوروه عمر آه کاه آیا شه آبی جمال
حیا بیلمز بیلکی بین دلده غمزر ایمیش

رباعی

ای تربت یاری سرور مرا ایکی شاه بین
ای تیغ سیمکی کالوب سین کی ستم بین
کوکل عشقی آیا بار عشقی آن کی الفتا الله
ای خاک ژنقالی آتش تعالی آی جیم ایام بین

رباعی

نار و گلی و بوستان و صحرا دیمش
بیلبل بی روز دیدیسی کی کبیسا دیمش
ای حسن جانی تجلی تعلی اوله دیمش
دنیاده عمک اولدی اول دنیا دیمش

رُباعی

اک دل ہے دبیرؔ لاکھ ارمانوں میں
حسرت ہے کہ ہوں شاہ کے پاؤں میں
نکلے قفسِ تن سے جو وہ طائرِ روح
ہو گرد چہل چراغ پروانوں میں

رُباعی

جو روضۂ شاہِ کربلا تک پہونچا
معراج ہوئی عرشِ علا تک پہونچا
کیا قرب ہے اللہ کا اللہ اللہ
پہونچا جو حسین تک خدا تک پہونچا

رُباعی

عصیاں کا فرمانِ معافی نہ ملا
کی عمر تلف وقتِ تلافی نہ ملا
کس کس سے کیا گنہ کے درماں کا سوال
جز خاکِ شفا جوابِ شافی نہ ملا

رُباعی

گل ہو نہ چراغ جلتے جلتے ؞ ؞
ہو جائے نہ چھاؤں دھوپ ڈھلتے ڈھلتے
چلنا ہے تو چل جلد زیارت کو دبیرؔ
آجائے نہ موت راہ چلتے چلتے

مرثیہ دوم

جب تشنہ لبوں نے صبح کی نوبت کا غل سنا
سامانِ قتل نائبِ ختمِ رسل ہوا
زینب کے گوش زد جو خروشِ دہل ہوا
بولی چراغ اب سحری اماں کا گل ہوا
مشتاق شام سے تھی کہ اس شب قضا کریں
لو اب تو صبح ہو گئی لوگو! میں کیا کروں

۵۲
ثابت جو انتقال نجوم و قمر ہوا
ماتم میں چاک جیب قبائے سحر ہوا
پیدا کفن سپیدے کا افلاک پہ ہوا
مشرق سے آفتاب عیاں تیغ سحر ہوا
نکلے اُدھر آفتاب بھی تیغ کرن کے ہات
انجم نے فاتحہ کو اٹھائے کرن کے ہات

۵۳
واں سینہ چاک چاند کے غم میں سحر کا تھا
یاں دل دو نیم عترتِ خیر البشر کا تھا
در پیش انکو داغ علی کے قمر کا تھا
ہر دم یہ نوحہ زینبِ خستہ جگر کا تھا
کیا جلد رات چار پہر کی گذر گئی
لو صبحِ قتل ہو گئی اور میں نہ مر گئی

۵۴
بیزار کیا اجل بھی ہے زینب کے نام سے
بیٹھی تھی میں تو موت پہ تیار شام سے
پیدا ہوا سپیدہ میں بچھڑی امام سے
بھائی گئے نماز کی خاطر خیام سے
مغرب کا وقت خدمتِ زہرا میں ہوئیگا
اب صبح کا فریضہ تو دنیا میں ہوئیگا

مص

ناگاہ داخلہ ہوا خیمے میں شاہ کا
پردہ اٹھایا لونڈیوں نے بارگاہ کا
پہنچی نگاہ علیؑ ہوا روشن نگاہ کا
پر ساتھ ہی سلام کے نعرہ تھا آہ کا
قبلہ حرم میں چار طرف کو امامؑ تھے
سر خم تھے اور زبان پہ جاری سلام تھے

مص

ناگہہ چمک ہوئی در دولت پہ نور کی
خیمے کے تھمے کو ملی شمع طور کی
غل پڑ گیا محل میں ہے آمد حضور کی
اب سب سے ہے وداع امامؑ غیور کی
چھپ جائیں پیچھے پردے جو ہیں خیمہ گاہ میں
عباسؑ نامور بھی ہیں پہلوئے شاہ میں

مص

کل صبح یہ نمازی خیر النسا کہاں
یہ کربلا کہاں یہ صف اتقیا کہاں
شور اذانِ اکبرؑ گلگوں قبا کہاں
کل صبح یہ موذن فوج خدا کہاں
مغرب کے وقت لوٹ ہے اور خیام ہیں
مابین ظہر و عصر بہتر تمام ہیں

مص

کس گھر میں آج حشر بپا ہو گا صاحبو
کس کا جہاز غرق فنا ہو گا صاحبو
کس کا بزیر تیغ گلا ہو گا صاحبو
جب دو پہر ڈھلے گی تو کیا ہو گا صاحبو
بن بھائی کی جو زینبؑ و کلثومؑ ہوتی ہیں
پچھلے پہر سے فاطمہؑ جنگل میں روتی ہیں

۹

بیٹھی تھی پردہ ڈالے جو بانوئے خوش لقب
عباسؑ کورنش کو جھکے واں بصد ادب
پوچھا سکینہ جان نے کس طرح کاٹی شب
وہ بولی شکر باری ہے آپ سے غضب
پوچھا کہ ہوشیار ہے اب یا کہ سوتی ہے
بانو پکاریں کیا روتی تھی ہم سے کٹی ہے

۱۰

بے پردہ سے تھے سے چچا نے بڑھا کے ہات
واں سے بڑھی یہ کہہ کے وہ سرمایۂ حیات
بس بس نہ بے نصیبوں پہ فرماؤ التفات
اللہ آج شب کو نہ پوچھی ہماری بات
جب دونوں وقت ملنے تغضب کی عطش تھی
اماں سے پوچھیے تو میں کئی بار غش ہوئی

۱۱

سوکھے لبوں کو چوم کے عباسؑ نے کہا
ایسا ہی کام تھا کہ نہ حاضر ہوا چچا
شبخوں کی فوج شام میں تھی شام سے بپا
حضرت نے پاسبانی سادات کی عطا
تا صبح گرد خیمۂ آل عبا رہا
اس پر بھی میں تمھیں پہ تصدق چچا رہا

۱۲

یاں وقتاں حسینؑ نے یاقوت لب کئے
دربار ذوالجلال سے کپڑے طلب کئے
زینبؑ نے سر کو پیٹ کے نالے عجب کئے
بولی سبھوں کے داغ غم تازہ اب کئے
اک نام پنجتنؑ کا ہے وہ بھی مٹاتے ہو
کیا خوب چار زخموں پہ مرہم لگاتے ہو

۱۳

بھائی حسینؑ آپ ہیں تو بہن کہاں
لاتی ہوں کپڑے پہنو یہ پیراکفن کہاں
میت کی قدر بعد شہ بے وطن کہاں
ہر جنازہ دوش امام زمن کہاں
دکھلا دیا یہ خاتم پنجتن مجھے
صدقہ نبی کی گور کا دے تو کفن مجھے

۱۴

رو کر حسینؑ بولے سنو حکم ذوالمنن
جب کہ کہ بھائی ہم سا ہو بے یار و بے وطن
جائز ہے آپ غسل و کفن دے اسے بہن
بھائی تو بہنوں کو نہیں پہناتے ہیں کفن
اسکی تو ہے امید تمہیں سے بہن ہمیں
دشمن روا نہ دیں تو دینا کفن ہمیں

۱۵

وہ بولی کیا ردا بھی ستمگر اوتاریں گے
فرمایا ہاں بہن تری چادر اوتاریں گے
لوٹیں گے گھر سکینہ کے گوہر اوتاریں گے
اصغر کی ننھی لاش کا یہ سر اوتاریں گے
مغرب کے وقت دیکھیو جو ظلم ہوئیگا
سب ہوں گے بے حواس ہمیں کون روئیگا

۱۶

یہ سنکے توشہ خانہ کو زینب چلی اداس
اور پیچھے پیچھے دوڑی سکینہ بھی بے حواس
پھر آئی خالی ہاتھ بہن شاہ دیں کے پاس
مانگا لباس شہ نے تو بولی وہ حق شناس
حاضر ہیں کپڑے عذر نہیں حکم شاہ ہیں
ضد کر کے لے لیے ہیں سکینہ نے راہ میں

۱۷

گردن جھکا کے آگے بڑھے شاہ بحر و بر
دیکھا سکینہ بیچ میں ہے سب کے ننگے سر
ایک ایک کو دکھاتی ہے کرتے بجسم تر
کہتی ہے لوگو آج تو ہے عید کی سحر
ہے ہے پھٹا لباس بدن پر سنواریں گے
کیوں صاحبو کہاں مرے بابا سدھاریں گے

۱۸

تب بولے عیدگاہ شہیداں میں جائیں گے
اُس نے کہا مرے لئے کیا آپ لائیں گے
فرمایا جو تمہارے مقدر سے پائیں گے
اس جا سے نماز جماعت پڑھائیں گے
تم نے جو باپ کو یہ لباس کہن دیا
گویا شہید راہ خدا کو کفن دیا

۱۹

لو اب یہ ضد کرو کہ یہ کار ثواب ہے
دیدو ہمارے کپڑے کہ جانا شتاب ہے
منزل ہے دور راستے میں قحط آب ہے
بی بی کی پرورش کو خدا کی جناب ہے
منہ دیکھ کر وہ بولی بجا آپ کہتے ہیں
پر میں نہیں سمجھتی یہ کیا آپ کہتے ہیں

۲۰

آخر کہاں سدھارتے ہو کچھ بتاؤ تو
جلد آؤ گے قسم علی اکبر کی کھاؤ تو
رخصت تو ہو نا پھر میں خفا ہوں مناؤ تو
مر جاؤں گی تڑپ کے سدھارو تو جاؤ تو
کن بچوں کو یہ رنج یہ صدمے نصیب ہیں
کیا اس جہاں میں ایک ہمیں بے نصیب ہیں

۴۲۱

اب کو کاری کی بنتی ہے کیا انسانا تے ہیں
اسے ہم نے بھی ہمیں ارثنا و آتے ہیں
لوالان کا ہم اور و طوہیں او آ کاثنی ہیں
ان کی طرح بانٹ یوں کر کے الگ الگ ہیں
گشتی ہی تو قدر اب الان الجھی ہیں
چیونتیاں اٹکی ہیں دو الجھی ہیں

۴۲۲

کیوں الاں جاں دل کی بات کیا کیا آہ
کیوں الاں ہیں کی نیند ہیں کیوں بلا آہ
ال ستی کیا ثنا دے کے ہم آہ گئے کیا آہ
بات تو صفت کی ستی کی آہ کیا آہ
بید واری کی عید کا ہ اکیلا آہ

۴۲۳

بید ہی کی بات نہ پیتی بیاں سب
فانی نہ یوں ہم یہ ی کی نہ مری سب
تماشا اور لو بڑا بڑا ان کھو کر سب
بیدو ئی یکبار کہ جاو ہوا اور وقت ان کا
کر ادو بھی نہ جس کی لیبرو سب سب
سب کا بو ہوا دو دور کی لیبی جس سب

۴۲۴

عارفوں پہ ٹیک پڑا ہو وہ ساتھ کیا ہے یہاں
وہ در سے وہ دیکھی ہمیں ابرار او دھر ادھر
آخر کو پٹے سے کے اک بان قرار یہاں مستقر
اس وقت اس [illegible] کا ان ہیں وحشت کی
دل کا تھا سے جان مری کی جان جب
چار دن سے دیکھا آج آج

۳۲۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۲۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۲۹

تسلیم گاہ میں ہوئی مجرے کی دھوم دھام
یوں دفع دفع جانب آقا بڑھے غلام
جس طرح دانے ایک کے بعد اک سوئے امامؑ
پھر آخری یہ فوج کا مجرا تھا والسلام
آنے سے شہ کے جان پڑی جاں نثاروں میں
گویا اک آفتاب ہے ستاروں میں

۵۳۰

شہ نے نگاہ غور سے کی سوئے فوج تمام
دیکھے سلاح نبی پہ تھیں تمام
آہستہ مڑ کے بھائی سے کہنے لگے امامؑ
تکلیف تم کو ہوگی یہ زینبؑ کو دو پیام
خواہر تبرکات کا صندوق بھیج دو
باہر تبرکات کا صندوق بھیج دو

۵۳۱

عباسؑ واں رواں ہوئے کرسی بچھی یہاں
کرسی پہ جلوہ گر ہوئے آقائے انس و جاں
شانِ نزول آیۂ کرسی ہوئی عیاں
آئے تبرکات کے صندوق ناگہاں
سب حاضر حضور امامؑ ہدیٰ رکھے
مفتاح باب علم نے قفل اُن کے وا کیے

۵۳۲

پردہ اُٹھا کے ڈیوڑھی سے زینبؑ نے کی نظر
دیکھا سلاح بانٹتے ہیں شاہ بحر و بر
بیساختہ پکاری بہن صدقے آپ پر
حقدار امیدوار کھڑے ہیں اِدھر اُدھر
آقا ہر اک غلام کے جوہر شناس ہیں
دو بچے بھی فوج حسینیؑ کے پاس ہیں

٣٤٣

گردوں [illegible] شتاب سے دو دو [illegible] افلاک
اور [illegible] سے سات [illegible] آنکھ
[illegible] قیامت [illegible] طرف [illegible] خاک
[illegible]
[illegible]
[illegible] غلام [illegible]

٣٤٤

شفقت سے والد [illegible] اکثر [illegible]
نو [illegible] نگاہ [illegible] افضلات
دنیا میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٣٤٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۳۷

حضرت نے بھانجوں کو گلے سے لگا لیا
تو وہ بھتیجوں کو پیار سے زیبِ کمر کیا
زینبؑ نے سر زمین پہ اپنا جھکا دیا
ناگہ ہوا وہ نورِ تجلّیٔ کبریا
عرشِ علا پہ صلِّ علا کی ندا گئی
خوشبو نبیؐ کی سب کے دماغوں میں آ گئی

۳۳۸

زینبؑ نے پھر نظارہ کیا رُخِ شاہ کا
دیکھا کہ سر جھکا ہے شہِ کم سپاہ کا
اک ہاتھ میں ہے تاجِ رسالت پناہ کا
اک ہاتھ میں نشان ہے شیرِ الٰہ کا
تجویز کر رہے ہیں کسے یہ عطا کروں
منصب ہیں دو عزیز بہت عذر کیا کروں

۳۳۹

بھائی کو چاہتے ہیں علم بخشیں شاہِ دیں
پر بھانجوں سے کرتے ہیں خاطر نشاں نہیں
تجویز تاج کی ہے پہ اکبرؑ حسیں
لیکن کھڑے ہیں قاسمؑ ذیجاہ بھی قریں
حضرت کو انکی دل شکنی کا خیال ہے
بن باپ کا پسر زنِ بیوہ کا لال ہے

۳۴۰

قاسمؑ کی ماں سے مڑ کے یہ اُس نے کیا کلام
کچھ آپ سمجھیں فکر میں کیوں ہیں شہِ انام
وہ بولی میرا لال تو ہے تابعِ امامؑ
زینبؑ پکاریں میرے بھی فرزند ہیں غلام
پر ایک دم کو پاس بلانا ضرور ہے
قول و قسم کا یاد دلانا ضرور ہے

۵۴۱

فضہ سے دختر اسد اللہ نے کہا
قاسم کو اور بیٹوں کو بیبی سے بلا تو لا
باہر نکل کے اُس نے شہزادوں کو دی صدا
برج شرف سے تین ستارے نکل چلے
اکبر تو شاہ دیں کی طرف دیکھنے لگے
عباس مڑ کے سوئے نجف دیکھنے لگے

۵۴۲

گھر میں گئے اور آئے شتابی وہ مہ لقا
قاسم نے پہلے کی یہ گزارش کہ اے چچا
فرمائیے تو حاصل مطلب ہے اس سے کیا
اماں نے دودھ بخش کے قاسم سے یہ کہا
گر جاتے ہو تو قبر میں راحت ہو باپ کو
بیٹا غلام جانیو اکبر کا آپ کو

۵۴۳

زینب کے لاڈلوں نے یہ بڑھ کر کیا کلام
عقدے ہماری اماں نے حل کر دیے تمام
سنئے دیا ہے قبلہ و کعبہ کو یہ پیام
جو آپ کی صلاح وہ زینب کی یا امام
لشکر کی افسری انھیں دونو کو آج دو
عباس کو علم دے اکبر کو تاج دو

۵۴۴

مشتاق اس کلام کے تھے شاہ اتقیا
بوسہ جبینِ اکبرِ گلفام کا لیا
اور مسکرا کے تاج نبی سر پہ رکھ دیا
آنکھوں کے آگے پھر گئے محبوب کبریا
سر تاجِ عرش رونقِ تاج ہو گئی
اکبر کے سر سے تاج کو معراج ہو گئی

۴۲۵

نہ دین اگے دکھانے جوانان چھیڑی عزیزی
علی کھالا امر از دسے سایر آنکھ فریزی
پھچھنلا سے کاپی کا سے ناں آم اوری
آگر ہر تلادہ مر دلب گیے داد سے ہمری
جو لے بوانہ مریگے قتیل جفا گرو
پکھو تیسے ادل وقنچ ضرا گرو

۴۲۶

پتنتیب ہی پاچو یکتیہ نے بار بار
علیہ یکے کی والا نے کیا اسکو بنیعمرار
پیش یہ سے یہ مصنقال نے عولی وکیتہ
کیا یا ہو سے پھی کی پی کی نکال سے تیا اید
فاطر ری کی پھی تید ابرار سے آنی
بابا مر سے ہجاپا گو عملدار ہسے آتی

۴۲۷

بیکس پکار ہ ٹاہ سے اپنی فرو آمی
لبیک سی ناداری یا اور سے بہادر اشی
وا من علیہ کار سے طاقت تیو اشی
خصر دی کا بو ا نے یا دو الا تید اشی
اریتہ ہتا پاگی کہا صدر سے انام تھا
الموہ علیہ سے فتح میں عنادی کا ہام

۴۲۸

کھٹنیاکھا لوں علمر طرف بازید انام
دل جب سے طرف سے شیعہ کا سے ہو عری ادم
منکل زبان ساتھا کان ان شعرا انام
گو کیتہ کار ایا تھا ایتا گیا اکھا انام
عالمر جو تو بکھا در سی سیار کی سی نیکی
بیا نہ جہر کی الاکتیا ستار تیار ان کا
تری دل یا خدا کا ہجۃ طاق علی موغ ہم

٩٤٩

ابن علی نے کی جو تن سے رسانی کی
اس کی عمر سے پہروں دستی و فرمانروانی کی
عرش تک مہر لطافت یہ لطافت کی بلند آوازی کی
جھک کے ان کی پہچان ان ایک فرمان روانی کی
نظروں سے ادا ہو تیرے دل کی اطوار سے کی

٩٥٠

بولا یہ کہہ کے مرغ حرم تیرا سرتاں ہے
جب سے یہ بس بیاں دیکھا ہے وہ قمر تاباں ہے
عمر دراز وقت میں فدا کے انتظار ہے
تنہا سے عمر ان کی آنکھوں کی تکان ہے
ہر زلف کی ہوس کے ساتھ جلوہ تیرا عیاں ہوا
ہر ان ادا کا تیرے سا نہیں یہ آگہی ہے

٩٥١

نالہ و فغان کی صدا تا فلک ہستی
آواز بلبل جو بلبل کی عیون تک ہستی
پیہلا بیٹھا کیا ان کیا لیکن کی آگ ہستی
ہم سے نہ جو کبھی پیدا نہ ہو سکی ہستی
اس کی سی کسی کی پیش نظر ہستی
سن کے یہ کیا بولا ان کے نزدیک ہستی

٩٥٢

اڑا دو مطربوں یہی رنگ کہ بوے زلف ناف ہے
یہ دیکھ سبز کا گل کا لعل صحرا تک ہے
تنگ زباں پہ ان کا حال ہے سنا دل ہے
کچھ نہ دیکھا کس طرح سے زلف و ابرو ہے
سن کے یہ بات اثر نیچے پیدا ہے
جس کی بات یہ لیے سب ان کی جائے ہے

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وله

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷

بائیں جبینوں نے اُٹھائیں جو ناگہاں
دستِ فلک سے چھٹ گئی جوزا کی پھر عناں
اللہ رے دبدبہ کہ دبا اوجِ آسماں
اللہ رے طنطنہ کہ تنا پھر نہ اک جواں
آئینہ ہو کے شرع کا آئین رہ گیا
رستوں سے کفر بھاگ گیا دین رہ گیا

۵۸

رن تھا عرق سے تازیوں کے خوں غرق میں
ہلچل سے ورد ہوتا تھا قارون کے فرق میں
گہ شرق غرب میں تھا کبھی غرب شرق میں
چھپتی تھی برق رعد میں اور رعد برق میں
بھاگیں صدا صدا پہ زمینیں دہل گئیں
زندوں کے گھر تو مردوں کی قبریں دہل گئیں

۵۹

آوردگاہ آہ پہ فوجِ الٰہ سے
روشن ہزار چند ہوئے برجِ ماہ سے
پیاسوں پہ تیر برسے زبس ہر سپاہ سے
بچپن سے آشنا رفقا چھوٹے شاہ سے
لشکر تمام ہو گیا اُلفت انتہا تک
فوج اک طرف شہید ہوا شیرخوار تک

۶۰

جھولے سے آکے خاک پہ سویا جو شیرخوار
گہوارۂ نیام میں چونک اُٹھی ذوالفقار
اعدا کا خون پینے کو یوں تڑپی ایکبار
جیسے بغیر دودھ کے بچہ ہو بیقرار
یوں چھوڑ کر نیام نکل آئی خشم سے
جس طرح اشک صاحبِ ماتم کی چشم سے

۵۶۱

تیغ و نیام سے تھے سب انگشت در دہاں
خورشید ماہ نو کے گریباں سے تھا عیاں
کشتی کو نوح چھوڑ کے طوفاں ہوا رواں
ماہی نے الحفیظ کہا سمک نے الاماں
پرواز شاخ سدرہ سے کی جبرئیل نے
محراب سے بلند کیا سر خلیل نے

۵۶۲

آتش زباں جو تیغ کھنچی سے ہوئی ناگہاں بلند
غل تھا نیام سے کھا در بیاں بلند
ہو گا نجف میں مرہ کا جیسے نشاں بلند
قہر علی سے ہوئیں سب کی دو انگلیاں بلند
کھینچا یہ نقش تیغ نے دست قلم گری نے
اژدر کو دو کیا ہے جناب امیر نے

نسخہ: وہ تیغ دو زباں جو ہوئی ناگہاں بلند

۵۶۳

ہیبت سے نور عین علی سے نبی کی نظر
جبریل نے بھی آنکھ کی دست پاک پر
اسداللہ سرنگوں کہ برآہ ہوئی دو نیم
ترک فلک لرز کے پکارا کہ الحذر
جب تیغ کے نظر سے ہوئے سب طرح کھنچ گئے
نو دار سمت کے لب انقطعن گئے

۵۶۴

روح القدس پکار کے یہ ہمدم ذوالجلال
حیدر کی شدت قوت کی بیاں ہم سنبھال
سب انبیا پیادہ دعا و اتیغ لا ال
لائے ہیں بہر پیش کش شاہ جو تحفہ شغل
پہنچاں ندا ہے ہمت شاہ ہدا کی ہے
حاجت ہمیں خدا سے الف ضعف کی ہے

۵۶۵

یہ امتحانِ صبر و شجاعت کا وقت ہے
مالک کی بندگی و عبادت کا وقت ہے
ان مرحلوں کے بعد شہادت کا وقت ہے
وہ خاص دوستوں کی شفاعت کا وقت ہے
غالب ہے سب پہ کیا ہوا ایسا حسین ہے
سمجھو تو دل میں کس کا نواسا حسین ہے

۵۶۶

پھر باگ لی شبیر نے سرعت کی کی کہاں
اُٹھا اِدھر سمند اُدھر بیٹھے آسماں
گاوِ زمیں ہرن ہوئی بجلی ہوئی رواں
غمزہ وہاں چمک کے پکاری چھپیں کہاں
خالی فقط ہلال پہ دھوکا تھا زین کا
نقرہ رہا فلک کا نہ سبزہ زمین کا

۵۶۷

اک حملہ میں صفوں میں ہزار انقلاب آئے
شبنم کی کیا بساط ہے جب آفتاب آئے
غل پڑ گیا جناب جلالت مآب آئے
مولائے عرش منزل و گردوں جناب آئے
دل بہر پیشوائی تیغ دو دم چلے
سر اوڑ کے گردنوں سے مثالِ قدم چلے

۵۶۸

جوہر میں تھی وہ تیغ سفید آب برگ کاہ
چمکی تو ناریوں کی صفیں ہو گئیں تباہ
ڈوبے وہ آب تیغ میں جنکو تھی اُنکی چاہ
ٹھنڈی ہوئی تو جل کے پکارے وہ روسیاہ
سنتے تھے گرم سرد کو آپس میں لاگ ہے
یہ دیکھو ایک موج میں پانی اور آگ ہے

۷۶۹

ناگاہ رستمانہ بڑھا ایک پہلوان
پہلو نشین زال کا پشن پہلوی جوان
پشت و پناہ فارسیان صاحب توان
آہستے اسکی ڈر کے ہوا رن رواں دواں
پہلے بیان نام و نسب اپنا سب کیا
دریافت پھر حسین سے نام و نسب کیا

۷۷۰

فرمایا یادگار سپاہ و قبیل ہوں
پیش خدا عزیز ہوں تم میں قتیل ہوں
صندوق اسم اعظم رب جلیل ہوں
شہزادہ ملائکہ و جبریل ہوں
حسن البلاد ہے وطن اپنا جہاں میں
آیا صحیفہ حق کا ہماری زبان میں

۷۷۱

ہیں ہوں کہ زین دوش نبی ہر کمال کا فخر
شیر خدا کا لال ہوں نوجواں کا فخر
کوثر کی آبرو ہوں اہل جناں کا فخر
کعبے کا نور عرش کا اوج آسماں کا فخر
نام و نسب سے قدر عجم اور عرب کی ہے
رونق ہماری ذات سے نام نسب کی ہے

۷۷۲

پیدا ہوئے عجم میں عرب جا کے چند بار
جب ہم گئے تو فتح ہوئی ساری آشکار
چلتے ہی مثل راہ کٹی فوج نابکار
دو نو قدم جہاد میں پنجے میں ذوالفقار
بنیاد ہم نے شہروں میں ڈالی ہے دین کی
نقش قدم ہمارا سپر ہے زمین کی

۷۳

بیرو ہمارے نانا کا جو روزبہ[ع] ہوا
ایمان روزبہ کا ہر اک روز بہ ہوا
ذرے سے آفتاب ہوا اک سے سہ ہوا
خدمت میں رفتہ رفتہ شرف اسکا یہ ہوا
ہمرنگ آل ہے نبی کی جناب میں
من اہل بیتی آیا ہے سلمانؑ کے باب میں

۷۴

روشن پدر کا زور ہے دنیا و دین پر
ششدر رہے تھے جبرئیل کے جھگا مین پر
چاہیں تو بیٹھے بیٹھے اک انگلی سے زمین پر
گردوں کی ڈھال چیر کے رکھدیں زمین پر
ہم نو بہار گلشن صبر و ثبات ہیں
ہم شہسوار توسن والعادیات ہیں

۷۵

برجوں کو اپنی مہر سے شمس و قمر دئے
دریا کو اپنی چاہ سے لعل و گہر دئے
بچپنے میں کیا جو ہمیں بال و پر دئے
فطرس کے ذہن میں بھی نہ یہ پیچ پڑے
اس رتبہ کا اسی پہ نقط خاتمہ ہوا
آزاد کردہ پسر فاطمہؑ ہوا

۷۶

کیا ہل اتا خدا نے عطا ہمکو بھوک میں
نادِ علیؑ بھی نبی نے جنگ تبوک میں
عالم کے پردہ پوش ہیں ہم بھول چوک میں
ہم خضر سے کہیں ہیں زیادہ سلوک میں
گویا بنجر ہوئے ہیں بیان صفات میں
بولے ہیں سنگریزے مرے جدکے ہات میں

ع روزبہ حضرت سلمان فارسی کا اصلی نام تھا حقیر خبیر ۱۲

۵۷۷

مطلب ہر ایک حق کی عنایت سے بن گیا
خطبہ ہمارا نام امامت سے بن گیا
محضر نسب کا مہر نبوت سے بن گیا
امت کا کام اپنی شہادت سے بن گیا
جوہر جو حرب و ضرب کے ہیں کھل ہی جائینگے
اب تجھکو دو زباں کی زبانی سنائینگے

۵۷۸

کُن آیہ مباہلہ میں چار تن ہیں بس
نفس نفیس نانا کے خیبر شکن ہیں بس
ابنانا کا ترجمہ ہم اور حسنؑ ہیں بس
امان نسانا میں تو چھ حسن ہیں بس
ہیں چار تن یہ ایک یہ عالی وقار ہیں
جیسے کہ واحد ایک ہے اور حرف چار ہیں

۵۷۹

۱۴ چودہ عدد کے دوست ہیں سب ہیں ہی ہم
جسکا ہو سر قلم وہ ہے بیکار یک قلم
پر میری بیہودی نہیں ہے یہ رتبۂ قلم
سر کٹنے پر رواں ہو زیادہ دم رقم
۱۴ چودہ تنوں کے حق نے یہ سب پڑھا ہیں
دو بار سات سورہ الحمد آئے ہیں

۵۸۰

جھوما سپر کو روک کے منھ پر وہ دو سیاہ
جیسے شب فراق میں عاشق کا دود آہ
یاں سے بڑھا سفیدۂ صبح حسام شاہ
آواز ڈھال سے ہوئی پیدا کہ واہ واہ
کوسوں تھا غل سپر جو کٹی بد صفات کی
سچ ہے کہ دور جاتی ہے آواز رات کی

۵۸۱

اُس نے بھی حملہ غالبِ کونین پر کیا
تیغِ دو سر نے ضرب سے حربونگو سر کیا
گرزِ گراں کے پیش کو زیر و زبر کیا
شمشیر کو اُسنے طائرِ بے بال و پر کیا
سہما یہ ترکش اُسکا کہ سب تیر گر پڑے
کانپا یہ پھل کہ جوہرِ شمشیر گر پڑے

۵۸۲

آیا جلال میں اسدِ اشجعِ جہاں
فارغ ہیں زور دلبرِ حیدرؑ ہوا عیاں
یوں اُسکے تن میں تیغِ دو پیکر ہوئی نہاں
جسطرح در میں فاتحِ خیبر کی انگلیاں
دو ہو گیا وہ دشمنِ دیں ذوالفقار سے
گرنے لگا تو چار کیا ایک وار سے

۵۸۳

چلایا ابنِ سعد تمھیں ہے خیال کیا
اک اک لڑے حسینؑ سے تو یہ مجال کیا
اُنکے حضور تیغ زنوں کا کمال کیا
اسفندیار و بہمن و سہراب و زال کیا
بگڑو لڑو گر نہ ہزیمت ہے صاحبو
اب بھی فتح ہو تو غنیمت ہے صاحبو

۵۸۴

پھر تو بڑھے جنود و قشون سب پئے جدال
جولاں ہوا سمند امامِ عدو قتال
بجلی نکل کے گرد سے چمکی تیغِ خوش خصال
جیسے فلک پہ ابر کے ہٹ جانے سے ہلال
روشن یہ ماہِ نو سرِ دشتِ مصاف تھا
رویت کی وجہ یہ تھی کہ مطلع بھی صاف تھا

۵۸۵

جلوہ کیا امام سلیمان وقار نے

یارب ملی الیاس کو کیا بادہ ابرار نے

دیکھا بت شکن کو دو کیا اوج ذوالفقار نے

دیکھا صفدر کو کیا [illegible] دوالا کار نے

آورد گاہ [illegible] آسمان [illegible]

دن [illegible] آسمان [illegible]

۵۸۶

بیزار [illegible] آسمان نے

[illegible] آسمان نے

[illegible] آسمان نے

[illegible] آسمان نے

[illegible] آسمان نے

۵۸۷

[illegible] سا پہلی

[illegible] سا پہلی

[illegible] سا پہلی

[illegible] سا پہلی

[illegible] ہے

[illegible] ہے

۵۸۸

[illegible] کیا

[illegible] کیا

[illegible] کیا

[illegible] کیا

[illegible] الصفا [illegible]

[illegible] ہما

۴۸۹

جوہر کا سلسلہ تھا الگ سے شگوفوں کا وبال
یہ سیف تو وہ ہے کہ تیغ کی اٹھی ادھر سے اتصال
جب یہ کیا طائران کہ الگ ہو گیا طرفہ حال
حسین کے دل سے نخل کے کمل بن گیا ہلال
تیغ کا دست کو وہ تیغ وہ زینت کہاں پایا تھا
قبضے کا موتیا کا وہ کیا ہی نشان تھا

۴۹۰

کہ اس سر پہ تھی فوج جس میں الگ اور آتی ہے
عاشق تھی مگر جو تیغ سر جدا سے شقیں اپنا آتا ہے
دنیا کی جو دولت ہے کیا چمک دنیا کی لالچ آتی ہے
یہ لال ہے لالہ رو کیں سے گیا لب ابر آتا ہے
سر تیغ کا تیغ کا اس کام آ رہا ہے
یہ نیت سرنگوں کا یہی بس کی نیت ہے

۴۹۱

تیغ حسینی سے جو اس جسم کے تو بگڑ گیا بیشمار
یہ دھار تیر بخت کی دیکھی ہے نگاہ جو ذوالفقار
یہ دہن ہے تیغ کا نیام تک آپ کا ہی اک قطع دار
ذوالفقار ہے یا زباں اہل ایماں کی منہ سے نکلا ہے
سر کو تو دیکھ لیں تیغ سے اصلا ادھر تیغ تھا
کیا یہ سب کا سر و زیب یہی بیں کہ مصرع تیغ تھا

۴۹۲

ان کا نہ ہتھیں میں نہ اس سر پھر جو یہ اتری کہ تھی جناب
کہ یا علی اب تو کہا جب میں تطہیر ہی وہ ذوالفقار
دل لالہ اور دو لا ہے اسلام سر سبز وار
صدمے سے کیو آبا بلبل سے دوسرا بار
دل سے ملک کا الاکا سیر نیچے بھی نہ نکلا
لطف کے ساتھ آ کے نہ ہی جو آ نکلا

۹۹۳

اک ضرب میں یہ تیغ کے سو رنگ کرتی تھی
روشن بصورت مہ نو رنگ کرتی تھی
ہر خار قد کو یہ گل اورنگ کرتی تھی
پیاسے جو خوں کے تھے او نہیں رنگ کرتی تھی
روپوش ریت میں تھیں لب جو کی مچھلیاں
دریا میں جاکے چھپتی تھیں بازو کی مچھلیاں

۹۹۴

سایہ دو نیم رنگ دو نیم اور بو دو نیم
روکیاں شمار ہے کیا آبرو دو نیم
ہر بار چار آئینہ تھا چار سو دو نیم
سینے میں دل تو دل میں ہر اک آرزو دو نیم
دل خوب اسکی کاٹ کی لذت سمجھتا تھا
کٹتی تھی جو گھڑی وہ غنیمت سمجھتا تھا

۹۹۵

آگاہ اہل علم ہیں کیا بیاں کروں
تفسیر لا یمسہ الا المطہرون
پاکیزہ اسکا پھل تھا نجس ظالموں کا خون
صورت تھی کون ربط کی یہ نیک وہ زبوں
پیدا ہوئی تھی ظالموں کا خوں بہانے کو
ہمراہ آب رکھتی تھی اپنے نہانے کو

۹۹۶

اس سے نہ کوئی پہلوے امن و اماں چھٹا
چلہ نہ زہ نہ گوشہ نہ دوش کماں چھٹا
چھوٹی کمان لب کی نہ تیر زباں چھٹا
چھٹنے کو اس سے خون کا فوارہ ہاں چھٹا
اک بوند بھی نہ خون کے مارے نکل سکی
اسکے حضور دھار لہو کی نہ چل سکی

۴۰۷

اے خیال یار سے بے بس [illegible] قہر جن

در سے آزاد اور دل جان آپ [illegible] تن

اپنے خیال یار [illegible] کی بن ماہ [illegible] کمین

زہر کے غم سے [illegible] آگیا [illegible] والا دین

[illegible] یاد [illegible] سے [illegible] بکل آگیا

ویلیاں یار [illegible] بیج [illegible] آگیا

۴۰۸

ایمان و کفر [illegible] و عصیان [illegible] بیاد

وہ زندہ اور [illegible] مردہ [illegible] اقتاد

[illegible] نہ [illegible] ستاد

جو [illegible] ہوا [illegible] یاد

[illegible] جدا [illegible]

[illegible] ارا [illegible] اورا [illegible] دا

۴۰۹

[illegible] صورت الغیاث

[illegible] ہوا فرقت الغیاث

[illegible] اور دل سوزن الغیاث

[illegible] الغیاث

[illegible] کے ساتھ

[illegible] کے ساتھ

۴۱۰

[illegible] نظر [illegible] پی

[illegible] گھڑی

[illegible] گھڑی

[illegible] بتانی

[illegible] مرتب

[illegible] مرتب

۱۰۱

اب یوں بیان کرتے ہیں ارباب اعتبار
فاقے ہیں تین روز کے کی تھی جو کارزار
گھوڑے پہ تھرتھرانے لگا جسم زخمدار
اک ساعت ابن شیر خدا نے کیا قرار
گیسو دکھا رہے تھے تباہی حواس کی
کانٹے زباں کے تولتے تھے قید پیاس کی

۱۰۲

آگے ہے اُس جفا کا بیاں وا مصیبتاہ
شیعوں کے دل پہ چوٹ لگے گی خدا گواہ
بیرحموں کی صفوں سے بڑھا ایک رو سیاہ
برچھی لگائی پشت خمیدہ پہ آہ آہ
سینے سے پھل لبوں سے صدا نکلی یا علی
اور کانپ کر گرا خلف مرتضیٰ علی

۱۰۳

وہ لُو وہ چھاپ ریت کی وہ جسم نازنیں
وہ حربے گرم دھوپ سے وہ سینہ و جبیں
پہلے فلک پہ شمس تھا اور رُخ سوئے زمیں
سایہ جو پوچھیے تیغ و سناں کے سوا نہیں
پھل برچھیوں کے پھول سے سینے پہ کھلے تھے
جو آج رو رہے ہیں دعا انکو دیتے تھے

۱۰۴

حیراں نبی کی رسولوں نے یہ وہ مقام تھا
دیباچہ اس بلا کا شہ دیں کے نام تھا
اُن بھی نبی کی زباں سے کہ شیعو انکا کام تھا
یہ حصہ حسین علیہ السلام تھا
سن سنکے انبیائے سلف جنکو روتے تھے
مولا وہ دکھ اٹھاتے تھے اور شاد ہوتے تھے

٥٠٥م

کوڭلم یار ایله مصاحب اولمیجق بیگانه‌یم

ایکی عالمده آنڭ ایچون [illegible]

ایل عهد ایتدی لعلیڭ کاه و کاه مقام

آزاد ایتمه بنی [illegible] صبح بنام

[illegible]

[illegible]

٥٠٦م

ای دل [illegible] بیکلار

[illegible] ایکی یار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٥٠٧م

یاری [illegible] جفاسی [illegible]

[illegible] وصال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٥٠٨م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١١٠٩

نه بلا ایدی کی اوتین سیل اشکیم ایکسه یابان
لبی جان ایرسه خضر آب بقا یوق کیتسان
حسن دوتی شوق دوقی بیلن دردیم کیبی تیکان
ایکی دایکی یار ارکه وناسم آغرتیکان
شیخ ایل سنا قیصه صمدایه ایرادین کمه
مرهانی قوتقه دوقن محبس کوفن کیم

١١١٠

صابر کوبک آغزیم کیم چکل بیان یاره
صبح کاودن تمنا ماه عزار کی دی کیم آزاه
شیخ ایل سنا ایزی ایزی یتینکی قوی نیلکی سیاه
یار جیش یکاییکی ایرکر اوفر نسم یادیده الاله
ای حصار حفظ بیلن بیلن سیم یا که اوره
یار بیر عمر و سیلکیم کیم دیتیم کیم نیاوه

١١١١

آرتی یلدا کاه صبر و چمل لیلان ازن سین
شیخ ایل کی اوفتی لیکیم بیلن یانا دیوقان ازن بین
کی عرض ایلان یرلیبن کیم مسعود یادیلان بین
قالی بیر ایرسا اتقان کی بیر جنت جوان بین
دولت اوقرایه صبر کیم قایدا دوکهوسیکا
یالی اوقه قصه قیله سی اولوا یتی بوشیکا

١١١٢

ذنده بولایین ودین اره کیم کیم ادکار بیب
بیهریقه قرق آزاده اورسا ارسیب
شیخ ایل کی ارتیق سی ندیبانی اقتیار بیب
یخی ایتی بیلن بیر ایرسه کیم کیم بار بیب
بیر قاتا یولوب ایکه کی مرادی کوتیا
دل سی زیاده قالاق عاقل اوجایا

١١١٣

ہر قلب کو گرچہ ہے تماشا یہ عیاں سب کا حال ہے
بندے کمال عشق کی الفت کا یہ حال ہے
ہے داد و دہش سے کون کیا ملال ہے
بد بال جہاں ہماری قناعت کا کمال ہے
جب دیکھو جس زمیں پر تھی یہ ہو تو فانی
اب جو ہم کو ہے یہ ہم کمال ہے جس کو

١١١٤

انسان کیا بیابیک نہ بیاباں پیدا ہے
پیدا ہے جو آسمان نہ سمندر یہ سب ازل سے
دنیا کو دیکھو فرق شیریں نیز ازل سے
صاحب جسے دیں سبا ہے یہ جو بھی سمندر کا
یہ تو ہمیشہ سے سب جہاں کا یہ ہی صاف اڑ کا
یا فقیر بھی ہر حال ہمیں آج کی دنیا

١١١٥

بد حال یہ حسین نے کیا یاد وفا بار
ان جسم کے نہ شوق سے ہی بے کسی زار
شیفتہ کے کیا وفا یہ وہی آئینے کو دل دار
سب ان کی تابنا کی سب عجز کا تب
یہ ہم سب جہاں کے ہیں ہم کو بتیں
تقشیر فن بدن میں بدن دوں میں

١١١٦

اب یہ زیادہ پیچیدہ روشنی کے سے مقام
جن کو خیمہ سے کبھی نہ آزادی نصیب جنت نام
دوہر چمن نکھار سے یہ تیرا سے دل آرام
نہ نیلے نقطہ و بال نصیب بسا ل آج نہیں
شنہ سے بھی اکثر وصال ہم ہم ذرا نہیں بھی
بدن سے بدن بھی زمیں جان سے بھی

١١٧

جز جسم کا مریض یہ بے دوا نہ تھا
پیاسا ابھی تین روز کا وہ پیشوا نہ تھا
سن شباب میں کوئی بیٹا مرا نہ تھا
بچھڑ تڑپ کے ہاتھوں پہ بیدم ہوا نہ تھا
اک دوپہر میں قتل نہ چھوٹے بڑے ہوئے
یاں خاک پر ہیں چاند سے ٹکڑے پڑے ہوئے

١١٨

ان چار دنوں میں سبط نبی زخم کھاتے ہیں
ظالم جگر کو تیروں کا تودہ بناتے ہیں
نیزہ پہ نیزہ تیغ پہ تیغ اب لگاتے ہیں
مظلوم کہہ رہا ہے کہ ہر دم غش آتے ہیں
اتنا تو دم نہ ہو کہ میں شکر خدا کروں
اور لپٹ رونے والوں کی خاطر دعا کروں

١١٩

لو مومنو لرزتا ہے اب دشت کربلا
لو غش ہوا بتول کی آغوش کا پلا
لو شمر ذبح کرنے کو مظلوم کے چلا
لو اب چھری ہے اور نبی زادے کا گلا
بیٹھے ہوئے نہ تھی کہ گراب نکل پڑی
منھ ڈھانپو اے حسینو زینب نکل پڑی

١٢٠

ڈر کا ہے کہ ذبح نہ ہو جائیں شاہ دیں
چلتی ہیں جلد اور زمیں سوجھتی نہیں
دوان لڑکھڑائیں اور کہیں منہ کے بل گریں
آنکھیں کہیں خیال کہیں اور دل کہیں
بو سونگھتی ہیں خون کے تھالے جو ملتے ہیں
دل کی طرح سے کان کے بندے بھی ہلتے ہیں

١٢١

تا حشر وہ نہ بھولیگی زینبؑ خدا گواہ
جس شکل سے حسینؑ نے کی وا مصیبتاہ
اک آنکھ بند کرتے تھے اک کھولتے تھے شاہ
پھیلا تھا ایک پاؤں تو سمٹا تھا ایک آہ
کچھ سر پہ کچھ زمیں پہ گرا ہی عمامہ تھا
آلودہ خاک و خوں میں پیمبرؐ کا جامہ تھا

١٢٢

دوڑی بلک کے اور گری دخترِ علیؑ
رو کر کہا حسینؑ حسینؑ اور آ گئی غشی
مشتاق بولنے کا ہوا تھا لب نبیؐ
پر لب ہلا کے رہ گئے تھی ایسی تشنگی
اس بیکسی سے مر گئے بن پناہ کی
غش ہو گئی نواسی رسالت پناہ کی

١٢٣

آیا جو ہوش بولی پیمبرؐ کا واسطہ
آئی بہن جواب دو حیدرؑ کا واسطہ
خیر النساؑ کا واسطہ شبیرؑ کا واسطہ
اے بھائی بے زبانی اصغرؑ کا واسطہ
بھیا اٹھو چلو کہ سکینہ تباہ ہے
آفت میں خاندان رسالت پناہ ہے

١٢٤

ان واسطوں سے ہل گیا شبیرؑ کا جگر
چپکے سے اتنا بولے کہ ہمشیر صبر کر
نانا نبیؐ نے دی تھی اسی وقت کی خبر
بے سر حسینؑ ہوگا پھری تو نے گر نظر
یاں رہ کے کیا کریں ہمیں ظالم ستاتے ہیں
اکبرؑ جہاں سدھارے ہیں ہم بھی جاتے ہیں

١٢٥

اس یاس کے کلام سے چھاتی جو پھٹ گئی
بانہیں گلے میں ڈال کے زینبؑ لپٹ گئی
چلائی ہے غضب مری قسمت الٹ گئی
ہم ہی میں بزرگوں کے سب عمر کٹ گئی
مرتے ہو تم بھی ہائے زباں بند ہو گئی
زینبؑ نہ آج خاک کا پیوند ہو گئی

١٢٦

یہ بین کر کے منہ پہ ملا منہ کو ایکبار
بھائی کو لے کے گود میں بیٹھی وہ بیقرار
بولی کہ سر کو دوش پہ رکھ دو بہن نثار
بس ہے تمام ہوتا ہے بھائی بہن کا پیار
سبطِ نبی کے سر سے بہن کی جدائی ہے
بھائی سے بے نصیب بہن کی جدائی ہے

١٢٧

اتنے میں تازیانہ لئے اک شقی چلا
اتنا ہی بس ہے رونے کو گم ہو چکا کہا
لیکن نہ اس جفا پہ بھی زینبؑ ہوئی جدا
شہ نے کہا بہن تری الفت پہ میں فدا
زینبؑ سنبھل سکے جو کلیجہ سنبھال لو
اب تو گلے سے بھائی کے بانہیں نکال لو

١٢٨

جاؤ سدھارو ہم کو گلے سے لگا چکیں
الفت دکھا چکیں مرے دکھ کو دکھا چکیں
کانپی زمین جس سے وہ تکلیف پا چکیں
اب اور کیا ارادہ ہے درّہ تو کھا چکیں
ضربت کہاں لگی ہے ذرا دو بیان کیجے
گھر جا کے اپنے درد کا درمان کیجے

۱۲۹

وہ بولی غم سے آپ کے یہ غم نہیں ہوا
مجھکو نہیں خبر ہے کہ کس پر ہوئی جفا
سوتا دیا ہے مجھکو لگائیں یہ اشقیا
پر تم سے ہاتھ اوٹھائیں ہیں راضی ہے خدا
سر پر اوتاروں سر کو دل و جان فدا کروں
کیوں بھائی کس طرح سے بچھڑ تم میں گیا

۱۳۰

یہ کہہ کے خیمہ گاہ کو وہ خستہ دل گئی
یاں تیغ بوسہ گاہ پیمبر سے مل گئی
دشت نجف میں قبر ید اللہ ہل گئی
تا عرش فاطمہ کی صدا متصل گئی
کیا دیکھتی ہے مڑ کے ادھر خواہر حسین
غل ہے چڑھا ہے ہاے سناں پر سر حسین

۱۳۱

اب انجمن میں شور قیامت ہے اے دبیر
یہ نظم ہے کہ عین کرامت ہے اے دبیر
حیرت ہے کیوں زبان سلامت ہے اے دبیر
ہاں صاحب الزماں کی امامت ہے اے دبیر
آئے وہ دن کہ مہدیٔ دیں کا ظہور ہو
روشن ہو دین تیرگیٔ کفر دور ہو

تمام شد

رُباعی

دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا
کس کس کا نہ یاں ہم نے زمانہ دیکھا
برسوں رہا جن کے سر پہ چتر زریں
تربت پہ نہ اُنکی شامیانہ دیکھا

رباعی

یاران گذشتہ کی خبر خاک نہیں
ایسے ہی گئے کہ اب اثر خاک نہیں
بن چن کے کیا خاک ہنرمندوں کو
اے چرخ تجھے قدر ہنر خاک نہیں

رباعی

دنیا زنداں ہے جائے آرام نہیں
گہوارہ بجز گردش ایام نہیں
آنکھوں میں سپیدی و سیاہی کیطرح
جھپکی جب تک صبح نہیں شام نہیں

رباعی

پیش امرا طالب زر جھکتے ہیں
سجدے کی طرح مجرے کو نہ جھکتے ہیں
سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کیطرح
ہے مال سوا جدھر ادھر جھکتے ہیں

رباعی

ہر سر کا عجب یاں سر و ساماں دیکھا
اقبال اور ادبار کو یکساں دیکھا
دنیا کے خیال میں جو کیں آنکھیں بند
نسخہ
ہم نے تو عجب خواب پریشاں دیکھا

نسخہ فقط

کہو ہر دم یہی ہر دم علی ہی کا ہے زور دم
اور نبی نے دیں کا وصی کیا ہو اگر مقصود
ہیں یہ کیا آب دنیا سے ذوقِ حق الٰہی کا حکم
در من کنم بتا کہ جہاں مرتے ہیں پر اعوا
جس نے نہ ہج دیا علی پر دعا و حق اک ناب
اصحاب کے خلاف ہوا ہے ایک سے ہی ازواب

عقیدہ ہے کیا علی کی ہے آن آن یہ تن پیغمبر نے
اِلا السلام ہر علیکم ابا ہم آن گفتار نے
سب نے دیا جواب علیہم السلام ہر نے
بتلکہ کیا ہو گا وہ دنیا کی اوصاف ان کی یہ
آگاہ ہوا ہے کہ دنیا کی اوصال ابن یہ
اسود بتا دے رسول خدا کا ابو علی

پھر کہو علی عرب کا ہے ہے بیا ہے
لے حق بتا سو دین ہر اوق و السلام
یقیں ہے کیا ان کلام ہے یہ ہے اور آن کلام
حسنا ہوں نبی ازل شیخ آں نو بہ میں یہ غلام
آفاق میں بنی کی علی تو اب آ ہے ہر دین
نادم ہوا ہوا یہ نام ہے آن کا الا الٰہ بیان

جو علی نے فرمایا ہے سب بیت حیدر فرمان
الذین ہیں ان پر ثابت اور ٹوٹی نشان عصیان
بچیان وہ علی کو کہو ہے جیسے کہا ہے ایمان
بھیکا کو اس کو علی کا ایک کہا ان عیوں نفاق کی پہچان
وہ جو کہ ہیں ایسے ایسے صاحب خبر دیئے ہیں
بغض علی ہے نشان کہا ہے رسول خدا نے بیاں

۵۵

نو دن تو عین خواب میں آنسو بہاتے ہیں
جبریلؑ نئے سر شب عاشور آتے ہیں
فرمان ذوالجلال یہ ہم کو سناتے ہیں
جاگو کہ آسمان و زمیں تھرتھراتے ہیں
ساماں فلک پہ غرہ سے ہے شور و شین کا
دنیا میں یہ مہینہ ہے میرے حسینؑ کا

۵۷

پیارا خدا کا بندہ ہے کوئی حسینؑ نام
مظلومیت کا اُس پہ ازل سے ہوا اختتام
ذی الحجہ تک تو چین سے سوتے ہیں صبح و شام
پر جب محرم آیا خوشی ہو گئی حرام
دل جانتا ہے جیسے کہ صدمے گذرتے تھے
رویا میں بھی حسینؑ کو دیکھا ہی کرتے ہیں

۵۶

پھر کاشف علوم نے اُن سے کیا سوال
آتا ہے جاگنے کا بھی یارو کبھی خیال
یا خواب ہی ہے مد نظر تم کو ماہ و سال
رو کر کہا حضور نے پوچھا غضب کا حال
یاں ایک بار سال میں بیدار ہوتے ہیں
اک بیکس و غریب کے ماتم میں روتے ہیں

۵۸

ہم خواب میں بھی دیکھتے تھے جس پری کی راہ
جاگے نصیب آج کہ دیکھا جمال شاہ
پھر صرف ہو گئے کلمہ میں وہ خیر خواہ
بولے گواہی آپ کی بس ہے خدا گواہ
کیا منہ جو ایک وصف بھی ہم سے بیاں ہو
ہر بات خوب ہے کہ خدا کی زباں ہو

۹م

کہا یوں تڑپ کے بی بی نے گریہ و بکا سے کہ واویلتا
اکبر سے ہوا جدا حسین کا رضیعت واویلتا
بتلاؤ عزیزو عین شہادت کا واویلتا
مغرب ہے وقت شمر کی قضا کا واویلتا
آ کے بابا دل ہی جس نے مکان قافلہ کا واویلتا
اب تو کسی نے گھر لٹایا ابن علی کا واویلتا

۱۰م

یہ سن کے زینب بیکس نے کہا بابا کو کھا کہ میں
رو کے بی بی نے کہا آہ کہ کیسے ہاتم بابا حسین
سر پہ بہنوں کے ہیں امتحان غم کی نیند آتی ہے
یہ کہہ کے بی بی نے بال دیوار شہادت کی
سب زینب ادا سے یہ دو ہے حسین

۱۱م

یہ کہہ کے علی کی بیٹی لٹی رو دیا
بیٹی نے کہا کہ فاطمہ کی امت نے اس کا اوصیا
تب اٹھی بابا کے غم سے ماتم برپا
رو کے کہا علی کی بیٹی نے کہ ہائے بابا
یہ دار کی بیٹی حسین کا ہے
بقیع پر یہ بیٹی کی رو دی

۱۲م

اٹھا نہ ہو کوئی ایسا کہ زمانے میں اٹھا لے
یا بابا تیرے بیٹے کے سر پر آئے بلائیں
یا فاطمہ سر سے کہ سوئے در ہے ابھی
سر کٹا ہے اکبر کا گھر لٹا ہے آہ
رو دیں یہ حق ہے حال عزا کا عون و حسین
سو غم ہے ابھی سے عزا ابن حسین

۲۱۳

اس گفتگو سے اونکا جگر تھرتھرا گیا
نیند آ گئی روتے ہیں تو کچھ آرام آ گیا
دو لشکر آ کو ناب خیبر اور آ گیا
گریاں نبیؐ کے آگے ولی خدا گیا
سنکر یہ حال سینہ میں ناسور ہو گیا
وہ دن رسولؐ کے لئے عاشور ہو گیا

۲۱۴

شبیرؑ سے لپٹ گئے محبوبِ کردگار
بوسے حسنؑ کے کھائی پہ اپنے حسنؑ نثار
زہرا پھری حسینؑ کے جو گرد سات بار
بہنیں بلائیں لینے لگیں ہو کے بیقرار
یوں کنبہ اشکبار تھا اُس نورِ عین پر
اب جیسے لوگ روتے ہیں قتلِ حسینؑ پر

۲۱۵

منھ دیکھتا تھا کنبہ کا رو رو کے دن رات
اک اک کے آگے جوڑتا تھا تھم تھم کے ہات
آنسو نبیؐ کے پونچھ کے آخر کی یہ بات
بس نانا جان بس کہ لرزتی ہے کائنات
ہونگے کبھی ابھی تو نہیں ذبح ہوتے ہیں
نانا ابھی سے اپنے نواسے کو روتے ہیں

۲۱۶

نانا یہی نہ ہم پہ بلا آئے گی پھر آئے
سب سہل ہے حضور کا کڑھنا غضب ہے ہائے
ہاں میری فاقہ کش ہے سنبھالو وہ مر نہ جائے
بہنیں جدا تڑپتی ہیں انکو خدا بچائے
راہِ خدا میں سر بھی ہے حاضر گلا بھی ہے
پر یہ تو کہئے اسمیں کسی کا بھلا بھی ہے

مالم

قرنانلر محبوبلر کبی قانده جانلر بی
یو دنیاده ایلدیکی محنت آفتلر ایله جانلر بی
نه او دلرکه آه ایتمه یه ینه کیمسه کبی جانلر بی
لعل لبی ذوقی ایله بکوی اولدیغی ایله اوزانلر بی
وار ایسه ... اسباب ... نشئه عشق ایله کامی آن بی
نه ایدی جانانه ... آه ایله بنی آتشی

ملم

ای موفق ... ایلر ... اوراق جانانه
یعقوب ... جنونی ... اولان بی
کوکسیمی ... دیکنلره ... ینی لرین
سبب ... عمر ... دل ... ایله جانان لرین
ذره ... لب ... دم ... زمره لرین ...
اصحابی ... سرو ... ایله اولسون

ولم

قرآن بین ... ایله ... یکتا ... بیان
سبب صعود ... بیکی ... قانی ...
سکن ... بین ... بر ... آه ایله ... اولان بی
کنجی بین ... طوغری ... آل ... لبینی
سن ... اولدی ... لرین ... یکی بیدی ...
قودین ... کیمی ... اولان ... سنی

بلم

ای دلا تنکری بن بر کوهر یکتا یه نیازم ایله
دل کی صفای آینه‌سی کبی صفایه آه کی حاله
عفو و خطا رضا عذر افوی مصطفی
لطف ایله صلحی شفا و رحم ایله
کیمیا عذرا ... بولدی کوکلی ... ایله
آه ... ایله ایدن اوتی کوکلی ... ایله

۵۲۱

اصحاب کہف کا تمہیں دستور چاہئے
دل حب اہلبیت سے معمور چاہئے
آنسو بہیں گے سینہ میں ناسور چاہئے
ہر ایک روز گریۂ عاشور چاہئے
رو کر ثواب روز جزا آج لوٹ لو
کل ہاتھ ہو نہ ہو یہ مزا آج لوٹ لو

۵۲۲

سر پہ کھڑی ہوئی ہے گھڑی انقلاب کی
دنیا کا رنج گنج ہے کشتی حباب کی
پیری میں آرزو ہے حصول ثواب کی
کیا صبح بے خبر نہیں مرگ شباب کی
تقدیر کے لکھے سے تجاوز محال ہے
طفل و جوان و پیر کا یاں ایک حال ہے

۵۲۳

عبرت سرائے باغ ہے بیشی و فی الفصول
شاخوں کا ہاتھ زیر زنخداں ہے مثل گل
صیاد باغ باغ عنادل کے دل ملول
آخر خزاں ہے فصل بہاری کا کیا حصول
ہر رنگ بے ثبات ہے نیرنگ کے سوا
غنچہ کو کیا ملا ہے دل تنگ کے سوا

۵۲۴

سو سرو قد خزاں نے کئے جگہ پائمال
سبزہ تب چمن میں ہوا ایک نونہال
ریحاں کسی حسین کی ہے فہرست خط و خال
نرگس کسی کی آنکھ ہے سنبل کسی کا بال
جب لالۂ گلگون کا سالم نشاں ہوا
اک لالہ داغدار زمیں سے عیاں ہوا

۲۵

حال گذشتگاں نہ کھلا کچھ کہ کیا ہوا
جا کر عدم میں پھر نہ کوئی آشنا ہوا
دریا میں جو ملا نہ وہ قطرہ جدا ہوا
لازم ہے اپنی فکر جو ان پر ہوا ہوا
کس شے میں اس عزا کے سوا اب مزا رہا
جب اٹھ گئے حسینؑ تو دنیا میں کیا رہا

۲۶

دنیا اسی عزا کے لیے برقرار ہے
ان مجلسوں پہ سایۂ پروردگار ہے
اب مومنو کو دیتے ہیں کیا انتظار ہے
روح جناب فاطمہؑ امیدوار ہے
حوریں ادب سے سامنے رومال دھر چکیں
خاتون کائنات قدم رنجہ کر چکیں

۲۷

دکھلاؤں اب مرقع گلزار کربلا
حضار کو بناؤں میں زوار کربلا
بسمل پڑے ہیں یوسف بازار کربلا
تنہا کھڑا ہے قافلہ سالار کربلا
ہمدم کوئی بجز دم تیغ و دم نہیں
سب ہے جلو میں تم نہیں افسوس ہم نہیں

۲۸

بیہوش ہیں سمند کی گردن پہ سر جھکا
جو چاہے تیر مارے جو چاہے سناں لگا
زینبؑ تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے گھر سے ہا
تم سا کوئی محب نہیں جو روکنے کو جائے
پر اب بھی تم شہیدوں میں محسوب ہوتے ہو
اس انجمن میں فاطمہؑ کے ساتھ روتے ہو

۳۲۹

[illegible]

۳۳۰

[illegible] وصل ظاہر ہوا

۳۳۱

[illegible]

۳۳۲

[illegible]

دل کی شکست [illegible] کے لئے

بدلہ۔ اے فتح تجھی تو والد مرحوم کے لئے۔ دل کی شکست چاہئے مظلوم کے لئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٩٤٠

ہادی نے قصد پھر بھی ہدایت ہی کا کیا
فرمایا جا کے متصل فوج اشقیا
سب امتوں پہ تم کو خدا نے شرف دیا
یارو نبی تمھارا ہے سلطان انبیا
تم نیک ہو کے واہ بدی ہم سے کرتے ہو
اٹھو گے کس کے دین میں دنیا پہ مرتے ہو

٩٣٩

اُس وقت یہ قضا و قدر کی ندا ہوئی
مولا پسند طبع مبارک بلا ہوئی
نصرت رفیق قاسم آل عبا ہوئی
فتح و ظفر کی دل شکنی برملا ہوئی
ان کو گواہ زور خدا داد دیجیے
پھر صبر سے کٹا کے گلا شاد کیجیے

٩٣٨

باقی رہا جو صبر اُسے بھی لُٹا دیا
مالک نے ہم کو سب سے تحمل سوا دیا
اب دیکھنا کہ عاصیوں کو بخشوا دیا
اُف بھی نہ کی زبان سے اور سر کٹا دیا
تڑپوں گا میں نہ شمر کی بیداد و جبر پر
اے صبر عش کریگا تو پیاسے کے صبر پر

٩٣٧

سب رنج بعد مرگ اُٹھانا خوشی خوشی
بندھوانا ریسمان سے شانا خوشی خوشی
عابد سے کہہ دو کہ طوق بھی پانا خوشی خوشی
اور تازیانے قافلوں میں کھانا خوشی خوشی
کہہ دو سکینہ سے یہ وصیت نہ بھولنا
سیلی لگے تو بخشش اُمت نہ بھولنا

۹۴۱

خیر الانامؐ خیر النساؑ فاتح حنین
جد بزرگوار ہیں اور میرے والدین
عمرانؑ دادا جان حسنؑ بازوئے حسینؑ
جعفرؑ ہیں وہ چچا جو فرشتوں کے ہیں وزین
شانے جدا ہوئے تو شرف کسقدر ملے
انعام کے نبیؐ سے نہ طالب تھے پر ملے

۹۴۲

زہراؑ کے ہم ہیں نہیں ورثا نہیں سہی
قابل نہیں ہیں پانی کے اچھا نہیں سہی
عصیاں گئیں نہیں تو ہوں ہم نہیں سہی
پر مجرموں سے بھی تو یہ ایذا نہیں سہی
پھر دل میں سوچتا ہوں کہ تقصیر کیا ہوئی
پرلے ہوئے بدن کے نہ ثابت خطا ہوئی

۹۴۳

سچ کہیو تم ہیں رحم کے قابل ہوں یا نہیں
توحید ذوالجلال کا قائل ہوں یا نہیں
بیکس ہوں یا نہیں ہوں میں ابن حسنؑ ہوں یا نہیں
فاقوں سے زرد تیغوں سے بسمل ہوں یا نہیں
ہادی نہیں نبیؐ کا نواسا بھی کیا نہیں
مہماں نہ سمجھو خیر پیاسا ہوں یا نہیں

۹۴۴

جسکا غبار نور ہے وہ خاکسار ہوں
حق جس سے برقرار ہے وہ بیقرار ہوں
فاقے کی جسکو عید ہے وہ روزہ دار ہوں
جسکا وطن ہے عرش میں وہ بے دیار ہوں
کعبہ ہے جسکا گھر میں وہ عالی مقام ہوں
تسبیح جسکی خاک ہے میں وہ امامؑ ہوں

۴۷۵

نور جسکے آفتاب ہیں وہ آسماں ہیں ہم
دونوں جہاں جو ہیں وہ ہیں جانِ جہاں ہیں ہم
باعث یہ ہے کہ وارثِ پیغمبراں ہیں ہم
ہر انس و جن کا نام خدا حرزِ جاں ہیں ہم
دیکھو بغور چشمِ علیؑ ولی ہوں میں
بانو مرا سخن کہ زبانِ نبیؐ ہوں میں

۴۷۶

دامن ہے جسکا گوشۂ جنت وہ باغ ہوں
امت کی لو لگی ہے جسے وہ چراغ ہوں
آنکھوں سے جو بعید ہے اُسکا سراغ ہوں
بو جسمیں قربِ حق کی ہے میں وہ دماغ ہوں
برعکس کوئی ہو تو ہو رہبر حسینؑ ہے
دل آئینہ ہے فخرِ سکندر حسینؑ ہے

۴۷۷

کینہ جدا ہے جس سے وہ سینہ ہمارا ہے
شبنم گلِ جناں کی پسینہ ہمارا ہے
مومن کے گھر میں خمس خزینہ ہمارا ہے
سیپاروں کا خلاصہ مدینہ ہمارا ہے
پڑھتے بھی ہو کے حافظ ایمان حسینؑ ہے
مشکل ہے جسکا ختم وہ قرآں حسینؑ ہے

۴۷۸

روزوں میں اور عیدوں میں جمعہ ہے انتخاب
فوجوں میں میری فوج ستاروں میں آفتاب
سب انبیا میں احمدؐ مرسل فلک جناب
مظلوموں میں حسینؑ شجاعوں میں بوترابؑ
اکبرؑ سا نامراد نہیں نوجوانوں میں
اصغرؑ کا بھی جواب نہیں بے زبانوں میں

۴۴۹

قرآن ہے ایک اور نبی مشرقین ایک
زہرا بھی ایک فاتح بدر و حنین ایک
پیدا ہوگا حسن سا نہ مری زیب و زین ایک
سب کا خدا ہے ایک خدا کا حسین ایک
طاعت کرو علی کی نبی کی امام کی
اس کے سوا نہیں ہے کوئی بات کام کی

۴۵۰

خاموش رہ گئی یہ رجز سن کے سب سپاہ
پر اک لعین ابن قحطبہ تھا ایک روسیاہ
اوگلا وہ زہر اس نے کہ ناگفتہ بہ ہے آہ
وہ کلمے سن سکیں گے نہ حضرت کے جن تو آہ
مولا کے غم سے وہ زمیں پر طپاں ہوا
اک اژدہا بھی رن میں یکایک عیاں ہوا

۴۵۱

بائیں کی شکل منہ میں در آیا وہ اژدہا
یہ منہ وہ تھا حسین کو جس نے برا کہا
تن گھل کے صورت کف مار سیہ بہا
باقی اگر عذاب سقر روح پر رہا
عقرب کے نیش کو شرر شعلہ تاب کو
دوزخ میں زہر مار کیا ہم عذاب کو

۴۵۲

ناگہ وہ سانپ کانپ کے رن سے رواں ہوا
یعنی عصائے کلیم کا پرتو فشاں ہوا
طاؤس ذوالفقار تڑپ کر عیاں ہوا
اڑ اڑ کے ہر زمیں کا طبق آسماں ہوا
چلائی عافیت میں رہوں کس مکان میں
مڑ کر یہ تیغ بولی کہ میرے میان میں

۵۳

رخشندگیِ تیغ کہوں یا جہندگی
یہ اوج موج اور وہی سرفگندگی
جھکنے آکے سامنے اسبابِ زندگی
مجرا اسلام کورنش آداب بندگی
اوٹھ کر کہا زمیں نے کہ تعظیم کرتی ہوں
بولی اجل حضور میں تسلیم کرتی ہوں

۵۴

پوچھا جو ذوالفقار نے نقشہ کدھر گیا
کی عرض دبدبے نے ابھی کوچ کر گیا
پوچھا جو ظلم کو تو سنا ڈر کے مر گیا
دریا چڑھا ہوا تھا مگر صاف اُتر گیا
موجوں کے بل کو دھیان میں ہرگز نہ لاتی تھی
اپنے ہی بل میں آپ یہ تیغ اینٹھی جاتی تھی

۵۵

اللہ ری آبداری تیغِ شررفشاں
ششدر سے تھے چار لاکھ یہ غل تھا کہ الاماں
جنبش بھی ہاتھ کو تھی نہ تیغوں کے درمیاں
شعلوں کے ہوں پنجہ میں جیسے پھنسی انگلیاں
ضرب اک طرف کو سایہ سے اسکے مفر نہ تھا
پرچھائیں بھی جو پڑ گئی گردن پہ سر نہ تھا

۵۶

اس سے اُلجھ گئی کبھی اُس سے اُلجھ گئی
برش نئی صفائی نئی کج رخی نئی
اک سر سے لگ چلی تو الگ سر سے ہو گئی
گہ زرد گہ سفید ہوا چرخ سرمئی
بھاگے ہوؤں کو ضرب پہ لاتی تھی پھیر کے
دو کرتی تھی اُڑی ہوئی رنگت کو گھیر کے

کہتی تھی بار بار قضا کیا ہے یہیں ہمیں ہیں
طوفان حشر و قہر و بلا کیا ہے یہیں ہمیں ہیں
دوزخ سقر عذاب خدا کیا ہے یہیں ہمیں ہیں
راہ عدم دیار فنا کیا ہے یہیں ہمیں ہیں
حق سے ڈرو تو مژدۂ فضل الٰہ ہے
توبہ کرو تو قبضے میں میرے پناہ ہے

ہاں سو تھا شور تیغ کا کچھ اور ڈھنگ ہے
قالب میں تیر تھی کہ گرہ بے نہنگ ہے
داخل میان خانۂ دل بے درنگ ہے
رنگین قسم یہ تیغ بڑی خانہ جنگ ہے
سچ تو یہ ہے کہ مسلم دل پہ تیغ شاہ ہے
سر چڑھ کے سب سے لڑتی ہے اور بے گناہ ہے

آنکھوں میں خواب راحت و عیش و طرب دو نیم
دل میں غبار کلفت و رنج و تعب دو نیم
ساعت زمانہ وقت گھڑی روز و شب دو نیم
اک ضرب میں دو اعتبار سے تھے سب کے سب دو نیم
سایہ بھی دو وسائل بھی دو جسم و جان بھی دو
ہاتھوں کی طرح بات بھی دو اور زبان بھی دو

گہ ہمسری صور سرافیل کرتی تھی
گاہے عیادت پر جبریل کرتی تھی
گہ برج مہر و ماہ میں تحویل کرتی تھی
برج فلک کی سیر میں تعجیل کرتی تھی
پہنچی وہ سب مقام نظارہ ہو گئے
دو حصے ہفت اختر سیارہ ہو گئے

۶۱

بر عدو بلا تھی شہ کربلا کی تیغ
گویا قضا کا ہاتھ تھی دست خدا کی تھی
در کھولتی تھی فتح کا خیبر کشا کی تیغ
عاجز تھی عقل دیکھ کے معجز نما کی تیغ
اس برق ذوالفقار کے جلوے کہاں نہ تھے
واں تھی جہاں زمیں نہ تھی آسماں نہ تھے

۶۲

قالب کی تو یہ دشمن جاں تھی دم نگاہ
قطع نظر بدن سے کسی کو نہ تھی پناہ
دعوے صدق کیلئے حجت تھی اور گواہ
تن بود لیل قطعی اگر ہو کچھ اشتباہ
آیا نظر نہ رستم ہولا سپاہ کو
تیغ علی نے قطع کیا ہر نگاہ کو

۶۳

مل کر علی فلک سے تو بجلی جدا ہوئی
تڑپی زمیں پہ خاک پہ مچھلی ہوا ہوئی
چمکی جو خود پر تو قیامت بپا ہوئی
سب گرز سرنگوں ہوئے نازاں ہما ہوئی
کھولے زرہ کے ایک نگہ میں ہزار بند
کاٹے ہزار طرح عناصر کے چار بند

۶۴

بے نام بے نشان تھا ہر اک پہلواں کا اسم
تقسیم ضرب سے رہی باقی نہ کوئی قسم
سایہ کی طرح ڈھال چراتی تھی اپنا جسم
یہ تیغ کے ہنر تھے کہ جادو تھا یا طلسم
دل رخنہ رخنہ کرکے زرہ کو اڑا دیا
طائر کو جال جال کو طائر بنا دیا

٦٥

موج زرہ کا تیغ کی گرمی سے تھا یہ حال
شبنم کا جیسے صبح کو خورشید سے زوال
جب یہ کڑی ہوئی تو زرہ ہو گئی نڈھال
فولاد بہہ گیا عرق شرم کی مثال
جی پر بنی - زرہ کی جو صورت بگڑ گئی
کیا دن دہاڑے باغیوں پر اوس پڑ گئی

٦٦

ہر حملے میں سپاہ لعیں کو اولٹ دیا
مانند مہر نقش نگیں کو اولٹ دیا
پاکھر کو کاٹا خانۂ زیں کو اولٹ دیا
سیدھا کیا فلک کو زمیں کو اولٹ دیا
اثبات لائے نفی کے سب نعم تن ہوئے
اسوار لام بن گئے گھوڑے الف ہوئے

٦٧

برسا رہی تھی خون کا مینھ تیغ شعلہ بار
صف روندتا تھا کوند کے رہوار برق وار
پُرخوں تھا دشت بیٹھ گیا خوف سے غبار
کیلیں نہ تھیں وہ نعل ہلالی میں آشکار
رکیں جھڑی لگائی تھی تیغ بلند نے
باندھے تھے منھ کے کھلنے کو تالے سمند نے

٦٨

صرصر قدم قدم تھی فدا ذوالجناح پر
ہر سو شرر فگن ہوا نعلوں سے سر بسر
سنگریزے ٹوٹنے لگے تارے ادھر ادھر
اللہ رے کمال سمند براق فر
اڑتا تھا اس طرح کہ ملائک نثار تھے
دامان زیں سے نور کے پر آشکار تھے

۷۶۹

نصرت پکاری واہ ید اللہ کے خلف
فتح و ظفر جھکیں قدمِ پاک کی طرف
کی صبر نے یہ عرض کہ اے شاہ باشرف
جرأت سے کم شرف تھا ہو بہ روح شہِ نجف
جلوہ تھا سب یہ فاتحِ بدر و حنین کا
مشتاق ہوں زیارتِ صبرِ حسینؑ کا

۷۷۰

شہ بولے دیکھ صبر دکھانیکا وقت ہے
ہاں وقت عجز سر کے جھکانیکا وقت ہے
جنت سے ماں جان کے آنیکا وقت ہے
دنیا سے اب حسینؑ کے جانیکا وقت ہے
پیاسے گلے پہ تیغ کے پھرنے کی چاہ ہے
لیکن یہ بوسہ گاہِ رسالت پناہ ہے

۷۷۱

یہ سنکے خود نیام میں تیغِ دودم گئی
بھاگی ہوئی سپاہ ہر اک جا ٹھہر گئی
شہ گر گئے یہ اہلِ حرم میں خبر گئی
صورت لہو میں مصحفِ ناطق کی بھر گئی
زخمی کو آکے ظالموں نے چور کر دیا
داغوں کو زخم زخموں کو ناسور کر دیا

۷۷۲

سب حربے اک بدن پہ برابر لگاتے تھے
تیروں کے ساتھ نیزہ و ششپر لگاتے تھے
تیغیں لگا کے پھر وہیں خنجر لگاتے ہیں
کیا گھاؤ فاطمہ کے جگر پر لگاتے تھے
ہفتم سے ایک بوند کو مولا ترستے تھے
اولوں کی طرح دھوپ میں پتھر برستے تھے

۷۳

نسخہ

ناگہ نگین خاتم پیغمبراں گرا
رونق اٹھی زمیں سے امام زماں گرا
گرنے پہ سب گروہ لیے برچھیاں گرا
ہے ہے نہ ان جفاؤں پہ کیوں آسماں گرا
زہرا سے پوچھیے یہ قلق نورِ عین کا
ہلنا زمیں کا اور تڑپنا حسین کا

نسخہ مطلع
جسدم نگین خاتم پیغمبراں گرا

۷۴

مشتاق ہو ذبح کو بڑھے اشقیائے کیں
قاتل کئی کھڑے ہوئے آ کر قریں قریں
کوئی پکارا ہاں کوئی بولا ابھی نہیں
اب دیر کیا ہے سجدے میں رکھ لینے دو جبیں
آواز دی عمر نے کہ گردن کٹی ہوئی
قاتل پکارا آنکھ ذرا ہے کھلی ہوئی

۷۵

سب ظلم کر گئے مگر نہ تھا شمر بد شیم
سر پیٹنے کی جا ہے دھرا کس جگہ قدم
سینہ دبا تو اور بھی تڑپے شہ امم
شور فغاں سنا اسی حالت میں دمبدم
قاتل سے پوچھا دیکھ کدھر غل ہوتا ہے
ہے ہے حسین کہہ کے کوئی بین ہوتا ہے

۷۶

وہ بولا کوئی ہو گا میں دیکھوں جھکا کے سر
اب تیغ پر نگاہ ہے شہ رگ پہ ہے نظر
ہاں جب سوار ہونے لگا تھا میں سینے پر
سیدانی ایک خیمے سے نکلی تھی ننگے سر
اسدم ہماری فوج میں تو عید ہوتی ہے
مجھکو یقین ہے یہ وہی بی بی روتی ہے

۷۷

شہ بولے اور کوئی نہیں ہے بہن بہن
عاشق بہن حسینؑ کی تشنہ دہن بہن
بھولیں ہمارے پیارے یہیں ہاں کا چلن بہن
بانو کہاں کہاں ہے مری خستہ تن بہن
قاتل پکار آگے بھی یہ باہر آئی تھی
شہ نے جب سناں علیؑ اکبر نے کھائی تھی

۷۸

اب آیا وہ مقام کہ غش ہونے لگے مومنیں
یہ سامنے حسینؑ ہے وہ زینبؑ حزیں
گردن پہ تیغ دل میں سناں سینے پہ لعیں
زینبؑ یہ حال دیکھتی ہے اور بس نہیں
نامحرموں کا دھیان نہ پردے کا ہوش ہے
یہ سب لہو کا جوش ہے الفت کا جوش ہے

۷۹

وہ رونا بیکسی کا وہ گھبرانا یاس کا
وہ تھرتھرانا دل کا وہ اڑنا حواس کا
کہنا بلک بلک کے یہ کلمہ ہراس کا
اے شمر واسطہ علیؑ اکبر کی پیاس کا
للہ تین روز کے پیاسے کو چھوڑ دے
صدقہ نبیؐ کا اُن کے نواسے کو چھوڑ دے

۸۰

تھم جا خدا کو مان حبیبِ خدا کو مان
زہراؑ کو مان حضرت مشکل کشاؑ کو مان
سوگند فقر و فاقۂ آلِ عباؑ کو مان
بی بی رسولؐ زادی کی تو التجا کو مان
سارے بزرگ مر گئے مجھ بے نصیب کے
میرا کوئی نہیں ہے سوا اس غریب کے

۹۸۱
لے نمر پیدا س بھاون سے آوں باولے کی
زجھوں ری گی جاتی ہے ٹھہرا اوں جولے کی
جاؤ دیدارن سے کہیتے یکھاؤ اوں آجولے کی
یادمل ہے میر بے آئے آگاوں بھاولے کی
لاری نمعال سکھاولن کبر آنکھوں آئی جان کی
امر نموں کے ساتے اوں بیں الاں بھانی کی

۹۸۲
سونہ پایک سے بن کو کہتے کپوچھوئی جاں بھائی کی
بازدیس بیں کئی گھٹ ہے بیں لے آئی کی ماں بائی کی
یہ آج کٹا ہے آج ٹھہرا سے لے آسائی کی جاں اوپھنی کی
دیکھ لے سب کی بائے گھری کی ماں کی اکی ٹا بانی کی
ایسے دمن بیں ناقی تنچ ہے کی الگے ہاں آوا آوا آندن
بیجھا اوں کسلی ان بغتہ کھڑے آوا گیان

۹۸۳
لا نمر بیں کھلا ہے اٹکاؤں آئی لوپھنی کی
سے بھٹی دیا اوں داری کو بنا لگاؤں اوپھنی کی
سیم کیفا ہے چولی دل لگا وں لگاؤں لوپھنی کی
بھاری ہے لنگ ہے جیٹھا پاں جاں لوں لوپھنی کی
لانی تو ٹیا سے جانب ساے سے آکرے ساتا نپاں
بادوں دیکھ لے آئے ٹھو بیجے ساتا آکو آوال کی

۹۸۴
یہ کٹھن ترستا ہوں تو دل چراہ اولگیا
ستی بنی دیدہ الٹی کی سر خیر کا ہو الگیا
بول لالہ نبیدے الکی الکی گائے سکھا ہو لیگیا
یاد نہ اکیلا ہے بیں دل تا لگا الکیا
اسالکا اکمری کی نبھا شتی سا تناہ زمیں بن
بیجھا افی بھائی آگی آکھو ٹالاتہ بیں بن

۵۸۹

ناگاہ کھلا یہ راز عمر نے یہ سبب
سالان بنا رہیت جو مرے مصطفےٰ کیا
اب کیا کہوں بد دوں یہی جو امت سے کیا کیا
یہ آرزی کی بدوں بھولوں کو بیدار کیا
لبتا تھا عوض نین اور لرزتا تھا شمن شیں کو
دل کا حرم حرم نکا رہے تیرے حسین کو

رباعی

کب عجز نے مضمون یہ خیال اپنا ہے
الہام خدا انتر کی حال اپنا ہے
کس نے یہ کبھی اعجاز امر کو آیت
دنیا میں سخن سحر حلال اپنا ہے

رباعی

اے ابر ثری شکر ثنا فضل کیا ہے
آنکھ ہمیشہ دُرِ معنی کیا ہے
پال ال گل سے آج اغ آوردہ کوہل
اے تیغ زری کا تیز زبان کیا ہے

رباعی

بتین ان مضامیں میں سے کیا بند کروں
کیا طبع کا در اس پہ دل بند کرن
طرز مضامیں تیرے بھی کی ایسا کین
سہل جانے تو حقیقت جو زبان بند کرن

ع۵۔ اس مصرع میں عجب نہیں کہ مصنف نے اپنے جد اعلیٰ ملا المی شیرازی کی مثنوی "سحر حلال" کی طرف اشارہ کیا ہو۔ حقیر خبیر ۱۲

مرثیہ دوازدہم

جب حرم قلعہ خیبر کے برابر آئے
غل ہوا کعبے سے مولا مع لشکر آئے
کہا خیبر نے کہ ارمان دلی بر آئے
مرے مولا مرے سلطان مرے سرور آئے
شان حق نور خدا قدرت باری دیکھو
جاؤ لوگو مرے آقا کی سواری دیکھو

۲

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہیں
جن کا معدن ہے نجف میں وہ گہر آتے ہیں
جنکا گھر عرش پہ ہے وہ مرے گھر آتے ہیں
یہ خبر اور سکینہ تھی نیر و پیمبر آتے ہیں
کہہ رہی تھی کہ چراغ حرمین آتا ہے
اے مسلمانو مبارک ہو حسینؑ آتا ہے

۳

حیدری صف میں حسینی علم آتے ہونگے
ہاشمی دبدبہ ہاشم کا دکھاتے ہونگے
نوبتیں داخلے کا طبل بجاتے ہونگے
خضرؑ اُس قافلے میں پانی پلاتے ہونگے
دل کو نور رخ مولا سے تسلی ہوگی
کوہ طور کے مانند تجلی ہوگی

۴

مری بی بی کی امیرانہ سواری ہوگی
ناقے پر عرش کے مانند عماری ہوگی
مسند نور پہ کبرے کی وہ پیاری ہوگی
گہنا سب تحفہ تو پوشاک بھی بھاری ہوگی
بیرقیں نور کی ہاتھوں میں کشادہ ہونگی
فوجیں حوروں کی سواری میں پیادہ ہونگی

[illegible] ابھی
[illegible] ابھی
[illegible] ابھی
[illegible] نہیں
[illegible] نہیں

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] بیان
[illegible]
[illegible] سالان
[illegible]
[illegible]

۹

مسند آراستہ کی سبطِ پیمبر کے لئے
کشتیاں لاکے رکھیں عترتِ حیدر کے لئے
جھولا دالان میں ڈالا علی اصغر کے لئے
لاکے گدّے برابر رکھے اکبر کے لئے
جامۂ تربت کے دھرے ابنِ حسن کی خاطر
گہنا پھولوں کا سنگار رکھا دولہن کی خاطر

۱۰

روکدی ساتھ دروازے کے پردے کی قنات
اور چلائی یہ عماریوں کو وہ خوش و ثبات
صاحبو اجڑے کے ہاتھوں کو ہیں کہتی تھی بات
جب وہ ترسے نکلیں سادات رفیع الدرجات
پاؤں مردونکا نہ دروازے سے بڑھنے دینا
اپنے لڑکوں کو بھی کوٹھے پہ نہ چڑھنے دینا

۱۱

دفن زہرا کی تو تم نے بھی سنی ہوگی خبر
لونڈیاں رات کو نکلیں تھیں جنازہ لیکر
ساتھ تابوت کے مردوں میں فقط تھے حیدر
یا حسین اور حسن پیٹتے تھے سینہ و سر
گر پڑی صبح کو چادر جو سرِ زینب سے
شمس طالع نہ ہوا چرخ پہ حکمِ رب سے

۱۲

الاماں راہ میں برپا ہوا شور ماتم
سنکے منھ فق ہوا دل شق ہوا اٹھے اقدم
دیکھنے کو جو گئے تھے حشم شاہ امم
وہ زن و مرد پھرے خاک اڑاتے باہم
سخت بے چین ہوئی طالبِ آرام حسین
دل پہ انگشت شہادت سے لکھا نام حسین

۲۱۳

[illegible]

۲۱۴

[illegible]

۲۱۵

[illegible]

۲۱۶

[illegible]

۱۷

جسکا باپ ہے علیؑ شیر خدا وہ زینبؑ
جسکا جد فخر رسولان ہدا ۔ وہ زینبؑ
جسکا اک بھائی ہے شاہ شہدا وہ زینبؑ
جسکے تھے شبرؑ و شبیرؑ فدا وہ زینبؑ
اور زینبؑ نہیں جا شاہزادی ہے
بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے

۱۸

بخدا حضرت زینبؑ تو انھیں کہتے ہیں ہم
فوج میں اور ہی القاب ہیں ہر کی قسم
کوئی بھائی ہوئی کہتا ہے کوئی کشتۂ غم
کوئی کہتا ہے عزادار شہنشاہ امم
فوج جو جاتی ہے بغض سے کہہ جاتی ہے
دیکھو اک بے پردوں کو وہ سجاتی ہے

۱۹

پیٹ کر منھ کہا شمر نے بہن ہو نہ خفا
سب پتے ٹھیک تو دیتی ہے نہیں فرق ذرا
پھر حکم ہو تو ابھی تک بیرا ہے بچا کر بجا
کوئی لوٹے گا پیمبرؐ کی نواسی کو بھلا
کھول دیتے تھے علیؑ صاحب تقصیر کے ہاتھ
باندھ سکتا ہے کوئی خواہر شبیرؑ کے ہاتھ

۲۰

کون بھائی مری بی بی کا ہے شاہ شہدا
ہے لقب شبرؑ و شبیرؑ کا سید ہیں فدا
مرتضیٰؑ کہتے تھے عباسؑ کو شمشیر خدا
اور جو زینبؑ کے ہیں بھائی لقب انکے ہیں جدا
نقص ہونیکا باعث یہ بڑا ہے جھینا
کہنے اور سننے میں کچھ فرق بڑا ہے جھینا

۲۱

یاد ہے جب کہ لٹی شاہ عجم کی سرکار
لوٹنے والے مسلمان عجم تھے کفار
مرد وا دختر کسریٰ کی نہ چھینی زنہار
اب یہ اندھیر زمانے میں پڑا یکبار
بنت زہرا کی نہ کی رتبہ شناسی ہے ہے
ننگے سر احمد مرسلؐ کی نواسی ہے ہے

۲۲

شہر بانو بھی بھلا والی تھی آئی تھی نظر
بولی وہ جھوٹے ہیں کہا کیوں کہوں اے مضطر
حال زینبؑ سے ہیں بیحال ہوئی رو رو کر
نہ خبر آئی رہی پوچھوں جو بانوؑ کی خبر
رہ گیا ہوگا پردہ جو وطن میں ہوگی
اور جو یاں ہیں تو گرفتار رسن میں ہوگی

۲۳

کہا شبیر نے کہ بس ہو دل کو آرام
دائما پہلوئے زینبؑ میں ہے بانو کا مقام
پر یہ بی بی ہے کوئی بنت علیؑ کی ہمنام
اسکی مشکل کو بھی آسان کرے رب انام
جان کی خیر ہو بچھڑا ہوا بھائی مل جائے
نام زینبؑ کے تصدق سے رہائی مل جائے

۲۴

آہ کی طرح روانہ ہوئی پھر وہ ناچار
ہر قدم کہتی تھی یارب ہوں غلط یہ اخبار
بر سر قلعہ جو آئی تو یہ دیکھا اک بار
تیغیں کھینچے ہوئے پھرتے ہیں طلایہ کے سوار
نوبتیں بجتی ہیں ہر سمت خوشی ہوتی ہے
ایک بندی ہے وہ سر کھولے ہوئے روتی ہے

۲۵

ایک لشکر ہے کئی کوس کے گھیرے میں پڑا
اک طرف لوٹ کے اسباب پہ پہرا ہے کھڑا
روک ٹوک آمد و شد میں ہے تشدد ہے بڑا
دل اسی حال سے ہے لشکر جنگی کا لڑا
کفر و بدعت ہے شریعت نہیں اسلام نہیں
سب تجمل ہے پہ رونق کا کہیں نام نہیں

۲۶

نوبتی اور طلائی ہیں علم بو قلموں
اور پھریروں پہ رقم نام یزید ملعوں
بوق و نقارہ و قرنا و دہل حد سے فزوں
نیزہ و گرز ہیں آلودہ ہے مقتولوں کا خوں
اک علم بیچ میں مینگہ بڑھا خاک پہ ہے
کہکشاں نور سے اُسکے تجمل افلاک پہ ہے

۲۷

جشن ہے رقص ہے اور انجمن آرائی ہے
دورِ ساغر کا تہِ گنبد مینائی ہے
کہیں صراف و بزازہ کی زیبائی ہے
گرم بازاری ہر ذلت و رسوائی ہے
اہل لشکر طرب و عیش کا دم بھرتے ہیں
سر کٹے نیزوں پہ تسبیح خدا کرتے ہیں

۲۸

رسے تھامے ہوئے ہاتھوں میں کئی سو کفار
گرد ہیں قیدیوں کے ظلم و جفا پر تیار
دم بدم ہے یہی قدغن کہ رہیو ہشیار
غل نہ کرنا ابھی سوتے ہیں ہمارے سردار
خاک جو بالوں پہ ڈالو گے تو تم جاؤ گے
منھ سے آواز نکالو گے تو تم جاؤ گے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۳

بال بکھرا کے نہ منہ اپنا چھپاؤ اماں
کہیں پھر جائے نہ یہ اسکو بلاؤ اماں
چاند شبیر کو صدا اپنی سناؤ اماں
بھیا اکبر کی خبر پوچھنے جاؤ اماں
پیچھے پیچھے تو یہاں بندی تمہاری آئی
آگے آگے مرے بابا کی سواری آئی

۳۴

کربلا میں مرے بابا نے نہ پایا پانی
لا کے شبیر کے گھر اصغر کو پلایا پانی
ایک ہم ہیں کہ کہیں ہاتھ نہ آیا پانی
وائے تقدیر کہ سقا بھی نہ لایا پانی
کھائے بھائی نے اُس تشنہ دہن نے کھائے
ہاں طمانچے علی اصغر کی بہن نے کھائے

۳۵

جا کے تسلیم شہ دیں کو کروں گی جس دم
نیل رخساروں کے دکھلاؤں گی گا تو نکلا دم
شمر بے رحم کو بلواؤں گی واں میں یہ غم
اور چچا سے یہ کہوں گی تمہیں حضرت کی قسم
دو سزا شمر ستمگر کو ذرا اے عمو
اس نے پر تیغ مری اماں کا اتارا عمو

۳۶

کہا بانو نے ہمیں واری یہ نہ کہہ چلا کر
شمر بی بی کو مارے نہ کہیں جھنجھلا کر
ایسے بچھڑے نہیں حضرت جو ملیں گے آ کر
ننھا بھائی تو موا تیر گلے پر کھا کر
ابھی کیا جانے کس کس سے خجل ہونا ہے
ننگے سر دیکھے گی شبیر تجھے یہ رونا ہے

بند ۳۷

یہ بیاں تھا کہ گزر سامنے شبیر کا ہوا
بوئے سادات کی بو آتی ہے یاں صل علیٰ
تیرا ہو نام و نسب مجھ کو بتا دو اپنا
علوی ہو کہ بنی فاطمہ آل طٰہٰ
پر میں حیران ہوں کہ یہ لوگ کہاں سادات کہاں
آل یٰسیں کہاں اور لشکر بدذات کہاں

بند ۳۸

ہاے کچھ تیری سمجھ میں نہیں آیا یہ حال
کل سے آوارہ تھا یاں آتا ہے زہرا کا لال
تیری ہمسائیاں آئی تھیں پئے استقبال
دیکھ کے تجھ کو پھریں یاں سے وہ کھولے ہوئے بال
صاف سادات کی ہے شان غریبی تم میں
کوئی زینب کی بھی ہمنام ہے بی بی تم میں

بند ۳۹

پاؤں ننگے ہیں نکل آئی ہوں وقت شام
ٹھنڈا ہوتا ہے وہاں گھر میں [illegible] وقت طعام
یہیں بانو کوئی زینب کا نہیں یاں ہمنام
سبھی قیدی سبھی مظلوم سبھی ہیں ناکام
تیرا مہمان ہے صادق ترے گھر آئے گا
ذبح کر ڈالیگا گر کوئی تو سر آئے گا

بند ۴۰

جان شیریں میں نہ باقی رہی سنکے یہ بیاں
سب کو جھک جھک کے لگی دیکھنے [illegible]
اور پکاری کہ اس آواز کے شیریں قرباں
صدقے میں بول رہی ہو مری شہزادی کہاں
سخن بانوے شبیر کا انداز ہے یہ
مادر سید سجاد کی آواز ہے یہ

نسخہ۔ حضرت

۴۱

پاؤں پر گر کے کہا سر تو اُٹھاؤ بی بی
ہائے کیا ہو گیا یہ جلد سُناؤ بی بی
مرے آقا تو سلامت ہیں بتاؤ بی بی
علی اکبر کی ہوں شان دکھاؤ بی بی
لو گنہگار نہ فرماؤ میں قربان گئی
علی اکبر کی تھیں ماں میں نہ پہچان گئی

۴۲

کیا بانو نے کہ کیونکر تجھے آیا باور
ہے غضب بلوے میں ناموسِ امامِ اطہر
لُٹ گئی آلِ نبی کیا جو پھری در در
مر گیا کیا علی اکبر جو پھری ننگے سر
کیا بلا تھی وہ ایمان کبھی ہوتی تھی
کیا کبھی تھی نہ مسلمان کہ جو قید ہوئی

۴۳

خواب میں فاطمہ نے اُسکو مسلمان کیا
پھر عطا شاہ نجف نے اُسے ایمان کیا
پاؤ زینب کے قریب بیٹھ کے قرآن کیا
کس نے لوٹا اُسے کس نے اُسے ویران کیا
طوق و زنجیر گنہگار کو پہناتے ہیں
یا عروسِ شہ ابرار کو پہناتے ہیں

۴۴

سرِ اکبر پہ پھر اُٹھ اُٹھ کے کئے نالے
اور چلائی کہ اے چشمِ نبی کے تارے
حکم کیا ہے مجھے بولو علی اکبر پیارے
کھو دیے آپ نے مر کر مرے ویسے سارے
ننگے سر بلوے میں پہنے ہوئے زنجیر عابد ہیں
واری تقدیر ہے کسے کہوں زوجۂ شبیر ہوں میں

۴۲۵

درد دل اس سے کچھ اظہار کریں یا نہ کریں
تیری ماں ہو تجھے اقرار کروں یا نہ کروں
پر روا ہے تو میں انکار کروں یا نہ کروں
کچھ سوال اس سے میں نادار کروں یا نہ کروں
مر گئے سبطِ نبی اب مجھے کیا ہے درکار
رانڈ بیٹی کے لیے ایک دلاسہ ہے درکار

۴۲۶

سر مشکل نبیؐ ختم ہوا فرمانے لگا
اس طرح تڑپا کہ جو تم نے بھی [illegible]
دیکھ کر بانو کے شبیرؑ کو غش آنے لگا
سر پہ نور فصاحت سے یہ فرمانے لگا
شرف عزت و آدمی کہیں کم ہوتا ہے
اماں چلا کے نہ بولو تو مجھے غم ہوتا ہے

۴۲۷

سینہ پہ لیا تیرے سینے کو لگی ہیں
ہائے مظلوم قیامت کے ہم پایہ حسین
دیکھ کر سر کہا بانو نے یہ پا شیعوں نے بین
مجھ کو دکھلا دو سر سبطِ رسول الثقلین
ساتھ سر فوج حسینی کے تمام آئے ہیں
دیکھوں کس طرح مرے گھر میں امام آئے ہیں

۴۲۸

ہاتھ پر سر لیا پکڑ کر اٹھی بانوئے حزیں
گئی روتی ہوئی سر پاس شہ شیر کے قریں
ہاتھ اٹھا کر کہا اے وارثِ آدم ہے یقیں
جس کی زلفیں ہیں یہ حسین نیزے سے ورثہ حبیب
یہ ہے مطلوب ہے اللہ کا یہ طالب ہے
یہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب ہے

۴۴۹

غور سے اُس نے نظر کی جو شہ کی طرف
دیکھا سر پیٹتے ہیں سر کے قریں شاہِ نجف
فاطمہؑ کہتی ہیں ہے ہے مرے مظلوم خلف
گرد پیغمبرؐ کے ملائک بھی ہیں باندھے ہوئے صف
انبیاؑ جتنے ہیں سر کھولے ہوئے روتے ہیں
اوصیا سینہ سپر ہو کے فدا ہوتے ہیں

۴۵۰

اُس نے انگشتِ شہادت سے اشارہ یہ کیا
السلام اے شہِ مظلوم و غریب الغربا
السلام اے پسرِ فاطمہؑ و شیرِ خدا
السلام اے وطن آوارہ و شاہِ شہدا
تیرے لشکر ترے دربار کے صدقے تیرے
تیری اُجڑی ہوئی سرکار کے صدقے تیرے

۴۵۱

میں ترے آنے کے قربان ابا عبداللہ
واہ کیا جاہ ہے کیا شان ابا عبداللہ
خوب تم سے ہوئے مہمان ابا عبداللہ
بال زینبؑ کے پریشان ابا عبداللہ
مع لشکر مع ناموس پیمبرؐ آئے
عین وعدے پہ حضور آپ یہاں آئے

۴۵۲

تم تو جنت کو سدھارے میں بلاؤں کس کو
مر گئے فاقے سے تم کھانا کھلاؤں کس کو
آپ پیاسے ہوئے شربت میں پلاؤں کس کو
آپ بیٹھے ہی نہیں مسند پہ بٹھاؤں کس کو
دست و پا چومنے کا طور بھی ہیہات نہیں
ہائے مہمان ترے پاؤں نہیں ہات نہیں

٤٥٣

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٥٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٥٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٥٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قطعہ

معجزے سے ہوا گویا یہ مرے سبط رسول
میں نے اور میرے حسن نے تری دعوی قبول
بارک اللہ نبی کہتے ہیں احسنت بتول
اب ضیافت ہے ہماری بی بی اے ذو عقول
تھا تجھے پیاسوں کا شربت یہ دلانا شیریں
پانی تھوڑا سا سکینہ کو پلانا شیریں

قطعہ

بس دبیر اب نہ بیاں کر تو بیان شیریں
زندگی تلخ ہے سن سن کے فغان شیریں
کھوئی شیریں نے غم شاہ میں جان شیریں
شکر کر حق نے تجھے بخشی زبان شیریں
صبح احباب سے خوش ہے دل محزون مرا
ان کے مضمون کبھی لکھتا نہیں مضمون مرا

رباعی

قطرے کو گہر کی آبرو دیتا ہے
قد سرو کو گل کو رنگ و بو دیتا ہے
بیکار تتبع ہے تفحص بے سود
عزت وہی عزت ہے جو تو دیتا ہے

رباعی

قطرے کو رہین بحر موج نہ کر
شرمندۂ اہل دولت و تاج نہ کر
یارب قسم روح محمد ہے تجھے
اس ہاتھ کو اس ہاتھ کا محتاج نہ کر

رباعی

یارب ظلامدن عمر باری قوی
بیشنده ماه آن و تشنالای قوی
بی منت و بی سؤال و بی استحقاق
دنیا بیجو سیکوه ارالی قوی

رباعی

نا بیجا عمر کچرسه کارینی
یتشی ایکنده کیشی کونکل ارزینی
اگر قون برابر ایکانده توصیلاغ کیسون
جو سایانی قیلدی قفا ساغقازینی

رباعی

کیبا قایمستان اچیلدی صبالی
یاد ایکه بیر عجب بوغونیالی
مصحف ایچره بیکمون قبون مولدو غیه
قرآن ایچه بیلکه بیر کتاب آجنالی

رباعی

کیسون فانی یتشق خط سیرگینی
بیر کیک ای عمر ده لا آه قوشی گیتی
قرالیان نفید ری کاوردیک
کاغذ و فرکیسیا و دو کیسیز کیتی

مرثیہ میر و دبیر

ہر بزم ہو یارب سخن اس ہیچمداں کا
ہر بیت پہ اک قصر ملے باغ جناں کا
فوارہ چھٹے کوثر معنی و بیاں کا
کلمہ پڑھے بلبل مری طوطی زباں کا
ذکر اس کے سخن کا ہے جو فخر فصحا ہے
خود آیۂ رحمت ہے سخن وحی خدا ہے

۲

وہ کون رسولؐ جزو و کل قبلۂ ایماں
سرتاج فصیحان عرب آیۂ عرفاں
شیرازۂ نہ جلد فلک صاحب قرآں
استاد دبستان ازل نائب یزداں
جانے وہ شرف انکا جو قرآن کو جانے
قرآن سے پہلے انہیں سمجھا ہے خدا نے

۳

مہماں جو گیا عرش معلیٰ پہ تو کیا تھا
مشتاق نبیؐ کے لب و لہجہ کا خدا تھا
خالق نے سخن انکے لیے خلق کیا تھا
شیریں سخن ایسا نہ رسولوں میں ہوا تھا
الہام کا تھا یہ سخن پاک سے جانا
قرآن کو قرآں دہن پاک سے جانا

۴

علم اتنا ہے جو فرش پہ وہ عرش بریں پر
اس علم سے احمدؐ کا قدم ہے سر دیں پر
روشن ہیں علوم نبویؐ اہل یقیں پر
حق عرش پہ مداح ہے انساں ہیں زمیں پر
ہر زمزمہ ہے آئینۂ دل خیر امم ہے
دو نقطوں کے مانند دو عالم تہ قدم ہے

۵۵

سلطان کلام فصحا ہے سخن انکا
قرآن نہیں ہے نہیں کچھ کم سخن انکا
انوار الٰہی کا ہے مشرق بدن انکا
کل زمزمۂ الہام ہے یک جزو دہن انکا
عاجز فصحا کو کیا تقریر قوی نے
کلمہ جو پڑھایا تو کلام نبوی نے

۵۶

اب طوطی خامہ ہے نوا سنج وہ گفتار
عبد اللہ نام ایک پسر ہاشمی اطوار
اک قریہ کا مختار تھا اک قوم کا سردار
سردار تھا پر جہد سے غافل تھا وہ سرشار
قبیلے کی خبر تھی نہ اُسے عیش و طرب میں
پر اپنی جماعت کا وہ قبلہ تھا عرب میں

۵۷

مبعوث رسالت پہ ہوئے جب شہ لولاک
اور کفر سے ہم قوم و ہم شہر ہوا پاک
گھر سے یہ مدینہ کو چلا ہو کے طربناک
ایماں کی کشش کا تھا زماں نفس جو چالاک
پابوس ہوا آکے رسول عربی کا
سنتے ہی کلام اُس نے پڑھا کلمہ نبی کا

۵۸

بہر عرض یہ کی بندے کا قریے میں مکاں تھا
عاری وہم تقریر فصاحت سے زباں تھا
اب مشق فصاحت کا نہ سن ہے نہ توانا
اور وقت تامل بھی عمر رواں ہے
امید زباں قطع ہے خوبی بیاں سے
وندانے نہیں دانتوں کے جدا تیغ زباں سے

۵۹

قزاده وفا بنده‌سی تقوی بن ابن حضرت
فرزند عطا ایتمکی ایسه فضل وعطاسی
مشتاق بوده تربیت جوهر دراسی
سلودرین فضلا حرمت ایدر صول دولت اری
بیاباید صدور صدانتی عامه
طالب بودن ایکیلیکی نعمتی ذاتی

۶۰

اوراکیلا غنچه صادق سنه در ماکه
دنیایه کتیر شکل بنی ابن لدی فصحاکه
هم دیدی سید ودر کیسه اتمام طالب سبزی
کل ادب ان در حمل آثار ابیات نیکانه
جنت بیرن فصلا ایکی الهی ابرا ایکی مکانه
که سیدی قوی کمی ابی ای پیدی اتی

۶۱

اسن نکبا ده کون کیما چلبی کرار
یارب نی قبول در مقصد کلا ابن فضلا سر
بیجان سن سوالا کوهی اکرده و منیار
تحصیل فضا حرمت مبتسم اتیار
ماه آنی اوزبان فضا در ستانی
اوزنظر اونباتی ایمن مرکی ادعا

۶۲

دون بوده الکرم اسکانده حرمت بوق بیدا
فرزندی لقاسنده بوق احمد بوق میدا
آوازه یا قضا یاری ایل بوق بیدا
وقار ده ال بیرسم ایل ایل ادی
یا سیاحم ستی نظلی رعدا ا سی
کی سن ده درا زینب ولکن سرکند

۱۳

یہ مژدہ نبی کو دیا اُس اہل وفا نے
روشن کیا گھر کو مرے حضرت کی عطا نے
بیٹی ابھی خادم کو عنایت کی خدا نے
پایا در مطلب در حیدر کے گدا نے
اب ہے یہ گزارش نہ اگر ترک ادب ہو
تو خادمۂ خیر نسا اسکا لقب ہو

۱۴

یہ سنتے ہی گریاں ہوا وہ واقف انجام
آنکھوں کے تلے پھرنے لگا حادثۂ شام
پھر سینے پہ دل تھا نہ دل پاک میں آرام
اعلیٰ تھا کہ مسجد میں گئے کعبۂ اسلام
پھر شوہر خاتون قیامت نے سنبھالا
ہاتھوں پہ نبوت کو امامت نے سنبھالا

۱۵

یہ دیکھ کے سکتہ ہوا عم کے پسر کو
حضرت سے کہا تھام کے ہاتھوں سے جگر کو
روتے ہو جو تم سن کے ولادت کی خبر کو
کیا اس سے ضرر پہنچے گا کچھ تم کو
یہ خادمۂ عزت اطہار نہیں ہے
اس طرح کی بیٹی مجھے درکار نہیں ہے

۱۶

طالع سے بد و نیک کے خوب آپ ہیں محرم
زہرا کی محبت جو نہ ہو اے شہ عالم
جھولے میں اُسے ذبح کروں جا کے اسی دم
پس اُسکی ولادت کا نتیجہ ہو گیا ماتم
فرماؤ تو اور نہ اُسے شیر پلائے
بندہ ابھی آب دم شمشیر پلائے

۵۱۷

ان باتوں پہ انگشت بدنداں ہوئے مولا
بتیس ستاروں میں مہ نو ہوا پیدا
ارشاد کیا فضل خدا کا ہے نہ گھبرا
تو عاشق حیدر ہے وہ ہے عاشق زہرا
اک قوم وہ ہوگی کہ مرا نام نہ لیگی
شبیر کا سر نیزے میں پیہم کوٹے گی

۵۱۸

وہ بولا او عاقو نہ یہ وقت خدا لائے
ہم لوگ ہوں قربان حسین آپکا بچ جائے
پر دیکھا جو شاہ نے کونین وہاں آئے
فرمایا کہ ہم چاہیں غلاموں کی قضا لائے
شیعوں پہ پدر کے کلمہ گویوں پہ جد کے
ہم ہونگے فدا حکم سے اللہ احد کے

۵۱۹

پیارے جو ہیں ہم ان کو ہیں تو وہ ہمکو ہیں پیارے
ہیں وہ کلمہ گو پدر و جد کے ہمارے
پیارا جو ہے اُس نے کہا صدقے میں تمھارے
ہیں سب یہ قیامت کی شفاعت کے اشارے
تم کار براری کو ہماری ہوئے پیدا
ہم تعزیہ داری کو تمھاری ہوئے پیدا

۵۲۰

یہ کہہ کے در فاطمہ پہ آیا وہ غمناک
آواز دی فضہ کو کہ اے مونسہ پاک
پیدا ہوئی ہے تازہ کنیز شہ لولاک
دیجا مجھے نقش قدم فاطمہ کی خاک
خاک آپ ہی کے در کی مری نور نظر ہے
سرمہ بھی اسی خاک کا منظور نظر ہے

۵۲۱

اک مشت اُسے فضل نے اکسیر عطا کی
گھر لے گیا اک بار وہ دولت دوسرا کی
تھی خاک میں طلعت قدم خیر نسا کی
مٹی میں تجلی ید بیضا سے سوا کی
کہ کا یہ سرمہ تھا نہ یہ طور کا سرمہ
تھی خاک در نور خدا نور کا سرمہ

۵۲۲

اس خاک کا سرمہ جو دیا آنکھوں میں گہرا
ہر چشم میں اک نور کا چشمہ گیا لہرا
تھا خاک میں نور قدم فاطمہ زہرا
پیارا ہوا کاجل نہ کبھی آنکھوں میں ٹھہرا
سب نے کہا آنکھوں میں جو یہ خاک لگے گی
کس کی نظر اس کو تہِ افلاک لگے گی

۵۲۳

حق کی نگہ مہر سے سرمہ جو یہ پایا
مادر نے وضو کر کے سدا دودھ پلایا
تقدیر نے گہوارۂ عفت میں جھلایا
ٹوپی کی جگہ سر پہ یداللہ کا سایا
ٹھنڈا تھا جگر دیکھو تو اتنی ہی بڑی تھی
حیدر کی ولا سن کی گھٹی میں پڑی تھی

۵۲۴

کچھ ہوش سنبھالا جو عنایات خدا سے
اک روز کہا باپ نے اُس ماہ لقا سے
کیوں بیٹی تو واقف ہے رسولِ دوسرا سے
وہ بولی میں پیدا ہوئی ہوں جن کی دعا سے
اُس نے کہا شاباش تری عقل رسا ہے
اب مجھ پہ کھلا خادمہ خیر نسا ہے

۵۲۵

کہہ حب وطن ہے کہ مدینے کی ہے الفت
یہ قریہ ہے وہ شہر ہے یہ گھر ہے وہ جنت
یاں ماں ہے وہاں حضرت خاتونِ قیامت
یاں رنج پدر واں شہِ مرداں کی زیارت
یاں نقص فضا جنت ہے وہاں حق کا بیاں ہے
رہنا تجھے منظور یہاں ہے کہ وہاں ہے

۵۲۶

وہ بولی میں راغب کبھی باطل پہ نہ ہوں گی
اماں نہ برا مانیو جو حق ہے وہ کہوں گی
محرومیٔ کونین کی فرقت نہ سہوں گی
کہلاتی ہوں جنکی اب انہیں پاس رہوں گی
سب لونڈیاں ہیں بیبیوں کے پاس جہاں میں
پہونچا دو مجھے خدمتِ خاتونِ جناں میں

۵۲۷

ماں نے کہا میں کون وہ مالک ہیں تمہاری
رخصت کیا بسم اللہ ابھی جاؤ میں واری
پہنا دیا پھر خلعت و زیور اُسے بھاری
یثرب کو چلی باپ کے ہمراہ وہ پیاری
وارد ہوئی عزت سے وہ زینب کے وطن میں
گھر اُسکے جو زینب گئی بازو تھے رسن میں

۵۲۸

حاضر جو ہوئی پیشِ نظر ہند خوش ایماں
ماتھے پہ ملی خاکِ درِ پاک کی افشاں
حضرت نے کیا موردِ الطاف فراواں
آنے کا سبب جان گئے سیدِ ذیشاں
معصومہ کے گھر سے چلے آغوشِ کرم میں
اس بچے کے ہمراہ گئی ہند حرم میں

۵۲۹

دیکھا اوسے اور خوش ہوئی معصومۂ ذی جاہ
جس طرح ہو لائے کوئی مادر نوشاہ
حضرت نے کہا پرورش اسکو کرو للہ
اس بچی کے اقبال سے ہم خوب ہیں آگاہ
سب لونڈیوں پہ تیری عنایات ہیں زہرا
پر ہند مری محسن سادات ہے زہرا

۵۳۰

اس حکم کی طاعت وہیں زہرا نے ادا کی
خدمت اُسے سجادہ بچھانے کی عطا کی
اک دھوم ہوئی ہند کے اقبال رسا کی
تھی فاطمہ کے پاس مقرب تھی خدا کی
شغل عمل خیر اُسے صبح و مسا تھا
سب یہ اثر تربیت خیر نسا تھا

۵۳۱

کہتے ہیں طہارت سے وہ رشک بدن تھا
خو اور ادب کی تو فضہ کا چلن تھا
ازبر سبق لہجۂ خاتون زمن تھا
آویزۂ گوش فصحا اُسکا سخن تھا
غل ہند کی شیریں سخنی کا ہوا سب میں
کہنے لگے سب طوطیٔ ہند اسکو عرب میں

۵۳۲

پر طوطیٔ ہند اُسکو کہے کیوں یہ سخنور
ہم زمزمہ تھی بلبل سدرہ سے وہ اکثر
روشن ہوئی وجہ لقب ہند خوش اختر
نکلا دہن و ہند کے اعداد برابر
ہے یہ وہ سخن جسمیں نہیں جائے سخن ہے
ہے رمز کہ گویا یہ فصاحت کا دہن ہے

۳۳

تائید زباں سے تو فصاحت میں ہو نام
دل الفت زہرا میں بنا مخزن الہام
پر ایک شرف خاص سے تھی وہ ابھی ناکام
سو دیدۂ حق بیں نے کیا اسکا سر انجام
ہمسیر نگہ پاک ہوئی چشم ادب کی
دکھلائی تجلی شہ مظلوم لقب کی

۳۴

بلقیس ہی ہند سلیمان زمن کی
کہلائی وہ بلبل شہ مرداں کے چمن کی
پر ۱۹ ـ نہ دل و جاں کی رہی فکر و تن کی
پروانہ ہوئی اک شمع رخ جلوہ فگن کی
یوں چشم تھی اس قبلۂ امید کی جانب
جیسے گل خورشید ہو خورشید کی جانب

۳۵

جاتا تھا جو گھر سے وہ دل فاطمہ کا چین
یہ پیش قدم جھاڑ کے رکھدیتی تھی نعلین
ہوتے تھے خراماں وہ اگر صحن کے مابین
گرد ان کے پھرتی تھی بصد زینت بصد زین
سجادہ تو تھا صاحب تعلیم کی خاطر
سر آنکھوں کو بچھاتی تھی یہ پیغمبر کی خاطر

۳۶

زہرا پہ جو روشن ہوئی یہ مہر و محبت
پھر ہند کو گود میں بٹھانے لگیں حضرت
پوچھا جو کسی نے سبب شفقت و عزت
فرمایا اسے ہے مرے پیغمبر سے الفت
میں بابا کی امت سے طلبگار وفا ہوں
جو ہے مرے بچوں کا محب اُس پہ فدا ہوں

۵۳۷

القصہ کہ عبداللہ عامر کی رضا سے
احکام پیمبر سے اور الہام خدا سے
تفویض حسینؑ اسکو کیا لطف و عطا سے
پیوند کا سر رشتہ ہوا آل عبا سے
بھائی پہ فدا ہند کو جو پاتی تھی زینب
ہر بات پہ خلعت اسے پہناتی تھی زینب

۵۳۸

ناگاہ چھپا خاک میں خورشید نبوت
پھر حشر ہوا مر گئی خاتون قیامت
خط کوفے سے آیا کہ علیؑ کی ہوئی رحلت
سجدے میں گرا کعبۂ پر نور امامت
سر پیٹتے پرسے کیلئے اہل وطن آئے
بن باپ کے کوفے سے حسینؑ اور حسنؑ آئے

۵۳۹

فارغ جو ہوئے سوگ شہ قلعہ شکن سے
تھا ربط وہی ہند کا سلطان زمن سے
حضرت نے کیا مشورہ خلوت میں حسنؑ سے
شبیرؑ نے رضا عقد کی دی وجہ حسن سے
ہند آ گئی جو یاں عقد شہ جن و بشر میں
بچھی صف ماتم پسرعہ ہند کے گھر میں

۵۴۰

تا شام جو مانند قمر ہند تھی مشہور
تھا دھیان میں اسکے پسر عامر مغرور
بیٹے کی خوشی تھی پسر ہند کو منظور
طالب تھا وہ ناری کہ بیاہی بیٹے سے ہو نور
قلب ولد القلب میں اس جان کا گھر تھا
یہ عقد ہوا حسن کہ عقرب میں قمر تھا

عہ یعنے معاویہ ۱۲

۱۴۱

مروان نے حاکم کو لکھا خفیہ ناگاہ
سنتے ہیں کہ نہیں کسی شخص کا ہے بیاہ
واں جائیگی مہمان عزیزوں سے وہ ذیجاہ
فوج اس نے رواں کی کہ سر جا کے کمیں راہ
جس دم ہو سواری کا گزر راہ گزر میں
داخل یہ کریں ہند کو لا کر مرے گھر میں

۱۴۲

فی الفور پئے نور چلا شام کے ناری
کوچوں میں سر راہ چھپے دشمن باری
لکھا ہے وہاں ہند کی آئی جو سواری
اک دفعہ سواری پہ گری فوج شراری
بولی کہ خبردار جو چھیڑا ادبی کی
میں خادمہ ہوں سبط رسول عربی کی

۱۴۳

کونین کی دولت ہے مجھے خدمت شبیر
مریم سے زیادہ ہے مری بی بی کی توقیر
اللہ نے بھیجی ہے انہیں چادر تطہیر
ہے روح میں انکی برکت نام میں تاثیر
یا فاطمہ کہکر ابھی بولوں جو زمیں پر
پھر عرش زمیں پر ہو زمیں عرش بریں پر

۱۴۴

وہ بولے ادب تو ہمیں خود مد نظر ہے
کچھ یاوری بخت کی بھی تجھکو خبر ہے
مشتاق ترا شام کے حاکم کا پسر ہے
پیغمبر کے گھر فاقہ ہے واں دولت زر ہے
یاں رنج و مصیبت ہے وہاں عیش و خوشی ہے
واں عزت و حشمت ہے یہاں فاقہ کشی ہے

۵۴۵

فریاد کی اُس نے کہ ڈرو قہرِ خدا سے
توبہ کرو توبہ کرو فاسق کی ثنا سے
پیوند مرا ہو چکا ہے آلِ عبا سے
رشتہ ہے محبت کا امامِ دوسرا سے
بتلاؤ تمھیں کون بھلا دُرِّ نجف ہے
وہ ہند کا پوتا ہے یہ زہرا کا خلف ہے

۵۴۶

وہ عار ہے یہ فخر ہے وہ ننگ ہے یہ نام
شیطاں کا وہ وسواس ہے یہ رحمٰن کا الہام
وہ درد ہے یہ تسکین وہ ایذا ہے یہ آرام
وہ دَیر ہے یہ کعبہ ہے وہ کفر ہے یہ اسلام
وہ جہل میں بوجہل یہ دانش میں نبی ہے
وہ گنج میں قاروں تو یہ بخشش میں علی ہے

۵۴۷

وہ نحس نشیں دُونِ نسب سفل کا کمیں ہے
یہ گوشہ نشیں تختِ نبوت کا نگیں ہے
وہ غول ہے یہ خضر ہے وہ شک ہے یہ یقیں ہے
وہ سنگِ زمیں ہے یہ گہرِ عرشِ بریں ہے
زنار ہے وہ گردنِ اربابِ خطا کا
اے صلِّ علیٰ سجدہ ہے خاکِ شفا کا

۵۴۸

یہ بندۂ [illegible] ہے وہ بندۂ زر ہے
وہ نحس ہے یہ نیک وہ عقرب یہ قمر ہے
وہ ناخنِ پا کفر کا یہ دین کا سر ہے
یہ طور کا شعلہ وہ جہنم کا شرر ہے
یہ خیر ہے وہ شر یہ نکوئی وہ بدی ہے
وہ بت ہے بلاشک یہ خلیلِ احدی ہے

۵۵۲

پہونچا تاک مری چھین لو زیور مرا لے لو
اب آنکھوں میں سب خاک ہے بستر مرا لیلو
ساتھ آؤ مرے لوٹ کے سب گھر مرا لیلو
لیجاؤ جدا کرکے یہاں سر مرا لیلو
اللہ کا ڈر ہے نہ پیمبر کا ادب ہے
سادات کی لونڈی پہ یہ کیا قہر و غضب ہے

۵۵۱

جد اسکا ہے بھلا فخر رسولان زمن ہے؟
باپ اسکا ید اللہ شہ قلعہ شکن ہے؟
ماں حضرت خاتون جناں بھائی حسن ہے؟
پوچھو زینب سی بھلا کوئی بہن ہے؟
نخوت ہے اگر ملک پہ اس اہل جفا کو
پہچانیں تو دونوں جہاں ایک گدا کو

۵۵۰

وہ زہر ہلاہل ہے یہ سمجھے آب بقا ہے
وہ ہے مرض الموت یہ تعویذ شفا ہے
وہ رہزن ایماں ہے تو یہ راہ نما ہے
وہ سایۂ آسیب ہے یہ ظل خدا ہے
نے بدر کی نے شمس کی تنویر کو دیکھے
کوئی مری آنکھوں سے تو شبیر کو دیکھے

۵۴۹

وہ نار ہے یہ فردوس وہ زقوم یہ طوبیٰ
وہ زخم ہے یہ مرہم وہ مرض اور یہ مسیحا
وہ سحر ہے یہ اعجاز وہ فرعون یہ موسیٰ
وہ خوف ہے یہ امن وہ یاس اور یہ تمنا
ہاں مصحف معبود کی صحت یہ فقط ہے
وہ حرف غلط لفظ غلط فرد غلط ہے

۵۵۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۷

کہتا ہے یہ راوی ستم حاکم بے پیر
یہ بیتیں عریضوں میں حسن کو کیا تحریر
سمجھائیے تم و آپکے ہیں حضرت شبیر
لکھ بھیجیں طلاق اسکو مناسب نہیں تاخیر
پیغمبر کو جو نامہ دکھا دیتے تھے مولا
اور تم سے تو گردن کو جھکا لیتے تھے مولا

۵۸

القصہ طلاق اسکو دیا شہ نے باکراہ
لکھا ہے یہ تحریر کہ اے حاکم گمراہ
ہم قادر کونین ہیں عاجز نہیں واللہ
اس صبر میں حکمت ہے گر تو نہیں آگاہ
اللہ نے وارث ہمیں حیدر کا کیا ہے
دنیا کو طلاق اس شہ مرداں نے دیا ہے

۵۹

تحصیل شہادت کا ہے بچپن سے ارادا
نافہم یہ سمجھیں سبب قتل مبادا
یہ جان سے تارک ہوا عالم کا تو زادا
درپے ہو دنیا میں رہوں گا نہ زیادا
سایہ بھی رہا کا نہیں اس نور خدا میں
منظور ہے سر دونگا فقط حق کی رضا میں

۶۰

دنیا پہ ہے غش مرتا ہے تو جینے پہ ظالم
کتا ہے کہ مومنوں کے بیٹے پہ ظالم
افعی کی طرح بیٹھا ہے گنجینے پہ ظالم
کل سانپ سا لوٹے گا ترے سینے پہ ظالم
افعی ہے عمل دشمن اولاد علی ہے
افعی کلکم اعدالکم ارشاد نبی ہے

۵۶۱

یہ ظلم اور ابن شہ لولاک کے اوپر
چھڑکا ہے نمک زخم دل چاک کے اوپر
سر تاج حکومت ہے یہ افلاک کے اوپر
یہ آج ترے سر پہ ہے کل خاک کے اوپر
عبرت سے نظر کر یہ مکاں ہے یہ مکیں ہیں
تجھ سے جو زبردست تھے وہ زیر زمیں ہیں

۵۶۲

جمشید صفت دنیوی حق جاہ پہ بھولا
تو صبح قیامت عمل شام پہ بھولا
دوزخ کے عذابوں کو اس آرام پہ بھولا
انجام کو دنیا کے سر انجام پہ بھولا
یکساں نہیں رکھتا ہے فلک دور کسی کا
اب آج ترا حکم ہے کل اور کسی کا

۵۶۳

پیاسا تھا محمد کا یہ عترت کی وجا ہے
تمیز تو کر کون غنی کون گدا ہے
گو قبر میں ہیں سب بندہ یہ حال انکا جدا ہے
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار بجا ہے
جو مر گئے مٹی ہیں جو زندہ ہیں رہینگے
تجھکو بھی یونہی بعد ترے یاد کرینگے

۵۶۴

پتھر نہ لگا دون سے آئینہ پہ ظالم
کل سنگ لحد ہوگا ترے سینے پہ ظالم
نازوں کی طرح پھول نہ گنجینے پہ ظالم
خنداں ہیں لب گور ترے جینے پہ ظالم
ہم عصر ترا مورچوں کا قوت بنیگا
کل تخت رواں تختہ تابوت بنیگا

۲۶۵

[illegible]

۲۶۶

[illegible]

۲۶۷

[illegible]

۲۶۸

[illegible]

۷۶۹

زینب کے تصور میں یہ کہتی تھی وہ ششدر
اتری تھی جو زہرا کیلئے عرش سے چادر
اغلب ہے کہ اوڑھے ہوئے وہی دختر حیدر
فردوس کے یاقوت و زمرد کا ہو زیور
یہ ظلم نہ تھا اسکو کہ لٹ جائے گی زینب
بھائی کا لہو منہ پہ ملے آئے گی زینب

۷۷۰

اسکو تو یہی تذکرہ تھا اور یہی یاد
ناگاہ گیا سوئے حرم بانی بیداد
حاکم ہوا بعد اسکے یزید ستم ایجاد
یہ ظلم کہ بیٹھے ہیں خلیفہ تھا وہ استاد
شبیر کے خلق میں تھا دل اطہر شبیر
رکھتے ہی قدم تخت پہ مانگا سر شبیر

۷۷۱

بولا مری بیعت کا جو فرمائیں وہ اقرار
تو خیر نہیں ملک میں ہیں میرے شہ ابرار
ورنہ ابھی شہ رگ پہ پھرے خنجر خونخوار
پہنچا نہ کہو بوسہ گہ اس کی خبردار
لشکر تو چلا شام سے شبیر وطن سے
عاشور کو مقتل میں چھٹا بھائی بہن سے

۷۷۲

ہر سمت ہوا برسا غم شاہ زمن میں
تاروں سے سوا چھید ہوئے چرخ کہن میں
خورشید پہ غش ہو گیا جا کے گہن میں
اور بجلیاں گر گر کے تڑپنے لگیں بن میں
گل تازہ کھلا قتل شہ تشنہ گلو سے
سبزہ ہوا لالہ کی طرح سرخ لہو سے

۷۳

گُلرنگ در و بام ہوئے دم سے تا شام
پھر شام کا عالم اُسے سمجھا شفقِ شام
لکھا ہے کہ اُس وقت یہاں سیّدِ خوش انجام
سجادے پہ مشغولِ عبادت تھے لبِ بام
ناگاہ مصلّے اُسے گلگوں نظر آیا
ملبوس جو پہنے تھی وہ پُرخوں نظر آیا

۷۴

تعویذ و تردد میں نماز اُس نے ادا کی
تسبیح پڑھی اور نگینوں پہ ثنا کی
پھر ہاتھ اُٹھا کر پئے مولا جو دعا کی
ہاتھوں پہ بھی بوندیں گریں بارانِ عزا کی
آلودۂ خوں اُس کی ہتھیلی نظر آئی
یہ سانس چڑھی غم سے کہ نبض اُتر آئی

۷۵

کوٹھے کے تلے آتے ہی عالم کو بلایا
آیا جو شقی اُس کو لباس اپنا دکھایا
ہر خون کا قطرہ اُسے اُنگلی سے بتایا
گھبرا کے کہا قہرِ خدا بندوں پہ آیا
محشر ہے بپا نالۂ جنات و ملک سے
دنیا میں برستا ہے لہو آج فلک سے

۷۶

سنتی ہوں کہیں ہے ترے [illegible] کی چڑھائی
کہہ صاف کہ منظور ہے کس گھر کی صفائی
یہ تب سے کوئی تازہ خبر تو نہیں آئی
ہم اُس کی نشانی تو نہیں تو نے مٹائی
اِس معرکے میں تیرا خزانہ ہوا خالی
ہلتی ہے زمیں کس سے زمانہ ہوا خالی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۸۱

نعرہ کیا اُس نے کہ بڑا ہے تو فسادی
کیا اُس کا مرا رتبہ میں تو بڑی ہوں آزادی
ہاں طعن ہے یہ اُنکے پیمبر سے ہوئی شادی
میں عاصی و خاطی ہوں وہ کونین کی ہادی
حق نے کیا اُمت میں رسولِ عربی کی
ہم سب کلمہ گو ہیں وہ بیٹی ہیں نبی کی

۵۸۲

مجھکو انہیں باتوں سے تری آتا ہے وسوس
جادو ہے تو ظالم تجھے زہرا کا نہیں پاس
بھیجوں کسے یثرب کو نہیں کوئی مرے پاس
پیغمبری ہو ختم خدا رکھے مری آس
بیکا ہوا بال اُنکا تو میں بھی نہ جیونگی
یاں بیٹھنا کیسا نہ گھر کا پانی پیونگی

۵۸۳

بیٹے نے جو ان باتوں سے وہ اور پکارا
ہم نے نہیں مارا تو پیمبر کو مارا
کس کا ہمیں ڈر کیا کوئی حاکم ہے ہمارا
منہ پھیر کے وہ بولی کہ خاموش خدارا
دنیا کے لئے آلِ عبا کو بھی تو بھولا
بیٹوں کو تو بھولا تھا خدا کو بھی تو بھولا

۵۸۴

سنکر یہ سخن اوٹھ گیا وہ ہو کے پشیماں
اُس دن سے مشوش ہی رہی ہمدمِ خوش بیاں
اک صبح اُٹھی خواب سے حیران پریشاں
واحسرت و دردا کہا اور پھاڑا گریباں
گھبرا کے خواصوں نے کہا خیر ہے بی بی
حال آپکا اس وقت بہت غیر ہے بی بی

۵۸۵

پوچھا کوئی بندی تو نہیں شام میں آئی
دیکھا ہے عجب خواب وہ ہاں ہے دوہائی
یاں ہم و غم آئے ہیں سر کرکے لڑائی
اور جمع ہے اک قافلے کے گرد خدائی
آنسو مژۂ تر سے محاسن پہ بہے ہیں
اُس قافلے کے آگے نبی پیٹ رہے ہیں

۵۸۶

زنجیر ہے پہنے مرا عابد بسا خوں زادا
ساتھ اُس کے امیر عرب آئے ہیں پیادا
جب دھوپ سے لب سوکھتے ہیں اُن کے زیادا
کہتے ہیں کہ قربان تری پیاس پہ دادا
اک بی بی کے سر کھلنے سے بے حال کھڑے ہیں
گویا کہ مری فاطمہ کے بال کھلے ہیں

۵۸۷

کی عرض کنیزوں نے مفصل نہیں معلوم
پر شہر میں ہے جشن چراغاں کی بڑی دھوم
سنتی ہوں کہ دنیا سے سدھارا کوئی مظلوم
ناگاہ بجا طبل ورود سپہ شوم
دل ہل گئے جنبش میں زمین و فلک آئے
سر ننگے بی بی فاطمہ ناکے تلک آئے

۵۸۸

حالات ہوں کس طرح رقم تشنہ کاموں کے
زر کبھی کی زری پوش تھے اور زین بھی زر کے
ہاتھوں میں چمکتے ہوئے پھل تیغ و تبر کے
تھے تیغیں نہیں جوہر بنے ہیں ظفر کے
گو زہر کو انھیں مچھلیوں نے خشک کیا ہے
نہروں کا انھیں مچھلیوں نے خون پیا ہے

۸۹

تھا پشت پہ سب لوٹ کا اسباب برابر
بقچوں پہ تھی چادریں صندوقوں پہ بستر
یاں توسنِ اکبرؑ وہاں گہوارۂ اصغرؑ
اونٹوں پہ حرم نیزوں کی نوکوں پہ کٹے سر
غل تھا وہ اثاثہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کا
یہ سیدوں کے سر ہیں یہ کنبہ ہے نبیؑ کا

نسخہ - بوسیدہ ردائیں کہیں لوٹا ہوا بستر

۹۰

اس واقعے سے شہریوں نے غم بھی کیا کی
بولے کہ نبیؑ زادیاں محتاج ردا کی
توبہ کلمہ گویوں نے یہ انتہا جفا کی
گویا کہ یہ عترت نہیں محبوبِ خدا کی
نے حلم و مروت نہ حیا ہے نہ ادب ہے
بے پردہ کیا پردہ نشینوں کو غضب ہے

۹۱

نزدیک رہا جبکہ در حاکم گمراہ
باندھے گئے رسی سے غزالانِ حرم آہ
موجود تھی اک خادمۂ ہند سرِ راہ
دوڑی وہ خبر لینے کیا ہند کو آگاہ
دیکھے ہیں کہ ہر کوچہ و بازار میں قیدی
کوٹھے پہ چلو آتے ہیں دربار میں قیدی

۹۲

کوٹھے پہ تو وہ چڑھ نہ سکی حال تھا تغیر
آہستہ چلی جانب در ششدر و دلگیر
ساتھ آنکھ ہوئی حاکم خونخوار کی ہمشیر
پہنے ہوئے بھائی کی طرح خلعت توقیر
تھا مقنع زرخام سے بہتر کے سر پر
کپڑا تھا نہ پیغمبر کی ہمشیر کے سر پر

۹۹۳

وو کیساں لب سے آمرے بن کرتی ہیں بیاں و دیاں قدرداں

اور زیر و زبر ہے پاندوں ہے چھوڑ کے آ جلیں

ور یار کا لب سب حال ہوا آفتاب اسے اڑ دیں

اگر ہو بات کا لطیف تو ہوا گیا کہ آرن

چلا دیا بات کے مرتبے سوں عرب کی

ویسی بات سے بیتا فوا ای لب کی

۹۹۴

ہر اٹکی کا مرکم مرن بسن ہے نعمت

بات بار کہا انسان تو تیرا دین بیت

بو بھر اسے باقی ہے انعت لب سب کی بیت

دو کہا بات کہ لب سے نبی تو اسے تیرا

ہیں کس جیتے آگے لب سب تیری ہو

لیکن او نو اسے بھلا لب ہے انقضیر ہو

۹۹۵

فو سو مجھ وو دینی بھیا کے کہاں

ہاتی ہاتیں ہر بات سے کہاں آنکہاں

دین سے بھلا بکس مرکے آ بیتا کہاں

دی کلیں وفا کلمہ سے بیتا آ مر کے

مرنا ہے چند فتنہ ایام ہر نہ پی

ہم ہر کسی کو یاد اوٹی آ نبی یا

۹۹۶

اے بن کھلا وشتی ولاں وحشت طلائی

ہم سو ہم بنتی ہیں سے کی حو ہو ہر سانی

اس انسان سو کہ ہوا جلیں سے کچھ یہ لطف آمی

پیچھو ہے تو ہیں بیتی سے لب کی ہے ہو اکا کی

کسی سے کہا آنکہ کی انسان ہو کر کہ بھر آ

ہمیں یاں ہیں آنکی چاہے آسکی جائے اکو

۹۹۷

لرزے امرا کانپ گیا حاکم خود سر
پردے سے یہ نکلی وہ ہوا جامے سے باہر
درباریوں کو حکم دیا تخت سے اُٹھ کر
ہاں ڈھانپ لو رومالوں سے چہرے کو پسر
رسوا ہوا اقلیم میں اب نام ہمارا
ناموس نکل آیا سر عام ہمارا

۹۹۸

بانوئے حزیں سہم کے عابدؑ کو پکاری
منہ پھیر لو تم بھی یہاں ہندؔ کی ہے واری
زینبؑ پہ عجب قہر کا غصہ ہوا طاری
چلائی اب انصاف ترے ہاتھ ہے باری
بنتِ شہ مرداں ہوں ستمگر سے ڈرونگی
اس وقت تو قاتل تجھے مجمع میں کرونگی

۹۹۹

کہہ ہند کے آنے پہ کیا حال سبھی کا
پر تجھکو نہیں پاس امم دین کسی کا
لا دہیان میں اندوہ رسولؐ عربی کا
عاشور سے اب وہ میں کنبہ ہے نبی کا
اغلب ہے کہ ہند آئے تو دربار میں آئے
ہم مارے سے شام کے بازار میں آئے

۱۰۰۰

بے پردگی ہند سے اتنا تو ہے مضطر
سر کھلنے سے بانوؑ کے تڑپتے ہیں پیمبرؐ
محتاج ردا پھرتی ہوں جس دن سے میں در در
اماں مری جنت میں نہیں اور کہیں چادر
چلاتا ہے تو ہند کی صورت کو نہ دیکھو
فرماتے ہیں حیدرؑ مری عترت کو نہ دیکھو

بند ۱۰۱

شمر آ کے محل میں گیا وہ ظالم مکار
واں لگے پیٹنے اِدھر اُدھر کے حقدار
سر شہ کا رہا طشت میں اور عترت اطہار
یکایک وہ غم ہوئی سامنے سے ہند نمودار
زینب نے سنا یہ سر شاہ زمن کو
ہند آتی ہے بھیا کہیں لیجاؤ بہن کو

بند ۱۰۲

خلعت جو اُسے دو کوئی بھیا اُنہیں بھائی
پھر منھ کے دکھانے نہیں ہم آئیں بھائی
بچا اس سے کہ کس طرح سے گھر آؤں میں بھائی
کہہ دو کہ زمیں شق ہو سما جاؤں میں بھائی
یوں دیکھیں کوئی اے مرے صابر نہیں پڑتا
تم مر گئے زینب پہ فلک گر نہیں پڑتا

بند ۱۰۳

یہ نوحہ تھا کہ ہند قریب آ گئی ناگاہ
دیکھا کبھی زینب کو کبھی سوئے سر شاہ
پہلو میں تڑپ کر یہ پکارا دل آگاہ
یہ بنت ید اللہ ہے وہ ابن ید اللہ
سر ننگے ہے یہ صاحب معراج کا کنبہ
یا ہے یہ کسی بیکس و محتاج کا کنبہ

بند ۱۰۴

پھر جوڑ کے ہاتھوں کو یہ بولی وہ خوش خصال
کیوں اے شہزادیو تم سب ہو بے حال
لونڈی ہے کوئی ساتھ کہ پوچھوں گی کچھ احوال
رو کر کہا زینب نے کہ اے صاحب اقبال
مقدور کہاں لونڈیوں کا ہم غربا ہیں
بد تر ہیں کنیزوں سے فقیروں سے سوا ہیں

بند ۱۰۵

زینبؑ پہ نظر فضہ نے کی سر کو اٹھا کے
زینبؑ نے اسے منع کیا آنکھ دکھا کے
خود ہند سے فرمانے لگی سر کو جھکا کے
محتاج ہوئے تھے کبھی سادات یہاں آ کے
کچھ خیر ہے بی بی تجھے لے نام خدا کا
شاہد ہے خدا کنبہ ہے شاہ شہدا کا

بند ۱۰۶

حیرت سے وہ چلائی کہ شاہ شہدا کون
یہ نام سنا آج شہ کرب و بلا کون
کچھ سوچ کے پوچھا کہ یہ فاطمہؑ کا کون
میں واری گئی آپ کی ہیں حضرتؑ کا کون
بیٹی کوئی زہراؑ کی ہے ایسی کہ بہو ہے
بالکل کسی بی بی میں مری بی بی کی بو ہے

بند ۱۰۷

صاحب ابھی ہوش اتنا ہے مجھ بے سروپا کو
بھولی ہوں نہ زینبؑ کو نہیں حرمؑ شاہ کو
پہچانتی ہوں دختر حیدرؑ کی صدا کو
رکھ سکتا ہے پردے میں کوئی نور خدا کو
لونڈی ہے اور نمک خوار انھیں کی
صورت یہ انھیں کی ہے یہ گفتار انھیں کی

بند ۱۰۸

زہراؑ کا گھرانا مجھے کیا بھول گیا ہے
فرش ان کا بچھانا مجھے کیا بھول گیا ہے
رومال ہلانا مجھے کیا بھول گیا ہے
نعلین اٹھانا مجھے کیا بھول گیا ہے
زہراؑ کی طرح خاص قدیر ازلی ہو
سو میں کہوں لاکھوں میں تمہیں بنت علیؑ ہو

نسخہ تسلیم کو جانا مجھے کیا بھول گیا ہے ۱۲

۱۱۰۹

زینبؑ نے فغاں کی کہ یہ اصرار غضب ہے
تو یہی زینبؑ کا لحاظ اور ادب ہے
سیدانی کے لائق یہ قلق ہے یہ تعب ہے
زینبؑ اگر آئے یہاں یہ قدرت رب ہے
کیا اس کے وہ قابل ہے کہ دربار میں آئے
سر کھولے ہوئے شام کے بازار میں آئے

۱۱۱۰

زینبؑ ہے وہ زینبؑ کہ تو ہے جس کی نمک خوار
زینبؑ ہے وہ زینبؑ کہ بڑی جس کی ہے سرکار
اکبر سا پسر قاسمؑ و عباسؑ جلودار
زینبؑ وہ ہے جو مسند زہراؑ کی ہے مختار
میں پیاری ہوں بھائی کا یہ کہنے لگی زینبؑ
یہ کہتے ہی منھ پھیر کے رونے لگی زینبؑ

نسخہ۔ یہ کہہ کے نہ بولا گیا رونے لگی زینبؑ ۱۲

۱۱۱۱

اُس دم سر شہ طشت میں تڑپا کئی باری
آنکھوں سے لہو منھ سے یہ کلمہ ہوا جاری
لے ہند یہی خواہر بیکس ہے ہماری
بڑھ کر وہ پکاری میں اس آواز کے واری
ہاں ہے یہ سر فاطمۂ زہراؑ کا یہ سر ہے
لونڈی کو نہ تھا علم کہ آقا کا یہ سر ہے

۱۱۱۲

حیران تھی میں کون شہ کرب و بلا ہے
اب سمجھی لقب یہ مری سید کو ملا ہے
ہے ہے مرے مولا تو ہی شاہ شہدا ہے
مذبوح قفا ہے تو ہی مسلوب ردا ہے
آداب پیمبر نہ کیا ہائے شقی نے
اس طشت کے خاطر تجھے پالا تھا نبی نے

۱۱۱۳

ایوبؑ ترے صبر و شکیبائی کے صدقے
یوسفؑ تری زیبائی و رعنائی کے صدقے
عیسیٰؑ ہیں ترے عیسیٰ کی مسیحائی کے صدقے
یحییٰؑ تری مظلومی و تنہائی کے صدقے
لونڈی تری اعجاز نمائی کے تصدق
کونین تری وعدہ وفائی کے تصدق

۱۱۱۴

حضرت مرے گھر قتل کے میدان سے آئے
سر ننگے حرم کوفہ کے زندان سے آئے
کیسا تھا جو چھوڑا ویسے ہی سامان سے آئے
اے صادق الاقرار بڑی شان سے آئے
یثرب میں چڑھے دوش رسولِ دوجہاں پر
اس شہر کے کوچوں میں پھرے نوکِ سناں پر

۱۱۱۵

آقا کو شکر کو کہاں چھوڑ کے آئے
قاسمؑ کو نہ لائے علی اکبرؑ کو نہ لائے
عباسؑ کے رخسار منور نہ دکھائے
اصغرؑ نہیں لونڈی کے تنبھے میں جھلائے
آواز یہ دی ام نے کہ تنہا نہیں ہم ہیں
سب پیاروں کے سر نیزوں کی نوکوں پہ علم ہیں
بیت

رباعی

مہدیؑ کو امامِ حق نما کہتے ہیں
چھپتا نہیں حق لوگ بجا کہتے ہیں
غیبت میں ہے یوں صدق امامت جیسے
بے دیکھے خدا کو سب خدا کہتے ہیں

رُباعی

اعجاز امامؑ انس و جن روشن ہے
ہر دم ہیں جواں یہ حال سن روشن ہے
مہدیؑ ہیں نہاں نور ہدایت ہے عیاں
خورشید تو بدلی میں ہے دن روشن ہے

رُباعی

احسان ہیں چاردہ کے انس و جن پر
واجب ہے ولا ان کی ہر اک مومن پر
ہیں اول و آخر دو محمدؐ ان میں
ختم ان پہ نبوت ہے امامتؑ ان پر

رُباعی

کیوں حب ید اللہؑ میں نہ قیوم ملے
چودہ طبق اس نام سے محکوم ملے
دس یا کے ہیں اور دال ید اللہؑ کے چار
اللہ کے ساتھ چودہ معصومؑ ملے

رُباعی

اربع کتب خالق غفار آئے
چودہ کے گواہ تسبیح چار آئے
تا ہوں عدد چاردہ معصومؑ تمام
الحمد کے سات آئے دوبار آئے

منبر نشین انجمن شاہ دیں [illegible] ہوں میں
[illegible] ساکن عرش بریں ہوں میں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۲
پوچھو [illegible] ہے
[illegible] جلال ہے [illegible]
مجلس حسین ابن علیہ السلام ہے
[illegible] عرش [illegible] اہتمام ہے
حاجت یہاں [illegible] دعا مستجاب ہے
[illegible] جناب [illegible] ہے

۴۳
محبوب [illegible] ہیں یہاں [illegible] دین
[illegible] خدمت [illegible] دین
جنت [illegible] امیدوار دین
[illegible] بہار دین
[illegible] ہیں
باغ جناں [illegible] آئے ہیں

۴۴
واجب [illegible] بہشت [illegible] حسین
[illegible] احباب [illegible] حسین
[illegible] مسکن [illegible] حسین
جنت [illegible] حسین
[illegible] پناہ ہیں [illegible] پناہ ہیں
[illegible] ہیں

۵۵

ہر فرد کو خدا نے دیا خمسۂ حواس
تا حق پنجتن کے شناسا ہوں حق شناس
ناموں پہ انکے پانچ نمازوں کا ہے اساس
جنکو کہ انکا پاس ہے وہ ہیں خدا کے پاس
پانچ انگلیوں سے ہم نے چنا ایک بات کو
بس پنجتن کے سامنے پھیلاؤ ہات کو

۵۶

گویا زبان داور ارض و سما یہ ہیں
مظہر نما ہیں ان کے عجب حق نما یہ ہیں
دست خدا و چہرۂ رب العلا یہ ہیں
پردے ہیں گوش و چشم جناب خدا یہ ہیں
رستے پہ پنجتن کے جو نظروں میں تل گئے
معنی حواس خمسۂ قدرت کے کھل گئے

۵۷

ایک ایک تن جو رتبہ میں یکتا ہیں پنجتن سب
سو لفظ پنجتن میں بھی ہیں پانچ حرف سب
پنج سورہ چار کتابوں میں منتخب
ہیں پانچ اصول دیں میں پے روز و شب
روشن ہے جس سے خانہ وہ نور انکی جبیں میں ہے
انکی ثنا رباعی اربع کتب میں ہے

۵۸

دیکھو حواس خمسہ ہوئے ان کے ہم عدد
عالم میں ہے یہ پنجتنی ہونے کی سند
کی ہفتہ کی یہ اختر تقدیر نے مدد
یعنی کہ چار شنبہ و دوشنبہ تھا نحس و بد
چھوڑا بدوں کو نیکوں کا وارفتہ ہو گیا
وو کم ہوئے تو پنجتنی ہفتہ ہو گیا

۹

اول تو پنجتن ہیں سردار انبیا
محبوب حق شفیع امم شاہ اتقیا
اور بعد ان کے شیر خدا شاہ اوصیا
پھر فاطمہ حسین و حسن نور کبریا
محبوب ذوالجلال پیمبر ہمارے ہیں
یہ چار تن خدا و پیمبر کے پیارے ہیں

۱۰

اب نظم میں حدیث کا ہے ترجمہ شروع
مسجد میں آفتاب نبوت کا تھا طلوع
رخ سوئے اہل بزم تو دل سوئے حق رجوع
ناگہ نبی نے سجدے کے پانچ کئے رکوع
سر پانچ بار خم شہ لولاک نے کیا
گویا کہ سجدہ پنجتن پاک نے کیا

۱۱

سب نے طلب یہ گوہر راز نہاں کیا
یوں لعل لب رسول نے گوہر فشاں کیا
جبریل وحی لائے مجھے شادماں کیا
حق نے انا احب علیا بیاں کیا
یعنی عزیز رکھتا ہوں زوج بتول کو
میں غیر جانتا نہیں دشمن رسول کو

۱۲

اول اسی نوید پہ سر میں نے خم کیا
پھر اوٹھے اوٹھے تو وہ پیمبر نے کیا
اب آپ سے خطاب یہ کرتا ہے کبریا
زہرا کے بھی محب ہیں ہم اے فخر انبیا
رشتے سے آپ ہی کے یہ شفقت ہماری ہے
داماد بھی عزیز ہے بیٹی بھی پیاری ہے

۱۳

شکریہ وحی سجدۂ ثانی کیا ادا
سر کا تھا سر کہ پھر ہوئی پرواز کی صدا
روح الامیںؑ پکارے کہ روحی لک الفدا
لو آپکے حسنؑ پہ بھی ہے شیفتہ خدا
خصلت حسنؑ کی نیک ہی حق نے کرم کیا
وجہ حسن سے میں نے سر سجدہ خم کیا

۱۴

لیکن ادھر تو سجدے سے فارغ جبیں ہوئی
اور یاں پھر آکے مدد روح الامیںؑ ہوئی
نازل حسینؑ کیلئے وحی مبیں ہوئی
نظارہ گر عطائے جہاں آفریں ہوئی
نام حسینؑ لیکے جو مصروف درود تھے
روح الامیںؑ کی آنکھوں سے آنسو رود تھے

۱۵

آخر کہا کہ جان لو برتر حسینؑ کو
رکھتا ہے دوست خالق اکبر حسینؑ کو
مطلوبیت میں فوق ہے سب پر حسینؑ کو
دو گز کفن نہ ہوگا میسر حسینؑ کو
یہ فخر حیدرؑ و نبیؐ و فاطمہؑ کو ہوا
اس پر خدا کے پیار کا بھی خاتمہ ہوا

۱۶

سجدہ میں ہو چکی تھی بار میں تھا اپنا سر جھکائے
ناگاہ جبرئیلؑ اسی پاؤں پھر کے آئے
خوش ہو کے میں نے پوچھا کہ اب کیا نوید لائے
بولے کہا ہے رب نے بڑے چارہ ساز نے
جو انکو دوست رکھتے ہیں ہم انکے دوست ہیں
جو دوستوں کے دوست ہیں ہم انکے دوست ہیں

۱۷
وہ شیعو اپنے تھا سے نفاذ آخر کو ایک مقام
نہ نمازِ دین کی ولا ہوا اپنا صبح و شام
صوم و صلوٰۃ آپکی محبت سے والسلام
یہ اس و ولا سے اپنی بیاں عمل سے نام
احباب بد سے ہیں ارفاک سے
ہیں یہ اورد پنجتن پاک سے ہوئے

۱۸
ہم تو ہیں بیاں سے آلِ عباؑ کے جو فدائی ہیں
آلِ عباؑ کے شیعہ زہیں ہیں یہ بنیاں ہیں
آقا فدا کے دوست ہیں آقا کے بیلائی ہیں
فردوس کے نہ ہیں بھی شہر کے کمال ہیں
سب بیشہ جینے ہیں ان سے کیوں افنیا
جینا جو دوستوں کا شہدوں کا فدا دو

۱۹
صد شکر حق سے شیعۂ آلِ عباؑ ہیں
دی حبِ پنجتنؑ ہمیں سب کچھ عطا کیا
سکھا دیا کہ امت ہے محبت ادا کیا
سیکھا پنجتنؑ کا حق محبت سے ادا کیا
زہرا ہو مصطفیٰؐ کا حسینؑ و حسنؑ کا ہو
آئے وہ ہم بیاں دو لیلائے پنجتنؑ کا ہو

۲۰
کیوں منصفو وقت تھا اولادِ رسولؐ کا
دل ٹکڑے اہلبیتؑ کا بیٹی بتولؑ کا
جو کچھ کیا سب حسنؑ اور دل ملول کا
کملا گیا چمن بہار میں زہراؑ کے پھول کا
آئے وہ دن کہ غیبت نبیؐ سے
نہ جدا ہوا کسی کا یہ الفت علیؑ سے

۵۲۱

بالاتفاق لکھتے ہیں یہ عالمان دیں
پانی اور آگ منع کسی کے لئے نہیں
حیرت ہے کس طریق پہ تھے آہ یہ لعیں
سید کو پیاسا قتل کیا نہر کے قریں
پانی دیا نہ ہائے شہ تشنہ کام کو
اور آگ دی تو مسند خیر الانام کو

۵۲۲

حلق حسینؑ و برش خنجر حذر حذر
بزم عدو میں سید و آل پیمبر حذر حذر
سو نیزے اور حسینؑ کا اک سر حذر حذر
بازار شام و عترت حیدرؑ حذر حذر
ہنستے تھے آہ رونے پہ بنت بتولؑ کے
یارب یہ کلمہ گو تھے جناب رسولؐ کے

۵۲۳

حاشا یہ امت شہ لولاکؐ ہیں نہیں
یہ کلمہ گو نہ صاحب قبلہ نہ اہل دیں
سید پہ ہاتھ اوٹھائے مسلمان کا نہیں
سید بھی وہ کہ قبلۂ سادات و مومنیں
جسکا لہو لہو تھا رسولؐ انام کا
ناحق بہایا خاک پہ خوں اس امامؑ کا

۵۲۴

کس کلمہ گو نے چھینے ہیں سیدانی کے گہر
کافر بھی ہاتھ رکھتے ہیں یاں اپنے کان پر
بنت امامؑ ظلم مسلماں سے نوحہ گر
پیغمبرؐ خدا کی نواسی برہنہ سر
کہتے ہیں کفر اسکو کہ ایمان کہتے ہیں
کافر ہیں وہ جو انکو مسلمان کہتے ہیں

۲۵

صد حیف کچھ رعایت قول خدا نہ کی
الفت کا مرتبہ تو بڑا ہے حیا نہ کی
بوسے ہیں نذر آلِ عباؑ کی ردا نہ کی
ان کے ستم سے بیوؤں نے رسمِ عزا نہ کی
نے فاتحہ نہ سوگ نہ تربت حسینؑ کی
شیعوں کے دل سے پوچھئے غربت حسینؑ کی

۲٦

یہ شیعہ اس زمانے میں پیدا ہوئے نہ تھے
ناکام رہ گئے نہ دیں کے نہ کام آئے
پیر پیٹتے ہیں اب کہ نہ مقتل میں سر کٹے
پشت و پناہِ خلق کے برسے نہ سر کٹے
عابدؑ کی تپ کے دھیان میں دل ان کے جلتے ہیں
باقرؑ کے ہاتھ بندھنے پہ سب ہاتھ ملتے ہیں

۲۷

اس عہد میں جو شیعہ عالی وقار تھے
راہِ حسینؑ میں دل و جاں سے نثار تھے
بعضے گھروں میں بیٹھ رہے سوگوار تھے
بعضے نکل کے مستعدِ کارزار تھے
ہر گھر میں ماتمِ شہِ دیں کا عروج تھا
ہر شہر و دہ سے حیدریوں کا خروج تھا

۲۸

لکھا ہے روزِ قتل کی جب دھوپ ڈھل چکی
تلوار بوسہ گاہِ پیمبرؐ پہ چل چکی
کنبہ نبیؐ کا لٹ چکا مسند بھی جل چکی
اور بال کھولے قبر سے زہراؑ نکل چکی
نے گھر نہ در نہ پردہ نہ زیور نہ زر رہا
پھرنے کو کنبہ فاطمہؑ کا ننگے سر رہا

٢٣٩

بیڑی پہنے جو حسین کا بیمار زندان سے چلے
عابد بیکس ہو کے ساتھ اسیروں کے سامان سے چلے
سکینہ بالی شام کو سوئے زندان سے چلے
وارث حسین سینے پہ کبھی ساتھ ارمان سے چلے
فریاد حق ہے پھوپھی کا سر ننگے زہرا حسین
بازو بندھا تھا بی بی کا سر ننگے حسین

٢٤٠

پیارا ہمارا ننھا ہمارا کا بدن سے گیا
بولا اکبر کہ بھائی بیٹی کو تیر سے گیا
اکبر کیوں مرا دو ران ان ما اما اٹھا گیا
اکبر ہوں تیرا پیارا کوئی سینا کیوں لگا گیا
زینب تیرا ہی عزیز بن لب پا دا اٹھا گیا
اس سر پہ جادو چادر نہ لحظہ کیا گیا

٢٤١

پھر سنا دل کیا یہ عمر ترے شکوہ کرام
اس سر پہ بیٹی روح جو ترے نبی کا تمام
والی اہلبیت حسین کا عدو اب ہوں ترا ملک تمام
اور وہ دربار ہی حسین زنداں سلطان شاہ غلام
زینب سے حسین زندان و دربار بھی
بھائی کی بے سر ہے یہ باندھ بن بیٹی سر

٢٤٢

بولی سکینہ پھوپھی سے ذرا سر پہ کھڑا ہے
زندان کی طرف آج یہ سرتے کو ہوا ہے
بچی کوئی بابا کی جان کی صورت کو کیا ہے
کاٹا گیا سر بابا کا آگیا زندہ کا یہ
سر حسین کا وہ کہاں نازنین
زسا ہو حرم کو قطرہ بھی نہ نازنین

۳۳

اک بے ادب نے نیزے کو فوراً جھکا دیا
سر شاہ کا لگن سے انی پر اٹھا لیا
دیدے کا خون گو گرد نصب بدون کیا
جو دل حرم کا ہل گیا اور عرش بھر گیا
قرآن رکھ کے نیزے پہ جب سر لے چلا
در در پھرانے کو سر شبیر لے چلا

۳۴

سر بیٹھی یہ رہ گئی وہ سر رواں ہوا
خورشید حشر نیزے کے اوپر رواں ہوا
ہر جائے پیشوائی کو محشر رواں ہوا
حیرت سے چرخ پیر پہ اختر رواں ہوا
اک دھوم زیر قبۂ عرش بریں اٹھی
تعظیم سر کو یک قدم آدم زمیں اٹھی

۳۵

تھے سر کے راست و چپ ملک و حور نوحہ گر
پھر فرق سے تھے پشت پہ جنات نوحہ گر
میکال و جبرئیل جلو میں کشادہ پر
بڑھ بڑھ کے سنتے تھے ندا ادھر اُدھر
تسلیم کو اٹھے سر عالی وقار کی
آئی سواری دوش نبی کے سوار کی

۳۶

نیزے پہ ہے جلوس ہمارے امامؑ کا
آتا ہے سر حسین علیہ السلام کا
سمجھو نہ فرق دل ہے یہ خیر الانامؐ کا
یہ سر ہے تاجدار خواص و عوام کا
عیسیٰؑ کو یہ وقار ملا نے ذبیح کو
معراج نیزے پہ ہوئی فخر مسیحؑ کو

۳۳۶

اس مہر جلوہ گر کا جو رخسارہ ہو گیا
آئینہ کا دل آئینہ کا پارہ ہو گیا
وصف اس کا لب سے اور ہی انگارہ ہو گیا
مردم نگاہ کا جو ترا نظارہ ہو گیا
اختر سیارہ ہو گیا
بینائی کا ستارہ ہو گیا
عینک لگا کے اس کو نظارہ ہو گیا
جو سمجھا جسے جہاں
پڑھنا ہمارا شعر سے صفحہ پہ سیپارہ ہو گیا

۳۳۸

ناموں کی کہکشاں ہے صبح کی جلوہ گری ہوتی
اس کے آگے بھی ہوتی
منصفی ہے ہوا کہ جس کی کبھی ہمسری ہوتی
تابان نظر انوار اور اوہر ادھر ہوتی
آنکھوں کے مکان میں ہر طرف ہوتی
سرو بنا ہے جلوہ گہر جنا بھی
رشتہ کی لاگ کے پانی بہار آنا بھی

۳۳۹

نہ ان کی زلف کا دل کو ہے بند
کون ہے کہیں
بیتاب ہے جس کو درد سے
کیا حسن ہے
مرے نفس سے یہ کہا کہ
صبح ہو کہ دل
اسی کے کوچہ میں
بس جی کے دل کی نظر نہ
پھر کیا ہوا

۳۴۰

کہنے سے ان کے بار
حسن جمال بادشاہ اور کہو دین
سلطان الدین حسن
جب ملا سامنے ہر
کاہے کو ملنے یا ان کے بیان کیا یاد
کہو جلال بیان کیا جلال کی آن کی

۹۴۱

ابرو کے آگے طاق زبرجد خفیف ہے
یاں آیتِ ہلال حدیثِ ضعیف ہے
رُخ سے مثال دیتے ہیں قرآں شریف سے
چاہِ ذقن کی چاہ میں کوثر لطیف ہے
اس چاہ سے بقا خضرِ نیک ذات کی
خضر اک طرف حیات ہے آبِ حیات کی

۹۴۲

ہے تم عارض و لب و دنداں سے آب و تاب
لالے کا رنگ غنچے کی بو دُر کی آب و تاب
ہے گرد میں وہ نکہتِ زلفِ سمن جناب
نافہ میں مشک گرد ہے اور شیشہ میں گلاب
اک شب نماز زلف کے پیچھے جو پڑھ گئی
دن کیا ہزار ماہ شبِ قدر بڑھ گئی

۹۴۳

بینی سے روشنی کا بلندی پہ ہے ظہور
فانوسِ عرشِ پاک کی ہے شمع اسکا نور
قائل تھے اسکی رفعت و طلعت کے وہ حضور
عیسیٰؑ نے اوج پایا تو موسیٰؑ نے شمعِ طور
رشتے پر آب و تاب جو بینی کا اوج ہے
گویا بلند نور کے چشمے سے موج ہے

۹۴۴

حاجب کی طرح ابروئے زیبا نظر جو آئیں
پھر کیوں رواقِ عرش نہ ہم چشم کو بنائیں
دربانِ درِ حسینؑ کا جو آپکو بتائیں
ابرو کی طرح آنکھوں پہ مردم انھیں بٹھائیں
مردم سیاہ پوش جو بہرِ امام ہوں
پتلی کی طرح چشمِ علیؑ میں مقام ہوں

۵۲۵

نزدیک چشم راست ہے یوں بینی امام
عین علی سے وصل ہو جیسے علی کا لام
معکوس حرف یا کا ہے ابروئے مشک فام
لکھا ہے کلک صنع نے زیبا علی کا نام
صورت علی کے نام پہ کیا زیب زین ہے
کاتب خدا ہے لوح جمال حسین ہے

۵۲۶

چشم دوم سے بینی و ابرو میں یاں بہم
اس رُخ پہ حرف قم ہیں یوں جیسے یکقلم
طغرا نویس کن فیکوں پر نثار ہم
یاں عین و لام و یا کے اس شان سے رقم
چہرے پہ راس و چپ و دو علی آشکار ہیں
حیدر نگاہ بان یمین و یسار ہیں

۵۲۷

گویا یہ خشک لب ہے ہلال مہ صیام
مومن پہ جسکی دید سے آب و غذا حرام
ہے سید یہ تشنہ کام ہوا قتل تشنہ کام
دلوا دو اسکا فاتحہ پانی کا بھر کے جام
جاری ہے ختم مرنے پہ سوکھی زبان کی
ہے یہ دعا کہ خیر ہو یارب جہان کی

۵۲۸

اپنے نطق میں تاروں کے بھر کر در خوشاب
لایا قمر نثار سر ابن بوتراب
کھولے ہوئے کرن سے پر و بال آفتاب
پروانہ وار پھرتا تھا گرد سر جناب
سر شعلہ ریزہ شمع تھا سوز پتنگ تھا
فانوس گنبد فلک سبز رنگ تھا

۷۴۹

اک مومنہ یہ کہتی ہے بین سے نجو کی نظر
اک بی بی پیٹتی ہوئی پھرتی ہے گرد سر
نوحہ یہ تھا کہ اے مرے سید مرے پدر
کس سے کہے جا کے کوکھ جلی ہاں تری خبر
واں بیٹھوں کربلا میں کہ یاں اُن قید میں
سر تیرا شام میں ہے بدن قتل گاہ میں

۷۵۰

لے جاتے تھے جدھر سر شاہ انام کو
دیوار و بام جھکتے تھے سر کے سلام کو
روشن کیا تھا سر نے یہ اقلیم شام کو
حاجت نہ تھی چراغ جلانے کی شام کو
فکر چراغ و شمع سے سب کو فراغ تھا
زہرا کے اک چراغ سے گھر گھر چراغ تھا

۷۵۱

غل تھا یہ کس شہید کا جلوہ نما ہے سر
فرفر زباں سے مصحف حق پڑھ رہا ہے سر
یکسر جہاں میں کاشف سر خدا ہے سر
وہ قرب حق ملا کہ بدن سے جدا ہے سر
صاحب کو اس کے کشتۂ شمشیر کیوں کیا
ایسے سر بزرگ کو تشہیر کیوں کیا

۷۵۲

سب سے ملازمان یزیدی نے یہ کہا
بیعت نہ کی خلیفہ کی اس نے یہی خطا
قبلہ کو مڑ کے شاہ کے سر نے دی ندا
یارو برب کعبہ گنہ کچھ نہیں مرا
کونین میں عزیز ہوں ان میں حقیر ہوں
میں نائب رسول خدا کا وزیر ہوں

۵۵۲
رکھا ہے نام آپ کا نانا نے حسینؑ
بیٹا ہوں ان کا اور حسنؑ مجتبیٰ حسینؑ
بیٹا ہوں شیر حق کا غضنفر ہے جو حیدرؑ کا نور عین
بیٹا ہوں نور دیدۂ زہراؑ النساؑ حسینؑ
عیدوں بلبل گلشن فاتح کا لقب و الاکرام امام ع
بجز زینؑ اماں ہوں ع ہم یاد ہوں اماں ہوں

۵۵۳
رانوں کا بوسہ سر پہ ہم آنکھوں پہ دولت ہے
اترے جو گھوڑے سے صفتی بین بندہ ہے
احسان کر اب اتنا اب زینبؑ الٰہی ہم
دروازہ پر بلا کے زینبؑ اماں ع
آتی ہے اس اماں ع نینب سے
کھلواد ایمان کوئی سیکھے

۵۵۴
روتی تھی قوم کیسے بیان ہم امام ع
زندان میں حرم ہیں دیا تھا سب کو اماں ہم
حیدرؑ کو اور رسول کو کیا جانا کہ ہم
اے کربلا میں سلطان الٰہی کو یاران ہم
اٹھارہ برس زندگی وادی کربلا میں
بارہ میں امام ہوں ساری زمین

۵۵۵
بشریٰ کو جو بازار اترا امام ع
اور سر پہ زین سحر کے الفت ادا امام
کنگھی یہ بین شیبیان سلف کو حسن جو کام
سنکر یہ شب گزشت سر شناہ آتش کلام
آنکھوں کی بیتاب ہلکو بگن بولے ہائے
بادل گرجتے بن سکا بکا ہائے

۴۵۴

ہاں دل غم حسین سے ہے درد و الم یہاں ہے
ہے زندہ تنا غم صبر و تحمل ہی لب آہے
دریا سے انتقام بلا ظلم ہیں آئے
شبیر کا تھا آرام سے بیچ قید ظہر آئے
بیچ سلاسل کے جب بیتاب جہاں ناصر ہے
بیزار دل بلند ہوئے الم طوفاں فغاں ہے

۴۵۵

سب فنا ہوں گے ناری ترا و فیض یعنی
بین کفن بیچو ٹین و بیتاب ہیں آئے
بیڑی قضا و فنرہ فنا ہے ایک ہیں آئے
آہ ز و کمند و حلقہ طوق و رسن آئے
بعض علیہ السلام کو قضا کو قصد آئے
بعضوں کا غم و زاری ان کے بیداد کئے

۴۵۶

صغریٰ کی سے اب وطن میں نوٹے کو وطن چلا
کبریٰ کیا سے باہر قبر کفن ساتھ جلا
سب آہ سے تھا جدا و بید بیتاب سے ہمیں جیا
بیدر ہر جس سے آئیں سے سیہ پر و ہی سے
ظلماں ہیں تب آہ سے سمر آئے ہیں
ہر سال آہ بانو سے بیقرار ہیں

۴۵۷

اکبر شبیہ رسول حسین کی کمان عمر کو ٹوٹی ہے
بادار اسعد رکھا کے کیا تھی قرآن بھی ستم سے
زوجہ بیٹی کسیر الکبری ستم سے وہ ہیں
لاشے بیت تمام سے ملتے ہوا ارض نجف
قبریں بیٹی کے ملتی سے بھول اضطرار ہیں
بیشک بیٹے ریت میں سر اور ارض

۶۱

بولی وہ خوش عقیدہ خوشا حال مرحبا
میں نے بھی تم بخشا ابھی جا شتاب جا
تنہا ہے قصد یا کوئی ساتھی بھی ہے ترا
اُس نے کہا کہ ہاں مدد شاہ لافتا
داماں پنجتنؑ کا ہے اور میرے ہاتھ ہیں
آئی ندا علیؑ کی کہ ہم تیرے ساتھ ہیں

۶۲

گھر سے چلا وہ شوق کو تنہا وہ با خدا
توفیق زاد راہ ہوئی شوق رہنما
رزقِ لطیف گلشنِ فردوس کی ہوا
اور آبلے کے پڑے ہیں کو تبر زیر پا
زانو و سر کو پیٹتا تھا ہر مقام میں
یعنی برہنہ پا گئے سجادؑ شام میں

۶۳

القصہ گھر سے خاک اڑاتا ہوا چلا
غم فاطمہؑ حسینؑ کا کھاتا ہوا چلا
داغ جگر چراغ دکھاتا ہوا چلا
خضر آگے آگے راہ بتاتا ہوا چلا
جنت کی راہ کھل گئی فضلِ خدا ہوا
مشکل تھی حل رفیق جو بخت رسا ہوا

۶۴

یوسفؑ کی طرح غرق تھا دل سر کی چاہ میں
پہونچا جو شام میں تو سُنا غل یہ راہ میں
لاشہ تو بے کفن ہے ابھی قتل گاہ میں
سر یوسفِ علیؑ کا مقید ہے چاہ میں
ہر روز سر نے معجزہ نو عیاں کیا
حاکم نے چاہ میں سرِ انور نہاں کیا

۹۶۵

رویا یہ شیعہ دیدۂ حسرت سے زار زار
ناگاہ قلب کو ہوا الہام کردگار
حرؔ الگیا یزید کا قرب اسے اختیار
جس طرح باغ دہر میں گل ہمنشین خار
اک نور تھا یہ انجمن اہل نار میں
جس طرح ایک دانہ جنت انار میں

۹۶۶

خدمت یہ کی یزید کی جو مدعا ملا
پتھر سے لال کفر سے دین خدا ملا
دریتیم شاہ نجف کا پتا ملا
یعنی خضر کو چشمۂ آب بقا ملا
پہلے روشن تھا جو کنواں سر شاہ شہید سے
یہ اسکا پاسباں ہوا حکم یزید سے

۹۶۷

پر وہ کنواں ظہور عجائب سے تھا چین
برپا تھا گرد چاہ کے ہر وقت شور و شین
گاہے کنوئیں میں سنتا تھا اک بی بی کے بین
ہے ہے شہید فاطمہؑ یوسف لقا حسینؑ
پیاسے کی قتل گاہ کہیں ہائے گھر کہیں
کنبہ کہیں ہے لاش کہیں اور سر کہیں

۹۶۸

وارد بہشت سے ترے زوار آئے ہیں
دیکھو پیمبران خوش اطوار آئے ہیں
پیاسے کے نانا احمد مختارؐ آئے ہیں
قربان جاؤں حیدر کرارؑ آئے ہیں
پھرتی ہے دربدر تری ماں اور روتی ہے
دیکھوں بنائے مقبرہ کس روز ہوتی ہے

۷۶۹

ہاتھ اس نے دھو کے آبرو و جاں سے یک بیک
اس چاہ سے نکالا سر شاہ نیک ذات
بے آبرو زمیں ہیں تو آپ چشمۂ حیات
اور آبرو سے ہر دو جہاں آئی اس کے ہاتھ
نکلا جو سر بتول کے یوسف کا چاہ سے
یوسف کی روح گرد پھری لاکھ چاہ سے

۷۷۰

نکلی دہن سے تیغ کے نکہت گلاب کی
یا چاہ مشرقی سے کرن آفتاب کی
یا نافۂ بہشت سے بو مشک ناب کی
یا آب و تاب دُرج سے لعل خوش آب کی
ذرے نے قعر سے کہا ماہی نگاہ سے
شمع نبی عیاں ہوئی فانوس چاہ سے

۷۷۱

یوں فرق شاہ چاہ سے نکلا بہ حسن و جاہ
جیسے دہن سے کلمۂ حق آنکھ سے نگاہ
قعر زمیں سے گنج شب سے سپیدہ گہن سے ماہ
ظلمت سے خضر غار سے پیغمبر الٰہ
پستی کی سیر کر کے سکندر عیاں ہوئے
بیر الالم سے ساقی کوثر عیاں ہوئے

۷۷۲

سوئے نجف وہ شام سے پچھلے پہر چلا
زنداں کی طرف یہ ندا دے کے سر چلا
لو اے سکینہ جان تمہارا پدر چلا
لو زینب الوداع علی کا پسر چلا
لو عابد السلام خدا حافظ آپ کا
اب روز حشر دیکھیو دیدار باپ کا

۷۳

گذری جو یہ خبر حاکمِ شامی کو صبح گاہ
فوج اُس نے بھیجی چار طرف رزمگاہ کو راہ
بخشی خدا نے شیعہ کو خاصیتِ نگاہ
اُنکو نہ دیکھا اک نے یہ دیکھا کیا سپاہ
تن سر بہ نگاہ جو اُس خستہ تن کا تھا
یہ عین معجزہ سرِ شاہِ زمن کا تھا

۷۴

پنہاں رہا یہ خضر کی صورت نگاہ سے
مثلِ نصیبِ شمر پھری فوج راہ سے
یہ روز و شب زیادہ چلا ہمرہاں سے
باراں بہ برق ساتھ لئے اشک و آہ سے
اک ہاتھ دل پہ ایک میں تھا سر حسینؑ کا
اور گرد شور فاطمہ زہرا کے بین کا

۷۵

اک شب کو رفتہ رفتہ وہاں پہنچا یہ جواں
اُتری ہوئی تھی اک زنِ نصرانیہ جہاں
صحرا میں اُسکے خیمے سو دو سو ان فنا کناں عیاں
خاتونِ قوم اہلِ دل و فخرِ خانداں
دل میں محبِ پنجتن سے جو صاف آفتاب تھا
خورشید بانو اسکا جہاں میں خطاب تھا

۷۶

چالیس لونڈیاں لئے خدمت کیواسطے
نکلی تھی مال لیکے تجارت کیواسطے
تقدیر لائی سر کی زیارت کیواسطے
ہادی یہی آن پہونچا ہدایت کیواسطے
اُس شب مگر وہ رنج تھا اُس نیکذات کو
زینب پہ جو قلق تھا شہادت کی رات کو

[illegible]

سمجھ لے ستگرو تیرو دل سے فاضر کیا طعام
رو دال اکو ملی بھلی کال الا منٹی اکو جاپ
بیدا سکو فرطارن کے کھانا ہو احرام
لقمہ دار کھاتے رکھ بالا ورنہ سے کیا کلام
ننانا بیدا سیال الا گئی سے اسکی الا بھی باندہ کو
آرتی بدلہ اسکے سری بگانے لواستے کو

[illegible]

بانہ بنکل سکے ایک سنہ سے بنی فرض سے
دیکھا ہمنی کو بتا ہے اس کا تنی عقل
رو دال ربیا لیے سکے کو تشنی ودہ بادہ
ابن سنے کا لو ادر دیکھ کے امر اسکا لاالجبر
آبہ سبھی فکیل ہو اور بنتی کھانا زبان بد
بیکھا بدلے ان سے ہاتھ بدن آسمان بد

[illegible]

بانہ اس سکے تنہا سے جلائیے ہے سری
لے ملی بابا کے بھی سے آئے ورا اقی انتقار
سب لو ہد لول لو کی کا دو دو کی بتنہ
دیکھا تو اور سکے ارنی کے صاحب اجر
جیرال تہیں سب سے سکے نہیں تیا سکیا ادر والو
بیا ادا بنی بیدا سکی سو بنی بدان کرلہ

[illegible]

اسکی لو دال کا مرار لو مجبہ اتنے بنی لوی
ادنٹا سے سکیا بے دو یا ست سکو دہ سمع
اسکی لو بنی طعیبہ سمع فرقہ تشکلو اقرار
مانی بادہ فاص لو افرطہ اکھو لے
اسکی بنگا لو قرن اتنی سے اسری کابا بنی
ہوئی ہے بدہ جوال بانہ سنبلا کی بادنی

۵۸۱

اک نے کہا نجف میں ہے قبر بو تراب
جاتا ہے واں چراغ جلانے کو آفتاب
حیرت سے کوئی بولی کہ اللہ رے آب و تاب
یہ نور بے مثال ہے یہ نور لاجواب
اک نے کہا کہ چاند حضور اسکے داغ ہے
یہ والدی ہو نہ ہو گر شب چراغ ہے

۵۸۲

اک نے کہا کہ ہوگا سکندر یہ نیک ذات
یا آئینہ لگا ہے سکندر کا اسکے ہات
بیساختہ زباں سے کسی نے کہی یہ بات
اک جا ہوئی ہے جمع تجلی کائنات
اپنی جگہ چراغ ستاروں کے جلتے ہیں
اس روشنی میں اہل زمیں راہ چلتے ہیں

۵۸۳

خورشید بانو نے اُسے گھر آ کے دی صدا
لے جا نہ تو لے بہر خدا میرے پاس آ
آیا جو وہ تو پوچھا کہ رومال میں ہے کیا
مومن پکارا گوہر نایاب و بے بہا
بولی وہ بات کہہ کہ ذرا آ کے دیکھ لیں
اتنا بڑا گہر نہیں دیکھا جہان میں

۵۸۴

موتی ہے یا کچھ اور ہے بولے بندہ خدا
میں نے خریدا میں نے لیا مول تو بتا
رونے لگا وہ کانپ کے اور بولا کیا کہا
ہے یہ کہ اسکا مول کوئی دے سکیگا کیا
اللہ و رسول کو پہچانتا ہوں میں
قرآں سے زیادہ اسے جانتا ہوں میں

۵۸۵

ہدیہ ہے اسکا باغ جناں دے سکیگی تو
روح الامیں کی صدقے ہو جاں دے سکیگی تو
بیعانہ ہے زمین و زماں دے سکیگی تو
قیمت میں کم ہیں دونوں جہاں دے سکیگی تو
یاقوت ہفت درج و دُرِ صد صدف ہے یہ
مخصوص بہر ہدیہ شاہ نجف ہے یہ

۵۸۶

یہ سنکے اور شوق بڑھا پھر کیا سوال
العفو میں نہ جانتی تھی اس گہر کا حال
پر اسکے شوق دید میں اب صبر ہے محال
یہ لونڈیاں یہ خیمہ یہ سارا متاع و مال
سب مجھ سے اس گہر کی تو یہ رونمائی اب
بس تیرے ہاتھ ہو مری عقدہ کشائی اب

۵۸۷

بولا محب مجھے نہیں پروائے مال ہے
اس دُر کی آبرو کی کمی کا خیال ہے
چل تو نجف میں شوق جو اسکا کمال ہے
واں اسکی دید سہل ہے اور یاں محال ہے
جاؤں گا جس گھڑی یہ گہر نذر دینے کو
حیدر کے ہاتھ قبر سے نکلیں گے لینے کو

۵۸۸

وہ بولی اشتیاق کا دلپر وفور ہے
آنکھوں سے میں چلوں گی نجف گو کہ دور ہے
پر شب کی شب قیام ترا یاں ضرور ہے
اس نے کہا قبول یہ اے ذی شعور ہے
نصرانیہ کا بخت جو بیدار ہو گیا
اک گوشے میں اتر کے وہ دیندار سو گیا

۹۲

آخر گری وہ خیمے میں غش کھا کے وہ یتیم
آیا جو ہوش تو نہ یہاں پہ چلائیں بیٹھ کر
کیوں وارے یتیم تو ہے تڑپتا ہے کیوں جگر
بی بی نے سول بھی لے اور بیچ بھی گھر
پھر اس گھر کے آنے سے دل اداس ہے
بی بی کو آج نیند سے جھونکے بہت سے ہیں

۹۱

گہ باہر آتی تھی کبھی خیمے میں جاتی تھی
لیکن نہ درد دل سے کہیں چین پاتی تھی
گہ کونا کونا ڈھونڈھ کے سب کو سناتی تھی
لے دو گر رونے کی ابھی آواز آتی تھی
پھر ہم بھی سنتی ہو جو یہاں دھوم ہوتی ہے
گویا کہ میرے خیمے میں سب خلق روتی ہے

۹۰

سوتی کی یاد دل میں فراموش شد جہاں
بیخود و حواس باختہ انگشت در دہاں
مشغول خواب شیر شبیہ پیمبر تھا جہاں
پہنچا یا جذب دل نے اسے واں کشاں کشاں
وہ سو رہا تھا سینے پہ سوتی دم ہوئے
یہ چپ کھڑی تھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے

۸۹

سمجھا کے دل کو یہ گئی بستر پہ سونے کو
پہلو ذرہ کاٹے لیا آنکھوں پہ رونے کو
طوفان اشک چشموں سے نکلا ڈبونے کو
سوز جگر نے آگ لگا دی بچھونے کو
اغلب تھا قصر چار عناصر خراب ہو
وہ خیمہ تمام اشک کے اندر حباب ہو

۹۳

وہ بولی آہ کیا کروں صدمہ ہے جان پر
طاری ہوا جو غش ابھی اس ناتوان پر
عیسیٰ کو دیکھا بیٹھے ہیں آسمان پر
شال عزا کے لگے ہیں ہے نوحہ زبان پر
مجرا جو میں نے جھک کے کیا اضطراب سے
عیسیٰ نے منہ پھرا لیا قہر و عتاب سے

۹۴

غصے سے بولے آہ تجھے کچھ خبر نہیں
ننگے سر ہے نبی ترا تو ننگے سر نہیں
جن و ملک کو غم ہے مگر تو باخبر نہیں
سردار زادے کی مرے تجھ کو خبر نہیں
ہے سوگ کی یہ فکر نہ ماتم کا دھیان ہے
شاہ شہید آج ترا میہمان ہے

۹۵

وہ کہتی تھی کہ دیکھتی کیا ہے وہ نوحہ گر
بستر پہ وہ جوان تو سوتا ہے بے خبر
اور خود بخود بلند ہے اک نعرۂ وہ گہر
کہتا ہے یہ نجف کی طرف کو پکار کر
آیا ہوں دور سے کہ زیارت حصول ہو
یا مرتضیٰ علی مرا حج قبول ہو

۹۶

پھر سینے پر محب کے گھر نے کیا قرار
خورشید بانو کو نہ رہا دل پہ اختیار
اک خادمہ کو دیکھ پکاری وہ دل فگار
مریم کا واسطہ نہ کر اب دیر زینہار
سو کر جو یہ اٹھے گا خطا بخشوا دونگی
ہے آگہہ کہ وقت پھر ایسا نہ پاؤنگی

۹۹۷

آہستہ اک کنیز ادھر سے گئی ادھر
رومال لاکے رکھ دیا بی بی کے ہاتھ پر
کھولی گرہ تو دیکھا نہ ہے لال نے گہر
خوں میں کسی شہید کا ڈوبا ہوا ہے سر
زخمی جبیں سے نور شرافت چمکتا ہے
تازہ لہو گلے کی رگوں سے ٹپکتا ہے

۹۹۸

پوچھتے ہی دل پہ وفور تعب ہوا
رو کر کہا دوہائی دوہائی غضب ہوا
ہے ہے شہید کون یہ مقبول رب ہوا
عیسیٰ نے جو کہا تھا سو ظاہر وہ اب ہوا
مظلومیت کی چہرۂ انور پہ شان ہے
قربان ہو گئی یہ مرا میہمان ہے

۹۹۹

کرتے ہیں اسکے سوگ میں عیسیٰ جیب چاک
لا دو چھری کروں میں کلیجے کو اپنے چاک
مجھکو ملا دو خاک میں منہ پر لگا کے خاک
عیسیٰ سے روز حشر کہوں گی میں دردناک
کھولا نہ پیاسے سر سے پشیمان ہو گئی
سر وار دے پہ ترے قربان ہو گئی

۱۰۰۰

کس گھر کا ہے چراغ یہ ہے ہے بجھا ہوا
پرنور جس کے جلوے سے خیمہ مرا ہوا
مذبوح کس زمین پہ یہ بے خطا ہوا
نازل نہ کیوں زمانے پہ قہر خدا ہوا
ڈرتی ہوں کہ مومنوں کے نبی کا پسر نہ ہو
ہے ہے محمد عربی کا پسر نہ ہو

۱۰۱

کیوں صبا جو بتا دیہ دُر ہے کہ لالا ہے
موتی سفید ہوتا ہے یہ خوں میں لالا ہے
اور لعل میں یہ وزن و بزرگی کمال ہے
سر سے کیا خطاب عجب تیرا حال ہے
نے لعل ہے نہ تو گہر آبدار ہے
سب بندگیاں تو قدرت پروردگار ہے

۱۰۲

مہمان میرے کہہ تری دعوت میں کیا کروں
سینے سے دل نکال کے تجھ پر فدا کروں
ہو جائیں آنکھیں کور ریا ناک بجا کروں
مختصر بپا ہوں ترا ماتم بپا کروں
کس روز فاتحہ دوں میں تجھے پیار اتا کا
لے سر تا شہ دن مجھے اپنی وفات کا

۱۰۳

فارغ ہوا اس فغاں سے ہوئی تو جگر کباب
پھر طشت میں گلاب سے دھویا سر جناب
اور سر کے دھونے میں جو گرا طشت سے گلاب
اُس سے زمین تھوڑی سی لیپی بآب و تاب
کہتی تھی ہائے کیا کروں قدرت نہیں مجھے
درکار اب ہے مسند عرش بریں مجھے

۱۰۴

سجادہ زیر چوب پھر آراستہ کیا
سر اوس پہ خاطر کے نمازی کا رکھ دیا
اور سر کے گرد لونڈیوں کو جمع کر لیا
قدموں پہ اُن کے گر کے کہا ہم کہ مر گیا
یوں ماتم اپنی بی بی کے مہماں کا کیجیو
ہاں جب تلک کہ دم ہے تم غم نہ لیجیو

بند ۱۰۵

کی عرض لونڈیوں نے گریبان کر کے چاک
ہم رو کے اس شہید کو عقبیٰ کریں گے پاک
پر اسکا نام کیا ہے کہ سارے ہوئے ہلاک
کیا کہہ کے اس غریب کے غم میں اڑائیں خاک
مادر کو اسکی جانتے ہیں ہم نہ باپ کو
عیسیٰؑ نے کچھ بتایا تھا نام اسکا آپکو

بند ۱۰۶

جھجک کے وہ پکاری نہیں وا مصیبتا
سنتے نہیں سنے نام پوچھا نہ عیسیٰؑ نے تو لیا
پہ نام ہے یگانہ نام ہیں کچھ مرا
خیر النساء کی جائی ہوں میں آفت کی مبتلا
رتبہ میں انبیاء سلف سے زیادہ ہے
یہ حضرت مسیحؑ کا سردار زادہ ہے

بند ۱۰۷

مڑ مڑ کے تشنہ کے سر کو لگیں دیکھنے وہ سب
پوچھے بتا دے معجزے سے نام اور نسب
زہرا کے شیر خوار نے یوں کھولے خشک لب
میں ہوں حسینؑ ابن علیؑ سید عرب
سردار انبیاؑ کے نواسے کا سر ہوں میں
اور کربلا کی نہر کے پیاسے کا سر ہوں میں

بند ۱۰۸

بابا مرا ولی خدا ہے خدا گواہ
مادر ہے میری فاطمہؑ محبوبۂ الہ
پایا ہے جسکی عفت نے مریمؑ کا عز و جاہ
مولد مسیحؑ پاک کا ہے میری قتل گاہ
فرزند شیر افگن و از در شگاف ہوں
ہیں افتخار ہاشمؑ و عبد منافؑ ہوں

بند ۱۰۹

دو بھائی ہم ہیں خاصۂ یزداں حسنؑ حسینؑ
جن و ملک کے قبلۂ ایماں حسنؑ حسینؑ
شمع و چراغ روضۂ رضواں حسنؑ حسینؑ
فرقان حق میں لؤلؤ و مرجاں حسنؑ حسینؑ
پر تو ابر ہیں در بے مثال ہیں
مرجاں کا رنگ سرخ ہے ہم خوں میں لال ہیں

بند ۱۱۰

ہیں راکب براق کے کاندھوں کا ہوں سوار
سینے پہ میرے ریش پہ چڑھا تھا شہ بر شعار
زہراؑ کو تن پہ گرد کا پڑنا تھا ناگوار
اعدا نے لاش پہ میری دوڑائے راہوار
کھولے علیؑ نے عقدے سد مشرقین کے
امت نے باندھے نیزے سے گیسو حسینؑ کے

بند ۱۱۱

رو دیگا جو رویگا تمہیں رب مشرقین
واللہ سچ ہے پسند خدا کو یہ شور و شین
کلمہ پڑھو تو ضامن فردوس ہے حسینؑ
سچ نے کہا بتا ہمیں زہراؑ کے نور عین
کامل سر حسینؑ نے ایمان کر دیا
کلمہ پڑھا کے سبکو مسلمان کر دیا

بند ۱۱۲

اک بار پھر کے گرد سر شاہ مشرقین
پھیلا کے ہاتھ سب نے کیا ماتم حسینؑ
ہنگامہ تھا غضب کا قیامت کا شور و شین
گہ آہ گاہ ہے نالہ گہے نوحہ گاہ بین
امت میں عید قتل شہ مشرقین تھی
نصرانیہ کے گھر میں عزائے حسینؑ تھی

۱۱۱۳

امام روتے ہیں ہوا اُن سبکو گماں
کوئی پکاری ہاے علی اکبر جواں
اک بولی ہاے اصغر تشنہ بے زباں
اک نے فغاں کی ہاے علمدار خستہ جاں
اک بولی ہاے قاسم گلگوں کفن مرے
مقتول بیگناہ غریب الوطن مرے

۱۱۱۴

دل کو یہ ماتم تھا شہدا ایں مزہ ہا
سینوں کا پوست سینہ زنوں نے کیا جدا
شق ہوگئے استخواں سے لہو پاؤں تک بہا
اللہ رے جوش غم کہ یہ اک اک نے دی صدا
ماتم سے سینہ شق ہو مگر دل نہ سیر ہو
سینے کے گرد کلیجوں کا ڈھیر ہو

۱۱۱۵

لکھا ہے جبکہ پاؤں کو رعشہ ہوا کمال
پھر سب نے چوب خیمہ سے باندھے سر کے بال
تا وقت بیٹھنے میں نہ گرنے کا ہو خیال
بالوں کے باندھنے میں نہ زینب کی تھی مجال
کہتی تھیں سب یہ ہائے یتیم الانام ہم
امت نے باندھیں رسن سے زنان امام کی

۱۱۱۶

برپا فغاں و آہ سے پھر غلغلے ہوئے
ماتم میں سب کے ہاتھ برابر تلے ہوئے
گیسو بندھے تھے چوب سے اور سر کھلے ہوئے
اشکوں سے مثل شمع سراپا گلے ہوئے
غم صدا یہ دیتی ہے ہر دل ملول کو
احسان مند مجھکو کیا اور بتول کو

۱۱۷

اس زور شور سے کیا ماتم حسین کا
ساتوں طبق زمین کے تھرّائے زیر پا
آواز بند ہوگئی اور دم الٹ گیا
آخر گریں وہ کہتی ہوئی وا محمّدا
دل پہ جگر پہ جان پہ صدمے سوا ہوئے
گیسو جمیل کنیزوں کے سر سے جدا ہوئے

۱۱۸

فوارہ سا رواں ہوئی ہر سو خون کی دھار
گیسو کہ جو نذر غم شاہ تاجدار
سامان تعزیت ہیں یہ رسم یادگار
دسویں کو تعزیے جو اٹھاتے ہیں سوگوار
چالیس گیسوؤں کے نشاں ساتھ ہوتے ہیں
سب حق شناس انکی محبت پہ روتے ہیں

۱۱۹

حوروں کو اس گھڑی یہ ہوا عرش سے خطاب
ہاں خاصگان حق کی خبر جا کے لو شتاب
احسان ایک ایک کا ہم پہ ہے بے حساب
چھڑکو ہمارے چشمۂ رحمت کا ان پہ آب
انکو خبر ملیگی بہت شور و شین کی
یہ خاص لونڈیاں ہیں ہمارے حسین کی

۱۲۰

حوران خلد آئیں کیے سر برہنہ پا
چھڑکا زلال چشمۂ افضال کبریا
اتنے میں چونک اٹھا وہ محب شہ ہدا
ماتم زدوں نے اس سے کہا سارا ماجرا
ہاتھوں پہ لیکے وہ سر انور رواں ہوا
پیچھے یہ کارواں بھی کھلے سر رواں ہوا

١٢١

خورشید بانو اُس کے برابر تھی ننگے سر
منہ پر لگائے خاک کنیزیں اُدھر اِدھر
ناگہہ قریب وقت نجف کے ہوا گذر
دیکھا کہ راستہ میں ہیں دو شخص نوحہ گر
زیر نقاب دونوں کے رخسار پاک ہیں
اُلٹے کفن گلوؤں میں ہیں پر جیب چاک ہیں

١٢٢

پھیلا کے ہاتھ ایک بزرگ حزیں نے بڑھا
مشتاق فرق انور مظلوم کربلا
ہٹ کر ادب سے شیعہ نے کی عرض التجا
آگاہ میرے جد سے ہے رب ذو العلا
میں ہوں امین امانت خیر الانام کا
حیدرؑ ہی کو میں دونگا سر اپنے امام کا

١٢٣

وہ بولے سب حسینؑ پہ تیرے نثار ہیں
بھائی اسی شہید کے ہم سوگوار ہیں
پہلو میں مرتضیٰؑ کے ہمارے مزار ہیں
میں نوحؑ ہوں یہ آدمؑ عالی وقار ہیں
چل جلد لیکے سر تو شہ مشرقین کا
غش ہو گیا ہے قبر میں بابا حسینؑ کا

١٢٤

تربت میں اب تڑپتے ہیں یوں پیر کردگار
جو قبر سے نکل پڑے ہم ہوکے بیقرار
یہ سنکے کانپنے لگا حیدرؑ کا دوستدار
تا مرقد علیؑ نہ لیا دم بھی زینہار
چلایا جا کے قبر پہ وہ یاور حسینؑ
شاہ نجف اٹھو کہ میں لایا سر حسینؑ

نسخہ اِصلاح بعض مومنین گریبان چاک ہیں

۱۲۵

یہ کہنا تھا کہ فرقِ پُرنور شق ہوا
سر تا گلا تا بناف عیاں تیرِ حق ہوا
پھیلائے ہاتھ یوں کہ عجب کو قلق ہوا
رو کر کہا کہ مجھ سے ادا میرا حق ہوا
اب آنکھیں بند کرے جو یہاں پاس ہے
زہراؑ بھی بال کھولے ہوئے میرے پاس ہے

۱۲۶

بھائی ہیں تیرے ہاتھ سے یوں کم حسینؑ
اور آؤ مجھ سے لگی یہ سر مادرِ حسینؑ
آنکھوں کو بند کر کے گرا یاورِ حسینؑ
اور لے لیا علیؑ نے سرِ اطہرِ حسینؑ
محسنؑ کی لاش دے کے علیؑ کو عزا رہیں
زہراؑ نے لے لیا سر پُرخوں کنار میں

۱۲۷

چلائی آئے فاتحہ خوانِ بتولؑ آئے
بیجان ہو کے راحتِ جانِ رسولؐ آئے
مظلوم آئے بے وطن و دل ملول آئے
کہلا کے کربلا سے یہاں میرے پھول آئے
زینبؑ کو میری ساتھ تم کیوں نہ لائے حسینؑ
گھر سے کدھر گئے تھے کدھر آئے اے حسینؑ

۱۲۸

لٹ کر سفر سے یوں کوئی سلطاں پھرا نہیں
نوبت نہیں سپاہ نہیں اقربا نہیں
سب اک طرف بدن نہیں او دست و پا نہیں
سر پر بھی ہائے تاجِ رسولِ خداؐ نہیں
مجرائی تیرے مر گئے اولاد چھٹ گئی
لے میرے بادشہ تری سرکار لٹ گئی

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible] نظم و بیان [illegible]
[illegible] اور قصہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]
[illegible] مشکل ہے
[illegible]
[illegible]

[illegible]

اس جلد کے جملہ حقوق بنام [illegible] لکھنؤ محفوظ ہیں [illegible]